شرح الصدور

تالیف

حضرت علامہ جلال الدین السیوطی الشافعی علیہ

تألیف

حضرت علامہ جلال الدین السیوطی الشافعی علیہ الرحمۃ

ترجمہ اردو

ابو صالح حضرت علامہ مولانا **محمد فیض احمد اویسی** دامت برکاتہم العالیہ

ناشر:

شبیر برادرز

۴۰ - بی۔ اردو بازار، لاہور فون: ۶۲۳۶۰۰۶

کتاب ———— لمعۃ النور ترجمہ شرح الصدور

تصنیف ———— حضرت علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم ———— ابو صالح مولانا محمد فیض احمد اویسی شیخ الحدیث والتفسیر دامت برکاتہم العالیہ

کمپوزنگ ———— **ورڈ میکرز** ۳۲۔ بیڈن روڈ لاہور

تاریخ اشاعت ———— ۲۰ ربیع النور ۱۴۲۰ھ

———— بمطابق ۵ جولائی ۱۹۹۹ء

ناشر ———— **شبیر برادرز** لاہور

قیمت ———— 130 روپے

۹۲/۸۶ے

فہرست شرح الصدور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ - اما بعد

حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کی شہرۂ آفاق شخصیت ہیں۔ جن کے علوم و فنون کے فیضان کا احاطہ ممکن نہیں۔ آپ کی تصانیف کی برکات صدیوں کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ عاشقان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں آپ کا نام نہایت احترام سے لیا جاتا ہے۔ بارگاہ رحمۃ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قبولیت کا شرف محبوبیت کی حد تک پہنچ چکا ہے۔ آپ کئی بار چشم سر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے بہرہ مند ہوئے۔ یوں تو آپ کی ہر کتاب کو اہل علم و عمل نے حرز جاں بنایا مگر شرح الصدور تو واقعی کاشف اسرار نہانی ہے۔ مجھے اس کے ترجمہ کی فرمائش عزیز القدر جناب ملک شبیر حسین نے بڑی محبت و عقیدت سے کی۔ گو اس کتاب کے کئی تراجم پہلے ہی مارکیٹ میں پائے جاتے ہیں۔

تاہم موجودہ دور کے تقاضے کے پیش نظر محترم ملک شبیر حسین کی تمنا کو خوط رکھنا از حد ضروری سمجھا چنانچہ اس ترجمہ کے لئے یوں بھی ایک سبیل پیدا ہوئی۔ جب فقیر ۲۲ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ ۱۱ اگست ۱۹۹۸ء کو دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عازم سفر ہوا تو اس کتاب مستطاب شرح الصدور کے ترجمہ کو قلمبند کرنا شروع کر دیا۔

الحمد للہ علی منہ وکرمہ تعالیٰ۔ اس سفر مقدس میں نہ صرف ترجمہ مکمل ہوا بلکہ نہایت مفید ترین حواشی سے اس کتاب کی قدر و منزلت میں اضافہ بھی ہوا۔ زیادہ تر اس کے مضامین مدینہ طیبہ میں ہی معرض تحریر میں آئے اور اسی شہر مقدس میں یہ ترجمہ شرح و بسط سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس کی طباعت و اشاعت کے جملہ حقوق میں نے محترم جناب ملک شبیر حسین کو تفویض کر دیئے ہیں۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے قبولیت کے شرف سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

ابو صالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

۸ ستمبر ۱۹۹۸ء بروز شنبہ

حالات مصنف

اسم عبد الرحمن بن الکمال ابو بکر بن شیخ ہمام الدین الخضری الاسیوطی ہے۔ اسیوط ایک گاؤں کا نام ہے۔

ولادت

آپ قاہرہ میں یکم رجب ۸۴۹ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے آپ یتیم ہو گئے۔

تعلیم

سب سے پہلے آپ نے قرآن مجید حفظ کیا اور اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال سے کم تھی اور اسی وقت سے آپ نے تصانیف کا آغاز فرمایا سب سے پہلی آپ کی تصنیف "شرح استعاذہ و تسمیہ" ہے۔

علوم کی تحصیل کے لیے آپ نے شام' حجاز' ہندوستان اور مغربی ممالک کا سفر اختیار فرمایا۔ خود فرماتے ہیں کہ مجھے سات علوم میں خصوصیت سے تبحر علمی نصیب ہوا ہے۔ 1-تفسیر 2-حدیث 3-فقہ 4-نحو 6 معانی 6-بدیع (بیان) میں نے ان علوم کو عرب اور بلغاء کے طریقہ پر اپنایا۔ فلاسفہ اور عجمیوں کے طریقہ سے میں نے خود کو دور رکھا البتہ ابتداء میں نے منطق کے چند رسائل پڑھے لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس کی کراہت ڈال دی۔ پھر میں نے ان کو ہاتھ تک نہ لگایا۔

مشائخ واساتذہ

آپ کے اساتذہ کی فہرست ڈیڑھ سو تک پہنچتی ہے تفصیل کے ساتھ مصنف کی تصانیف میں ان کا تذکرہ ملتا ہے۔

تصانیف

آپ کی تصانیف سینکڑوں تک پہنچی اور تمام کی تمام مقبول و مطبوع قلوب ہیں۔ فقیر اویسی غفرلہ نے مجددین کے کارنامے کتاب میں ان کے تفصیلی حالات قلم بند کیے ہیں یہاں انکی چند سطور پر اکتفا کیا جاتا ہے اور یہ بھی مصنف رحمہ اللہ کے خود نوشت حالات کا ترجمہ ہے جسے فقیر نے ان کی تصنیف الجامع الصغیر مطبوعہ مصر سے لیا ہے۔

وصال

شب جمعہ ۱۹ جمادی الاولی ۹۱۱ھ کو وصال ہوا۔

فقط محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ ۲۰ شعبان ۱۴۰۵ھ بہاول پور (پاکستان)

تعارف

امام السیوطی (رحمہ اللہ تعالیٰ)

امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ۸۴۹ھ/۱۴۴۵ء میں اور آپ کی وفات ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء میں ہوئی۔

کتب تواریخ میں ہے کہ علامہ السیوطی یکم رجب ۸۴۹ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۴۴۵ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ ناز و نعمت میں پلے بڑھے ان کے والد خلیفہ وقت کے امام صلوٰۃ تھے۔ اس لئے ان کا نشوونما قصر شاہی میں ہوا تھا۔ ان کا خاندان اصلاً ایرانی اور بغداد کا رہنے والا تھا اور بعد ازاں صعید المصر کے شہر السیوط میں آکر آباد ہو گیا تھا۔ اسی مناسبت سے آپ السیوطی مشہور ہوئے۔

سیوطی کے والد شیخ کمال الدین م ۸۵۵ھ علامہ ابن حجر عسقلانی کے شاگرد مدرسۃ الشیخونیہ میں فقہ کے مدرس اور السیوط کے مشہور قاضی تھے۔ مستکفی باللہ کی بیعت کا محضر نامہ بھی انہوں نے ہی مرتب کیا تھا اور وہ خلیفہ کے امام صلوٰۃ بھی تھے۔

علامہ سیوطی نے بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا اور حفظ قرآن کے دوران ہی آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ والد نے اپنی زندگی میں ہی اس فرزند جلیل کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری شیخ شہاب الدین الطباخ اور محقق ابن حمام کے سپرد کر دی تھی جنہوں نے اس کو بخوبی نبھایا اور ابن حمام نے چھ سالہ تعلیم کے بعد سیوطی کو جامعہ شیخونیہ میں داخل کرا دیا جہاں

انہوں نے نہایت تمکن سے علم حاصل کیا۔

(تفصیلی تعارف)

حضرت امام جلال الدین قدس سرہ ایک عظیم مصنف تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا قرب نصیب تھا کہ جاگتے ہوئے عالم بیداری میں محبوب خدا عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے بارہا مشرف ہوئے بلکہ بالمشافہ ہمکلام ہوئے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہی خطابات، القابات سے نوازے گئے جن کی تفصیل فقیر آخر میں عرض کرے گا ان کے حالات پڑھ کر آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ اگر ایسے شخص کے عقائد خراب ہوتے یا ان کے نقل کردہ واقعات شرکیہ ہوتے تو محبوب خدا عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور وہ بھی بیداری میں اور بڑے سے بڑے القابات وخطابات عطا فرمانے کا کیا معنی اور ہم اہلسنت بحمد تعالیٰ وہی طرح عقائد رکھتے ہیں جو مصنف رحمہ اللہ نے نقل فرمائے ہیں اگر کوئی اپنے خود خیال پر انہیں مشرک کہتا ہے تو اس کے کہنے سے ہمارا کچھ نہیں بگڑتا۔

تسمیہ القاب

حضرت جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام عبدالرحمٰن لقب جلال الدین اور ابن الکتب ہے۔ ابن الکتب کے لقب کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے والد ماجد نے اپنی زوجہ محترمہ کو کوئی کتاب لانے کا حکم دیا۔ وہیں دردزہ شروع ہوا اور ولادت ہوگئی۔ باپ نے اسی مناسبت سے "ابن الکتاب" کا

لقب عنایت فرمایا۔ کنیت ابو الفضل ہے۔ یہ کنیت ان کے استاد اور شیخ قاضی القضاۃ عز الدین الکنانی کی طرف سے عطا فرمائی گئی۔

شذرات الذہب میں ہے کہ انہوں نے جناب سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا کہ تمہاری کنیت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کچھ نہیں فرمایا "ابو الفضل" یہی کنیت فقیر کے استاذ محترم علامہ سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب ہوئی۔

لطیفہ

جیسے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو استاذ نے خود کنیت عطا فرمائی ایسے ہی فقیر کو بھی۔

نسب نامہ

عبد الرحمٰن بن الکمال ابی بکر بن محمد بن سابق الدین بن الفخر عثمان بن ناظر الدین محمد بن سیف الدین۔ خضر بن نجم الدین ابی الصلاح۔ ایوب بن ناصر الدین محمد بن الشیخ ہمام الدین الہمام الخضیری السیوطی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

تفصیل نسب

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الضوء اللامع میں اور شوکانی نے البدر الطالع میں الطولونی کی نسبت کا اضافہ کیا ہے۔ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد گرامی کے تذکرہ میں آپ کے اجداد میں ایک شخص سابق الدین کے ساتھ "الفارسی" کی قید بھی لگائی ہے لیکن دراصل سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسلاً عجمی ہیں۔ جیسا کہ آپ نے خود حسن المحاضرہ میں تحریر فرمایا ہے۔

نیز علامہ سخاوی نے سابق الدین کو فارسی بتا کر اس کی طرف اشارہ کیا ہے زاہد کوثری نے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذیل طبقات الحفاظ ذہبی پر ان کا جو ترجمہ لکھا ہے اس میں آپ کے والد کو عجمی بتایا ہے۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور صاحب الکواکب السائرہ کی تصریح کے مطابق آپ کی والدہ ماجدہ ترکی کنیز تھیں۔ انساب سمعانی میں ہے کہ "طولونی" کی نسبت احمد بن طولون کی طرف کی جاتی ہے۔ طولون ایک ترکی غلام تھے جو اپنے ماموں کے ہمراہ بغداد وارد ہوئے۔ ۲۲۰ھ میں آپ کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام احمد رکھا گیا۔ احمد بیس برس کی عمر میں امیر بایکباک کی فوج میں داخل ہوئے۔ امیر نے احمد بن طولون کی لیاقت اور قابلیت دیکھ کر ۲۵۴ھ میں اپنی طرف سے انہیں فوج کا امیر بنا کر مصر روانہ کیا۔ ہو سکتا ہے کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کا تعلق اسی خاندان سے ہو اور آپ کے طولونی کہلانے کی وجہ یہی ہو۔

یہیں سے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خضیری ہونے کا بھی کچھ نشان ملتا ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حسن المحاضرہ میں لکھا ہے کہ مجھے اس نسبت (خضیری) کی اصل وجہ معلوم نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور علم ہے کہ خضیر یہ بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے جو خضیر مولی صاحب الموصل کی جانب منسوب ہے۔

فائدہ

قیاس کے مطابق جو طولونی خاندان بغداد سے مصر آیا اس کا کچھ تعلق اس محلہ سے تھا اور اسی تعلق سے سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خانوادہ خضیری کہلایا۔

تحقیق اسیوط:۔

امام سیوطی زیادہ اسی نسبت سے مشہور ہیں اسی لئے سیوط کی تحقیق ضروری ہے تو یاد رہے کہ سیوط مصر کا ایک زرخیز شہر تھا جو دریائے نیل کی مغربی جانب واقع تھا۔ یاقوت الحموی معجم البلدان میں اپنے دور کے متعلق رقمطراز ہیں کہ یہاں شکر کا کاروبار بہت زیادہ ہے اور ساری دنیا میں افیون اسیوط سے ہی برآمد کی جاتی ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مقالہ نگار کے مطابق علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خانوادہ جو قبل ازیں بغداد میں تھا۔ آخری نوپشت سے سیوط میں آکر آباد ہو گیا۔ علامہ سمعانی انساب میں رقمطراز ہیں۔ "بعض لوگ اسیوط کا ابتدائی الف گرا دیتے ہیں اور اس میں سوائے تخفیف کے اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کبھی سیوطی اور کبھی اسیوطی دونوں مستعمل ہوتے ہیں۔

ولادت

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یکم رجب ۸۴۹ھ مطابق ۱۳-اکتوبر ۱۴۴۵ء شب یک شنبہ بعد از مغرب قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ قسمت کا ستارہ تو ویسے بھی بلندی پر تھا لیکن رجب شریف میں ولادت معراج شریف سے نیک فالی کی وجہ سے عروج نصیب ہوا۔

والد کا تعارف

مورث اعلیٰ ہمام الدین مشائخ وقت میں سے تھے نیز دوسرے ارکان خاندان بھی ہمیشہ صاحب مرتبہ رہے۔ البتہ علم و دین کی خدمت زیادہ تر آپ

کے والد کمال الدین ابو بکر ہی کے حصے میں آئی۔ آپ ۸۰۰ھ کے بعد سیوط میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں تشریف لانے سے قبل وہاں کے قاضی رہے جب قاہرہ تشریف لائے تو آپ نے علامہ قایاتی سے فقہ 'اصول' کلام' نحو 'معانی اور منطق کی تحصیل کی ۸۲۹ھ میں آپ سے تدریس کی اجازت حاصل کی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی شرف تلمذ حاصل تھا۔ مختلف کتابیں تصنیف کیں۔ جامع شیخونی میں فقہ کے استاد اور جامع طولونی میں خطیب رہے۔ علامہ شرف الدین المناوی کو جب قلعہ میں کسی خاص مسئلہ پر خطبہ کی ضرورت پیش آتی تو آپ خطبہ انہی سے لکھواتے۔ خلیفہ مستکفی باللہ ثانی آپ کا بے حد احترام کیا کرتا تھا۔ ان کے پاس مسلسل اور برابر اس کی آمد و رفت رہتی۔ ملک ظاہر چقمق نے مستکفی باللہ کے ذریعے ان کے پاس دیار مصر کا مفتی ہونے کا پیغام ارسال کیا لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔

خلفاء عباسیہ

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد مستکفی باللہ کے امام بھی تھے۔ لہٰذا آپ کی پرورش مستکفی باللہ کے گھر میں ہوئی۔ جیسا کہ خود علامہ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں بھی لکھا۔ یہ پرورش شاہانہ کیفیت سے نہ سمجھنا بلکہ بحیثیت امام زادہ کا تصور سامنے رکھنا۔

بچپن میں بزرگوں کی زیارت اور دعا

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بچپن میں ایک بزرگ شیخ محمد مجذوب کی خدمت میں لے جایا گیا جو مشہد نفیسی کے قریب رہائش پذیر تھے

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ "مجذوبوں کی دعاؤں میں خصوصی اثر ہوتا ہے۔"

حکایت

تین سال کی عمر میں ایک دفعہ اپنے والد کے ہمراہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مقام تعجب ہے کہ یہ قول علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف منسوب ہے کہ آپ نے طبقات الحفاظ کے ذیل میں خود ارشاد فرمایا ہے کہ

"مجھ کو حافظ ابن حجر سے اجازت عامہ حاصل ہے حالانکہ ان کی وفات ۸۵۲ھ کے وقت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر تین یا ساڑھے تین سال تھی" (ازالہ وہم) یہ تعجب ان لوگوں کو ہوتا ہے جو ایسے لوگوں کے بچپن کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں نیز بچپن میں ستارہ سعادت چمکتا ہوا بزرگوں کو محسوس ہوتا ہے۔

والد کی وفات

آپ کی عمر ابھی پانچ سال کی تھی اور آپ نے قرآن مجید سورۃ مریم تک پڑھا تھا کہ شب دوشنبہ ۵ صفر ۸۵۵ھ کو آپ کے والد اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔

والد کی شفقت

والد ماجد نے نو عمر فرزند کی خاطر مخلصین کی ایک جماعت کو وصی بنایا تھا۔ ان میں شیخ کمال الدین ابن ہمام اور شیخ شہاب الدین بن طبونی کے اسماء گرامی کتابوں میں مذکور ہیں۔ یہ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ وہی ہیں جنہیں

احناف رحمہم اللہ تعالیٰ تحقیق میں اسی طریق سے یاد کرتے ہیں۔ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ انہی کے ایک فیض یافتہ ہیں۔ مختصراً ابن ہمام کا تعارف یہ ہے

سیوطی پر حنفیوں کا فیض واحسان

آپ کا شمار اکابر فقہائے حنفیہ میں ہوتا ہے۔ آپ ۸۸ سنہ ھ میں پیدا ہوئے۔ سراج الدین قاری ہدایہ' قاضی محب الدین الشحنہ وغیرہم سے تحصیل علوم کی' تصوف کا بھی خاص ذوق تھا۔ آپ کے حلقہ درس سے اکثر اکابر پیدا ہوئے۔ مثلاً ابن امیر حاج' حلبی محمد ابن محمد بن الشحنہ سیف الدین بن عمر قطلوبغا۔ آپ کی تصانیف میں فتح القدیر شرح ہدایہ اور تحریر الاصول معروف ہیں۔ یہی فتح القدیر احناف کی آبرو ہے۔

تعلیم وتربیت

ابن الہمام کا احسان

بموجب وصیت علامہ سیوطی والد حضرت ابن الہمام نے ان کی تعلیم پر خاطر خواہ توجہ دی اور سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی جلیل القدر شخصیت کے سایہ عاطفت میں تعلیم شروع کی۔ انہوں نے سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو شیخونیہ میں داخل کر دیا۔ شہاب الدین بن طباخ کی توجہ سے امیر رمیاے چرکسی کی امداد بھی حاصل رہی۔ آٹھ سال کی عمر میں کلام مجید ختم کر لیا۔ بعد ازاں عمدۃ الاحکام منہاج الفقہ اور الفیہ ابن مالک یاد کیا۔

اساتذہ

مصر کے علمائے وقت سے تقریباً ہر بڑی شخصیت سے آپ کو استفادے کا موقع ملا۔ آپ حسن المحاضرہ میں اپنے مشائخ کی تعداد تقریباً ڈیڑھ صد بتاتے ہیں۔

ہم مندرجہ ذیل میں ان بعض اساتذہ کرام کا ذکر کرتے ہیں جن کے متعلق یہ معلوم ہو سکا ہے کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان حضرات سے کیا پڑھا ہے؟

تعارف اساتذہ

۱- علامہ بلقینی رحمہ اللہ تعالیٰ

قاضی القضاۃ علم الدین صالح بن شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی کی پیدائش ۷۹۱ھ میں اور وفات چہار شنبہ ۵ رجب ۸۶۸ھ کو ہوئی۔ حافظ اعراقی اور دیگر اکابرین سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ آپ اپنے دور میں مذہب شافعی کے زبردست حامیوں میں سے تھے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقہ آپ ہی سے پڑھی اور آپ کی زندگی تک انہی کے ہمراہ رہے۔ بلقینی کے انتقال کے بعد آپ نے ان کے لڑکے سے پڑھنا شروع کیا اور مندرجہ ذیل کتب انہی سے پڑھیں۔ (۱) تدریب ابتداء سے لے کر وکالہ تک۔ (۲) حاوی صغیر شروع سے عدد تک۔ (۳) منہاج شروع سے لے کر زکوٰۃ تک (۴) تکملہ شرح منہاج کا ایک حصہ اور احیاء الموات سے وصایا تک۔ آپ نے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ۸۷۶ھ میں درس و افتا کی اجازت بخشی۔

۲- علامہ شرف الدین مناوی

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت علامہ مناوی کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے جو ۷۹۸ھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ ولی الدین عراقی سے استفادہ کیا۔ دیار مصر کے قاضی رہے ۱۲ جمادی الآخر ۸۷۱ھ کو انتقال فرمایا۔ علامہ

سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے منہاج شرح لمجہ اور تفسیر بیضاوی کے بعض حصے پڑھے۔

۳-علامہ تقی الدین شمنی حنفی

علامہ شمنی کے پاس چار سال رہے اور حدیث شریف آپ ہی سے پڑھی۔ ان کی وفات تک ان کے ہمراہ رہے۔ حسن المحاضرہ میں آپ کا ذکر عجیب والہانہ انداز سے کرتے ہیں۔ علامہ شمنی رمضان ۸۰۱ھ میں بمقام سکندریہ پیدا ہوئے۔ مشائخ وقت سے تعلیم حاصل کی قضاد حنفیہ کی درخواست کی گئی۔ مگر قبول نہ کیا۔ ذوالحجہ ۸۷۲ھ میں انتقال ہوا۔

۴-علامہ محی الدین کافیجی

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے چودہ سال علامہ کافیجی کی خدمت میں بھی گزارے۔ یہ معقولات میں اپنے وقت کے "استاد العالم تھے" ۸۰۰ھ سے قبل پیدا ہوئے۔ ۸۷۹ھ میں انتقال ہوا۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے اصول تفسیر اور معانی پڑھا۔ آپ نے اپنے ہونہار شاگرد کو تحریری اجازت بھی بخشی۔

۵-شیخ سیف الدین حنفی

آپ اپنے دور کے بے نظیر عالم اور بہت ہی متقی بزرگ تھے۔ آپ کے استاد ابن الہمام فرمایا کرتے تھے کہ یہ دریا مصر کے محقق ہیں۔ ۸۰۰ھ میں پیدائش اور ۸۸۱ھ میں انتقال ہوا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے کشاف توضیح تلخیص المفتاح چند اسباق میں شرکت فرمائی۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ایک شخص کے سوا میرے شیوخ میں سب سے آخر میں انہی کا انتقال ہوا۔

۶- شیخ شہاب الدین الشار مساحی

آپ فرائض میں اپنے وقت کے امام تھے۔ ابن ملقن سے اجازت پائی۔ ۸۲۵ھ میں انتقال ہوا۔ علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی آخری عمر میں آپ سے علم الفرائض پڑھا۔

آپ قاہرہ کے طبیب تھے۔ علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ سے طب میں ابن جامعہ کی دو عدد کتب پڑھیں۔

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے مشائخ میں جہاں ان دو نامور علماء کا ذکر آتا ہے وہاں اس عالمہ فاضلہ کا نام بھی موجود ہے۔ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ بغیۃ الوعاۃ صفحہ ۱۶۱ (ایک سو اکسٹھ) پر ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ ام ہانی آپ کی شیخ ہیں۔

سیوطی اساتذہ کی نگاہ میں

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے اساتذہ کو اپنے لائق شاگرد سے خاص تعلق تھا۔ وہ ان کی قدر کرتے اور ان کی رائے پر اعتماد کرتے تھے۔

حکایت

حسن المحاضرہ میں اپنے استاد علامہ شمنی کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ شمنی نے شفاء کے حاشیہ میں واقعہ اسراء میں ابو الحمراء کی ایک حدیث درج کی اور اس کو ابن ماجہ کی تخریج بتایا۔ میں نے بار بار ابن ماجہ دیکھی مگر یہ حدیث نہ ملی۔ ابن قانع کی معجم الصحابہ میں تلاش کیا۔ اس میں یہ حدیث موجود

تھی۔ شیخ سے عرض کیا۔ انہوں نے محض میری سماعت پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے نسخہ سے ابن ماجہ کاٹ کر ابن قانع لکھ دیا۔

علامہ شمنی نے بار بار زبان و قلم سے سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے علم و فضل کا اعتراف کیا۔ ان کی تصنیف شرح الغیاور جم الجوامع پر تقریظ لکھی' علامہ بلقینی نے بھی ان کی شرح استفادہ و بسملہ پر تقریظ لکھی۔ ہونہار شاگرد کو بھی اپنے اساتذہ کا بڑا لحاظ رہتا تھا۔ علامہ شرف الدین مناوی کی مجلس میں سیوطی رحمتہ اللہ علیہ 'علاطی رحمتہ اللہ علیہ کے آگے بیٹھے تھے۔ مناوی کو اس سے تکلیف ہوئی اور یوں نصیحت کی کہ ہم جو چھوٹے تھے تو ہمیشہ پیچھے بیٹھے تھے۔ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے پھر کبھی ایسی غلطی نہ کی۔

اسی تعلق کی بنا پر علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے اساتذہ میں سے علامہ القاوی رحمتہ اللہ علیہ' علامہ شمنی رحمتہ اللہ علیہ 'علامہ سیف الدین حنفی رحمتہ اللہ علیہ کی وفات پر بڑے دردناک مرثیے لکھے۔

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے ذوق علم نے ان کو دوسرے ممالک کے دیکھنے کا بھی موقع بہم پہنچایا اور انہوں نے ہندوستان اور بلاد شام' حجاز' یمن' تکرور تک سفر کیا۔

سفر حجاز

حجاز کا سفر ۸۶۹ھ ۱۴۶۴ء میں بحری راستہ سے ہوا۔ ایام حج میں آپ نے آب زمزم اس نیت سے پیا کہ فقہ میں علامہ بلقینی کا مرتبہ اور حدیث میں حافظ ابن حجر کا پایہ نصیب ہو۔ حجاز کے سفر میں بھی علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ استفادہ سے غافل نہ رہے اور عبدالقادر مالکی' نجم بن فہد سے کسب فیض

کیا۔

مکہ کے زمانہ قیام میں ایک افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ ابن ظہیرہ برہان الدین جو مکہ کے قاضی تھے۔ علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے والد کے شاگرد تھے۔ مکہ اور قاہرہ میں ان سے فقہ اصول معانی اور بیان پڑھا تھا۔ اس وقت مکہ میں خدا نے ان کو ہر طرح سے سرفراز کیا۔ جو ان کے جاہ و جلال اور دولت و حشمت کی وجہ سے لوگ عموماً ان کی مصاحبت میں لگے رہتے۔ علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ابن ظہیرہ کی خواہش تھی کہ جس طرح دوسرے لوگ ان کی چاپلوسی کرتے ہیں میں بھی وہی رنگ اختیار کروں۔ حالانکہ میری نگاہ میں ابن ظہیرہ میرے والد کے وہی شاگرد تھے جو اپنے کندھے پر مجھ کو اٹھائے ہوئے پھرا کرتے تھے۔ علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے اور ان کے درمیان یہ چشمک جاری رہی۔ یہاں تک کہ ابن ظہیرہ کے یہاں ختم بخاری کی محفل ہوئی۔ جس میں میرا جانا ہوا۔ مجھے دیکھ کر ابن ظہیرہ نے تواضع اور خاکساری کے متعلق تقریر شروع کر دی۔ میں سمجھ گیا یہ مجھ پر تعریض ہے۔ میں نے حدیث میں چند سوالات ان کے سامنے پیش کئے۔ جس کا وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ انجام کار ان کو مجھ سے استفادہ کا اقرار کرنا پڑا لیکن درمیانی لوگوں نے اختلافات کو بڑھا دیا۔ یہاں تک کہ علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ مکہ سے رخصت ہوئے اور ابن ظہیرہ سے ملاقات تک نہیں ہوئی۔ اس کے بعد ابن ظہیرہ قاہرہ آئے۔ بعض امراء نے چاہا کہ دونوں حضرات کے درمیان صفائی کرا دیں۔ مگر علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ تیار نہ ہوئے۔ چند سال کے بعد شیخ عبد القادر بن شعبان القرضی جو علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے والد نے یہاں ابن ظہیرہ کو خط لکھا کہ وہ جا کر سیوطی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کریں اور چند کتابیں لے آئیں۔ چنانچہ

ابن ظہیرہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے دونوں کے دونوں کے دل ایک دوسرے سے صاف ہوئے اور ابن ظہیرہ نے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ذیل کی تصانیف حاصل کیں۔

اتقان الاشباہ والنظائر تکملہ تفسیر محلی شرح الفیۃ الحدیث شرح الفیۃ ابن مالک در منثور جزو اول۔

ہندو پاکستان کا سفر

ہندو پاکستان کو یہ فخر حاصل ہے کہ اکابر علمائے اسلام نے اپنے بابرکت قدموں سے اس کو سرفراز فرمایا ہے۔ لوگوں کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ہمارے مشہور معقول مفسر اور متکلم اسلام امام رازی بھی ہندوستان آئے تھے۔

بہر حال منجملہ ان اکابر کے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات بھی ہے۔ علامہ نے خود حسن المحاضرہ میں اپنی ہندوستان کی آمد کا اظہار کیا ہے لیکن باوجود تلاش و تجسس کے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ یہ آمد کب اور ملک کے کس حصہ میں ہوئی تھی۔ یہ بات ضرور معلوم ہے کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں خلافت مصر کو مالوہ کی خلجی سلطنت سے زیادہ تعلق تھا۔ چنانچہ ۸۷۰ھ میں مستنجد باللہ عباسی نے مصر سے شرف الملک کے ساتھ سلطان کے لئے شاہانہ خلعت بھیجی۔ سلطان نے مع اہل دربار کے اس کا استقبال کیا۔ خلعت پہنا اور منبروں پر سلطان کے نام کے ساتھ خلیفہ بھی پڑھا گیا۔ اس تعلق کی بنا پر خیال ہوتا ہے کہ شاید حافظ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد مالوہ کی طرف ہوئی لیکن یہ محض قیاس ہے۔ یہ تحقیقی قول نہیں محض ظن ہے۔

درس و تدریس اور قضاء

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کا مقالہ نگار کہتا ہے کہ سفر حجاز سے واپس ہو کر حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قاہرہ میں مشیر قانون ہو گئے لیکن اس عہدہ کے ذکر سے عربی ماخذ خاموش ہیں۔ ۸۷۲ھ سے درس و تدریس اور افتا کا کام شروع کیا اور اسی سال علامہ بلقینی کی کوشش سے جامع شیخونی میں اپنے والد کی جگہ پر کام شروع کیا۔ اس کے بعد وصی شہاب الدین ابن طباخ کی کوشش سے جامع ابن طولون میں چند دنوں املا کرایا۔ نائب شام میں اپنے ہم وطن ابو الطیب السیوطی کی سفارش سے مشیخۃ التصوف کے عہدے پر فائز رہے۔ شیخونیہ مشیخۃ الحدیث کا مرتبہ ملا۔ ۹۱/۱۴۹۲ء میں خصر سیہ میں جلال بکری کے بعد ایک ممتاز جگہ پر فائز ہوئے لیکن ایک جماعت سے وہاں اختلاف ہو گیا جس کی وجہ مورخین حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خشک مزاجی بتاتے ہیں یہاں بہت ہی ناگوار مشکلیں پیش آئیں۔ انجام کار ۱۲ رجب ۹۰۶ھ کو سلطان ملک عادل اول نے مدرسہ سے ان کو علیحدہ کر دیا۔ ۹۰۹ء میں دوبارہ یہ جگہ آپ کی خدمت میں پیش کی گئی لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے درس میں طریق افتدا کو زندہ کرنا چاہا تو لوگوں کی بے توجہی دیکھ کر خود باز رہے۔

۹۰۲ھ ۱۴۹۲ء میں خلیفہ متوکل نے ایک عظیم الشان عہدہ پیش کیا۔ یعنی ان کو تمام ممالک کا قاضی القضاۃ بنا دیا سب کا عزل و نصب العین ان کے اختیار میں ہوتا تھا ناصر سیہ کی ملاقات میں یہ ہی عہدہ ملا تھا۔

افتاء

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۸۷۱ھ میں افتاء کا کام شروع کیا۔ باوجود اپنے دعویٰ اجتہاد کے فتویٰ مذہب شافعی پر دیتے تھے۔ کہتے تھے کہ سائل مذہب سے دریافت کرتا ہے نہ میرے اجتہاد سے۔ نواب صدیق حسن خاں طبقات کاشغری سے سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ جب میں سوال کا جواب دیتا ہوں تو میرے سامنے بارگاہ خداوندی میں حاضری کا منظر ہوتا ہے۔

فائدہ

اس سے منصب افتاء میں احتیاط ہے۔ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاوی الحاوی للفتاوی کے نام سے دو جلدوں میں چھپ چکے ہیں۔

حافظ الحدیث

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود فرمایا کہ مجھے دو لاکھ حدیث حفظ ہے ان سے زائد ملیں تو یاد کرلوں گا۔

تصنیف و تالیف

علوم کی تحصیل و تکمیل کے بعد درس و تالیف میں مشغول ہوئے نہایت سریع التالیف تھے اور آپ کی سوانح کا یہ باب درحقیقت ایک طویل الذیل باب ہے۔ اس لئے یہی ان کی زندگی کا اصل کارنامہ ہے اگر کثرت تصانیف کے لحاظ سے مصنفین کی فہرست بنائی جائے تو یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس فہرست کے اولین ناموں میں جگہ دینا

ہو گی۔ اسی لئے علماء کرام نے آپ کی یہی بڑی کرامت مانی ہے۔

۸۶۶ھ میں ان کی تصنیفی زندگی شروع ہوئی اور یہی تصنیف استفادہ اور بسملہ کی شرح پر ہے یہ بات واضح رہے کہ امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا زمانہ ایجادو ابداع کا زمانہ نہیں بلکہ جمع' شرح اور تفسیر کا زمانہ ہے اور امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سلسلہ میں بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد داؤدی کا بیان ہے کہ ایک دن میں تین تین کرار لکھتے تھے اور اس کے ساتھ حدیث کا املاء کرتے اور فتاوی بھی لکھتے۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حسن المحاضرہ میں اپنی تالیفات کو گنا ہے اس وقت تک کی موءلفات کی تعداد تین سو ہے ان کے شاگرد داودی نے ان کی مصنفات کا احصاء کیا تو وہ پانچ سو سے زائد نکلیں دوسرے شاگرد ابن ایاس نے تاریخ مصر ۳-۸۳ میں کہا کہ ان کی مصنفات ۶۰۰ ہیں۔ (Tlgil) نے ان کی کتابوں کی فہرست معلوم کی جس میں اسے ۴۱۵ کتابیں معلوم ہو سکیں۔

حسن المحاضرہ کے بعد حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر اپنی مصنفات کی فہرست خود مرتب کی۔ ۵۲۵ کتابیں ہیں۔ فن وار کتابوں کی تفصیل آگے چل کر عرض کریں گے۔

اجمالی فہرست

1- فن حدیث و متعلقات قرآن ۷۳۔ (2) حدیث اور اس کے متعلقات ۲۰۳ (3) اصول حدیث ۲۴ (4) فقہ ۷۳ (5) اصول فقہ اصول الدین تصوف ۱۹ (6) لغت' نحو' صرف ۷۳ (7) معانی بیان' بدیع ۷ (8)

ادب، نوادر، انشاء، شعر ۲۸ (9) تاریخ ۳ (10) مختلف علوم ۸۰۔ ان مصنفات میں ضخیم تصانیف کے ساتھ مختصر ترین رسالے بھی شامل ہیں۔

تصنیفی زندگی میں الزام:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفی زندگی میں الزامات بھی لگائے گئے چنانچہ علامہ سخاوی کا سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ وہ دوسروں کی کتابوں کو اپنا لیتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ بیان کرتے ہیں کہ۔

1۔ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود میری کتابوں کو میرے پاس ان کی آمد ورفت تھی۔ اپنالیا۔

2۔ میرے استاذ حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصانیف کو اپنانے کی کوشش کی مثلاً (۱) التحصیل الموضحة للطلال (۲) الاسماء النبویة (۳) الصلوة علی النبی (۴) موت الانبیاء۔ ان کے سوا دوسری کتابیں۔

(2) میرے استاذ حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصانیف اپنانے کی کوشش کی مثلاً (۱) لباب النقول فی اسباب النزول (۲) الاصابہ فی معرفة الصحابہ۔

سخاوی کہتے ہیں کہ یہ سب میرے شیخ کی کتابیں کاش اسیوطی مسخ نہ کرتے اور اپنی اصلی حالت پر باقی رہنے دیتے تو زیادہ نافع ہوتیں۔

3۔ محمودیہ مدرسہ (شارع قصبہ رضوان مصر) کی قدیم کتابوں کو جمع

[illegible]

[illegible] جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۲۲

سے معاصرین بالکل ناواقف تھے۔ اس میں کچھ تبدیل و تغیر کے بعد اپنے نام سے شائع کیا۔

علامہ شوکانی نے البدر الطالع جلد نمبر ۹ میں اس قسم کے تمام الزامات کی تردید کی کوشش کی ہے لیکن وہ اس سے زیادہ نہ کہہ سکے کہ دوسرے کی کتابوں سے مضامین کا لینا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ یہ مصنفین کا دستور چلا آرہا ہے لیکن یہ جواب اتنا سوال کو مضبوط کرتا ہے حقیقی جواب یہ ہے کہ علامہ سخاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے معاصرو کی چشمک کا ثبوت دیا ہے ورنہ علامہ سیوطی نے تصانیف کا سرقہ ہرگز نہیں البتہ نقول و عبارات کثیر دوسروں کی تصانیف سے لی ہیں اور یہ سرقہ نہیں ورنہ یہ اعتراض ہر مصنف پر عائد ہوگا اور معاصروں میں ایسے اعتراضات پیدا ہوتے ہیں چنانچہ امام غزالی قدس سرہ کو معاصرین نے متہم کیا کہ آپ نے "احیاء العلوم" قوت القلوب کا سرقہ کیا ایسے ہی دوسرے اسلاف کا حال ہے اسی لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم اسلاف سے بدظن نہ ہوں۔

اعجوبہ: خصائص کبریٰ کا سرقہ

اس سلسلہ میں ایک دلچسپ اور نا قابل تذکرہ بات یہ ہے کہ خود سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کو ایک طرف منسوب کر دیا یا ان کی کتابوں کے مضامین اپنی تصانیف میں درج کر لیے اور حوالہ نہیں دیا۔

معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ (جلد اص ۹ ے ۱۰) کا جامع یوسف الیاس سرکس کہتا ہے کہ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصائص کبریٰ کو ان کے معاصر نے پالیا اور اپنی طرف منسوب کر لیا۔ اس پر سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مقالہ الفارق بین المصنف والسارق لکھا کشف الظنون جلد ۲ ص

۹۰۵ھ میں جب کہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علامہ قسطلانی سے شکایت تھی کہ انہوں نے المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ میں ان کی تصانیف سے فائدہ اٹھایا لیکن ان کا حوالہ نہیں دیا۔ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ الاسلام زکریا انصاری کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا اور کہا کہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آکر معذرت کی اور یہ طریقہ معاصرین میں تاحال جاری ہے۔

تصانیف کا معیار:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کو خاص حسن قبول حاصل ہوا اور خود ان کی زندگی میں ہی چہار طرف ان کا شہرہ ہو گیا لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ پر ثابت ہے کہ تصنیفی سلسلہ میں سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جو کارنامہ ہے۔ وہ ناقدین کی تنقید کے باوجود تاحال اہل علم کے نزدیک مرغوب وپسندیدہ ہیں۔

شعر گوئی

تصنیف و تالیف، درس و تدریس اور افتاء کے ساتھ ساتھ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شعر و شاعری سے بھی خاص دلچسپی تھی۔ اس فن میں شہاب منصوری سے تلمذ تھا۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نظم العقیان (ص ـــ تا ۹۰) میں ان کا کلام نقل کیا ہے اور شرح شواہد مغنی اللبیب میں ان کے حالات ذکر کئے ہیں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شاعری زیادہ تر علمی فوائد اور دینی نصیحتوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ آپ مذہباً شافعی اور عقیدۃً سنی اشعری تھے۔ اپنے عقائد کو اشعار میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔ تو من احادیث الصفات

وال تحفظ و تعقل۔ الارمت الالخوص فی تحقیق معضلہ قوال۔ ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

ایہا السائل قرماً مالھم فی الحبر مذھب
اترك الناس جمیعاً و الی ربك فارغب

مباحث علمیہ پر نظمیں بھی کہی ہیں۔ مثلاً تحفۃ المجتہدین باسما المجتہدین یہ پہلے گزر چکا ہے کہ اپنے اساتذہ کے مرثیے کہے۔ تاریخ الخلفاء کے آخر میں اپنا ایک قصیدہ درج کیا ہے جس میں خلفاء کے نام اور وفیات درج ہیں۔ آپ کا کلام آپ کی تصانیف میں منتشر طور پر درج ہے غالباً ابھی ایک جگہ جمع نہیں کیا گیا اور آپ کے فتاوی الحاوی میں بکثرت منظوم سوالات و جوابات ہیں۔

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصل علوم:

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصل علوم علوم شرعیہ تھے۔ حمت و فلسفہ کے سلسلے میں وہ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے حرمت فلسفہ کی بابت ابن صلاح کا فتوی دیکھا۔ اس وقت سے مجھے فلسفہ سے نفرت ہو گئی اور اپنی توجہ کو علوم شرعیہ کی طرف مبذول کر دیا۔ خدا نے فلسفہ کے عوض مجھ کو حدیث میں وسعت نظر اور فہم کامل عنایت کی۔

فائدہ

حساب کے متعلق سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میرے لئے اس سے زیادہ سخت مشکل اور کوئی کام نہیں تھا جب کبھی مجھے حساب کے کسی مسئلہ سے سابقہ پڑا تو مجھے یہی خیال ہوتا تھا کہ جیسے میں پہاڑ اٹھا رہا ہوں۔
حافظ سخاوی نے ضوء اللامع میں سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس

کمزوری کا بڑا مذاق اڑایا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بقول علامہ سیوطی یہ کوئی عیب نہیں ہے اگر انسان کو تمام علوم میں مرتبہ کمال حاصل نہ ہو جس شخص کو جس مضمون سے دلچسپی ہوتی ہے اس میں اس کا ذہن کام کرتا ہے سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حسن المحاضرہ میں کہتے کہ خدا نے مجھے سات علوم میں تبحر عطا فرمایا ہے وہ علوم یہ ہیں۔

(1) تفسیر (2) حدیث (3) فقہ (4) نحو (5) معانی (6) بیان (7) بدیع۔

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا خیال ہے کہ فقہ کے سواان تمام علوم میں مجھے وہ وسعت نظر اور بلند مقام میسر آیا جو میرے اساتذہ کو بھی نہیں ملا البتہ فقہ میں میرے استاد بلقینی کا پلہ بھاری ہے۔

فائدہ

سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالت علم کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ علمائے مصر اجتہاد کی بحث چھڑنی تو سیوطی نے سب سے سات سوال کیے جن کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ نواب صدیق حسن خاں جنات کا شفری کے حوالے سے اتحاف النبلا کے صفحہ ۲۹۱ میں لکھا ہے کہ ان تمام سوالات کا خلاصہ یہ تھا کہ ب ت ث ا لخ کا واضع کون تھا۔

اس کے بالمقابل علمائے عصر نے سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پچاس سوالات کیے تو آپ نے ہر سوال کا جواب ایک تصنیف کے ذریعہ سے دیا۔

اجتہاد کا دعویٰ:

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے علم و فضل کے متعلق جو یقین تھا۔

اسی کی بناء پر انہوں نے اجتہاد کا دعویٰ کیا اس اجتہاد کے منصب کی توقع آپ کو پہلے ہی سے تھی چنانچہ حسن المحاضرہ میں سراج الدین کی بلقینی کے ترجمہ (جن کو آپ آٹھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں) کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس نویں صدی میں بھی مصر میں کوئی مجدد پیدا ہوا ہو۔ ایک رسالہ و مسلکہ فیمن یبعث اللہ لہذا الامۃ علی راس کل مائۃ میں لکھا ہے کہ جس طرح حضرات امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے مجدد ہونے کا خیال تھا۔ اسی طرح مجھے بھی امید ہے کہ میں نویں صدی کا مجدد ہوں گا۔ اس لئے کہ میں فضل و کمال میں منفرد ہوں علم اصول فقہ کو میں نے ایجاد کیا۔ میرے علوم اور میری تصانیف سارے عالم میں پہنچ گئیں۔

شام روم عجم حجاز یمن حبشہ اور تکرور ہر جگہ میرے علوم اور مصنفات کی رسائی اور دھوم مچی ہوئی ہے ان کمالات میں میرا کوئی شریک نہیں ہے۔ دوسری جگہ اپنی ایک قصیدہ دالیہ دیتے ہیں جس کا خاتمہ اس شعر پر ہے

وقد رجوت انی المجدد   فیہا فضل اللہ لیس یجحد

ترجمہ مجھ کو امید ہے کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں اور اللہ کی نعمتوں کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

بہر حال علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اجتہاد و تجدید کی جو توقع تھی۔ ان کے نزدیک وہ پوری ہوئی لہذا آپ نے اس کا دعویٰ فرمایا اور حسن المحاضرہ میں اپنے ترجمہ مجتہدین کے سلسلہ میں لکھا اس میں صراحتہ یہ ارشاد فرمایا کہ میرے لئے اسباب اجتہاد مکمل ہوگئے نیز رسالہ الکشف عن مجاوزۃ ہذا الامۃ من الالف میں بہت زور سے کہا کہ جو لوگ میرے دعویٰ کے مخالف ہیں اور مجھ سے معارضہ کا خیال رکھتے ہیں اگر وہ ایک جگہ جمع

ہوں تو ایک پھونک مار دوں سب کے سب پراگندہ ہو کر منتشر ہو جائیں۔

خود سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عہد میں آپ کے اجتہاد پر بڑا جھگڑا رہا اور بقول علامہ سخاوی بعض لوگوں نے یہ کہا کہ اجتہاد کا یہ دعویٰ اپنی غلطیوں کی پردہ پوشیوں کے لئے ہے لیکن بعد کے علماء نے عموماً آپ کو مجدد تسلیم کیا۔

گواہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ جلد اول صفحہ ۲۴۴ میں بسلسلہ تجدید و اجتہاد لکھتے ہیں کہ۔ نویں صدی میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منصب تجدید کے زیادہ مستحق ہیں آپ نے تفسیر اور حدیث کو زندہ کیا۔ علوم شرعیہ میں کوئی فن نہیں چھوڑا ہے جس میں آپ کی بڑی یا چھوٹی تصنیف نہ ہو آپ کے بعض مخترعات اور زیادات بھی ایسے ہیں کہ جس کی وجہ سے آپ اس صدی کے مجدد تسلیم کیے جانے چاہئیں۔

مولانا عبدالحئی صاحب (فرنگی محلی) التعلیقات ص ۱۱ میں طبقات ابن شہبہ سے یہ الفاظ نقل کرتے ہیں۔

هو مجدد المائة التاسع یعنی آپ نویں صدی کے مجدد ہیں۔

اجتہاد کی نوعیت:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس تجدید و اجتہاد میں ایک غلط فہمی یہ ہوئی کہ لوگوں نے عموماً یہ سمجھا کہ یہ اجتہاد و مطلق کا مدعی ہی ہے حالانکہ تادیب تھا حافظ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے آپ کو مجتہد مطلق نہیں بلکہ مجتہد منتسب کہا کرتے تھے۔

شعرانی جنات کے ذیل سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ لوگوں نے میرے متعلق مشہور کر رکھا ہے کہ میں نے اجتہاد کے مطلق کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ غلط ہے کہ میں مجتہد منتسب ہوں جب میں مرتبہ ترجیح کو پہنچا تو افتاء میں ترجیح نوادی سے باہر نہیں گیا اور جب مرتبہ اجتہاد کو پہنچا تو افتاء میں مذہب شافعی سے الگ نہیں ہوا۔

نواب صدیق حسن خاں جنات کا شعری سے نقل کرتے ہیں کہ بحث اجتہاد میں سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور علمائے عصر سے مناظرہ ہوا جس میں سیوطی نے بیان کیا کہ مجتہد کی دو قسمیں ہیں ایک تو مجتہد مطلق، یہ درجہ ائمہ اربعہ پر ختم ہے۔ دوسرے مجتہد منتسب یعنی وہ مجتہد جو اپنے فتویٰ میں امام منتسب کا پیرو ہے۔ مجتہد کی یہ قسم تا قیامت باقی رہے گی اور میں اس اجتہاد کا مدعی ہوں۔

معاصرین کا اختلاف:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دعویٰ اجتہاد نے معاصرین کی نگاہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مبغوض بنا دیا اور علماء کی ایک جماعت سے آپ کو سخت قسم کا اختلاف ہو گیا۔ اس جماعت کے سرخیل علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔

علامہ سخاوی سیوطی کے استاد تھے۔ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نظم و نثر میں علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف و توصیف بھی کی ہے۔ خود علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اچھے الفاظ میں یاد کیا ہے۔

مخالف بھی مداح بھی

ڈاکٹر فلپ کے ہٹی (pinlip k Hihi) نے نظم العقیان کے مقدمہ میں علامہ سخاوی کی التبر المسبوک ص ۳۵ سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے جس میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مدح و ستائش پوری طرح موجود ہے۔ اس کتاب میں سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیوطی کے والد کا ترجمہ لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وهو والد الفاضل جلال الدين عبدالرحمن احد من اكثر من الورود علي وحدحسی نظما ونثرا نفع الله به۔

ترجمہ: یہ فاضل جلال الدین عبدالرحمن کے والد ہیں، جلال الدین ان لوگوں میں سے ہیں جو اکثر میرے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں۔ نظم و نثر میں میری تعریف کرتے ہیں خدا آپ کے ذریعے سے نفع پہنچائے۔ تعلقات میں یہ یکسانی اور یگانگی برابر موجود رہی لیکن حسب روایت مورخین حافظ سیوطی کے ذوق علم نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

حافظ سیوطی کی پرورش چونکہ شروع ہی سے شاہی ماحول میں ہوئی لہٰذا امراء و اعیان مملکت سے بھی آپ کے تعلقات تھے۔

شہاب الدین بن الطحان کے سلسلے سے امیر برکیائے چرکسی سے خاص راہ و رسم تھی۔ اینال الاشقر سے بھی خاص تعلق تھا۔ اینال الاشقر ملک خشقدم ۲۔۹ھ کے زمانہ میں ملطیہ، طرابلس اور حلب کے نائب رہے۔ پھر ملک اشرف قایت بائے (۹۰۱ھ) کے زمانہ میں راس نوبۃ النوب کے مرتبہ کو پہنچا۔ راس نوبہ تاتاریوں کا ایک عظیم الشان عہدہ تھا، مصریوں نے اس کو نوبۃ الامراء کیا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ امراء میں سب سے بلند مرتبے والا (حسن

المحاضرہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۸۵) علامہ سیوطی کو اینال الاشقر ہی نے شیخونیہ میں تدریس حدیث کے لیے مقرر کیا تھا۔

بادشاہوں سے تعلق

خلفاء میں متوکل علی اللہ ثانی سے زائد تعلق تھا۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ متوکل علم دوست نیز سیوطی کے والد کا شاگرد تھا جیسا کہ تاریخ الخلفاء میں مذکور ہے متوکل ہی نے سیوطی کو قاضی القضاۃ کا منصب عطا کیا تھا۔ سیوطی حسن المحاضرہ میں متوکل کا ذکر بہت محبت سے کرتے ہیں اس کے حق میں دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے اس کے لیے دو کتابیں لکھی ہیں۔

(۱) الاساس فی فضل بنی العباس (۲) رفع الباس عن بنی العباس

دوسرے امراء اس وقت خود زیارت کے لیے حاضر خدمت ہوتے' سلطان ملک اشرف غوری (۹۲۲ھ) جو ایک متقی اور پرہیزگار بادشاہ تھا' سیوطی کا معتقد تھا اور آپ کی خدمت میں تحفے بھیجتا تھا۔

علاوہ ازیں امراء اور خلفاء میں جو اندرونی کشمکش تھی اور زمانے کے جو سیاسی انقلابات تھے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ سیوطی کا ان سے کوئی تعلق نہ تھا۔

گوشہ نشینی

ابن عماد حنبلی شذرات الذہب جلد ہشتم ص ۵۳ پر رقمطراز ہیں۔
"حافظ سیوطی نے چالیس برس کی عمر میں گوشہ نشینی اختیار کر لی' درس و افتاء ترک کر دیا اور ایک کتاب "التنفیس" لکھی جس میں اپنی معذوریوں کا اظہار کیا لیکن ہمیں چالیس سال کی عمر سے گوشہ نشینی کے تسلیم کرنے میں اس لئے تامل ہے کہ سیوطی تاریخ الخلفاء کے مقدمے میں ۸۹۰ھ میں چالیس سال

بہت سے مجاور حرم ہمارے متعارف یہاں موجود ہیں مگر ہمیں نہ پہچان سکے۔
پھر فرمایا اگر تم چاہو اور ساتھ چلو یا حاجیوں کے ساتھ آ جانا عرض کیا ساتھ
چلوں باب معلا تک گئے پھر فرمایا آنکھیں بند کر لو اور مجھے صرف سات قدم
دوڑایا آنکھیں کھولیں تو مصر میں تھے۔

(انوار الباری شرح بخاری جلد اول حصہ دوم ص ۱۲۰)

(ف) مصنف انوار الباری کرامت مذکورہ نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے
کہ آپ کے مناقب کرامات اور صحیح پیش گوئیاں بکثرت ہیں میں بطور
اختصار صرف اسی کرامت پر اکتفا کرتے آپ کی وہ بہت بڑی کرامت سمجھتا
ہوں جو فقیر کے نزدیک تمام کرامات کی سرتاج ہے یعنی بیداری میں زیارت
حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدنا شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
بکثرت زیارت ہوتی تھی۔ ایسے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی
انہوں نے اپنے ساتھ خطاب فرمانا بھی نقل کیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ میں
نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کیا اہل جنت سے ہوں ارشاد فرمایا ہاں میں نے
عرض کیا بغیر کسی عتاب کے ارشاد فرمایا تمہارے لئے یہ بھی شیخ شاذلی
نے دریافت کیا کہ کتنی بار آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارکہ
بیداری میں ہوئی ہے۔ فرمایا ستر سے زیادہ مرتبہ۔ انوار الباری ص ۱۲۰

یا شیخ الحدیث

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے اور دوسروں نے خواب میں
دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یا شیخ السنۃ یا شیخ الحدیث کہہ
کر خطاب فرمایا۔

(انوار الباری جلد ۲ ص ۱۶۰)

(ف) خطاب پانا اور وہ بھی امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب سے یہ کوئی معمولی عہدہ نہیں اور یہ عہدہ شمس العلماء یا صاحب بہادر کی طرح نہیں بلکہ ایسے خطابات نبویہ پر تو لاکھوں عبادتیں اور کروڑوں ریاضتیں قربان کی جائیں۔

فائدہ

اسی طرح تمام محدثین لکھتے چلے آئے ہیں چنانچہ لواقح الانوار القدسیہ میں امام شعرانی نے کہا بلکہ قبلہ عالم سیدنا الشیخ نور محمد مہاروی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ روزانہ بعد نماز صبح حضرت سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے حجرے میں جا کر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت (بیداری میں) سے مشرف ہوتے لیکن نامعلوم مولوی انور کاشمیری صاحب کو ۲۲ بار لکھنے میں کونسی مصلحت درپیش تھی۔ بہر حال یہ بھی شکر ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے ایک مفتون نے اتنا تو مان لیا این ہم غنیمت است۔

ورنہ ان اصولی مذہب (تقویۃ الایمان) کے مطابق تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے اور پھر یہ عقیدہ بھی ناقابل فہم ہے کہ انبیاء و اولیاء کے لئے عطائی علم غیب ماننا شرک و کفر ہے (ان سے متعدد کی تفصیل فقیر کی کتاب التحقیق الکامل میں پڑھئے۔

سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک تصنیف پر زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اتقان میں ہے کہ امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک کتاب (تفسیر) لکھ کر فارغ ہوئے تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت سے نوازا۔

اجمالی فہرست

تصانیف سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فقیر نے جناب حسنی میں امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف فن کی ترتیب پر مرتب کی تھیں، وہ آنے والی سطور میں ملاحظہ ہوں۔

تفسیر اور متعلقات قرآن

(١) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور (٢) التفسیر المسند جس کا نام ترجمان القرآن ہے یہ کتاب پانچ جلدوں میں ہے (م) (٣) الاتقان فی علوم القرآن (م) (٤) الاکلیل فی استنباط التنزیل (م) (٥) لباب النقول فی اسباب النزول (م) (٦) الناسخ والمنسوخ فی القرآن (٧) مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن (٨) اسرار التنزیل جس کا نام قطف الازہار فی کشف الاسرار ہے یہ صرف آخر اسراء تک ہے۔ (٩) تناسق الدرر فی تناسب السور (١٠) نواہد الابکار وشوارد الافکار تفسیر بیضاوی پر پانچ جلدوں میں مشہور حاشیہ ہے (١١) التحبیر فی علوم التفسیر (١٢) معترک الاقران فی مشترک القرآن (١٣) المہذب فیما وقع فی القرآن من المعرب (١٤) حمائل الزہر فی فضائل السور (١٥) مراصد المطالع فی تناسب المطالع والمقاطع

(۱۶) مبرات المصرلہ فی شدن السلۃ (۱۷) شرح الاستعاذۃ والسلۃ (۱۸) رب متشابہ القرآن (۱۸) الازہار الفائحہ علی الفاتحہ (۱۹) شرح الحلیل للعبدالذلیل فی قولہ تعالی اللہ ولی الذین امنوالخیر جہم من الظلمات ای النور الایۃ اس میں فن بدیع کی ایک سو بیس انواع کا بیان ہے۔ (۲۰) اسید السطی فی نعس الصلوۃ الوسطی (۲۱) المعانی الدقیقہ ادراك التنزیل یہ آیت شریفہ او علم آدم الاسماء الخ کی شرح و تفسیر ہے۔ (۲۲) دفع التعسف عن اخوۃ یوسف (م) (۲۳) اتمام النعمۃ فی اختصاص الاسلام بھذہ الامۃ (م) (۲۴) الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق یہ آیت پاک واسبغ علیکم نعمۃ ظاہرۃ وباطنہ کی تفسیر ہے(م) (۲۵) المحرر فی قولہ تعالی لیغفرلك اللہ ماتقدم من ذنبك وماتاخر (۲۶) مفاتیح الغیب یہ شیخ نے آخر قرآن تک کی تفسیر ہے۔(۲۷) میدان الفرسان فی شواہد القرآن یہ بھی مکمل نہیں ہوسکی (۲۸) مجاز الفرسان الی مجاز القرآن یہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام کی کتاب الایجاز کی تلخیص ہے لیکن مکمل نہ ہو سکی (۲۹) شرح الشاطبیہ (۳۰) الدر النثر فی قرأۃ ابن کثیر (۳۱) منتقی من تفسیر الفریابی (۳۲) منتقی من تفسیر ابن ابی حاتم (۳۳) القول الفصیح فی تعیین الذبیح (م) (۳۴) الکلام علی اول سورۃ الفتح یہ ایک مقدمہ ہے(۳۵) المتوکلی (م) فن حدیث اور متعلقات علم حدیث۔ (۳۶) التوشیح علی الجامع الصحیح (۳۷) الدیباج علی تصحیح مسلم ابن الحجاج (م) (۳۸) مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داود (۳۹) قوت المغتذی علی جامع الترمذی (م) (۴۰) زہر الربی علی المجتبی (م) (۴۱) مصباح الزجاجۃ علی سنن ابن ماجہ (م) (۴۲)

اسعاف المبطا برجال الموطا (ء) (۴۳) تنویر الحوالک علی موطا مالک (ء) (۴۴) التعلیقه المنیفه علی مسند ابی حنیفه (۴۵) شافی العی علی مسند الشافعی (ء) (۴۶) زهر الخمائل علی الشمائل (۴۷) منتهی الامال فی شرح حدیث انما الاعمال الخ (۴۸) المعجزات و الخصائص (۴۹) شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور (۵۰) الفوز العظیم فی لقاء الکریم (۵۱) بشری الکئیب بلقاء الحبیب (۵۲) البدور السافرة عن امور الاخرة (۵۳) در البحار فی الاحادیث القصار (۵۴) الصغیر من حدیث البشیر النذیر یہ حروف تہجی پر مرتب احادیث کا مجموعہ ہے (۵۵) المرقاة العلیه فی شرح الاسماء النبویه (۵۶) بدیع الفصیح (۵۷) الریاض الانیقه فی شرح اسماء خیر الخلیقه (۵۸) لم الاطراف وضم الاتراف اس میں ہر حدیث کے پہلے کلمے حروف تہجی پر مرتب ہیں۔ (۵۹) البهجة السویه فی الاسماء النبویه (۶۰) اللآلی المصنوعه فی الاخبار الموضوعه ابن جوزی کی موضوعات کی تلخیص اور اس پر اضافہ درج کیا ہے۔ (۶۱) النکت البدیعات علی الموضوعات (۶۲) القول الحسن فی الذب عن السنن (۶۳) مفتاح السنه ومفتاح الجنه یہ عمل نہیں ہو سکی۔ (۶۴) الروض الانق فی مسند الصدیق (۶۵) مناهل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء (۶۶) الازهار المتناثرة فی الاخبار المتواترة (۶۷) عقود الزبرجد یہ حدیث کے اعراب پر ہے (۶۸) مفتاح الجنه فی الاعتصام بالسنه (۶۹) تمهید الفرش فی الخصال الموجبة لظل العرش (۷۰) بزوغ الهلال فی الخصال الموجبة للظلال یہ مذکورہ بالا رسالے کا اختصار ہے (۷۱) ماروا الواعون فی اخبار الطاعون (۷۲) خصائص یوم

الجمعه (۷۳) انموذج اللبيب في خصائص الحبيب (۷٤) الدارالمنتره في الاحاديث المشتهره (۷٥) لابة الكبرى في قصة الاسراء (۷٦) الكلم الطيب والقول المختار في المأثور من الدعوات والاذكار (۷۷) الطب النبوى (۷۸) المنهج السوى والمنهل الروى في الطب النبوى (۷۹) الهيئه السنيه في الهيئه السنيه (۸۰) وظائف اليوم والليلة عمل اليوم والليلة (۸۱) داعى الفلاح في اذكار المساء والصباح (۸۲) تخريج احاديث شرح العقائد (۸۳) الاسفار عن قلم الاظفار (۸٤) الظفر بقلم الظفر (۸٥) المسلسلات الكبرى (۸٦) جياد المسلسلات. (۸۷) المصابيح في صلوة التراويح (۸۸) جزءفى صلوة الضحى (۸۹) وصول الامانى باصول التهانى (۹۰) اعمال الفكرفى فضل الذكر (۹۱) سبحه الفكر في الجهر بالذكر (۹۲) الخبر الدال على وجود القطب والا وتاد والنجباء والابدال (۹۳) المنحه في السبحه (۹٤) جزء في رفع اليدين في الدعاء (۹٥) القول الجلى في حديث الولى (۹٦) رفع الصوت في ذبح الموت (۹۷) القول الاشبه في حديث من عرف نفسه فقدعرف ربه (۹۸) الجواب الحاتم عن سؤال الخاتم (۹۹) الجواب الجزم عن حديث التكبير جزم (۱۰۰) شدالاثواب في سدالابواب (۱۰۱) انباه الاذكياء الحيوة الانبياء (۱۰۲) الاعلام بحكم عيسى عليه السلام (۱۰۳) بس البلب في الجواب عن ايرادحلب. (۱۰٤) تزيين الارائك في ارسال النبى الملائك (م) (۱۰٥) التعظيم والمنته في ان والدى المصطفى في الجنه (۱۰٦) مسالك الحنفاء في والدى المصطفى (۱۰۷) الداج المنيفه في الاباء الشريفه (۱۰۸) سبل

المحاة (۱۰۹) نشر العلمين المنيفين فى احياء الابوين لشريفين (۱۱۰) الدة الحرنصه فى زيادة العمر ونقصه (۱۱۱) ادب الفتا (۱۱۲) دم القضاء (۱۱۳) دم زيارة الامرا (۱۱٤) لمشروبات (۱۱۵) التعقب فى الاعتذار عن ترك الافتاء والتدريس (۱۱٦) مطلع البدرين فيمن يوتى اجرين (۱۱۷) الكلام على حديث احفظ الله يحفظك (۱۱۸) الاحتفال المأثورة فى الاطلاء بالنوره (۱۱۹) جزء فى موت الاولاد (۱۲۰) ابواب السعادة فى اسباب الشهادة (۱۲۱) كشف الضمى فى فضل الحمى (۱۲۲) الاحاديث الحسان فى فضل الطيلسان (۱۲۳) طى اللسان عن ذم الطيلسان (۱۲٤) القلع فى معنى النفع (۱۲۵) سهام الاصابة فى الدعوات المستجابة (۱۲٦) الثغور الباسمة فى مناقب السيدة فاطمة (۱۲۷) انشاب الكتب فى انساب الكتب جس ميں ٤٠ روايات ہيں [illegible] (۱۲۸) زاد المسير فى الفهرس الصغير (۱۲۹) اذكار الاذكار (۱۳۰) اربعون حديث فى ورقة (۱۳۱) اربعون حديثا من رواية مالك عن نافع عن ابن عمر (۱۳۲) اربعون حديثا فى الجهاد (۱۳۳) الاساس فى فضل بنى العباس (۱۳٤) الانافة فى رتبة الخلافة (۱۳۵) كشف الصلصلة عن وصف الزلزلة (۱۳٦) جزء فى ذم المكس (۱۳۷) جزء فى الشتاء (۱۳۸) الحجج المبينة فى التفضيل بين مكة و المدينة (۱۳۹) بغية الرائد فى الذيل على مجمع الزوائد یہ کتاب پایہ تکمیل کو نہیں پہنچی۔ (۱٤۰) تطريز العزيز فى تخريج مافيه من الاحاديث المستغربة (۱٤۱) تخريج احاديث شرح المواقف (۱٤۲) الصبابة بتخريج احاديث

الکفایہ یہ کتاب مکمل نہیں ہوسکی (۱۴۳) توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک یہ ایک تہائی کے قریب لکھی گئی ہے (۱۴۴) زوائد شعب الایمان للبیہقی علی الکتب الستہ اس کا بھی تھوڑا حصہ مرتب ہوا (۱۴۵) تجرید احادیث الموطا (۱۴۶) انجاز الوعد بالمنتقی من طبقات ابن سعد (۱۴۷) البہجہ فی السیاحہ (۱۴۸) المسارعہ الی المصارعہ (۱۴۹) المصرفی احادیث الماء والریاض والخضر (۱۵۰) عین الاصابہ فیما استدرکہ علی الصحابہ (۱۵۱) المنتقی من الادب المفرد للبخاری (۱۵۲) المنتقی من مستدرک الحاکم (۱۵۳) المنتقی من شعب الایمان للبیہقی (۱۵۴) آداب الملوک (۱۵۵) الزجر لہجر (۱۵۶) آداب الملوک (۱۵۷) جامع المسانید اس کتاب کا صرف ایک ثلث لکھا گیا ہے (۱۵۸) الحبائک فی اخبار الملائک (۱۵۹) الدر المنظم فی الاسم الاعظم (۱۶۰) حصول الرفق باصول الرزق (۱۶۱) ملی المطلقہ (۱۶۲) الاملی علی القرآن الکریم (۱۶۳) الاملی علی الدرالفاخرۃ (۱۶۴) جزء فی حدیث ارحموا ثلاثہ عزیز قوم ذل و غنی قوم افتقر و عالما بین جہال (۱۶۵) بلوغ المأرب فی اخبار العقارب (۱۶۶) التنبئہ بمن یبعثہ اللہ علی راس کل مائۃ (۱۶۷) فضل الجلد عند فقد الولد (۱۶۸) الاحتفال بالاطفال (۱۶۹) طلوع الثریا باظہار ما کان خفیا (۱۷۰) ضوء الثریا یہ نماز ودعا پر رسالہ کا اختصار ہے (۱۷۱) التثبیت عند التبییت یہ ایک منظوم رسالہ ہے جس میں قبر کے فتنوں کا بیان ہے (۱۷۲) التشنیف السمع بتعدید السبع (۱۷۳) الاحادیث المنیفہ فی فضل السلطنہ الشریفہ (۱۷۴) تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص (۱۷۵)

قطف الثمرفی موافقت عمر ' به ایك منظوم رساله هے (۱۷۶) المنتحب فی طرق حدیث من کذب (۱۷۷) حزالدیل فی علم الحیل (۱۷۸) عرس الانشاب فی الرمی بالنشاب (۱۷۹) السماح فی اخبار الرماح (۱۸۰) الکشف عن مجاوزة هذه الامة الف (۱۸۱) تحع المنوء ادبی احدیث سن اسواد (۱۸۲) طرح السقط ونظم اللقط (۱۸۳) جزء یسمی شعلة نار (۱۸۴) السمطه (۱۸۵) العابدفی حلاوة الاسانید (۱۸۶) الدرة التاجیه علی الاسئلة الناجیه (۱۸۷) مارو ة الاسطس فی عدم المجئی الی السلاطین (۱۸۸) رساله السلطانیه (۱۸۹) الاوج فی اخبار عوج (۱۹۰) شرف الاضافه فی منصب الخلافه (۱۹۱) عذاب الساهل فی حدیث من قال انا عالم فهوجاهل (۱۹۲) حسن السمت فی حسن التبلك (۱۹۳) سامرة السموع فی ضوء الشموع (۱۹۴) جزء فی الحصیان (۱۹۵) احکام العقیان فی احکام لحصیان (۱۹۶) الارج فی الفرج (۱۹۷) صور الند، فی احیاء لیله عرفه ولعیدین ونصف شعبان ولیله القدر (۱۹۸) حسن السمت فی الصمت (۱۹۹) الودیك فی الدیك (۲۰۰) الطرثوث فی فوائد البرغوث (۲۰۱) طوق الحمامه الشریفه (۲۰۲) التشریف فی التصحیف (۲۰۳) نورالشقق فی الشفق (۲۰۴) جزء فی حدیث انا مدینه العلم وعلی بابها (۲۰۵) جزء فی طرق حدیث طلب العلم فریضه علی کل مسلم (۲۰۶) الاردفا رشف عقیده الشعرانی الاثار (۲۰۷) خادم النعل الشریف (۲۰۸) جزء فی الصلاة (۲۰۹) جزء فی طریق من حفظ علی امتی اربعین حدیثا (۲۱۰) طرق حدیث اطلبوا الخیر عندحسان الوجوه (۲۱۱

) اربعون حديثا فی الطیلسان (۲۱۲) احیاء المیت بفضل اهل البیت (۲۱۳) اتحاف الفرقه بلبس الخرقه (۲۱۴) بلوغ المآرب فی قص الشارب (۲۱۵) رفع الحذر عن قطع السدر (۲۱۶) کشف الریب عن الجیب (۲۱۷) العرف الوردی فی اخبار المهدی (۲۱۸) لقط المرجان فی احکام الجان (۲۱۹) المثابه فی آثار الصحابه (۲۲۰) الاعضاء عن دعاء الاعضاء (۲۲۱) مسند الصحابه الذین ماتوا فی حیاة النبی صلی الله علیه وسلم

اصول حدیث اور اس کے متعلقات

(۲۲۲) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی (۲۲۳) شرح الالفیه العراقی ممزوج (۲۲۴) نظم الدرر فی علم الاثر وهی الالفیه شرحها یسمی البحر الذی زخر یہ شرح مکمل نہیں ہوئی (۲۲۵) التذنیب فی الزوائد علی التقریب (۲۲۶) لب اللباب فی تحریر الانساب (۲۲۷) المدرج الی المدرج (۲۲۸) تذکرة المونسی عن حدیث ونسی (۲۲۹) کشف التلبیس عن قلب اهل التدلیس (۲۳۰) حسن التلخیص لتالی التلخیص (۲۳۱) جزء فی اسماء المدلسین (۲۳۲) جزء فیمن وافقت کنیته زوجه من الصحابه (۲۳۳) ربح القسرین فیمن عاش من الصحابه مائته وعشرین (۲۳۴) عین الاصابه فی معرفته الصحابه ۔ کتاب ابھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچی (۲۳۵) در السحابة فیمن دخل مصر من الصحابه (۲۳۶) اللمع فی اسماء من وضع والحدیث (۲۳۷) جزء فیمن عمر النبی صلی الله علیه وسلم

اسماء هم (۲۳۸) الدرالنیر یہ نہایہ ابن الاثیر کا مختصر ہے (۲۳۹) التعریف بآداب التالیف (۲۴۰) التذییل والتذنیب علی نہایۃ الغریب (۲۴۱) والدالمسان علی المیزان

علم الفقہ

(۲۴۲) شرح التنبیہ (۲۴۳) الوافی یہ التنبیہ کا مختصر ہے (۲۴۴) معانی الدقیقہ فی ادراک الحقیقہ (۲۴۵) الاشباہ والنظائر (۲۴۶) الازہار الغضہ فی حواشی الروضہ یہ کتاب اذان تک مکمل ہو گئی ہے (۲۴۷) الحواشی الصغری (۲۴۸) الینبوع فیما زادعلی الروضہ من الفروع (۲۴۹) العبہ یہ الروضہ کا مختصر اضافہ کے ساتھ ہے۔ کتاب الحیض تک بھی پورا نہیں ہے صرف جہاں سے سرقہ تک ہے (۲۵۰) رفع الخصائص یہ منظومہ کی شرح ہے (۲۵۱) شرح القدرالذی نظم فی مجلدین اولاً فاولاً (۲۵۲) مختصر الخادم جس کا نام تحصین الخادم ہے یہ کتاب الاوقات آخر تک ہے (۲۵۳) العذب المسلسل فی تصحیح الخلاف المرسل فی الروضہ (۲۵۴) شوارد الفرائد فی الضوابط والقواعد (۲۵۵) المقدمہ (۲۵۶) الابتہاج فی نظم المنہاج یہ کتاب بھی مکمل نہیں ہو سکی (۲۵۷) مختصرالاحکام السلطانیہ (۲۵۸) شرح الروض لابن المقری. اس کا بھی کچھ حصہ مکمل نہ ہوسکا (۲۵۹) اللوامع والبوارق فی الجوامع والبوارق (۲۶۰) الحاوی للفتاوی (۲۶۱) اللمعہ فی نکت القطعہ (۲۶۲) تحفتہ الناسک بنکت المناسک (۲۶۳) مناسک الشیخ محی الدین النواوی الکبری (۲۶۴) تحفہ الانجاب بمسئلہ

السحاب (٢٦٥) المسطرفته فی دخول الحنفیه (٢٦٦) الروض
الاریض فی طهر المحیض (٢٦٧) بیان المسجد لسؤال المسجد
(٢٦٨) سطوع الکف فی انتهاء الصف (٢٦٩) الخط الوهومی العم
فی استدراک الکفر اذا اسلم (٢٧٠) القلاده فی تحقیق محل
لاستعداد (٢٧١) دفع التشنیع فی مسئلة التسبیع (٢٧٢) دفع
العسف فی اخوة یوسف (٢٧٣) ضوء النسعه فی عدد الجمعة
(٢٧٤) النمعة فی تحقیق ترکه لادراک الجمعه (٢٧٥)
الفوائد المستنزرة فی صلوة الجنازة (٢٧٦) بلغة السحتاج فی مناسک
الحج (٢٧٧) قطع المجادله عند تغیر المعامله (٢٧٨) قدح الزند
فی السلم فی النقد (٢٧٩) ازالة الوهن فی مسئلة الرهن (٢٨٠)
الروع فی قطع الشارع (٢٨١) الانصاف فی تمیز الاوقاف (٢٨٢)
السحنته الرکیه فی مسئلة الدورکة (٢٨٣) کشف الغمامه فی
مسئله استفامه (٢٨٤) القول المشید فی وقف المؤید (٢٨٥)
الدر البدی الجلا فی مسئلة الولا (٢٨٦) الجهر بمنع البروز علی
شاطی النهر (٢٨٧) البهر لمن راه البروز علی شاطی النهر یه
قصیدة رائیه هے البهر عن برز علی شاطئی النهر ال [illegible] کا موضوع
بھی مسجد بروز [illegible] اوراس میں حدیث فقہ اور اشا [illegible] ہے۔ (٢٨٨)
اعلام المصرحی اعلام سلطان العصر (٢٨٩) الزهر الباسم فیما یزوج
الحاکم (٢٩٠) القول المعنی البحث فی لمعی (٢٩١) فتح المغلق
من انت طالق (٢٩٢) حسن المقصد فی عمل المولد (٢٩٣) حسن
التصریف فی عدم التحلیف (٢٩٤) تنزیه الانبیاء عن تسفیه الاغبیاء
(٢٩٥) الطلعة الشمسیه فی تنس الحبیه من شرط البرمسینه

(۲۹۶) جزیل المواهب فی اختلاف المذاهب (۲۹۷) ارشاد المهتدین الی نصرة المجتهدین (۲۹۸) تقریر الاسناد فی تیسیر الاجتهاد (۲۹۹) الرد علی من اخلد الی الارض وجهل ان الاجتهاد فی کل عصر فرض (۳۰۰) جزء فی رد شهادة الرافضه (۳۰۱) القول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق (۳۰۲) صون المنطق والکلام عن فن المنطق والکلام (۳۰۳) رفع المنار الدین وهدم بناء المفسدین (۳۰٤) هدم الجانی علی البانی (۳۰۵) سیف النظار فی الفرق بین الثبوت والتکرار (۳۰٦) القول المشرقه فی مسئلہ المقفه (۳۰۷) شرح الرحبیه فی الفرائض (۳۰۸) السلالہ فی تحقیق المقر والاستحالہ (۳۰۹) العجاجة الزرنبیه فی السلالة الزینبیه (۳۱۰) النسبة الی ابن عبدالکریم (۳۱۱) افتح المطلب المبرور وبرد الکبد المحرور فی الجواب عن اسئلہ التکرور (۳۱۲) رفع الباس وکشف الالتباس فی ضرب المثل من القرآن والاقتباس (۳۱۳) المعتصر فی تقریر عبارة المختصر (۳۱٤) بذل المجهود فی خزانہ المحمود

فن اصول فقہ' اصول دین اور تصوف

(۳۱۵) الکوکب الساطع فی نظم جمع الجوامع (۳۱٦) شرح الکوکب او قلائد [illegible] (۳۱۷) [illegible] (۳۱۸) تمہید الارکان [illegible] فی [illegible] (۳۱۹) تایید الحقیقة العلیة وتشیید الطریقة الشاذلیہ (۳۲۰) تنزیہ الاعتقاد عن الحلول

والمراقی، (۳۲۱) اللوامع المشرقة فی ذم الوحدة المطلقة (۳۲۲) المجلی فی تجدید صوالولی (۳۲۳) المنتہی فی قطور الولی۔ (۳۲۴) تنویر الحلک فی امکان رویۃ النبی والملک (۳۲۵) جہد القریحة فی تجرید النصیحة یہ کتاب نصیحة اہل الایمان فی الرد علی منطق الیونان لابن تیمیہ کی مختصر ہے (۳۲۶) ابرق الوامق فی شرح تائیہ ابن الفارض۔ جس کا مطلع حسب ذیل ہے۔

سائق الاظعان یطوی البید طی   منعما عرج علی کثبان طی

(۳۲۷) تنبیہ الغبی فی تنزیہ ابن عربی (۳۲۸) جزء فی رویۃ النساء۔ تحفة الجلساء برویۃ الله للنساء۔ (۳۲۹) رفع الباس عن النساء یہ رسالہ مذکورہ بالا کا مختصر ہے۔ (۳۳۰) المنتقی الجوہری فی رد حبط الجوہری (۳۳۱) النکت اللوامع علی المختصر والمنہاج وجمع الجوامع

فن لغت اور نحو وصرف

(۳۳۲) المزہر فی علوم اللغة اس کے متعلق موصوف کا یہ دعوی ہے کہ اس نوع پر اس کو انہی نے سب سے پہلے مدون کیا ہے اور علوم حدیث کی طرح اس کو بھی پچاس نوعوں پر تقسیم کیا ہے (۳۳۳) غایة الاحسان فی خلق الانسان (۳۳۴) الافصاح فی اسماء النکاح (۳۳۵) ضوء الصباح فی لغات النکاح (۳۳۶) الالماع فی الاتباع (۳۳۷) الافصاح فی زوائد القاموس علی الصحاح (۳۳۸) جمع الجوامع فی النحو والتصریف والخط یہ اپنے موضوع پر واحد کتاب ہے۔ (۳۳۹) ہمع الہوامع یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے (۳۴۰) شرح الفیة ابن مالک البہجة المرضیة (۳۴۱) الفریدہ یہ علم نحو میں الفیہ ہے (۳۴۲) النکت علی الالفیة والکافیة والشافیة وشذور الذہب والنزہة

(۳۴۴) الاشباہ والنظائر یہ علم نحو میں ہے اور سات حسب ذیل رسالوں کا مجموعہ ہے (۳۴۵) الف المصاعد العلیہ فی القواعد النحویہ (۳۴۶) (ب) تدریب اولی الطلب فی ضوابط کلام العرب (۳۴۷) (ت) سلسلۃ الذہب فی البناء من کلام العرب (۳۴۸) (ث) اللمع والبرق فی الجمع والفرق (۳۴۹) (ج) الطراز فی الالغاز (۳۵۰) (ح) المناظرات والمجالسات والمطارحات (۳۵۱) (خ) الدرالذائب فی الافرادوالغرائب (۳۵۲) الفتح القریب فی حواشی مغنی اللبیب (۳۵۵) الاقتراح یہ بھی اصول نحو میں ہے (۳۵۶) التوشیح علی التوضیح یہ کتاب بھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچی۔ (۳۵۷) حاشیہ فی شرح نزالزہور (۳۵۸) سرالوبور علی شرح الشذور (۳۵۹) دررالتاج فی اعراب شکل المنہاج (۳۶۰) الوفیہ باختصار الالفیہ (۳۶۱) دقائق الوفیہ باختصار الالفیہ (۳۶۲) شرح ملحتہ الاعراب (۳۶۳) شرح القصیدہ الکافیہ یہ علم تصریف میں ہے۔ (۳۶۴) تعریف الاعجم بحروف المعجم (۳۶۵) الشمعتہ المضیئہ فی علم العربیہ (۳۶۶) موشحتہ یہ علم نحو میں ہے (۳۶۷) قطرالندافی ورودالہمزۃ للندا (۳۶۸) مختصر الملحتہ (۳۶۹) الوبتہ المصرفی خصیص بالتصرء (۳۷۰) القول المجمل فی الردعلی المہمل (۳۷۱) الاخبارالمرویتہ فی سبب وضع العربیہ (۳۷۲) المنی فی الکنی (۳۷۳) رفع السنتہ فی نصب الزنتہ (۳۷۴) تحفتہ النجباء فی قولہم ہذا بسرا طیب منہ رطباً (۳۷۵) الزندالوری فی الجواب عن اسوال الاسکندری (۳۷۶) فجر الثمدفی اعراب اکمل الحمد (۳۷۷) الکر علی ابن

عبدالبر ابن مالک میں ایک آیت کے اعراب پر بحث ہے (۳۷۸) الاعراض والتولی عمن لایحسن یصلی (۳۷۹) حسن البصر فی مافی الفرس من اسماء الطیر (۳۸۰) حاشیہ علی شرح التصریف (۳۸۱) توجیہ العزم الی اختصاص الاسم بالجر والفصل بالجزم (۳۸۲) دیوان الحیوان (۳۸۳) عنوان الدیوان فی اسماء الحیوان (ذیل) (۳۸۴) نظم للسیوطی اسامی الاسد (۳۸۵) التہذیب فی اسماء الذیب (۳۸۶) الوافیت فی الظروف والاذن الی توجیہ قولہم لا ہا اللہ اذن (۳۸۷) الشری من معرفۃ المعری یہ کتاب سنہ کے ناموں پر ہے (۳۸۸) نظرات اللازوردی فی حواشی الجاربردی

فن معانی، بیان و بدیع

(۳۸۹) عقود الجمان فی المعانی والبیان یہ ایک الفیہ ہے (۳۹۰) حل العقود یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے (۳۹۱) مفتاح التلخیص یہ کتاب النکت علی تلخیص المفتاح کے نام سے مشہور ہے (۳۹۲) نظم البدیع فی مدح الشفیع موریا بیتہا باسم النوع یہ البدیعیۃ کے نام سے بھی مشہور ہے (۳۹۳) الجمع والتفریق بین الانواع البدیعیہ یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے (۳۹۴) المحصص فی شواہد التلخیص

متعدد علوم وفنون کی جامع کتابیں

(۳۹۵) الفلك المشحون یہ کتاب چوبیس علوم کی جامع ہے اور تذکرہ کے نام سے بھی مشہور ہے (۳۹۶) النقایہ اس میں چودہ علوم ہیں۔ (۳۹۷) اتمام الدرایته یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے۔ (۳۹۸) قلائد الفوائد (۳۹۹) اللمعه فی اجوبته الاسئلته السبعه (۴۰۰) الاجوبته الزکیته عن الالغاز السبکیته (۴۰۱) تعریف الفئته باجوبته الاسئلته الکائنته (۴۰۲) نفح الطیب من اسئلته الخطیب.

فن ادب ونوادر وانشاء وشعر

(۴۰۳) الوشاح فی فوائد النکاح (۴۰۴) الواقفت النسبة فی صفات لسمبته (۴۰۵) شقائق الاترنج فی رقائق الغنج (۴۰۶) رفع شان لحبشان (۴۰۷) ازھار لعروش فی اخبار لحبوش (۴۰۸) الوسائل الی مسامرة الاوائل (۴۰۹) المحاضرات والمحاورات (۴۱۰) الفحته المسکیته علی نمط عنوان الشرف (۴۱۱) در الکلم وغرر الحکم (۴۱۲) المقامات المجموعته یہ سات مقامات ہیں (۴۱۳) المقامات المفرده یہ تیس مقامات ہیں۔ (۴۱۴) ساجعته الحرم یہ ایک مقام مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اوصاف ہیں (۴۱۵) لمقامته السندسیته فی والالنبی صلی اللہ علیہ وسلم (۴۱۶) لمقامته الازوردیته فی موت الاولاد (۴۱۷) النجع فی الاجابته حاجته الی الصلح (۴۱۸) المقامته المستنصریه (۴۱۹) الکاوی فی تاریخ لسخاوی (۴۲۰) المقامته الذهبیته فی الحمی (۴۲۱) بلبل

الروضه یہ مقام مہ روضہ مصر کے وصف میں ہے (۴۲۲) مقامته الریاحین اس کا نام المقامته الوردیه فی الورد والرحس والیاسمین والیان والسرین والنفج والبلوفر والآس والریحان ولفاعیه (۴۲۳) مقمنه الطیب یہ المقامته المسکیه فی المسك والعنبر والزعفران والزباد کے نام سے مشہور ہے۔ (۴۲۴) اشف الماء الزلال من السحر الحلال : یہ مقامته الطیب کے نام سے بھی مشہور ہے (۴۲۵) المقامته التفاحیته (۴۲۶) المقامته الزمردینه (۴۲۷) المقامته الفستقیته (۴۲۸) المقامته الیقوتیه (۴۲۹) المقامته اللولوینه (۴۳۰) المقامته السحریته (۴۳۱) المقامته الربه (۴۳۲) الفتش علی القشاش (۴۳۳) الاستصار للواحد القهار (۴۳۴) قمع المعارض فی نصرة ابن الفارض (۴۳۵) الدوران الفلکی علی ابن الکرکی (۴۳۶) الهد کی فی عنق ابن الکرکی (۴۳۷) مقامته نفیسته الی الهد کی علی ابن الکرکی (۴۳۸) منهل اللطائف فی الکنافته والقطائف (۴۳۹) مختصر شعلعلل فی ذم الصاحب والخلیل الشهاب الثاقب کے نام سے بھی مشہور ہے (۴۴۰) تحفته الظرفاء باسماء الخلفاء یہ قصیدہ رائیه ہے (۴۴۱) کوکب الروضته (۴۴۲) المزدهی فی روضته المشتهی (۴۴۳) احاسن الاقتباس من محاسن الاقتباس (۴۴۴) بو الحدیقته (۴۴۵) شعری ونثری دیوان (۴۴۶) خطب مقاطع الحجاز (۴۴۷) فحر الدیاجی فی الاحاجی (۴۴۸) وصف الدال فی وصف الهلال (۴۴۹) وقع الاسل فی ضرب المثل (۴۵۰) مختصر معجم البلدان لیاقوت یہ کتاب بھی مکمل نہ ہو سکی۔ (۴۵۱) قطف الورید من امالی ابن درید (۴۵۲) طرز العمامه فی التفرقه بین المقامته والقمامه (۴۵۳) الجواب الزکی عن قمامته ابن الکرکی (۴۵۴) الاقتراص فمارد الاعتراض (۴۵۵) نزول الرحمته فی التحرمی

بالنعمته (٤٥٦) صبح التوران عن السعران (٤٥٧) الصواعق على الرواعق (٤٥٨) الفارق بين المصنف والسارق (٤٥٩) المقامته الكلاحينه فى الاسئله الناجيته (٤٦٠) ساحب سيف على صاحب حتف (٤٦١) الفتح القريب (٤٦٢) تحف السلار فى احبار الثقلاء (٤٦٣) نزهت الجلساء فى اشعار النساء (٤٦٥) المتطرف فى احبار الجوارى (٤٦٦) زبدة الوشاحين (٤٦٧) نثل الكتان فى الحنكنان (٤٦٨) زبدة اللبن (٤٦٩) البارق فى قطع يدالسارق (٤٧٠) نزهته النديم.

فن تاریخ

(٤٧١) طبقات الحفاظ (٤٧٢) بغيته الوعاة فى طبقات اللغويين والنحاة (٤٧٣) الوحرفى طبقات الفقها الشافعيه (٤٧٤) طبقات المفسرين یہ مکمل نہیں ہو سکی (٤٧٥) تاريخ الخلفاء (٤٧٦) حسن المحاضره فى احبار مصر والقاهره (٤٧٧) الوبر حده یہ مذکورہ بالا کتاب کا مختصر ہے (٤٧٨) رفع الباس عن العباس (٤٧٩) الشماريخ فى علم التاريخ (٤٨٠) المعجم فى المعجم یہ موصوف کے شیوخ کی مجم ہے (٤٨٣) نظم العقيان فى اعيان لاعيان (٤٨٤) التحدث بنعمته الله (٤٨٥) الملتقط من الدر الكافيه (٤٨٦) الملتقط من الحفاظ (٤٨٧) جزء فى جامع عمرو (٤٨٨) جزء فى جامع ابن طولون (٤٨٩) جزء فى المدرسته الصلاحيته (٤٩٠) جزء فى الرادبته الخشابيته (٤٩١) جزء فى الخانقاه الصلاحيته (٤٩٢) جزء فى الخانقاه ليبرسته (٤٩٣) جزء فى الخانقاه الشيخونيته (٤٩٤) جزء فى احباراسيوط (٤٩٥) المضبوط (٤٩٦) المكنون

في ترجمة ذي النون (٤٩٧) تحفة الكرام باخبار الاهرام (٤٩٨) نزهة الهميان في وفيات الاعيان (٤٩٩) الورقات في الوفيات (٥٠٠) تبييض الصحيفة بمناقب الامام ابي حنيفة (٥٠١) تزيين الممالك بمناقب الامام مالك (٥٠٢) جزء السلام من سيد الانام عليه افضل الصلوة والسلام (٥٠٣) حسن التعهد في احاديث التسمية والتشهد (٥٠٤) الاسئلة الوزيرية واجوبتها (٥٠٥) بلوغ المامول في خدمة الرسول (٥٠٦) بذل الهمة في طلب براءة الذمة

(نوٹ)

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف ممکن ہے اور بھی ہوں فقیر نے کوشش کی ہے کہ کوئی تصنیف رہ نہ جائے باوجود اسکے اسے حتمی فہرست نہ سمجھی جائے فقط والسلام۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر طرح جامع العلوم شخصیت تھے مگر سات علوم میں خود انہیں اپنی مہارت کا دعویٰ تھا۔ حساب ان کی سمجھ سے باہر تھا اور وہ مجتہد ہونے کے مدعی تھے لیکن یہاں اجتہاد مطلق مراد نہیں جیسے کہ انہوں نے خود وضاحت فرمائی ہے۔

آپ کا حافظہ قوی تھا صرف آٹھ برس کی عمر میں قرآن مجید یاد کر لینے کے بعد العمدہ اور المنہاج وغیرہ کتابیں یاد کر لی تھیں۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتہائی زود نویس اور زود تالیف تھے۔ ان کے تلمیذ شمس الدین داؤدی کا بیان ہے کہ سیوطی ایک دن میں تین کراسات تالیف کرتے اور لکھ لیا کرتے تھے بلکہ وہ املاء حدیث بھی کراتے تھے اور سوالات کے جوابات بھی دیا کرتے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ تفسیر جلالین نصف اول چالیس دن میں لکھی تھی۔

شہاب الدین احمد کمنانی م ۱۰۲۵ھ نے سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ بتائی ہے۔ عبدالقادر العید روسی م ۱۰۳۸ھ کا بیان ہے کہ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن کتابوں سے رجوع کیا وہ دریا برد کر دیا ان کے علاوہ ان کی تصانیف کی تعداد چھ سو ہے البتہ خود سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حسن المحاضرہ میں اپنی تصانیف کی تعداد تین سو بتائی ہے۔ بروکلمان نے ان کی تعداد چار سو پندرہ اور تکملہ میں بیس صفحات پر پھیلی ہوئی ایک فہرست دی ہے جس کی تفصیل فقیر نے گزشتہ اوراق میں عرض کر دی ہے۔ یہاں صرف چند کتب کا مختصر تعارف ملاحظہ ہو۔

(۱) الاتقان فی علوم القرآن

الزرکشی م ۷۹۴ھ کی البرہان فی علوم القرآن کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی۔ اس میں تفسیر کی علوم اسی انواع کا بیان ہے۔ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کتاب کی تصنیف سے ۸۷۱ھ میں فارغ ہوئے۔ متعدد مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔

(۲) تفسیر الجلالین

یہ تفسیر ان کے استاد جلال الدین المحلی م ۸۶۴ھ نے شروع کی تھی مگر وہ اسے مکمل نہ کر سکے تو علامہ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے ۸۷۰ھ میں چالیس دن کے اندر مکمل کر لیا۔ درسی کتاب ہے متعدد مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ المحلی نے یہ تفسیر الکہف سے الناس تک لکھی تھی۔ السیوطی کی تکمیل الفاتحہ تا الکہف تک ہے۔ سلام اللہ رامپوری بن شیخ الاسلام م ۱۲۲۹ھ کا حاشیہ ''الکمالین علی الجلالین'' مشہور و متداول ہے۔

(۳) لباب النقول فی اسباب النزول

الواحدی کی کتاب پر حدیث و تفسیر سے مواد لیکر اضافہ کیا ہے۔ جلالین کے حاشیہ پر شائع ہو چکی ہے۔

(۴) تاریخ الخلفاء

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد سے لیکر اشرف قاتیبائی تک کی تاریخ کلکتہ میں ۱۸۵۷ء میں شائع ہوئی۔ اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

(۵) کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب

جو الخصائص الکبریٰ کے نام سے مشہور ہے حیدر آباد میں ۱۳۱۹ھ میں دو جلدوں میں شائع ہوئی اور حال ہی میں قاہرہ سے ڈاکٹر محمد خلیل کی تحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

(۶) مجمع البحرین و مطلع البدرین

ایک مبسوط تفسیر مگر معلوم نہیں کہ ضائع ہو گئی یا مکمل ہی نہ ہو سکی۔ صرف اس کا مقدمہ مل سکا جس میں قرآنی علوم کا جز و لیا گیا ہے۔

بہر حال امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہر تصنیف کو اہل علم آنکھوں سے لگاتے اور ہر مسئلہ کی تحقیق میں ان ہی کی تصانیف کا حوالہ دیتے ہیں۔

الحمد للہ اہلسنت (بریلوی) عقائد و معمولات میں آج بھی اگر اختلافی عقائد و مسائل میں امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کو حکم بنایا جائے تو آپ کا فیصلہ اہلسنت بریلوی کے حق میں جائے گا بلکہ بہت سی تصانیف مستقل طور اہلسنت بریلوی کی تائید میں صدیوں پہلے تحریر فرمائیں اور آپکی

نوٹ

صرف نمونہ کے طور پر عرض کیا گیا ہے۔ تفصیل میں تطویل ہے۔

فیصلہ نزاع

دور حاضرہ میں وہابی' دیوبندی' بریلوی' شیعہ' مرزائی نزاع زوروں پر ہے۔ اس کا حل آسان ہے وہ یہی کہ امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کو فیصل (حکم) بناکر فیصلہ کر لیا جائے جس مسلک کی تائید امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف میں سے ہو۔ اس کو حق مانا جائے۔ باقی تمام مسالک ومذاہب باطل قرار دیئے جائیں۔

مطالعہ شرح الصدور سے پہلے

شرح الصدور کے مطالعہ سے پہلے فقیر کا یہ مضمون ایک بار ضرور پڑھ لیں۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد! فقیر عربی تفسیر کی ترتیب میں مصروف ہے اچانک بذریعہ ڈاک صوفی الحاج مقصود حسین قادری وعزیزم فاضل محترم مولانا حافظ محمد عبدالکریم صاحب کا مکتوب ملا۔

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب
سلام مسنون۔ شرح الصدور السیوطی کتاب پر آپ تقریظ جامع لکھیں اور عنایت فرمائیں۔

والسلام مع (الکرام) ۱۳ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ 97-5-22 بروز جمعرات
فقیر نے چند لمحات اس موضوع سے متعلق پر صرف کرکے کچھ لکھا۔ گر قبول افتد زہے عزوشرف

مدینہ کا بھکاری فقیر قادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ ۲۴ محرم

۱۴۱۸ھ

موت کیا ہے

بات یوں ہے کہ عوام نے موت مٹنے کو سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ عقیدہ کفار مکہ کا تھا۔ کما قال اذا متنا و کنا ترابا (کیا جب ہم مر کر اور مٹی ہو جائیں گے) اہل اسلام کے نزدیک روح کا جسم سے خروج کا نام موت ہے پھر روح جہاں بھی ہو اسے جسم سے رابطہ رہتا ہے۔ اسی لئے اہلسنت کا مذہب ہے کہ قبر عذاب و ثواب روح و جسم ہے دونوں کو ہے تو پھر جس طرح یہاں روح سنتی دیکھتی ہے ایسے ہی مرنے کے بعد بھی۔ چند شواہد ملاحظہ ہوں۔

اہل قبر کے ساتھ گفتگو

(۱) امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نزہۃ المجالس میں لکھتے ہیں کہ ایک صالح بزرگ نے مجھے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ میں اپنے باپ کی (قبر کے) پاس آتا ہوں اور اس سے باتیں کرتا ہوں وہ مجھ سے کرتا ہے۔ (۲) فقیہ کبیر ولی شبیر احمد بن موسیٰ عجل کی قبر میں سے سورہ نور پڑھنے کی آواز آیا کرتی تھی اور وہ اس کو قبر میں ہر روز پڑھتے تھے۔

(۳) قبر سے سورۂ ملک پڑھنے کی آواز

ایک صحابی نے کہیں خیمہ لگایا اور اسے پتہ معلوم نہیں تھا کہ یہاں کوئی قبر ہے جب وہ خیمہ میں اپنی چارپائی پر بیٹھا تو نیچے سے آواز آئی کہ کوئی سورۂ ملک پڑھ رہا ہے یہ صحابی سننے لگا یہاں تک کہ اس نے پوری کی الحمد اس نے

وہاں سے خیمہ اٹھایا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب حاضر ہوا تو عرض کی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ سورہ عذاب قبر سے نجات دیتی ہے۔ (مشکوۃ)

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک بولتا ہے

ابن عساکر نے اعمش بن منہال بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ جب مخالفین سر اقدس امام حسین رضی اللہ عنہ نیزہ پر اٹھائے شہر میں پھر رہے تھے تو اتفاقاً ایک دکان کے پاس سے گزرے کہ جس میں کوئی شخص با آواز بلند سورہ کہف پڑھ رہا تھا اور اس وقت جبکہ سر مبارک اس دکان کے قریب پہنچا تو وہ سورہ کہف کی اس آیت ام حسبت ان اصحب الکھف والرقیم کانوا من ایتنا عجبا پر تھا۔ اعمش کہتا ہے کہ سر مبارک نے اس قدر اونچی آواز سے پکار کر فرمایا قتلی وحملی اعجب ومنہ (میرا قتل و حمل اس کے عجیب تر ہے)

مردہ یٰسین پڑھتا ہے

حافظ ذہبی کی تاریخ میں ہے کہ واثق باللہ عباسی نے احمد بن نصر خزاعی (امام حدیث) کو بلایا اور قرآن کو مخلوق کہنے پر مجبور کیا۔ انہوں نے یہ کہنا منظور نہ کیا اور واثق نے انہیں قتل کروا کر ان کے سر کو سولی کے سر پر لٹکا رکھا اور پہرہ بٹھا دیا کہ کوئی اس کو اتار نہ لے جائے۔ پہرے دار قسم پروردگار کی کھا کر بیان کرتا ہے کہ رات کو جب سب لوگ سو جاتے تو وہ سر خود بخود قبلہ کی طرف پھر کر سیدھا ہو جاتا اور نہایت ہی پیاری آواز سے سورہ یٰسین کی تلاوت کیا کرتا۔ (نتیجہ ۲۸)

کون کہتا ہے ولی مر گئے — وہ قید سے چھوٹے اپنے گھر گئے

روح زندہ موجود رہتی ہے

اہلسنت کے نزدیک روح موت کے بعد بھی زندہ موجود رہتی ہے۔ حتی نہیں اس کی موت کا معنی یہی ہے کہ وہ جسم سے جدا ہو گئی لیکن اس کا ربط و تعلق جسم سے ہمیشہ ہے کتاب الروح میں ابن القیم نے شرح الصدور میں امام سیوطی نے اور حیوۃ الاموات میں امام احمد رضا محدث بریلوی نے اس پر متعدد دلائل قائم کئے ہیں۔ فقیر یہاں پر چند شواہد پیش کرتا ہے۔

ابو سعید ابوالخیر کا قبر میں قرآن پڑھنا

حضرت خواجہ محمد بن ابی سعد بن ابی طاہر بن ابی سعید (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں۔ ایک بار گرمیوں ۵۰۰ ھ بیماری کی شدت سے میں قلعہ میں نہیں جاسکتا تھا۔ اپنے میاں سے ملنے سے محروم رہا۔ ساری گرمیاں حضرت شیخ کے مزار کے سامنے گزار دیں۔ ایک رات سویا ہوا تھا۔ یہ رات چاندنی تھی چاند پوری تابانی سے چمک رہا تھا۔ ہمیشہ کی طرح مزار کے تمام دروازے بند تھے۔ خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص صحراؤں میں سے آیا اور میرے نزدیک ہی سو گیا آدھی رات گزری ہو گی تو میری آنکھ کھلی مزار کے اندر سے مجھے قرآن پاک پڑھنے کی آواز آئی میں نے غور سے سنا تو کوئی انتہائی دلنشیں سورت تلاوت کر رہا تھا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ مزار کے دروازے پوری طرح مقفل تھے کون یہ دروازے کھول کر مزار میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ میں اٹھا اور ادھر ادھر دیکھا تو مزار کے تمام دروازے بند تھے۔ اس رات چاند آسمان پر پوری تابانی سے چمک رہا تھا مجھے یقین ہو گیا کہ آواز

حضرت شیخ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ مجھ پر ایک رقت طاری ہو گئی میں ہر ممکن کوشش کرتا رہا مگر میں کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکا۔ آخر کار میں نے پاس ہی سوئے ہوئے آدمی کو جگایا اور کہا اٹھو اور سنو کہ اتنے برسوں بعد بھی حضرت (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تلاوت قرآن کی آواز کیسے سنائی دے رہی ہے۔

(اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید صفحہ ۴۰۳)

فائدہ

تلاوت روح کی زندگی سے ہی ہو سکتی ہے اور اس طرح کا واقعہ حدیث شریف کے حوالے سے عرض کیا جا چکا ہے۔

مزار سے آواز آئی شور مت کرو

حضرت خواجہ محمد بن ابی سعد بن ابی طاہر بن ابی سعید (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ ہمارے خالو کے بیٹے ابو النصر ابن المفضل اور میرے بھتیجے المنور بن ابی سعید بیان کرتے ہیں کہ غزوں کی بغاوت اور شورش کے زمانے میں قصبہ تباہ و برباد ہو گیا تھا۔ قصبہ میں کوئی شخص نہ ٹھہر سکا۔ قصبہ کے چند لوگ بچ بچا کر قلعہ میں پناہ گیر ہوئے۔ وہ کبھی کبھی قصبہ میں آتے اور ایندھن کے لئے توت کی لکڑیاں کاٹ کر لے جاتے اور اپنے اپنے گھروں کے سامنے جمع کر لیتے ہم دونوں اپنے ساتھ کردوں کو لے کر محلہ صوفیاں میں آئے اور مزار کے پاس ہی ایک درخت کو کاٹنے لگے یہ دن بہت گرم تھا۔ ہمارے علاوہ وہاں کوئی بھی نہ تھا ہم عام لڑکوں کی طرح ادھر ادھر شرارتیں کر رہے تھے ہمارا شور سارے محلے میں گونج رہا تھا۔ مزار پر انوار سے آواز آئی تم کیا

کر رہے ہو؟ ہم نے مڑ کر دیکھا تو ایک بوڑھا آدمی مزار کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا ہمارے شیخ کی طرح سرخ و سفید رنگ اسی طرح کا لباس۔ فرمایا ابھی تم پر وقت نہیں آیا کہ اس بے ادبی سے باز آؤ۔

(اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید صفحہ ۳۰۵)

فائدہ

روح زندہ ہے تو شور کرنے والوں کو نصیحت کر رہی ہے مر مٹنے والی شے کو کیا کہ شور ہو یا نہ ہو۔

حج کے موقع پر زندہ ملنا

حضرت نوشہ گنج بخش قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں نے آپ کو حج کے موقع پر دیکھا اور کلام بھی کیا وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ آپ آج سے دو سال پہلے اس جہان فانی سے رحلت فرما چکے تھے۔

(شریف التواریخ ص ۔۔ ۲ ج ۳)

بعد وصال امداد کرنا

ایک مرتبہ سید محمد غوث بالا پیر گیلانی سکھر وی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) علاقہ داتا آباد میں مع مریدوں کے جا رہے تھے۔ ریگستانی علاقہ تھا سب لوگ پیاس سے مضطرب ہوئے۔ انہوں نے فرمایا کہ قصہ مرزا کا کوئی شعر پڑھو ایک آدمی نے ایک شعر پڑھا تھا کہاں ایک آدمی غیبی طور پر پانی کی ایک مشک لے کر آیا اور سب کو پانی پلایا پھر غائب ہو گیا سید صاحب نے پوچھا کس نے بھیجا۔ یہ کون تھا؟ سب نے عرض کیا نہیں۔ انہوں نے فرمایا یہ میاں مرزا

خان کمال داتا آبادی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) تھے۔

(شریف التواریخ ص ۸۵ ج ۳)

قبر سے آواز دے کر تشابہ دور کرنا

حضرت میاں عبدالصمد صاحب (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) خلیفہ رشید حضرت حاجی عبدالغفور صاحب مہاروی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں۔ اچ کے حضرت میاں عبدالغفور ابن حافظ غلام نبی صاحب (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فضائل علوم دین سے بہرور شخصیت تھے ان کا معمول تھا کہ جمعرات کو حضرت خواجہ نور محمد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مزار پر انوار کی زیارت کے لئے مہاراں شریف سے چشتیاں شریف آتے تھے اور حدود قبرستان میں داخل ہوتے وقت بلند آواز سے دلائل الخیرات کی تلاوت کرتے ہوئے گزرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہیں تلاوت کے دوران تشابہ پیش آیا تو کسی صاحب مزار نے ما قبل لقمہ دے کر تشابہ دور کر دیا۔ میاں عبدالغفور صاحب مزار (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے ما قبل کی آواز سن کر گھبرا گئے اور بانپتے کانپتے چشتیاں شریف اپنے ڈیرہ پر پہنچے جہاں انہیں شدید بخار ہو گیا ان کے پیر و مرشد حضرت شاہ خواجہ سلیمان تونسوی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اتفاق سے چشتیاں شریف آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے میاں عبدالغفور صاحب کے خوفزدہ اور بیمار ہونے کی خبر سنی تو ان کی مزاج پرسی کے لئے ڈیرہ پر تشریف لائے۔ انہیں پانی دم کر کے پلایا اور فرمایا صاحبزادہ صاحب آپ اتنی سی بات پر خوفزدہ ہو گئے ہیں یہاں تو ایسے ہزاروں مردان راہ واصلان بارگاہ مدفون ہیں جن سے بالمشافہ گفتگو کی جا سکتی ہے۔

(تاج العارفین ص ۱۸۲)

شہادت کے بعد دوبارہ زندہ ہو گئے

حضرت مخدوم شاہ معروف خوشابی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ایک دفعہ سفر میں تھے۔ راستہ میں ڈاکو تھے۔ انہوں نے دولت کے شبہ سے آپ کو قتل کر کے دریائے جہلم میں ڈبو دیا جب وہ چلے گئے تو دیکھا کہ آپ زندہ سلامت دریا کے کنارے پر کھڑے ہیں چنانچہ وہ سب سرنگوں ہو گئے۔

(شریف التواریخ ص ۱۴۴ ج ۱)

فائدہ

یہ واقعہ قرآن پاک کی آیت ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء کے مطابق ہے۔

قبر میں پانی کا کوزہ اور تسبیح

حافظ سلطان سکندر بن حافظ نور احمد قریشی خوشابی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بیان کیا کہ جب شہر خوشاب دریا برد ہو رہا تھا تو ہمارے نانا صاحب شیخ سلطان محمود بن شیخ نوری حضوری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو حضرت شاہ معروف صاحب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) خواب میں ملے اور فرمایا کہ دریا قریب آ گیا ہے ہم کو پیچھے ہٹا کر دفن کرو۔ انہوں نے جب قبر کی کھدوائی شروع کی یہاں تک کہ تابوت مل گیا یہ لکھتے ہیں کہ پاس ایک کوزہ تازہ پانی کا بھرا ہوا پڑا تھا اور ایک طرف تسبیح لٹک رہی تھی اور چہرہ اس طرح چمک رہا تھا۔

(شریف التواریخ صفحہ ۱۰۱ جلد اول)

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان!

(اقبال)

قبر سے نکل کر لڑکے کی خوشخبری دینا

حضرت حافظ شاہ الٰہی بخش برخورداری (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ہاں اولاد نرینہ نہیں ہوتی تھی وہ اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ نور اللہ بن حافظ شاہ محمد حیات صاحب (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے حکم سے حضرت سخی بادشاہ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مزار پر بھلوال شریف میں حاضر ہوئے۔ قبر منور ان ایام میں خام تھی اور آس پاس سب جنگل تھا کسی کو وہاں رات رہنے کی جرات نہ ہو سکی تھی۔ حضرت شاہ الٰہی بخش (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) مراقبہ میں بیٹھے رہے تو خود حضرت سخی پیر (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بشکل نورانی روحانی ظہور فرمایا اور ایک خوبصورت بچہ جس کے دائیں رخسار پر ایک مسہ تھا گردن سے پکڑا اور ان کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا لے یہ تیرا اللہ حافظ دوم نوشہ ہوئے۔ چنانچہ ان کو خدا تعالیٰ نے وہی لڑکا دیا اور اس کا نام قل احمد رکھا۔ حضرت شاہ قل احمد جیو صاحب (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) پاک ذات کی گردن پر حضرت سخی بادشاہ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے دست مبارک کا نشان بھی موجود تھا جو تمام عمر قائم رہا۔

(شریف التواریخ صفحہ ۱۹۰)

انہیں پاکباز بندگان خدا کے متعلق کہا ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

قبر سے نکل کر فرمایا جا تیرا کام وہاں ہو گا

حضرت سید محمد شاہ صاحب (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ہاں اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ ان کے والد حضرت شاہ محمد امین بن شاہ قل احمد جیو پاک باز نوشاہی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ ہم کو آباؤ اجداد سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ درگاہ سلیمانیہ سے ہی ہوتا ہے تم وہاں جاؤ چنانچہ حضرت شاہ صاحب سفر پیدل طے کر کے بھلوال شریف پہنچے اور دربار پر حاضر ہو کر دعا کی کہ یا حضرت (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) جناب الٰہی سے ایسا فرزند دلواؤ جو اہل علم دینی ہو اور با اقبال ہو جب دعا سے فارغ ہوئے تو ایک ضعیف العمر بزرگ دیکھے۔ انہوں نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ساہنپال شریف (ضلع گجرات پنجاب) سے اس پر مرد نے کہا بھائی صاحب جو کچھ ان کے حق باد شاہ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاس تھا وہ تو حضرت نوشہ صاحب کو دے گئے تم یہاں کیوں آئے؟ تین بار یہ کلام فرمایا اور غائب ہو گئے جو بعد میں معلوم ہوا کہ وہ خود حضرت سخی پیر عالی جناب (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) مثالی صورت میں جلوہ گر ہوئے تھے۔

(شریف التواریخ صفحہ ۹۰۲ جلد اول)

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت ہے کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

جسد اطہر کا دوبارہ ظہور

حضرت خواجہ نوشہ گنج بخش (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو انتقال کئے ایک سو چھ سال (۱۰۶) قمری کا زمانہ گزرا تو دریائے چناب زمین کو گراتا ہوا روضہ شریف کے قریب آگیا صاحبزادگان نے کھدائی شروع کروائی۔ تین دن تک

کرامات ولی مٹی میں بھی یوں جگمگاتے ہیں
کہ جیسے نور ظلمت میں کبھی پنہاں نہیں ہوتا

فائدہ

اس قسم کے ہر دور میں ہزاروں بلکہ بے شمار واقعات نمودار ہوئے اور تاقیامت ہوتے رہیں گے جن سے قطعی طور ثابت ہوتا ہے کہ روح زندہ موجود ہے۔

روح کے کارنامے

موت کے بعد انبیاء علیہم السلام کی ارواح تو ان کے اجساد مبارکہ میں لوٹائی جاتی ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ نے اس مضمون کی چند احادیث مبارکہ کو ایک غزل میں بند فرمایا ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

حدائق بخشش

اس غزل کی شرح مفصل فقیر کی تصنیف الحقائق فی الحدائق جلد ۱۲ میں ملاحظہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد صدیقین و شہداؤ صلحاء اور مومنین اور کفار کی ارواح کا تعلق اجسام سے ہوتا ہے۔ تفصیل و تحقیق کتاب الروح و شرح الصدور اور حیوۃ الاموات اور تذکرۃ الموتی والقبور اور مختصر تذکرہ قرطبی وغیرہ میں ہے۔ یہاں صرف اتنا سمجھ لیں کہ دنیا میں جو صفات صاحبان ارواح کو حاصل تھیں وہ بعد وفات بھی باقی رہتی ہیں اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر نبی علیہ السلام کی نبوت بعد وصال بھی

ان کے ساتھ ہے ایسے ہی ہر ولی کی ولایت یونہی ہر عالم دین کا علم اور حافظ قرآن کا حفظ وغیرہ وغیرہ۔ یونہی وہ صفات جو دنیا میں نصیب تھیں مرنے کے بعد چھن نہیں جاتیں بلکہ بحال رہتی ہیں اسی لئے امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا من یسمد فی حیاتہ یسمد بعد مماتہ جن سے دنیا میں مدد حاصل کی جاتی تھی ان کے مرنے کے بعد بھی مدد حاصل کی جاتی ہے۔ یہ موضوع ایک طویل بحث چاہتا ہے یہاں پر اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

شرح الصدور کے متعلق

یہ کتاب موت سے متعلق ایسی جامع تصنیف ہے کہ اس موضوع کا کوئی مسئلہ تشنہ لب نہیں چھوڑا گیا۔ طرفہ یہ کہ ہر موضوع قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ وغیرہ سے مزین ہے۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے تبحر علمی اور قرآن کریم اور احادیث مبارکہ پر عمیق نظر کا اندازہ یوں ہوتا ہے کہ امام موصوف نے اسی جامع تصنیف (شرح الصدور) میں ایک ہزار سے زائد احادیث مبارکہ کا ذکر کیا ہے اور ایک سو سے زائد کتابوں کے حوالے دیئے۔ ان میں احادیث مرفوع بھی ہیں اور موقوفہ اور مقطوعہ بھی اس کے لئے فقیر نے ایک اہم کام شرح الصدور کے لئے تیار کر رکھا ہے جو نہ صرف اہل علم کے لئے کارآمد ہے بلکہ عوام اہل اسلام کے لئے بھی بے حد مفید ہے۔ وہ ہے امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس کتاب "شرح الصدور کے اسماء الرجال کی تاریخ و ترجمہ یعنی شرح الصدور کے راویان اخبار و ناقلان آثار کے تراجم و حالات مختصرہ" لیکن افسوس کہ اس کی اشاعت فقیر کے امکان سے خارج ہے "خدا کرے کوئی مرد میدان میدان میں آئے اور ان قیمتی جواہر کو اپنی ثروت کے ذریعے اہل اسلام پر نچھاور

الرؤف الرحیم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین)

مدینے کا بھکاری فقیر قادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور (پاکستان)

۱۶ محرم ۱۴۱۷ھ ۲ جون ۱۹۹۶ء شب پیر مبارک پونے ۱۲ بجے

مقدمہ مذکورہ کو فقیر بالم وکاست اپنے ترجمہ شرح الصدور مسمی بہ "معنا انوری ترجمہ شرح الصدور" میں شامل کرکے اس کی اشاعت کی اجازت ملک شبیر احمد صاحب شبیر برادرز لاہور کے سپرد کر رہا ہے۔

فقط والسلام

۲۳ رجب ۱۴۱۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

ہدایات (اس ترجمہ شرح الصدور کے بارے میں)

(۱) فقیر اویسی غفرلہ نے کتاب کے ترجمہ کو لفظی کے بجائے مفہوم صحیح ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

(۲) سندات حذف کر دی گئی ہیں اس لئے کہ یہ ترجمہ عوام تک پہنچانا مطلوب ہے۔ عوام کو سندات سے کیا تعلق ان کے لئے امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام سند کافی ہے۔

ہاں سندات کی ضرورت خواص علمائے کرام کو ہوتی ہے اور وہ اصل شرح الصدور سے دیکھ کر تحقیق کریں گے۔

(۳) بقدر ضرورت حواشی لکھ دیئے ہیں۔ جہیں ضرورت محسوس ہوئی تو حاشیہ کی بحث میں تفصیل لکھی گئی ہے۔

(۴) امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شافعی المذہب ہیں لیکن عقائد وغیرہ میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب ایک ہیں۔ اس لئے کہیں معمولی اختلاف ہے تو فقیر نے وضاحت کر دی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ

تمام محامد ذات حق تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے جس کو چاہا غفلت کی نیند سے بیدار فرمایا اور جس کی ملاقات پسند فرمائی اسے مقام علیین کی طرف بلایا اور اس کے گناہوں کے بوجھ ختم کئے ہیں۔ میں نہایت اخلاص سے گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ وحدہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقدس بندے اور رسول ہیں۔ وہ بہترین دین کے ساتھ بھیجے گئے اور خدا کی خصوصی دوستی سے سرفراز کئے گئے ہیں۔ ان پر' ان کی آل پر اور ان کے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر درود و سلام ہو۔ یہ وہ شافی کتاب ہے جو علم برزخ کے بیان میں جس کا لوگوں کو شدت سے انتظار تھا۔ میں اس میں مندرجہ ذیل چیزیں ذکر کروں گا۔ (۱) موت' موت اس کی فضیلت' (۲) ملک الموت کا حال' ان کے مددگاروں کا حال (۳) وقت نزع کا حال (۴) روح کے بدن سے جدا ہو کر بارگاہ ایزدی میں پہنچنے اور دیگر ارواح کے ساتھ ٹھہرنے کا حال (۵) قبر کا حال اس کی تنگی' اس کا عذاب اور اس میں نفع دینے والی اشیاء' یہ سب چیزیں مرض الموت و نفخ صور تک تفصیل سے بیان کی جائیں گی۔ حوالے کے طور پر مرفوع احادیث' موقوف آثار اور مقطوع آثار پیش کروں گا جو کتب حدیث سے لئے گئے ہیں۔ اس میں ائمہ حدیث کے کلام پر اعتماد کیا گیا ہے' نیز تذکرہ قرطبی میں جو کچھ اس سلسلہ میں ہے اس میں پوری تحقیق کے ساتھ فوائد کا اضافہ کرتے ہوئے اس کتاب میں نقل کرتا ہوں۔ میں نے اس کا نام رکھا ہے۔ "شرح

فرشتوں نے کہا کہ زمین میں ان کی گنجائش نہیں تو اللہ (عزوجل) نے فرمایا کہ میں موت پیدا کروں گا تو انہوں نے کہا تب تو ان کی زندگی مکدر اور گدلی ہو جائے گی تو اللہ عزوجل نے فرمایا بے شک میں امید کو پیدا کروں گا (اسی لئے مشہور ہے "دنیا امید پر قائم ہے")

(۲) اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو فرمایا کہ ویران ہونے کیلئے بناؤ اور مرنے کے لئے جنو!

طاعت الٰہی میں طویل العمری!

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت ابوہریرہ سے مروی کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر کون ہے؟ فرمایا کہ جس کی عمر طویل اور عمل اچھا ہو۔ پھر دریافت کیا سب سے برا کون ہے؟ فرمایا جس کی عمر لمبی اور عمل برا ہو۔

(۲) حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں بہتر وہ ہے جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو۔

(۳) حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں تمہارے سب سے بہتر آدمی کی خبر نہ دوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں اسلام کی حالت میں جس کی عمر زیادہ ہو اور جتنے وہ مرے۔

(۴) عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

[illegible]
جو آرزوئے موت نہ کرے گی۔

کی تمنا کرے کہ تاکہ خدا عزوجل کی تجلیل اور تسبیح کرے (یعنی مرنے کے بعد دنیا میں دوبارہ آنا ناممکن ہے ۱۲ (مدنی غفرلہ)

موت کی تمنا

احادیث مبارکہ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مصیبت آنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور اگر تمنا کرنا ہے تو یہ کہے کہ اے اللہ عزوجل! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے تو زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت میں بہتری ہو تو موت دے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے اور اس کو آنے سے پہلے نہ بلائے کیونکہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کے اعمال بھی ختم ہو جاتے ہیں اور مومن کے لئے زیادتی عمر میں بھلائی ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر نیک ہے تو امید ہے کہ اس کی نیکیاں زائد ہوں گی اور اگر بد ہے تو شاید بھلائی کی طرف لوٹ آئے۔ یستعتب کا معنی ہے۔ اعتبنی فلاں۔ مجھے فلاں نے جھڑکا۔

یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شخص تکلیف دینے کے بجائے خوش کرنے لگے استعتب اور اعتب ایک ہی معنی میں ہیں (استعتب واعتب کا

[illegible]

[illegible]

مطلب یہی ہوا کہ برائی سے نیکی کی طرف رجوع)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کی تمنا مت کرو کیونکہ مرنے کی ہولناکی سخت ہے۔ انسان کی عمر کا زیادہ ہونا نیک بختی ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ عزوجل رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت کی تمنا سے منع نہ فرماتے تو ہم تمنا کرتے۔

(۶) قیس ابن ابی حازم نے فرمایا کہ ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے۔ آپ کو سات جگہ آگ سے داغ کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو موت کی دعا کرنے سے منع نہ فرماتے تو میں موت کی دعا کرتا۔

(۷) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موت کی تمنا کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے تھے۔ آپ نے فرمایا موت کی تمنا نہ کرو کیونکہ اگر اہل جنت سے ہو تو زندگی بہتر ہے اگر اہل جہنم سے ہو تو کیوں جلدی جانا چاہتے ہو۔

فائدہ

یہ محض سمجھانے کیلئے تھا ورنہ صحابی اور جہنم یہ ناممکن ہے۔ اویسی غفرلہ۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اس کو پتہ نہیں کہ اس نے آخرت جہان میں اپنے لئے کیا کیا ہے؟

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے تو انہوں نے موت کی تمنا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چچا موت کی تمنا نہ کرو کیونکہ اگر آپ نیک ہیں تو دیر سے مرنا

چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت کرنے کی دعا کرتا ہوں اور تو جب لوگوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے آزمائش میں ڈالے بغیر اپنے پاس بلا لینا'' (وفات دینا)

(۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ''اے اللہ میری قوت کم ہوئی اور عمر بڑی ہوگئی' میری رعیت منتشر ہوئی تو مجھے وفات دے تاکہ میں ضائع کرنے والا اور کوتاہی کرنے والا نہ ہوں۔'' ابھی ایک ماہ بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ شہید ہوئے۔

حکایت

حضرت علیم کندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میں ابو عبس غفاری کے ساتھ ایک چھت پر تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ لوگ طاعون سے بھاگ رہے ہیں تو آپ نے کہا اے طاعون مجھے پکڑ لے یہ کلمہ تین مرتبہ کہا میں نے ان سے کہا آپ یوں کہتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کی تمنا نہ کرو کیونکہ موت کے وقت عمل منقطع ہو جاتا ہے اور آدمی واپس لوٹ کر نہیں آتا اس لئے وہ تباہ ہو جائے گا۔ ابو عبس نے کہا کہ تم نے نہیں سنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ چھ چیزوں سے پہلے مر جاؤ۔ ا۔ بے وقوفوں کی حکومت سے '۲۔ شرطہ کی زیادتی سے '۳۔ حکومت کی باتوں کے بیچنے سے '۴۔ خون کی ناقدری سے '۵۔ قطع رحمی سے '۶۔ ان لوگوں سے جو قرآن کو گانا بناتے ہیں۔ ایک آدمی کو آگے کرتے ہیں جو ان کو قرآن گا کر سناتے' خواہ وہ سب سے کم سمجھ رکھتا ہو (آج یہ دور آگیا ہے کہ قرآن کو راگنی میں پڑھنے والے عام ہوگئے ۱۲ اویسی غفرلہ)

حکایت

حکم بن عمرو نے کہا کہ اے طاعون مجھے پکڑ لے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ یہ کیوں کہتے ہیں؟ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی تمنا سے منع فرمایا ہے۔ حکم نے کہا جو تم نے سنا میں نے بھی سنا ہے لیکن میں چھ چیزوں سے قبل مرنا چاہتا ہوں۔ ۱۔ حماقت کی باتوں کے پھیلنے سے پہلے، ۲۔ شرط کی زیادتی سے، ۳۔ بچوں کی حکومت سے پہلے، ۴۔ خون بہانے سے پہلے، ۵۔ قطع رحمی سے پہلے اور ۶۔ قرآن کو گانا بنانے والوں سے پہلے اور ابن سعد کی ایک روایت میں چھ چیزوں میں گناہ کا کیا جانا بھی شامل ہے۔

(۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ جب دجال نکلے گا تو مومن کے نزدیک مرنے سے بہتر کوئی چیز نہ ہوگی۔

(۵) حضرت سفیان نے روایت کی کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کے علماء کے نزدیک موت سرخ سونے سے بہتر ہوگی۔

(۶) حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ مومن انسان کے نزدیک موت اس ٹھنڈے پانی سے زیادہ لذیذ ہو جس پر شہد بہایا جائے اور وہ انسان اسے پئے۔

(۷) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کے پاس سے جنازہ گزرے گا تو وہ کہیں گے کاش ہم اس کی جگہ ہوتے۔

حکایت

ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے روایت کی کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے تو میں ان کی عیادت کو آیا اور کہا اے اللہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شفا دے تو انہوں نے فرمایا کہ اب اس دعا کو نہ دہرانا اور یہ کہا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ موت سرخ سونے سے بہتر ہوگی اور اے ابوسلمہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ اگر تم زندہ رہے تو قریب ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ جب آدمی قبر سے گزرے تو یہ تمنا کرے کہ کاش میں اس کی جگہ ہوتا۔

روایت

مروی ہے کہ مرو ہمدانی نے روایت کی کہ اللہ کے ایک بندے نے اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے موت کی دعا کی تو اس سے پوچھا گیا کہ تم نے اپنے گھر والوں کے لئے موت کی تمنا کی ٹھیک ہے لیکن اپنے لئے کیوں؟ کی؟ تو اس نے جواب دیا کہ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم اپنی اس حالت پر باقی رہو گے تو میں تمنا کرتا کہ میں [illegible] واللہ تم میں زندہ رہوں۔

حکایت

[illegible] نے روایت کی کہ ایک دن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکان میں بیٹھے تھے اور آپ کے مکان میں فلاں اور فلاں دو عورتیں حسن و جمال اور منصب جلیل والی تھیں اور دونوں سے آپ کے حسین بچے تھے۔ اتنے میں ایک چڑیا آپ کے اوپر سے چہچہانے لگی۔ پھر آپ کو [illegible] آئی اس کو آپ نے [illegible] کرتے ہوئے فرمایا کہ عبداللہ اور اس کے اہل و عیال کا مرنا اس چڑیا کے مرنے سے بہتر ہے۔

حکایت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچے کھیل رہے تھے آپ نے فرمایا کہ ان کا مرنا گبریلے (ایک چھوٹا جانور) کے مرنے سے آسان ہے۔

[illegible] تمہاری زندگی میں موت واقع ہو جائے گی۔
[illegible]

حکایت

حسن نے کہا تمہارے اس شہر میں ایک عابد تھا، وہ مسجد سے نکلا جس اس نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو اس کے پاس ملک الموت آ گیا تو اس عابد نے کہا کہ "خوش آمدید! میں آپ کا بہت ہی مشتاق تھا۔" ملک الموت نے یہ سن کر روح قبض کر لی۔

حکایت

خالد بن معدان نے روایت کی کہ مجھے وحشی یا تری میں کسی جانور کا میرے بدلے مرنا پسند نہیں اگر موت کوئی جھنڈا ہوتی جس کی طرف لوگ دوڑ کر جاتے تو میں سب سے پہلے پہنچتا۔ البتہ جو شخص مجھ سے زیادہ طاقت ور ہوتا وہ مجھ سے آگے نکل جاتا۔

(ب) ابو نعیم نے انہیں سے روایت کی کہ اگر موت کسی جگہ رکھی ہوتی تو میں سب سے پہلے دوڑ کر اس کے پاس پہنچ جاتا۔

حکایت

ابو نعیم نے عبدربہ بن صالح سے روایت کی کہ وہ مکحول کے پاس ان کے مرض وفات میں آئے اور ان کے لئے دعا کی کہ اللہ (عزوجل) انہیں عافیت عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا۔ ہرگز نہیں کیونکہ اس ذات سے ملاقات جس کی معافی کی امید ہے اس سے بہتر ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ زندہ رہا جائے جن کی شرارتوں سے شیاطین الانس اور شیاطین تک اپنے شر سے بھاگ جاتے ہیں۔

حکایت

ابو مسہر نے روایت کی کہ میں نے ایک آدمی کو سعید بن عبدالعزیز متوفی

نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ اللہ آپ کی زندگی لمبی کرے تو آپ نے ناراض ہو کر فرمایا نہیں بلکہ اللہ مجھے جلد اپنی رحمت کی جگہ بلا لے۔

(۸) ابو نعیم نے ابو عبیدہ بن مہاجر سے روایت کی کہ اگر کہا جائے کہ جو اس ستون کو ہاتھ لگائے گا مر جائے گا تو میں سب سے پہلے ہاتھ لگاؤں گا۔

(۹) ابو عبداللہ نے فرمایا کہ دنیا آزمائش کی دعوت دیتی ہے اور شیطان خطا کاری کی۔ ان دونوں کے ساتھ رہنے سے بہتر ہے کہ خدا (عزوجل) سے ملاقات ہو جائے۔ (یعنی موت آجائے)

حکایت

عمرو بن میمون موت کی تمنا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں جو دن اتنی اتنی نماز پڑھتا تھا حتیٰ کہ یزید بن مسلمہ نے ان کی طرف ایک پیغام بھیجا جس میں انہیں سختی سے خطاب کیا گیا تھا جس سے آپ کو تکلیف ہوئی تو اس کے بعد آپ یہ دعا کرتے تھے کہ "اے اللہ مجھے نیکوں سے ملا اور بروں سے بچا۔"

حکایت

ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ جب کسی اچھے آدمی کی وفات ہوتی تو آپ فرماتے کہ کاش میں تیری جگہ ہوتا تو اس پر ان کی ماں نے جو اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا۔ تم نہیں جانتی کہ آدمی صبح حالت ایمان پر کرتا ہے اور شام کو منافق ہو جاتا ہے اور اس کا ایمان لاشعوری کے عالم میں اس سے سلب کر لیا جاتا ہے اس لئے میں اس میت پر رشک کرتا ہوں اور اسے اس زندگی پر ترجیح دیتا ہوں جس میں نماز روزہ ہو۔

(۱۰) حذیفہ نے فرمایا کوئی بھی میرے بجائے مر جائے تو مجھے خوشی نہ ہوگی۔

وہ مرنے والی مکھی ہی کیوں نہ ہو۔

حکایت

سوائے اپنی روح کے پرواز کرنے کے' تو لوگوں نے گھبرا کر دریافت کیا کہ یہ کیوں' تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسے زمانے کو نہ دیکھوں جس میں بھلائی کا حکم نہ دے سکوں اور برائی سے منع نہ کر سکوں کیونکہ ایسے زمانے میں کوئی خیر وخوبی نہ ہو گی۔

حکایت

حضرت ابوہریرہ کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ انہوں نے پوچھا' کہاں جاتے ہو؟ اس نے جواب دیا' بازار کو' تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے لوٹنے سے پہلے میرے لئے موت خرید کر لا سکو تو لا دینا۔

حکایت

حضرت عرباض بن ساریہ صحابہ میں ایک بوڑھے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور موت کی تمنا رکھتے اور دعا کرتے تھے "اے اللہ! میری عمر زائد ہو گئی اور ہڈی کمزور پڑ گئی تو مجھے موت دے۔" عرباض کہتے ہیں کہ ایک دن میں دمشق کی مسجد میں نماز کے بعد اپنی اسی دعا میں مشغول تھا کہ ایک حسین وجمیل سبز پوش نوجوان آیا اور کہا کہ کیا دعا کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ اور کیا دعا کروں تو اس نے فرمایا کہ یوں کہو "اے اللہ! عمل اچھے اور عمر زائد کر" میں نے دریافت کیا۔

[illegible]
[illegible]
زندہ ہو جائے گا (کتاب الروح ص [illegible])
[illegible] کتاب الروح کی ابتداء میں کئے گئے ہیں۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اور وہ اس سے خوش بھی ہوتا ہے۔ (کتاب الروح ص [illegible])
[illegible]

خدا تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ اس نے کہا میں اسمٰعیل ہوں جو مومنوں کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر میں نے دیکھا تو کوئی نہ تھا۔

موت حیات سے برتر ہے

یاد رہے کہ عوام کے خیال میں موت مٹنے کا نام ہے یہ غلط ہے بلکہ علماء فرماتے ہیں کہ موت عدم محض اور فناء صرف کا نام نہیں۔ موت تو بدن سے روح کے تعلق کے انقطاع کا نام ہے اور وہ ایک حجاب ہے جو روح اور بدن کے درمیان قائم ہو جاتا ہے اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے (چند حوالے ملاحظہ ہوں)

(۱) ابن سعد نے روایت کی کہ انہوں نے اپنے وعظ میں کہا "اے زندگی اور ہمیشگی کے چاہنے والو! تم فنا کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔ تم ابد اور ہمیشگی کے لئے پیدا ہوئے ہو' ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونے کے لئے پیدا ہوئے ہو۔

(۲) عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روایت کی' تم ہمیشگی کے لئے پیدا ہوئے ہو' ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہو۔

(۳) حدیث شریف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت مومن کا تحفہ ہے۔

(۴) حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ موت مومن کا پھول ہے۔

(۵) حدیث شریف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت غنیمت ہے' گناہ مصیبت

ہے، قناعت راحت ہے، مالداری عذاب ہے، عقل خدائی ہدیہ ہے، جہالت گمراہی ہے، ظلم ندامت ہے، اطاعت آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، خدا کی خشیت سے رونا نجات ہے اور ہنسنا ہلاکت ہے اور گناہوں سے توبہ کرنے والا اس کی طرح ہے جو بے گناہ ہو۔

(۷) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو چیزوں کو انسان برا سمجھتا ہے۔ موت کو برا سمجھتا ہے حالانکہ موت اس کے لئے فتنہ سے بہتر ہے۔ مال کی کمی کو برا سمجھتا ہے حالانکہ مال کی کمی سے قیامت میں حساب میں کمی ہوگی۔

(۸) حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اپنے لئے زندگی کو بہتر سمجھتا ہے حالانکہ موت اس کے لئے بہتر ہے اور مال کی کمی کو برا سمجھتا ہے حالانکہ یہ حساب کی کمی کا باعث ہے۔

(۹) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (مستریح) یا "مستراح" ہے۔ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستریح یا مستراح سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن انسان دنیا کی تکالیف سے اللہ کی رحمت کی طرف منتقل ہوتا ہے اور راحت پاتا ہے (تو وہ مستریح ہے) اور فاجر سے شہر، بندے، درخت اور جانور نجات حاصل کرتے ہیں (تو وہ مستراح ہوا)

حکایت

مروی ہے کہ ایک جنازہ ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گزرا تو آپ نے فرمایا کہ یا تو اس نے راحت پائی یا بندوں نے اس سے راحت پائی۔

(۱۰) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دنیا مومن کے لئے قیدخانہ اور قحط ہے"

(۱۱) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا' دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔ مومن کی روح جب نکلتی ہے تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو قید خانے میں تھا اور پھر نکال دیا گیا تو اب وہ زمین میں خوب سیر و تفریح کرتا ہے۔

(۱۲) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے جب مومن مر جاتا ہے تو اس کی راہ فراخ کر دی جاتی ہے وہ جنت میں جہاں چاہتا ہے گھومتا ہے۔

(۱۳) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے ابوذر! دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور قبر امن کی جگہ ہے اور جنت اس کا ٹھکانا ہے۔ اے ابوذر! دنیا کافر کی جنت ہے اور قبر اس کا عذاب ہے اور جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔

(۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی جان روئے زمین پر مرتی ہے اس کے لئے اس کے رب کے پاس بھلائی ہے اور وہ واپس آنا نہیں چاہتی' خواہ اس کو تمام دنیا و مافیہا دے دی جائے۔ سوائے شہید کے کیونکہ وہ بار بار آنے کی تمنا کرتا ہے تاکہ ثواب عظیم پائے۔

(۱۵) ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ دنیا میں اب کچھ صاف نہیں رہا ہر جگہ گدلا پن ہے تو موت ہر مسلمان کا تحفہ ہے۔

(۱۶) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ دو بری چیزیں بہت بہتر ہیں' محتاجی اور موت۔

(۱۷) حضرت طاؤس نے روایت کی کہ مومن آدمی کے دین کو کوئی چیز نہیں بچا سکتی جو حفاظت کرے سوائے موت کے گڑھے کے۔

(۱۸) حضرت ربیع بن خثیم نے روایت کی کہ مومن کے لئے کوئی بھلائی چھپی ہوئی نہیں جس کا وہ انتظار کرے اور وہ موت سے بہتر ہو۔

(۱۹) مالک بن مغول نے روایت کی کہ سب سے پہلی چیز خوشی کی جو مومن کو حاصل ہوگی' وہ موت ہے کیونکہ اس میں وہ اللہ کا ثواب اور اس کا کرم دیکھتا ہے۔

(۲۰) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ مومن کے لئے اللہ کی ملاقات سے بہتر کوئی نعمت نہیں۔

(۲۱) ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ہر مومن کے لئے موت بہتر ہے اور ہر کافر کے لئے موت بدتر ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوکاروں کے لئے بہتر ہے اور ہرگز گمان نہ کریں کافر کہ ہم جوان کو ڈھیل دیتے ہیں وہ ان کے لئے بہتر ہے۔

(۲۲) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے روایت کی' ہر نیک بندہ کے لئے موت بہتر ہے اگر نیک ہے تو اللہ کے پاس نیکوں کے لئے بہت اچھا اجر ہے اور بد ہے تو ان کے لئے اللہ نے فرمایا کہ کافر یہ نہ سمجھیں کہ ہماری ڈھیل ان کے حق میں بہتر ہے۔ ہم ڈھیل اس لئے دیتے ہیں کہ ان کے گناہ زائد ہو جائیں۔

(۲۳) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم موت کے لئے جنتے ہو' ویران کرنے کے لئے آباد کرتے ہو' فانی چیز پر حریص ہو اور باقی رہنے والی چیز کو نہیں مانتے۔ سنو! "تین بری چیزیں ہیں جو اچھی ہیں۔ موت' فقر اور مرض۔ احمد نے زہد میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی ہی روایت کی۔

(۲۴) جعفر احمد نے روایت کی کہ جس کے لئے موت میں اچھائی نہیں اس کے لئے حیات میں بھی اچھائی نہیں۔

(۲۵) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی' انہوں نے کہا کہ میں فقر کو رب کی بارگاہ میں تواضع کرنے کے لئے اچھا سمجھتا ہوں اور موت کو اپنے رب کی ملاقات کے لئے اچھا سمجھتا ہوں اور مرض کو اپنی خطاؤں کے

مٹ جانے کی وجہ سے پسند کرتا ہوں۔

(۲۶) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ آپ اپنے پسندیدہ شخص کے لئے کیا پسند کرتے ہیں؟ کہا کہ موت لوگوں نے دریافت کیا کہ اگر نہ مرے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کا مال اور اس کی اولاد کم ہو جائے۔

(۲۷) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ میں اپنے دوست کے لئے پسند کرتا ہوں کہ اسے موت جلد آئے اور اس کا مال کم ہو۔

(۲۸) ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ میرے احباب کی طرف سے جو ہدایا موصول ہوتے ہیں ان میں سلام سب سے بہتر ہے اور سب سے اچھی خبر اس کی موت ہے۔

(۲۹) عبدالاعلیٰ تیمی سے کہا گیا کہ تم اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے کیا پسند کرتے ہو؟ کہا موت۔

(۳۰) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ! جو لوگ مجھے رسول جانتے ہیں ان کے دل میں موت کی محبت ڈال دے۔

حکایت

ملک الموت علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے کہ ان کی روح نکالیں تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آیا کبھی تم نے ایک دوست کو دوسرے دوست کی روح نکالتے دیکھا ہے؟ تو ملک الموت خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جاؤ ابراہیم علیہ السلام سے کہہ دو کہ آیا کبھی تم نے ایک دوست کو دوسرے دوست کی ملاقات کو برا جانتے ہوئے پایا؟" تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا میری روح ابھی قبض کر لو۔

(۳۱) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میری وصیت یاد رکھو تو وہ

یہ ہے کہ موت سے زائد پسندیدہ چیز تمہارے نزدیک کوئی نہ ہو۔

حکایت

جب حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بہت انتظار کے بعد محبوب آیا' جو شرمندہ ہو وہ کامیاب نہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے فتنہ سے پہلے بلا لیا۔ سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ موت کی تمنا تین اشخاص ہی کر سکتے ہیں۔ ا۔ جس کو موت کے بعد کے حالات کا پتہ نہ ہو۔ ۲۔ خدا کی مقررہ تقدیر سے راہ فرار اختیار کرنے والا ۳۔ اور اللہ کی ملاقات کا مشتاق۔ حبان بن اسود نے کہا کہ شوق کی علامت یہ ہے کہ راحت کے باوجود موت کی محبت کرنا۔ بعض حضرات نے کہا کہ مشتاق موت کی مٹھاس شہد سے زائد پاتا ہے۔

(۳۲) ذوالنون مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ شوق سب سے بلند درجہ ہے جب اس پر بندہ پہنچتا ہے تو وہ موت کے دیر میں آنے کو برا سمجھتا ہے کیونکہ وہ لقاء محبوب کا ہر وقت مشتاق رہتا ہے اور اس کے دیدار کا ہر وقت منتظر۔

حکایت

عبداللہ ابن عبدالملک طاعون سے بھاگ کر کہیں چلا گیا تو انہوں نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون میں ایسے زمانے تک زندہ رہا جس میں ایسی بات سنوں۔ میں تم کو تمہارے گزرے ہوئے بھائیوں کے حالات سناتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ کہ خدا کی ملاقات ان کو شہد سے زائد شیریں معلوم ہوتی تھی۔ دوسری بات یہ کہ وہ دشمن سے کبھی نہ ڈرتے تھے۔ خواہ کم ہو یا زائد۔ تیسری بات یہ کہ وہ دنیا سے فقر و فاقہ سے نہ ڈرتے تھے ان کو خدا پر پورا پورا بھروسہ تھا کہ وہ ان کو

ضرور رزق دے گا۔ چوتھی بات یہ کہ جب طاعون آتا تھا تو بھاگتے نہ تھے۔ خدا جو فیصلہ فرماتا تھا ان کو قبول ہوتا۔

حکایت

ابن عبدربہ نے مکحول سے کہا کہ کیا تم جنت کو پسند کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ جنت کو کون پسند نہ کرے گا تو انہوں نے کہا کہ موت سے محبت کرو کیونکہ جنت کو مرے بغیر نہیں دیکھ سکتے۔

حکایت

عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی زکریا کہتے تھے کہ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ اللہ نے مجھے اختیار دے دیا ہے کہ چاہے میں سو سال زندہ رہوں یا آج ہی مر جاؤں تو آج ہی مر جانے کو اختیار کر لیتا تاکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کر سکوں۔

حکایت

احمد بن ابی الحواری نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ نباجی کو کہتے ہوئے سنا کہ اگر مجھے دنیا کی حلال لذتوں سے مستفیض ہونے اور اپنی روح کے نکل جانے کا اختیار دیا جائے تو روح کے نکل جانے کو پسند کروں گا۔ کیا تم کو یہ بات پسند نہیں کہ تم اس سے ملاقات کرو کہ جس کی اطاعت کرتے ہو۔

(۳۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت ہر مسلمان کے لئے کفارہ ہے۔ قرطبی نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان مرتے وقت جو تکالیف پاتا ہے وہ اس کے گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے اگر کانٹا یا اس سے کم چیز بھی لگ جائے تو

وہ بھی اس کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے تو جب کانٹے کا یہ حال ہے تو پھر سکرات موت کا کیا حال ہوگا جس میں تلوار کی تین سو چوٹوں سے زائد تکلیف ہوتی ہے۔

(۳۴) مسروق نے روایت کی کہ مجھے اس چیز وں کے علاوہ کسی چیز پر رشک نہ آیا کہ مومن اپنی قبر میں عذاب سے محفوظ ہو اور دنیا کی تکالیف سے رہائی پالے۔ ابن ابی شیبہ نے بھی اسی مضمون کی حدیث بیان کی۔

حکایت

ابن مبارک ہیثم بن مالک نے کہا کہ ہم اشجع بن عبدہ کے پاس باتیں کر رہے تھے اور وہیں ابو عطیہ فدبوح بھی تھے تو نعمتوں کا ذکر چلا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ سب سے زائد نعمتوں میں کون شخص ہے۔ بعض نے کہا کہ فلاں اور بعض نے کہا کہ فلاں۔ اشجع نے کہا کہ اے ابو عطیہ آپ کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا وہ جسم جو قبر میں ہو اور عذاب سے محفوظ ہو گیا ہو۔

(۳۵) ابن مبارک نے محارب بن دثار سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے خثیمہ نے کہا کہ کیا تمہیں موت خوش کرتی ہے؟ کہا نہیں تو انہوں نے فرمایا کہ موت ناقص شخص ہی کو ناپسند ہوتی ہے۔

حکایت

ایک شخص نے ابو المعور سلمی کی مجلس میں کہا کہ بخدا اللہ (عزوجل) نے موت سے زائد پسندیدہ چیز میرے لئے پیدا نہیں کی تو ابو المعور نے کہا کہ اگر میں تمہاری طرح ہو جاؤں تو میرے نزدیک یہ سرخ اونٹوں سے زائد بہتر ہے۔

(۳۶) صفوان بن سلیم نے روایت کی کہ موت دنیا کی تکالیف سے راحت دیتی ہے اگرچہ خود اس میں تکالیف ہیں۔

(۳۷) محمد بن زیاد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے بعض حکماء

نے کہا کہ عقلمند انسان پر موت غافل عالم کی لغزش سے آسان ہے۔
(۳۸) سفیان نے روایت کی کہ موت عابد کے لئے راحت ہے۔

باب

ذکر الموت اور اس کی تیاری

(احادیث مبارکہ)

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لذتوں کو توڑنے والی چیز کو بکثرت یاد کرو یعنی موت کو۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو بکثرت یاد کرو کیونکہ جو تنگ دست ہے اسے یاد کرتا ہے اس پر فراخی ہوتی ہے اور جو خوش عیش اور فراخ دست ہوتا ہے اس پر تنگی ہوتی ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے عقلمند مومن کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو موت کو سب سے زائد یاد رکھے اور موت کے بعد کے لئے سب سے اچھی تیاری کرے، یہ ہیں عقلمند۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو خود دبا دے اور بعد الموت کے لئے کام کرے اور عاجز وہ ہے جو نفس کی پیروی کرے اور اللہ سے قسم قسم کی آرزوئیں کرے۔

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ موت کو بکثرت یاد کرو، وہ گناہوں کو زائل کرتی اور دنیا میں زہد پیدا کرتی ہے اور تم اس کو مالداری کے عالم میں یاد کرو گے تو یہ اس کو ختم کردے گی اور محتاجی کے عالم میں یاد کرو گے تو فقر و تمہاری زندگی سے راضی کردے گی۔

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی مجلس سے گزرے جس میں خوب ہنسی مذاق ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی مجلس میں لذتوں کو توڑنے والی چیز کی ملاوٹ بھی کرو۔ عرض کی گئی' وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کی یاد۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وصیت فرمائی کہ موت کو بکثرت یاد کرو تو دوسری چیزوں کو بھول جاؤ گے۔

(۸) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جب غفلت میں پاتے تھے تو بلند آواز سے پکار کر کہتے تھے کہ اے لوگو تمہارے پاس موت آئی نیک بختی کا پیغام بن کر یا بدبختی کا پیام لاکر (یعنی خاتمہ یہ ہوا تو سعادت ورنہ شقاوت)

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں میں غفلت دیکھتے تو دروازہ پکڑ کر تین مرتبہ فرماتے۔ یااھل الاسلام اتتکم المیتہ ؕ یعنی اہل اسلام موت آگئی' اس کو جو چیز اپنے ساتھ لازما لے آئی' خوشی اور راحت اولیاء اللہ کے دوستوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو جنت میں رہیں گے' ان کے لئے برکت کی خوش خبری لے آئی۔ سنو ہر کوشش کرنے والے کی انتہا ہے اور ہر کوشش کرنے والے کی انتہا موت ہے' کوئی آگے جاتا ہے اور کوئی پیچھے۔

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' نصیحت کرنے کو موت کافی ہے۔

(۱۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ کیا شہداء کے ساتھ کسی اور کا حشر بھی ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں اس کا جو شب و روز میں موت کو بیس مرتبہ یاد کرے گا۔

فائدہ

حضرت سدی نے اس آیت کریمہ خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم

احسن عملاً کی تفسیر میں مروی ہے کہ کون تم میں سے موت کو زائد یاد کرتا ہے اور کون اس کے لئے زائد تیاری کرتا ہے اور کون زائد ڈرتا ہے۔

حکایت

ایک شخص کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہت تعریف کی گئی' آپ نے دریافت کیا کہ وہ موت کو بھی یاد کرتا ہے یا نہیں؟ عرض کی گئی نہیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر وہ ایسا نہیں جیسا کہ تم کہتے ہو۔

فائدہ

بعض بزرگان دین کا کہنا ہے کہ جس نے موت کو بکثرت یاد کیا اسے تین انعامات ملیں گے۔ ا۔ توبہ کی جلد توفیق ہوگی۔ ۲۔ دل میں قناعت نصیب ہوگی۔ ۳۔ عبادت میں خوشی ہوگی اور جس نے موت کو بھلا دیا' اس پر تین مصیبتیں نازل ہوں گی۔ ا۔ توبہ میں ٹال مٹول ۲۔ بے صبری ۳۔ عبادت میں سستی۔ کسی نے کہا دو چیزوں نے میرے سامنے دنیا کی لذتوں کو بے حقیقت بنا دیا۔ موت کی یاد اور بارگاہ ایزدی میں کھڑا ہونا۔ (یعنی قیامت میں اللہ تعالٰی کے سامنے حساب و کتاب کی پیشی کا خوف)

فائدہ

بعض حضرات نے اللہ تعالٰی کے قول "ولا تنس نصیبک من الدنیا" کی تفسیر کفن سے کی ہے اور اس سے پہلے کی آیت میں فرمایا کہ "وابتغ فیما اتاک اللہ الدار الاخرۃ" دنیا کی چیزوں کو ایسی راہوں پر خرچ کرو کہ اس کے بدلے دار آخرۃ میں جنت بھی ملتی ہے اور یاد رکھو کہ تم ہر چیز چھوڑ کر چلے جاؤ گے سوائے اپنے حصہ کے اور وہ ہے کفن۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

نصیبک مما تجمع الدھر کلہ ردآان تلوی فیھا وحنوط

ترجمہ: جو چیز تو نے تمام زمانے میں جمع کر لیا اس میں تیرا حصہ صرف دو دو چادریں ہیں جن میں تو لپیٹا جائے گا اور خوشبو۔

حکایت

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موت کو پسند نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس مال ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا پہلے اس کو مار ڈالو کیونکہ مومن کا دل اس کے مال کے ساتھ ہے اگر وہ اس کو پہلے مار دے تو اس کا دل بھی اس کے پیچھے ہو جائے گا ورنہ وہ اسی کے ہمراہ رہے گا۔

اقوال اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ

(۱) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ فصیح و بلیغ نصیحت کے بعد جلد ہی غافل ہو جاتے ہیں۔ موت نصیحت کرنے کو کافی ہے' زمانہ جدائی ڈالنے کو کافی ہے آج ہم گھروں میں ہیں اور کل قبروں میں ہوں گے۔

(۲) حضرت رجاء بن حیوۃ نے روایت کی کہ جو بندہ بکثرت موت کا ذکر کرے گا' وہ خوشی اور حسد چھوڑ دے گا۔

(۳) حضرت طارق محاربی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کے لئے موت کے آنے سے پہلے تیار ہو جاؤ۔

(۴) حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص موت کو صحیح طور پر جانتا ہے تو وہ آئندہ کل کو اپنی زندگی میں شمار نہیں کرتا کیونکہ بہت سے وہ لوگ جو دن کے ابتدائی حصہ میں زندہ ہوتے ہیں اسے پورا کر نہیں پاتے اور بہت سے کل کے امیدوار اپنی امید کو نہیں پہنچے اور اگر تو موت اور اس کی

رفتار دو دیکھ لیتا تو تیری امید اور غرور مٹ جاتا۔

(۵) حضرت ابو حازم نے فرمایا کہ جس کام کی وجہ سے تم موت کو برا سمجھتے ہو اسے چھوڑ دو۔ پھر مرنے کے بعد یہ تمہاری تکلیف کا باعث نہ ہوگا۔

(۶) عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ موت جس شخص کے دل کے قریب ہوگی تو وہ اپنے مال کو زیادہ سمجھنے لگتا ہے۔

(۷) حضرت رجاء بن نوح نے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے گھر والوں کو لکھا کہ اگر تم شب و روز موت کا شعور رکھو تو ہر فانی چیز تمہیں بری معلوم ہوگی اور ہر باقی چیز سے محبت ہو جائے گی۔

(۸) حضرت مجمع تیمی نے روایت کی کہ موت کی یاد مالداری اور بے نیازی کا باعث ہے۔

(۹) سمیط نے روایت کی کہ جس نے موت کو اپنا نصب العین بنالیا تو اس کو دنیا کی تنگی کی فکر ہوگی اور نہ فراخی کی۔

(۱۰) حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ جس نے موت کو پہچان لیا' اس پر دنیا کے مصائب و آلام آسان ہو گئے۔

(۱۱) حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جس نے موت کو بکثرت یاد کیا' اس کی نگاہ میں دنیا ہیچ ہو جائے گی۔

(۱۲) قتادہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ جو موت کی یاد رکھے اس کے لئے خوشخبری ہے۔

(۱۳) مالک بن دینار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ موت کی یاد عمل کی زندگی کو کافی ہے۔

(۱۴) ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی کہ میرا دل سخت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ موت کی یاد بکثرت کرو۔

(۱۵) ابو حازم نے روایت کی' اے انسان موت کے بعد تجھے پتہ چلے گا۔

(۱۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ دنیا عمل کی جگہ ہے موت کے بعد ہم کو اور تمہیں پتہ چلے گا۔

حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں بہتر زہد موت کی یاد ہے اور بہتر عبادت تفکر ہے جس کو موت کی یاد خوف زدہ کرتی ہو اس کی قبر جنت کا باغ بن جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ لوگ سو رہے ہیں جب مر جائیں گے تو جاگ اٹھیں گے۔

(۱۸) حافظ ابوالفضل عراقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب کہا ہے

وانما الناس نیام من یمت منہم ازال الموت عنہ وسنۃ

یعنی لوگ سوئے ہوئے ہیں جو ان میں سے مر جائے گا موت اس کی نیند کو ختم کر دے گی۔

(۳۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی مرتا ہے پشیمان ہوتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پشیمانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ نیکوکار ہے تو اس امر پر شرمندہ ہوگا کہ زیادہ اچھائیاں کیوں نہ کرلیں اور اگر بدکار ہوگا تو اس بات پر شرمندہ ہوگا کہ برائیاں کیوں نہ چھوڑ دیں۔

باب

موت کی یاد میں مدد دینے والے اعمال

(احادیث مبارکہ)

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبور کی زیارت کرو کیونکہ یہ موت کو یاد دلاتی ہیں۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا اب زیارت کرو کیونکہ یہ دنیا میں زہد اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہیں۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں زیارت قبور سے میں نے روکا تھا اب ان کی زیارت کرو کیونکہ یہ عبرت حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کی کہ میں نے تمہیں زیارت قبور سے روکا تھا اب ان کی زیارت کرو کیونکہ یہ دل کو نرم کرتی ہیں اور آنکھوں میں آنسو لاتی ہیں اور بے ہودہ باتیں مت کہو (جو لوگ مزارات کی زیارات کو شرک کہتے ہیں وہ اس حدیث شریف کے خلاف کرتے ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا اب ان کی زیارت کرو کہ یہ بھلائی میں زیادتی کا موجب ہے۔

(۶) حضرت ابوالدرداء نے فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبروں کی زیارت کرو تاکہ آخرت کی یاد آئے اور مردہ کو نہلاؤ کہ فانی جسم کا چھونا بہت بڑی نصیحت ہے اور جنازہ کی نماز پڑھو تاکہ یہ تمہیں غمگین

کرے کیونکہ متقین انسان اللہ کے سامنے میں ہوتا ہے اور متقی کا کام کرتا ہے۔

باب

خدا تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا اور اس سے خوف کرنا

(احادیث مبارکہ)

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے تین روز قبل فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ خدا سے مرتے دم تک اچھا گمان رکھنا۔

(۲) ابن ابی الدنیا نے روایت کی کہ بعض قوموں کو اللہ تعالیٰ نے اسی لئے تباہ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمان تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم اردٰکم فاصبحتم من الخاسرین یعنی یہ تمہاری ہلاکت تمہارے اس گمان کے باعث ہے جو تم نے اپنے رب سے کیا تو تم نقصان اٹھانے والے ہوگئے۔

حکایت بروایت

(۳) حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک نوجوان شخص کے پاس نزع کے وقت تشریف لائے اور اس سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے؟ اس نے بتایا کہ میں اللہ کے ثواب کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں جس شخص کے دل میں جمع ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کی امید بر لائے گا اور اسے ڈر سے محفوظ فرما دے گا۔

(۴) حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ تمہارا رب کہتا ہے کہ میں اپنے بندے پر دو ڈر جمع نہیں کروں گا اور
نہ دو امن تو جو مجھ سے دنیا میں ڈرے گا میں آخرت میں اسے بے خوف کروں گا
اور جو دنیا میں مجھ سے بے خوف رہے گا اس کو قیامت میں خوفزدہ کروں گا۔

(۵) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ جب تم کسی شخص کو
نزع میں دیکھو تو اسے بتاؤ کہ وہ اپنے رب سے اچھا گمان رکھتے ہوئے ملے اور
جب کسی زندہ کو دیکھو تو اسے عذاب الٰہی سے ڈراؤ۔

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کو چاہئے کہ اللہ
تعالیٰ سے حسن ظن رکھے کہ یہی جنت کی قیمت ہے۔

(۷) ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ بزرگان دین جب
کسی شخص کے پاس نزع کے وقت جاتے تو اس کے اچھے کام یاد دلاتے تاکہ وہ
اپنے رب سے اچھا گمان رکھے۔

(۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قسم خدائے وحدہٗ
لاشریک لہٗ کی کہ بندہ اللہ سے جو اچھا گمان رکھے گا خدا اسے پورا فرمائے گا۔

(۹) واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں تو وہ
جیسا گمان چاہے میرے ساتھ رکھے۔

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو
بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب سے پہلے مومنین سے کیا کہے گا اور
مومن اس کو کیا جواب دیں گے۔ ہم نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے
میری ملاقات کو پسند کیا تو وہ جواب دیں گے ہاں۔ وہ پوچھے گا کیوں؟ وہ عرض
کریں گے کہ ہم نے تیرے عفو و مغفرت کی امید پر تمنا کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا
تو میری مغفرت تمہارے لئے واجب ہو گئی۔

(۱۱) حضرت عقبہ بن مسلم نے فرمایا بندہ کی خصلتوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زائد یہ خصلت پسند ہے کہ وہ اس سے ملاقات کو پسند کرے۔

حکایت

بوغالب فرماتے ہیں کہ میں شام میں قیس کے ایک بہترین شخص کے پاس گیا۔ اس شخص کا ایک سرکش بھیجا تھا یہ ہر چند اس کو نصیحت کرتا تھا مگر وہ ہدایت پر نہ آتا تھا۔ اتفاق سے وہ بیمار ہو گیا۔ اس نے اپنے چچا کو بلوایا لیکن اس نے انکار کر دیا مگر میں اس کو مجبور کر کے لے آیا۔ اس نے آتے ہی بھتیجے کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور کہنے لگا کہ اے دشمن خدا! کیا تو نے ایسا نہیں کیا اور ویسا نہیں کیا تو اس نوجوان نے پوچھا کہ اے چچا! یہ تو بتائیے کہ اگر اللہ مجھ کو میری ماں کے سپرد کر دیتا تو وہ کیا کرتی؟ تو چچا نے جواب دیا کہ وہ تجھ کو جنت میں داخل کرتی تو نوجوان نے جواب دیا کہ "بہ خدا! خدا مجھ پر میری ماں سے زائد رحم کرنے والا ہے۔" الغرض وہ جوان مر گیا اور اس کے چچا نے اس کو دفن کر دیا جب اس پر اینٹیں رکھی جا رہی تھیں تو ایک اینٹ گر پڑی تو اس کا چچا کود کر ایک طرف کو ہٹ گیا۔ میں نے دریافت کیا کہ اے بھائی کیا معاملہ ہے اس نے جواب دیا کہ اس کی قبر تو نور سے بھر گئی اور حد نگاہ تک اس میں وسعت کر دی گئی۔

حکایت

جناب حمید نے کہا کہ میرا ایک بھانجا نافرمان تھا وہ بیمار ہو گیا تو اس کی ماں نے مجھے بلوا بھیجا جب میں پہنچا تو دیکھا کہ اس کی ماں سرہانے کھڑی رو رہی ہے تو اس لڑکے نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے ماموں! یہ کیوں رو رہی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ تمہاری برائیوں کی وجہ سے رو رہی ہے۔ لڑکے نے کہا کہ میری ماں مجھ پر رحم نہ کرتی تھی؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ

مجھ پر میری والدہ سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جب وہ مر گیا تو میں نے اور چند دوسرے لوگوں نے اس کو قبر میں اتارا جب ہم نے اس پر اینٹیں چنیں تو میں نے جھانک کر قبر میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حد نگاہ تک وسیع کر دی گئی۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ کیا تم نے بھی یہی دیکھا جو میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں تو میں سمجھ گیا کہ یہ اسی کلمہ کی وجہ سے ہے جو اس نے مرتے وقت کہا تھا۔

باب

موت کا خوف

(احادیث مبارکہ)

(۱) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے دریافت کیا کہ آپ کے پاس کوئی قاصد نہیں جس کو آپ اپنے آنے سے پہلے روانہ کر دیں تاکہ لوگ ڈر جائیں تو ملک الموت نے کہا، بخدا میرے لئے بہت سے قاصد ہیں، مثلاً بیماریاں، مرض، بڑھاپا، کانوں اور آنکھوں کا متغیر (کمزور) ہو جانا جب لوگ ان چیزوں سے بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے تو میں ندا کرتا ہوں کہ اے شخص کیا یکے بعد دیگرے میرے قاصد تمہارے پاس نہیں آتے رہے، اب میں خود آتا ہوں کہ میرے بعد کوئی قاصد نہ آئے گا۔

(۲) حضرت مجاہد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ جب انسان پر کوئی بیماری آتی ہے تو ملک الموت کا قاصد اس کے پاس ہوتا ہے جب اس کا مرض آخر کو پہنچتا ہے تو ملک الموت تشریف لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے شخص! تیرے پاس میرے قاصد یکے بعد دیگرے آتے رہے لیکن تو نے پروا نہ کی۔ اب تیرے پاس ایسا رسول آیا ہے جو تیرا نشان بھی اس دنیا سے مٹا دے گا۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی عمر ساٹھ سال ہو گئی خدا اس کے لئے کوئی عذر نہ چھوڑے گا۔

باب

خاتمہ بالخیر کی نشانی

(احادیث مبارکہ)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے موت سے پہلے عمل خیر کی توفیق دیتا ہے۔

(۲) حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے مرنے سے ایک سال پہلے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اس کو راہ راست پر لگاتا رہتا ہے تا کہ وہ خیر پر مر جاتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص اچھی حالت پر مرا۔ جب ایسا شخص مرنے لگتا ہے تو اس کی جان نکلنے میں جلدی کرتی ہے تو اس وقت وہ خدا سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور خدا اس کی ملاقات کو اور جب اللہ کسی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو مرنے سے ایک سال قبل اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتا ہے جو اسے گمراہ کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے بدترین وقت میں مر جاتا ہے۔ اس کے پاس جب موت آتی ہے تو اس کی جان اٹکنے لگتی ہے۔ یہ اللہ سے ملنے کو پسند نہیں کرتی اور خدا اس سے ملنے کو۔

فائدہ

علماء نے فرمایا برے خاتمہ کے چار اسباب ہیں۔ (۱) نماز میں سستی (۲) شراب نوشی (۳) والدین کی نافرمانی (۴) مسلمانوں کو تکلیف دینا۔

باب

سکرات الموت

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۱) وجاءت سکرۃ الموت بالحق

ترجمہ:۔ آئے موت کے سکرات حق کے ساتھ۔

(۲) ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت

ترجمہ:۔ کاش تم ظالموں کو موت کی شدت میں دیکھ لیتے۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کا ایک برتن تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ ڈال کر اپنے چہرے پر لگاتے تھے اور فرماتے تھے لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات۔ یعنی اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، بے شک موت کی بھی سختیاں ہوتی ہیں۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وفات کی تکالیف دیکھنے کے بعد میں کسی کے آسانی سے مر جانے پر رشک نہیں کروں گی۔ بخاری نے بھی ایسی ہی روایت کی۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات کی بے چینی میں فرماتے تھے کہ اگر کوئی اس وقت کے لئے نیک کام کرتا تو اس کے لائق تھا۔

(۴) مروی ہے کہ جب خوش خبر یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے تو ان سے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں تاکہ اللہ موت کی تکالیف آپ پر آسان کرے۔

(۵) طبرانی نے "کبیر" میں اور ابو نعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی جان اس طرح نکلتی ہے جیسے کوئی چیز ٹپکتی ہے اور کافر کی جان بہہ کر نکلتی ہے مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو موت کے وقت شدت کے ذریعہ اس کا کفارہ ہو جاتا ہے اور کافر جب کوئی نیکی کا کام کرتا ہے تو موت کے وقت آسانی کر کے اسے بدلہ دے دیا جاتا ہے۔

(۶) وہب بن منبہ نے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں کسی بندے پر رحم فرمانا چاہتا ہوں تو اس کی ہر برائی کا بدلہ دنیا ہی میں دیتا ہوں، کبھی بیماری سے، کبھی گھر والوں میں مصیبت ڈال کر، کبھی تنگی معاش سے، پھر بھی اگر کچھ بچتا ہے تو مرتے وقت اس پر سختی کرتا ہوں حتیٰ کہ جب وہ مجھ سے ملاقات کرتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے جیسا کہ اس دن تھا جس دن کہ اس کی ماں نے اسے جنا تھا اور مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ میں جس بندے کو عذاب دینے کا ارادہ رکھتا ہوں اس کو اس کی ہر نیکی کا بدلہ دنیا ہی دیتا ہوں، کبھی جسم کی صحت سے کبھی فراخی رزق سے، کبھی اہل و عیال کی خوش حالی سے پھر بھی اگر رہ جاتا ہے تو مرتے وقت اس پر آسانی کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ جب مجھ سے ملتا ہے تو اس کی نیکیوں میں سے کچھ بھی نہیں رہتا کہ وہ نار جہنم سے بچ سکے۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو ہر چیز میں ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ موت کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے اس میں بھی۔

(۸) حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن پیشانی کے پسینہ سے مرتا ہے۔

(۹) حضرت سلمان فارسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ مرنے والے میں تین علامتیں دیکھو اگر اس کی پیشانی پر پسینہ آئے، آنکھوں میں آنسو آئیں اور نتھنے

نکل جائیں تو یہ اللہ کی رحمت ہے اور وہ اس طرح آواز نکالے جس طرح ذبح ہونے والا اونٹ جس کا گلا گھونٹ دیا گیا ہو، رنگ پیلا پڑ جائے اور جھاگ نکالنے لگے تو یہ اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہونے کی علامت ہے۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ مومن کی خطاؤں میں سے اگر کوئی خطا باقی رہ جاتی ہے تو مرتے وقت پیشانی کے پسینہ سے اس کا کفارہ کر دیا جاتا ہے۔

(۱۱) حضرت علقمہ نے اسود کو وصیت کی کہ مرتے وقت تم میرے پاس رہنا مجھے کلمے کی تلقین کرنا اور جب پیشانی پر پسینہ دیکھو تو مجھے بشارت دینا۔

(۱۲) حضرت سفیان نے روایت کی کہ بزرگ میت کی پیشانی کے پسینہ کو دل نیک سمجھتے تھے۔ علماء نے فرمایا کہ پیشانی پر پسینہ کا آنا اس بات کی علامت ہے کہ یہ اپنے کئے ہوئے اعمال پر شرمندہ ہے اور کافر میں حیاء کا مادہ نہیں ہوتا تو اس پر یہ علامت ظاہر نہیں ہوتی۔

(۱۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے واقعات بیان کیا کرو کیونکہ ان میں عجیب عجیب باتیں ہوتی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت قبرستان میں گئی اور انہوں نے مشورہ کیا کہ دو رکعت پڑھ کر خدا سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ کسی مردہ کو زندہ کر دے جو ہم کو حالات بتائے۔ چنانچہ وہ یہ کام کر رہے تھے کہ اچانک ایک سیاہ شخص نمودار ہوا۔ اس کی پیشانی پر سجدوں کے نشانات تھے۔ اس نے کہا کہ اے لوگو تم نے نکال کر یوں پریشان کیا۔ مجھ کو مرے ہوئے سو سال ہوئے ہیں لیکن موت کی گرمی اب تک محسوس کر رہا ہوں تو اللہ سے دعا کرو کہ وہ مجھ کو پہلی حالت پر لوٹا دے۔

(۱۴) حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ مردہ جب تک قبر میں رہتا ہے۔ موت کی تکلیف اسے محسوس ہوتی ہے، مومن پر زیادہ اور کافر پر کم۔

(۱۵) حضرت اوزاعی نے روایت کی کہ مومن موت کی تکلیف قبر سے اٹھنے تک پائے گا۔

(۱۶) حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی تکلیف کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ یہ تلوار کی تین چوٹوں کے برابر ہے۔

(۱۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ملک الموت کی تکلیف تلوار کی ایک ہزار چوٹوں سے زائد ہے۔

(۱۸) ابن ابی الدنیا نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ایک ہزار چوٹیں تلوار کی میرے نزدیک بستر پر مرنے سے بہتر ہیں۔

(۱۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ موت کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جھرجھری کے درخت کی مانند کہ جس کی شاخیں ہر ہر رگ سے اگ گئی ہوں اور پھر ان کو کوئی کھینچ دے یہ ہے موت کی آسان تر تکلیف۔

(۲۰) حضرت انس سے مروی ہے کہ مرنے والے انسان کو فرشتے باندھ دیتے ہیں ورنہ وہ جنگلات میں بھاگتا پھرتا۔

(۲۱) حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیا وجہ ہے کہ میت کی روح نکالی جاتی ہے اور وہ خاموش رہتا ہے لیکن اگر کسی انسان کے پیر میں چیونٹی کاٹ لیتی ہے تو یہ تڑپ جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ فرشتے اسے باندھ دیتے ہیں۔

(۲۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شدائد موت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کی آسان تر تکلیف کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کانٹے دار شاخ کو اون میں ڈالے اور پھر اسے کھینچے تو اس شاخ کے ساتھ اون بھی نکل آئے گا۔ (گویا اسی طرح نزع کے وقت ہر ہر رگ میں کانٹے چبھتے ہیں اور ان کے ساتھ روح نکلتی ہے)۔ (امام غزالی)

(۲۳) حضرت میسرہ نے روایت کی کہ اگر موت کی تکالیف کا ایک قطرہ قدرہ آسمان اور زمین پر رہنے والوں پر ٹپکا دیا جائے تو سب مر جائیں لیکن قیامت میں ایک گھڑی کی تکلیف اس تکلیف سے ستر گنا زائد ہوگی۔

حکایت

(۲۴) جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے بیٹے نے ان سے کہا کہ اے ابا جان! آپ کہا کرتے تھے کہ کوئی عقلمند انسان مجھے نزع کے عالم میں مل جائے تو میں اس سے موت کے حالات دریافت کروں تو آپ سے زائد عقلمند کون ہوگا۔ براہ مہربانی اب آپ ہی مجھے موت کے حالات بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ بخدا اے بیٹے! ایسا معلوم ہوتا ہے میرے دونوں پہلو ایک تخت پر ہیں اور میں سوئی کے ناکے کے برابر سوراخ سے سانس لے رہا ہوں اور ایک کانٹوں دار شاخ میرے قدم کی طرف سے سر کی جانب کھینچی جا رہی ہے۔ یہ ہی حدیث ابن سعد نے عوانہ ابن الحکم سے روایت کی۔

(۲۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب سے کہا کہ مجھے موت کا حال بتاؤ۔ آپ نے کہا کہ اے امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! وہ کانٹے دار درخت کی مانند ہے جو مسلمان کے اندر ہو اور اس کی رگ رگ میں سرایت کر چکا ہو اب ایک مضبوط بازوؤں والا انسان اس کو کھینچ رہا ہوں۔

(۲۶) شداد بن اوس نے روایت کی کہ موت دنیا و آخرت کی ہولناکیوں میں سب سے زائد ہولناک ہے' یہ آروں کے چیرنے سے' قینچیوں کے کاٹنے سے' ہنڈیوں کے ابالنے سے زائد ہے اگر مردہ زندہ ہو کر شدائد موت لوگوں کو بتا دیتا تو ان کا عیش اور نیند سب کچھ ختم ہو جاتا۔

(۲۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے مردوں کو کلمہ توحید

کی تلقین کرو اور جنت کی بشارت دو کیونکہ اس وقت بڑے بڑے علیم مرد اور عورتیں حیران ہوتے ہیں۔ اس وقت شیطان انسان سے بہت ہی زیادہ قریب ہوتا ہے۔ لہذا عصا موت کو دیکھنا تلوار کی ایک ہزار چوٹوں سے کہیں زیادہ ہے۔ لہذا جب انسان مرتا ہے تو اس کی ہر رگ انفرادی طور پر تکلیف برداشت کرتی ہے۔

(۲۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تو پٹھوں، رگوں اور پوروں کی بھی روح نکالتا ہے اے اللہ مجھ پر اس کو آسان فرمادے۔

حکایت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کی وجہ سے اس کی ہر رگ دردمند تھی لیکن اس کے رب کی جانب سے اس کو یہ خوشخبری دی گئی کہ اس عذاب کے بعد کوئی عذاب نہیں ہے سے سکون مل گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو اس سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے؟ کہا کہ میں اپنے والیک رغبت کرنے والا اور ڈرنے والا محسوس کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں یہ دو چیزیں پائی گئیں تو وہ جس چیز کی امید کرے گا خدا اسے وہ دے گا اور جس چیز سے وہ ڈریگا خدا اس کو اس سے بے خوف بنادے گا۔

(۲۹) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ آخری تکلیف جو بندے کو پہنچتی ہے موت ہے اسی مضمون کی روایت ابو نعیم، مروزی، تنقی وغیرہم سے بھی روایت کی ہیں۔

حکایت

ایک شخص نے کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ وہ کونسا مرض ہے جو لاعلاج ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ موت ہے۔ زید بن اسلم کہتے ہیں کہ موت ایک مرض ہے جس کی دوا رضوان الہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا بندے سے راضی ہونا)

(۳۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان پر جب سکرات کا عالم طاری ہوتا ہے اور میت کی بے چینی ہو تو اس کے اعضاء ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں کہ "السلام علیک تفارقنی و افارقک الیٰ یوم القیمۃ" یعنی تم جدا ہوتے ہو، تم مجھ سے جدا ہو رہے ہو اور میں تم سے قیامت تک کے لئے جدا ہو رہا ہوں۔

(۳۱) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ مرتے وقت انسان کو سب سے زیادہ تکلیف اس وقت ہوتی ہے جب روح حلق تک پہنچتی ہے تو اس وقت وہ بے چین ہوتا ہے اور اس کی ناک اٹھ جاتی ہے، شہید اس سے مستثنیٰ ہے۔

(۳۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید موت کی تکلیف صرف اتنی پاتا ہے جتنی کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔

(۳۳) حضرت محمد بن کعب قرظی نے روایت کی کہ سب سے آخر میں ملک الموت کا انتقال ہوگا۔ ان سے کہا جائے گا، مر جایئے تو اس وقت وہ ایسی چیخ ماریں گے کہ جس کو اگر زمین و آسمان والے سن پائیں تو گھبراہٹ سے ان کا دم نکل جائے۔

(۳۴) حضرت زیاد نمیری نے روایت کی کہ ملک الموت پر موت کی سختی تمام مخلوق کی موت کی مجموعی سختی سے زائد ہوگی۔

فوائد

فائدہ (۱)

قرطبی نے کہا کہ موت کی سختی کے دو فوائد ہیں۔ ایک تو فضائل و کمالات کی تکمیل و درجات کی بلندی' یہ کوئی عذاب اور نقص نہیں بلکہ حدیث شریف میں آتا ہے سب سے زیادہ آزمائش انبیاء علیہم السلام کی ہوئی پھر ان کے بعد جو بزرگ ہوئے اور پھر ان کے بعد جو ہوئے' الی آخرہ۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ موت کی تکلیف کا اندازہ لگایا جا سکے اگرچہ یہ باطنی چیز ہے کیونکہ بعض مرتبہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک شخص موت کے شدائد میں مبتلا ہے لیکن دیکھنے والا یہ دیکھ رہا ہے کہ وہ حرکت بھی نہیں کرتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ شاید روح آسانی سے جدا ہو رہی ہے حالانکہ وہ اس کے اندر والے معاملے کا تصور تک قائم نہیں کر سکتا لیکن جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ خدا کے مخلص بندے اولیاء رحمتہ اللہ علیہم و انبیاء علیہم السلام دنیا سے رخصت ہوئے تو ان پر سخت ترین تکالیف آئیں تو امت کے گنہگاروں کے لئے یہ چیز باعث تسلی ہوگی۔ شہید پر یہ تکالیف نازل نہ ہوں گی۔

فائدہ (۲)

علماء کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ مسواک کا استعمال وقت نزع آسانی پیدا کرتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صحیح حدیث سے استدلال

---

۱ ترجمہ۔ اے اللہ فلاں بن فلاں کی مغفرت کر اس کی قبر کو ٹھنڈا کر اس کی قبر فراخ کر موت کے بعد اسے راحت دے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ عطا فرما اور اس کو دوست رکھ اس کی روح کو صالحین کے مقام پر پہنچا [illegible] اور اسے اپنے گھر میں جمع کر جس میں رحمت باقی رہے اور [illegible] ہو۔

۲ مردوں سے مراد وہ ہیں جو قریب المرگ ہوں۔ ۱۲

کیا گیا کہ وقت وفات آپ نے مسواک کی تھی۔ (صلی اللہ علیہ الف الف مرات وعلی آلہ وسلم)

فائدہ (۳)

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص موت کے قریب کوئی عمل نیک کرتا ہے اور موت کے وقت اس کی یاد آتی ہے تو روح کا نکلنا آسان ہو جاتا ہے۔

فائدہ (۴)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت کی تفسیر نقل کی کہ "خلق الموت والحیوۃ" میں حیات سے مراد جبرائیل علیہ السلام کا گھوڑا اور موت سے مراد چت کبرا مینڈھا ہے۔ مقاتل اور کلبی رحمۃ اللہ علیہم نے کہا کہ موت کو ایک ایسے مینڈھے کی صورت میں پیدا کیا جب وہ کسی چیز پر گزرتی ہے تو وہ مر جاتی ہے اور زندگی کو گھوڑے کی شکل میں پیدا کیا جب وہ کسی چیز پر گزرتا ہے تو وہ چیز زندہ ہو جاتی ہے۔

موت کی شکل وصورت

حضرت وہب بن منبہ نے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں پیدا کیا اس کے چار بازو ہیں ایک عرش کے نیچے ایک تحت الثریٰ میں ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں۔ اللہ (عزوجل) نے اس سے فرمایا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ ظاہر ہو جا تو وہ عزرائیل کے سامنے ظاہر ہو گیا۔ ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ موت ایک جسم جو مینڈھے کی شکل میں ہے وہ عرض نہیں ہے اس لئے صحیحین میں ہے کہ قیامت کے دن موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لا کر جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا

کے اوقات میں چہروں کو دیکھتے ہیں تو اگر دیکھتے ہیں کہ کسی نیک اور نمازی انسان کی موت قریب آگئی ہے تو شیطان کو اس سے دور فرماتے ہیں اور اس کو کلمہ طیبہ کی تعلیم دیتے ہیں۔

(۹) ملک الموت علیہ السلام دن میں تین مرتبہ لوگوں کے چہرے دیکھتے ہیں جس کی عمر پوری ہو جاتی اور اس کا رزق دنیا سے ختم ہو جاتا ہے اس کی روح قبض فرماتے ہیں۔ گھر والے رونے لگتے ہیں ملک الموت دروازے کے پٹ پکڑ کر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارا کوئی قصور نہیں کیا میں تو اللہ کی طرف سے مامور ہوں نہ میں نے اس کا رزق کھایا اور نہ ہی اس کی روح قبض کی اور مجھے تو تمہارے پاس بار بار آنا ہے حتیٰ کہ تم میں سے کوئی باقی نہ بچے۔ حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ اگر اس فرشتہ کو دیکھ پائیں اور اس کے کلام کو سن لیں تو میت کو بھول کر خود اپنے ہی آپ کو رونے لگ جائیں۔

(۱۰) حضرت میمون رحمۃ اللہ علیہ کے والد فرماتے ہیں کہ میں مطلب بن عبداللہ بن حطب کی موت کے وقت ان کے پاس ہی تھا تو ایک شخص نے ان کی تکلیف دیکھ کر کہا کہ اے ملک الموت اس پر نرمی کیجئے تو مرنے والا جس پر بے ہوشی کا عالم طاری تھا کہنے لگا کہ میں تو ہر مومن پر نرمی کرنے والا ہوں۔

حکایت

ابراہیم (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) ایک روز اپنے گھر میں تشریف فرما تھے کہ اچانک گھر میں ایک خوبصورت شخص داخل ہوا آپ نے پوچھا اے اللہ کے بندے! تجھے اس گھر میں کس نے داخل کیا؟ اس نے کہا کہ گھر والے نے! آپ نے فرمایا کہ بے شک صاحب خانہ کو اس کا اختیار ہے۔ یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں ملک الموت ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری چند نشانیاں بتائی گئی ہیں مگر تم میں ان میں سے ایک بھی نہیں تو ملک الموت نے پیٹھ

باب

مرض الموت کے وقت یٰسین، دیگر دعائیں پڑھنا

احادیث مبارکہ

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مرنے والے کے سرہانے سورۂ یٰسین پڑھی جاتی ہے اس پر موت آسان ہو جاتی ہے۔

(۲) حضرت جابر بن زید نے روایت کی کہ مرنے والے کے پاس سورۂ رعد پڑھنا مناسب ہے کیونکہ اس سے مردہ پر آسانی ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں جب کوئی مرتا تھا تو یہ کہا جاتا تھا اللھم اغفر لفلان بن فلان وبرد علیه مضجعه ووسع علیه قبره واعطه الراحة بعد الموت والحقه بنبیه وتول کتفه وصعد روحه فی ارواح الصالحین واجمع بیننا وبینه فی دار تبقی فیها الصحة ویذهب عنا فیها النصب واللغوب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتا تھا اور بار بار اس دعا کو تکرار کرتا تھا حتی کہ وہ مر جاتا۔ (دعاؤں کے ترجمے حاشیہ پر دیکھئے (اویسی غفرلہ)

(۳) حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ انصار میت کے پاس سورۂ بقرہ پڑھتے تھے۔

(۴) قتادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ومن یتق الله یجعل له مخرجا کی تفسیر یہ بیان کی کہ جو اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے شبہات سے نجات دیتا ہے اور موت کے وقت بے چینی سے اور قیامت کے دن قیامت کی ہولناکیوں سے۔

وقت نہیں رکھتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں کہنے لگا کہ میں اپنی
دہ کی نافرمانی کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ زندہ ہے؟ اس
کہا جی ہاں۔ چنانچہ وہ عورت بارگاہِ رسالت میں پیش کی گئی۔ آپ نے اس
ے دریافت کیا کہ کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ
یک بڑی آگ جلائی جائے اور تم سے کہا جائے کہ ہم اس لڑکے کو آگ میں
تے ہیں ورنہ تم معاف کر دو تو کیا تم معاف کر دو گی؟ وہ کہنے لگی جی ہاں۔
پ نے فرمایا کہ تو ہمیں اور خدا کو گواہ بنا کر کہہ دے کہ میں اس سے راضی
ں۔ چنانچہ اس نے کہہ دیا کہ میں راضی ہو گئی۔ پھر آپ نے لڑکے سے فرمایا
ب کلمہ پڑھو چنانچہ وہ کلمہ پڑھنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
لحمدللہ الذی انقذہ بی من النار یعنی اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے میرے
دریعہ میں اس کو جہنم کے عذاب سے نجات دلائی ہے۔

کایت

عبدالرحمن محاربی نے روایت کی کہ ایک شخص کی وفات کا وقت قریب آگیا
اس سے کلمہ طیبہ پڑھنے کے لئے کہا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں اس کے
ڑھنے پر قادر نہیں کیونکہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھتا تھا
و مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کے برا بھلا کہنے کی تلقین کرتے تھے!

(۸) حضرت طلحہ اور عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ ہم نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے میں ایسے تین کلموں کو جانتا ہوں
۔ جب مرنے والا وہ پڑھ لے تو اس کی روح نہایت ہی آرام سے جدا ہو جاتی
ہے اور قیامت کے دن اس کے لئے نور ہو جاتا ہے۔

[illegible]

حکایت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ملک الموت علیہ السلام ایک مرنے والے شخص کے پاس آئے تو اس
کے اعضا چیر کر دیکھے لیکن کوئی عمل خیر نہ پایا پھر اس کا دل چیرا کوئی عمل خیر نہ
پایا پھر اس کے جبڑوں کو چیرا تو دیکھا کہ اس کی نوک زبان تالو سے لگی ہوئی ہے
اور وہ لاالہ الا اللہ کہہ رہا ہے تو اس کلمہ کی وجہ سے اس کی مغفرت کر دی گئی۔

(۹) فرقد سنجی نے روایت کی کہ جب کسی کے مرنے کا وقت قریب ہوتا
ہے تو بائیں طرف کا فرشتہ کہتا ہے کہ عذاب میں تخفیف کرو تو دائیں طرف کا
فرشتہ کہتا ہے کہ تخفیف نہیں کروں گا کہ شاید اس تکلیف کی وجہ سے یہ کلمہ
طیبہ پڑھ لے اور بخشا جائے۔

(۱۰) سیدنا ابوہریرہ نے روایت کی کہ جس نے مرتے وقت یہ کلمات پڑھے
تو اسے آگ بھی نہ کھائے گی۔ لاالہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم۔

(۱۱) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اسم اعظم بتاؤں، وہ اسم اعظم یونس
علیہ السلام کی دعا ہے لاالہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین جس
شخص نے اپنے مرض میں یہ دعا چالیس مرتبہ پڑھ لی اور پھر اسی مرض میں اس کا
انتقال ہو گیا تو اسے شہید کا ثواب ملے گا اور اگر تندرست ہو گیا تو گناہوں سے
پاک ہو گیا

(۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا میں تمہیں ایک حق
بات نہ بتاؤں کہ جس کو مریض کی ابتدا میں پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے
نجات دے گا۔ میں نے عرض کی ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

دیتے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کلمات یہ ہیں۔

لا الہ الا اللہ یحی ویمیت وھو حی لا یموت وسبحان اللہ رب العباد والبلاد والحمدللہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ علی کل حال واللہ اکبر کبیراً کبریاءہ وجلالہ وقدرتہ بکل مکان اللھم ان کنت امرضتنی لتقبض روحی فی مرضی ھذا فاجعل روحی فی ارواح من سبقت لھم منک الحسنی واعذنی من النار کما اعذت اولئک الذین سبقت لھم منک الحسنی (ان کے ترجمے حاشیہ پر پڑھئے)

تو اگر تم اپنے اسی مرض میں مر جاؤ تو تمہارے لئے رضوانِ خداوندی اور جنت ہے اور اگر تم گناہ گار ہو تو تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(۱۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے وفات کے وقت ان کلمات کو کہہ لیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ تین مرتبہ لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم تین مرتبہ الحمدللہ رب العلمین تین مرتبہ تبارک الذی بیدہ الملک یحی ویمیت وھو علی کل شی قدیر

(۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن میرے نزدیک کامل بھلائی ہے کہ میں اس کی روح قبض کرتا ہوں اور وہ میری تعریف کرتا ہے۔

(۱۵) ام الحسن نے روایت کی کہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھی کہ راستے میں ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ فلاں آدمی مر رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ جب اس کے مرنے کا وقت ہو تو کہنا سلام علی المرسلین والحمدللہ رب العلمین۔

[illegible]

حکایت

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کے مرض الموت میں تشریف لائے تو جب ان کی آنکھیں پھٹنے لگیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بند فرما دیا تو گھر والے چیخنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاموش کر دیا اور فرمایا کہ جب روح نکلتی ہے تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے جب کوئی شخص مرتا ہے تو ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور گھر والے جو کچھ کہتے ہیں وہ اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ! ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدایت یافتہ لوگوں کے درجہ میں پہنچا اور اس کے پسماندگان میں ان کا جانشین مقرر فرما۔ ہماری اور ان کی قیامت کے دن مغفرت فرما۔

(۱۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مرنے لگے تو اس کی آنکھ بند کر دو کہ جب روح نکلتی ہے تو نگاہ اس کا تعاقب کرتی ہے اور فرشتے وہاں موجود ہوتے ہیں تو جو بھلی بات کہتے ہیں وہ اس پر آمین کرتے ہیں۔

(۱۷) حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو بغیر وضو ہرگز نہ سونا کیونکہ روح کو جس حالت میں قبض کیا جاتا ہے اسی حالت میں رکھا جاتا ہے۔

(۱۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی روح ملک الموت نے عالم دنیا میں بحالت وضو قبض کی تو وہ قیامت میں مرتبہ شہادت کا پائے گا۔

(۱۹) حضرت بکر بن عبداللہ مزنی نے روایت کی کہ جب تم کسی مردہ کی آنکھیں بند کرو تو کہو کہ بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آقائے دو جہاں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت [illegible] فرشتے بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] ہیں۔

ملک الموت اور ان کے رفقاء ملائکہ

قرآن مجید

قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم

آپ فرمادیجئے کہ تم کو موت کا فرشتہ موت دیتا ہے جو تم پر مقرر ہے۔

"یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی وفات کا وقت قریب آپہنچتا ہے تو ہمارے فرشتے اس کو موت دیتے ہیں اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔

(تفسیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ توفته رسلنا کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ رسل سے مراد ملک الموت کے مددگار فرشتے ہیں۔

(احادیث مبارکہ)

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ جو فرشتے انسانوں کو موت دینے آتے ہیں وہی انسان کی موت کے اوقات لکھ دیتے ہیں اب جب کسی نفس کی موت کا وقت ہوتا ہے وہ اس کی روح ملک الموت کے حوالے کردیتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی لانے والے ملائکہ

وہب بن منبہ نے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک کو بھیجا کہ زمین سے

سامنے وہ کہتی کہ اللہ نے مجھے بھیجا ہے اور وہ کھڑی ہیں مجھ واقف ہے۔"

کچھ مٹی لے آؤ جب فرشتہ مٹی لینے کو آیا تو زمین نے فرشتے سے کہا میں تجھے اس ذات کی قسم دیتی ہوں جس نے تجھے میرے پاس بھیجا کہ میری مٹی تو نہ لے جا تاکہ کل اسے آگ میں نہ جلنا پڑے جب وہ خدا کی بارگاہ میں پہنچا تو اس سے دریافت کیا کہ مٹی کیوں نہ لائے؟ فرشتہ نے زمین کا جواب سنا دیا کہ اے مولا جب اس نے تیری عظمت کا واسطہ دلایا تو میں نے اسے چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے دوسرے فرشتے کو بھیجا۔ اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا حتیٰ کہ ملک الموت علیہ السلام کو بھیجا۔ زمین نے ان کو بھی یہی جواب دیا تو آپ نے فرمایا اے زمین! جس ذات نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے وہ تجھ سے زیادہ اطاعت و فرماں برداری کے لائق ہے میں اس کے حکم کے سامنے تیری بات کیسے مان سکتا ہوں چنانچہ آپ نے زمین کے مختلف حصوں سے تھوڑی تھوڑی مٹی لی اور بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوئے تو خدا نے اس کو جنت کے پانی سے گوندھا تو وہ کیچڑ ہو گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے آدم علیہ السلام کو پیدا کر دیا۔

(۲) مروی ہے کہ دنیا کا نظام چار فرشتوں کے سپرد ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کے سپرد لشکروں اور ہواؤں کا کام ہے۔ میکائیل علیہ السلام کے سپرد بارش اور نباتات کا کام ہے۔ عزرائیل علیہ السلام روحوں کے قبض کرنے کے کام پر مامور ہیں اور اسرافیل علیہ السلام ان سب کو امر الٰہی پہنچاتے ہیں۔

(۳) حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ملک الموت کے بارے میں ان سے دریافت کیا گیا کہ آیا وہ تنہا روحیں قبض کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ملک الموت کے مددگار ہیں اور قبض ہیں اور وہ ان سے قائد ہیں اور ملک الموت کا ایک قدم مشرق سے مغرب تک ہے اور مومنین کی روحیں مددگاروں کے پاس ہوتی ہیں۔

(۴) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فالمدبرات امرا کی یہ تفسیر

یعنی خدا کے عذاب سے پناہ مانگیں اور ہولناک فرشتے سے۔ ۱۲

کے اوقات میں چہروں کو دیکھتے ہیں تو اگر دیکھتے ہیں کہ کسی نیک اور نمازی انسان کی موت قریب آگئی ہے تو شیطان کو اس سے دور فرماتے ہیں اور اس کو کلمہ طیبہ کی تعلیم دیتے ہیں۔

(۹) ملک الموت علیہ السلام دن میں تین مرتبہ لوگوں کے چہرے دیکھتے ہیں جس کی عمر پوری ہو جاتی اور اس کا رزق دنیا سے ختم ہو جاتا ہے اس کی روح قبض فرماتے ہیں۔ گھر والے رونے لگتے ہیں ملک الموت دروازے کے پٹ پکڑ کر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارا کوئی قصور نہیں کیا میں تو اللہ کی طرف سے مامور ہوں نہ میں نے اس کا رزق کم کیا اور نہ ہی اس کی روح قبض کی اور مجھے تو تمہارے پاس بار بار آنا ہے حتیٰ کہ تم میں سے کوئی باقی نہ بچے۔ حسن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ اگر اس فرشتہ کو دیکھ پائیں اور اس کے کلام کو سن لیں تو میت کو بھول کر خود اپنے ہی آپ کو رونے لگ جائیں۔

(۱۰) حضرت میمون رحمتہ اللہ علیہ کے والد فرماتے ہیں کہ میں مطلب بن عبداللہ بن مطلب کی موت کے وقت ان کے پاس ہی تھا تو ایک شخص نے ان کی تکلیف دیکھ کر کہا کہ اے ملک الموت اس پر نرمی کیجئے تو مرنے والا جس پر بے ہوشی کا عالم طاری تھا کہنے لگا کہ میں تو ہر مومن پر نرمی کرنے والا ہوں۔

حکایت

ابراہیم (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) ایک روز اپنے گھر میں تشریف فرما تھے کہ اچانک گھر میں ایک خوبصورت شخص داخل ہوا آپ نے پوچھا اے اللہ کے بندے! تجھے اس گھر میں کس نے داخل کیا؟ اس نے کہا کہ گھر والے نے! آپ نے فرمایا کہ بے شک صاحب خانہ کو اس کا اختیار ہے۔ یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں ملک الموت ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری چند نشانیاں بتائی گئی ہیں مگر تم میں ان میں سے ایک بھی نہیں تو ملک الموت نے پیٹھ

کھڑے ہیں۔ اب جو آپ نے دیکھا تو ان کے جسم پر آنکھیں ہی آنکھیں نظر آتے ہیں اور جسم کا ہر بال نوک دار تیر کی طرح کھڑا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے فوراً منہ پھیر لیا اور ان سے کہا کہ آپ اپنی پہلی ہی شکل پر تشریف لے آئیے۔ ملک الموت نے فرمایا کہ اے ابراہیم علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو وفات دیتا ہے جو اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے تو ملک الموت کو اسی شکل میں بھیجا جاتا ہے جس میں میں حاضر ہوا اور دوسری روایت میں ہے کہ جب اس نے پیٹھ موڑی تو اس کی وہ شکل آئی جس سے وہ برے لوگوں کی روح کو قبض کرتا ہے۔

فائدہ

ابن مسعود اور ابن عباس (رضی اللہ عنہم) کی روایت میں یوں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا کہ اے ملک الموت آپ مجھے وہ صورت دکھائیے جس میں آپ کفار کی روحوں کو قبض کرتے ہیں تو ملک الموت نے کہا کہ یہ آپ کی طاقت سے باہر ہے لیکن آپ کے اصرار پر انہوں نے وہ صورت دکھانی شروع کی اور فرمایا کہ آپ اپنا منہ موڑ لیجئے۔ اب جو دیکھا تو ایک سیاہ شخص ہے سر میں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اس کے جسم کے بال کے بجائے منہ میں آگ لگے ہوئے آرے نکل رہے ہیں۔ اس کے کانوں سے بھی آگ نکل رہی ہے۔ یہ حال دیکھ کر آپ پر غشی طاری ہوئی۔ اب جو دیکھا تو آپ اپنی شکل میں موجود تھے۔ آپ نے ملک الموت سے کہا کہ اگر کافر کو محض تمہاری شکل ہی دیکھنے کی تکلیف برداشت کرنی پڑے تو یہ بہت بڑی تکلیف ہے۔ اب ذرا یہ بتائیے کہ مومن کی روح کس قالب میں ہو کر آپ نکالتے ہیں؟ فرشتہ نے کہا کہ ذرا منہ

[illegible] منها خلقنٰكم ومنها نخرجكم تارة اخرى [illegible]

پھیر لیے۔ آپ علیہ السلام نے منہ پھیر کر جو دیکھا تو آپ کے سامنے ایک حسین نوجوان تھا جس کا جسم مہک رہا تھا جس کے کپڑے سفید تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن کو صرف آپ علیہ السلام کے دیدار کی دولت دی جائے تو کافی ہے۔

(۱۳) حضرت مجاہد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ زمین ملک الموت کے لئے طشت کی طرح کر دی گئی ہے کہ جہاں سے چاہیں جس کو چاہیں اٹھا لیں ان کے کچھ مددگار ہیں جو روحیں قبض کرکے ان کے حوالے کرتے ہیں۔

ملک الموت حاضر و ناظر

(۱) اشعث بن سلیم نے روایت کی کہ ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے دریافت کیا کہ وباء کے زمانے میں کوئی مشرق میں ہو اور کوئی مغرب میں تو آپ کیا کرتے ہیں!؟ تو انہوں نے کہا کہ میں روحوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بلاتا ہوں تو وہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان آجاتی ہیں اور زمین کو طشت کی مانند کر دیا گیا ہے جہاں سے چاہتا ہوں اٹھا تا ہوں۔

(۲) ملک الموت سے کہا گیا کہ آپ روحوں کو کس طرح قبض کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں ان کو پکارتا ہوں وہ لبیک کہتی ہوئی حاضر ہو جاتی ہیں۔

(۳) حضرت شہر بن حوشب نے روایت کی کہ ملک الموت بیٹھے ہوئے ہیں اور دنیا ان کے دونوں گھٹنوں کے سامنے ہے اور لوح محفوظ جس میں عمریں ہیں ان کے سامنے ہے اور ان کی خدمت میں کچھ فرشتے ہمہ تن کھڑے ہیں جوں ہی کسی کی موت کا وقت آتا ہے وہ فرشتے کو اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ان سے

یعنی یہ کہ مجھے مزید زندگی دی جائے۔۱۲

سوال کیا گیا کہ دو شخص آن واحد میں مرتے ہیں کہ ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں تو پھر ملک الموت کیسے روحیں قبض کرتا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ملک الموت کی قدرت اہل مشرق و مغرب میں ایسی ہے جیسے کسی شخص کے پاس دستر خوان ہو اب وہ جو چاہے اس میں سے اٹھا لے۔

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ملک الموت ہی تمام اہل زمین کو موت دیتے ہیں اور ان کو تمام اہل زمین پر اس طرح مسلط کیا گیا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی ہتھیلی والی چیز پر جب وہ کسی پاک نفس کو قبض کرتے ہیں تو اس کی روح ملائکہ رحمت کے سپرد کرتے ہیں اور جب کوئی خبیث روح قبض کرتے ہیں تو وہ ملائکہ عذاب کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ابن ابی الدنیا اور ابو حاتم وغیرہما نے یہی روایت قدرے تغیر سے بیان کی۔

(۶) حضرت خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ملک الموت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو سلیمان علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ اے ملک الموت! تم ایک گھر میں رہنے والے تمام انسانوں کو مار ڈالتے ہو اور اس کے پڑوس والوں پر آنچ تک نہیں آتی؟ حضرت ملک الموت نے جواب دیا کہ مجھے تو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کسے مارنا ہے' میں تو عرش الٰہی کے نیچے ہوتا ہوں تو مجھے مرنے والوں کے ناموں کی فہرست دی جاتی ہے اس میں جس کا نام ہوتا ہے' اسے موت دیتا ہوں اور جس کا نہیں اسے نہیں۔

حکایت

حضرت سلیمان علیہ السلام ملک الموت' سلیمان نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے اور ان کے ساتھیوں میں سے ایک کو بڑے گھور کر دیکھنے لگے جب آپ چلے گئے تو اس شخص نے سلیمان علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ شخص کون تھے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ملک الموت تھے اس نے عرض کی سرکار ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ یہ میری روح نکالنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے عرض کی کہ حضرت ہواؤں کو حکم دیں کہ وہ مجھے سرزمین ہند میں پہنچا دیں۔ آپ نے حکم دیا اور ہوا میں اس شخص کو سرزمین ہند میں چھوڑ آئیں۔ پھر ملک الموت تشریف لائے تو جناب سلیمان علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ تم میرے ایک ساتھی کو گھور کر کیوں دیکھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ حضرت میں اس پر تعجب کر رہا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کی روح ہند[1] میں قبض کروں اور یہ آپ کے پاس بیٹھا ہے کیسے ہند پہنچے گا؟

حکایت: حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ایک فرشتے نے اجازت چاہی کہ وہ ادریس علیہ السلام کے پاس جائے۔ چنانچہ وہ ان کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ ادریس علیہ السلام نے اس سے دریافت کیا کہ کیا آپ کا ملک الموت سے بھی کچھ تعلق ہے؟ اس نے کہا جی ہاں' وہ میرے بھائی ہیں۔ ادریس علیہ السلام نے پوچھا' کیا مجھے ان سے کچھ فائدہ پہنچوا سکتے ہیں؟ فرشتے نے کہا کہ اگر آپ چاہیں کہ موت آگے پیچھے ہو جائے تو یہ ناممکن ہے۔ البتہ میں ان سے یہ کہوں گا کہ موت کے وقت وہ آپ پر نرمی کریں۔ چنانچہ فرشتے نے ادریس علیہ السلام کو اپنے بازوؤں پر بٹھایا اور آسمان پر پہنچے یہاں ملک الموت سے ملاقات ہوئی۔ فرشتے نے کہا کہ مجھے آپ سے ایک کام ہے' ملک الموت نے فرمایا مجھے آپ کی غرض معلوم ہے آپ ادریس علیہ السلام کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں ان کا نام تو زندوں سے مٹ چکا ہے اب ان کی زندگی کا آدھا لمحہ باقی رہا ہے۔ چنانچہ جناب ادریس علیہ السلام فرشتے کے

---

[1] ابن عطیہ اور قرطبی نے اس کے معنی یہ بتلائے کہ اللہ تعالیٰ ان اشیاء کی زندگیاں بلاوسیلہ ملک الموت ختم فرماتا ہے لیکن انسان کی عظمت کے پیش نظر اس کی روح قبض کرنے کیلئے ملک الموت اور اس کے مددگار مقرر فرمائے ہیں۔ ۱۲

ز وہیں ہی میں انتقال فرما گئے۔

ملک الموت کا شکوہ

حضرت جابر بن زید نے روایت کی کہ ملک الموت پہلے لوگوں کو بلا کسی
... و مرض کے وفات دیتے تھے تو لوگ ان کو لعنتیں بھیجتے اور گالیاں دیتے۔
چنانچہ آپ نے بارگاہ خداوندی میں شکوہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے امراض کو پیدا کر دیا
اب لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں بیماری کے باعث مر گیا۔ ملک الموت کا
نام کوئی نہیں لیتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طمانچہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی۔ وہ نبی کریم علیہ
الصلوٰۃ والتسلیم سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے ملک الموت لوگوں کے پاس کھلم
کھلا آتے تھے لیکن جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے ایک تھپڑ
مار کر ان کی ایک آنکھ پھوڑ ڈالی تو وہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی
کہ اے اللہ! تیرے بندے موسیٰ علیہ السلام نے میری آنکھ پھوڑ دی اگر وہ آپ
کے مکرم بندے نہ ہوتے تو میں ان پر سختی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جاؤ میرے
بندے سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھ دیں ان کے ہاتھ کے نیچے جتنے
بال آئیں گے ہر بال کے بدلے ایک سال عمر میں توسیع کر دی جائے گی۔ ملک
الموت نے یہ پیغام ان کو دے دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ پھر اس
کے بعد کیا ہوگا؟ کہا کہ موت! کہا کہ اگر موت ہی ہے تو پھر ابھی روح قبض
کر لو۔ چنانچہ حضرت ملک الموت نے ان کو سونگھا اور ان کی موت واقع ہو گئی اور
پھر حضرت عزرائیل کی آنکھ دوبارہ واپس کر دی گئی۔ بس اسی دن سے حضرت
ملک الموت چھپ کر آنے لگے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی موت

(۱) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرشتوں نے کہا کہ ا
اللہ تعالیٰ! تیرے بندے ابراہیم علیہ السلام کو موت سے بہت ڈر لگتا ہے۔ ا
تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ جب دوستوں کو ملے ہوئے زائد عر
ہو جاتا ہے تو ایک دوسرے کی ملاقات کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم ع
السلام کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے بارگاہ قدوس میں عرض کی کہ اے مولیٰ خد
میں تیری ملاقات کا مشتاق ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پھول ان کے لئے بھ
آپ نے وہ سونگھا اور سونگھتے ہی روح قبض ہو گئی۔

(۲) ملک الموت نے ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی اللہ تعالیٰ نے مجھے
حکم دیا ہے کہ آپ کی روح کو بہت آسانی سے قبض کروں۔ ابراہیم علیہ السلا
نے فرمایا کہ رب کے پاس جاؤ اور میرے بارے میں گفتگو کرو۔ ملک الموت خ
کی بارگاہ میں آئے اور گفتگو کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "میرے خلیل علیہ السلا
سے کہو کہ تمہارا رب کہتا ہے کہ خلیل تو خلیل کی ملاقات کو پسند کرتا ہے" ملک
الموت نے خدا کا پیغام ابراہیم علیہ السلام کو دیا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا
اچھا روح قبض کر لو۔ ملک الموت نے کہا۔ اے ابراہیم علیہ السلام کیا آپ نے
کبھی شراب پی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ ملک الموت نے تھوڑا سا شرا
سنگھا دیا اور آپ کی روح فوراً قبض ہو گئی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی موت

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام بہت ہی باغیرت تھے جب گھر سے نکلتے
دروازوں میں تالے ڈال دیتے تاکہ کوئی گھر میں نہ جائے۔ ایک دن جب وہ
تشریف لائے تو دیکھا کہ گھر میں ایک شخص کھڑا ہے آپ نے دریافت کیا۔

کون ہو؟ کہا میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا' کوئی حجاب میرے لئے حجاب نہیں۔ داؤد علیہ السلام نے کہا۔ بخدا تم ملک الموت معلوم ہوتے ہو' میں تم کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ نے کمبل اوڑھا اور آپ کی روح قبض ہو گئی۔

صلی اللہ علیہ وسلم

وصال: وصال حبیب کبریا کا حال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور مزاج پرسی کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں بے چین اور مغموم ہوں اتنے میں ملک الموت نے حاضری کی اجازت چاہی۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ ملک الموت حاضری کی اجازت چاہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی سے اجازت نہ چاہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی سے اجازت نہیں چاہیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت کی۔ وہ حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوگئے اور عرض کی "اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں تو اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو آپ کی روح قبض کروں اور اگر نہ چاہیں تو قبض نہ کروں"؟ آپ نے فرمایا کہ اے ملک الموت کیا آپ واقعی اس پر مامور ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں' جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے ملک الموت! تم حکم الٰہی بجا لاؤ۔ چنانچہ انہوں نے روح قبض کر لی۔

(۲) احمد نے زہد میں اور سعید بن منصور نے عطاء بن یسار سے روایت کی کہ ملک الموت ہر گھر والے کو ہر دن پانچ مرتبہ غور سے دیکھتے ہیں کہ آیا انہیں کسی انسان کے قبض کئے جانے کا حکم دیا گیا ہے یا نہیں؟

ملک الموت علیہ السلام کا کمال

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ملک الموت بندوں کے چہروں کو روزانہ ستر مرتبہ دیکھتا ہے جب کوئی بندہ ہنستا ہے تو ملک الموت کہتے کہ تعجب کی بات ہے میں اس کی روح قبض کرنے کو آیا ہوں اور یہ ہنس رہا ہے۔

فائدہ

اس سے ملک الموت کے ہر جگہ پر حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت ملا۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ملک الموت اور حاضر و ناظر)

غیر انسان کی موت

احادیث مبارکہ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کی روحیں تسبیح میں ہیں جب ان کی تسبیح ختم ہو جاتی ہے ان کی موت آجاتی ہے ان کی موت ملک الموت کے قبضے میں نہیں۔

(۲) معمر کلبی کہتے ہیں کہ میں مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے دریافت کیا کہ آیا مچھروں کی روح بھی ملک الموت قبض کرتے ہیں تو انہوں نے دریافت کیا کہ کیا ان میں جان ہے۔ میں نے کہا جی ہاں' تو آپ نے فرمایا کہ بس پھر ان کی جان بھی ملک الموت ہی قبض کرتے ہیں کیونکہ قرآن میں ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتھا جویبر نے اپنی تفسیر میں ضحاک سے روایت کی کہ ملک الموت انسانوں کی روحیں قبض کرتے ہیں اور

ایک فرشتہ جنات کی اور ایک شیاطین کی اور ایک پرندوں' چوپایوں' درندوں اور مچھلیوں' کیڑے مکوڑوں کی اور فرشتے خود سعد اولی میں مر جائیں گے اور ملک الموت ان کی ارواح قبض کرنے کے بعد مر جائیں گے اور جو خدا کی راہ میں سمندر کا سفر کرتے ہیں اور شہید ہو جاتے ہیں۔ خدا خود ان کی ارواح قبض کرتا ہے کیونکہ وہ بہت ہی اعلیٰ ہیں کہ سمندر کی گہرائیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس میں سوار ہوئے اور جہاد کیا۔ ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا۔

حکایت

پہلی امتوں میں ایک شخص تھا جس نے چالیس سال تک خشکی میں خدا کی عبادت کی پھر اس نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے شوق ہے کہ میں تیری عبادت سمندر میں کروں۔ چنانچہ وہ ساحل سمندر پر آیا اور لوگوں سے کہا کہ مجھے بھی کشتی میں بٹھاؤ۔ انہوں نے بٹھا لیا۔ کشتی چلتے چلتے ایک درخت کے پاس پہنچ گئی۔ یہ درخت پانی میں ایک کنارے پر تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے اس درخت پر بٹھا دو۔ لوگ اسے بٹھا کر آگے چل دیئے۔ اب ایک فرشتہ آسمان پر چڑھا اور حسب معمول کچھ بات کرنا چاہی لیکن بات نہ کر سکا۔ وہ سمجھ گیا کہ مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے چنانچہ وہ اس درخت والے کے پاس آیا کہ تم میری شفاعت کر دو۔ اس نے دعا کی اور خداوند کریم سے درخواست کی کہ یا اللہ! میری روح قبض کرنے کیلئے اس فرشتے کو مقرر فرمانا' جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو وہی فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ جس طرح تم نے میری سفارش کی تھی اسی طرح میں نے تمہاری سفارش کی ہے اب تم جہاں سے چاہو تمہاری روح قبض کروں چنانچہ اس نے ایک سجدہ کیا اس کی آنکھ سے آنسو ٹپکا اور اسی کے ساتھ اس کی روح قبض ہو گئی۔

ملک الموت سے دوستی کا طریقہ

حضرت ابو زرعہ نے روایت کی کہ مجھ سے نجیب بن ابی عبید نے کہا کہ میں نے ملک الموت کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اپنے باپ سے کہو کہ وہ مجھ پر درود پڑھیں تاکہ میں ان پر نرمی کروں۔ میں نے یہ بات اپنے باپ سے کہی انہوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے میں ملک الموت سے تمہاری ماں سے بھی زیادہ مانوس ہوں۔

قبل الموت وصیت کا حکم

حضرت زید بن اسلم نے روایت کی انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میرے باپ نے کہا کہ مجھے ایک حدیث یاد آئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنی وصیت اپنے سرہانے رکھے بغیر تین راتیں گزار دے تو میں نے قلم دوات منگائی تاکہ وصیت لکھوں مگر میں ان سب چیزوں کو سرہانے رکھ کر سو گیا' میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص سفید لباس والے جن کے جسم سے خوشبو مہک رہی تھی' تشریف لائے۔ میں نے کہا کہ جناب کو میرے گھر میں آنے کی کس نے اجازت دی؟ کہنے لگے گھر والے نے! میں نے کہا کون ہو؟ کہا ملک الموت! میں یہ سن کر ان سے پہلو تہی کرنے لگا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے اعراض نہ کرو۔ میں تمہاری روح قبض کرنے کو نہیں آیا۔ میں نے کہا کہ میرے لئے جہنم کی آگ سے نجات کا پروانہ لکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ قلم دوات لاؤ۔ میں نے انہیں قلم دوات اور کاغذ اٹھا کر دے دیا جو سرہانے رکھ کر سو گیا تھا تو انہوں نے لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم استغفر اللہ' استغفر اللہ اور اسی سے کاغذ کے دونوں حصے بھر دیئے اور کاغذ مجھے دے دیا اور کہا کہ یہ ہے تمہارا نجات نامہ۔ میں گھبرا کر اٹھا اور چراغ منگا کر دہ

کاغذ اٹھا کر دیکھا جو سرہانے رکھا تھا اور اس پر بھی تحریر موجود تھی۔

سوال

یہ سوال دراصل عیسائیوں و دیگر اعدائے اسلام کا ہے جو انہوں نے اسلام کو کمزور ثابت کرنے کی سعی خام میں کیا۔ سوال یہ ہے کہ بعض آیات میں وفات دینے کی نسبت ملک الموت کی جانب ہے جیسے قل یتوفکم ملك الموت الخ اور بعض میں ہے تتوفته رسلنا اور بعض میں تتوفتهم الملئکۃ۔ ان سب آیات سے پتہ چلتا ہے کہ وفات فرشتے دیتے ہیں اور بعض میں ہے اللہ یتوفی الانفس اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا خود وفات دیتا ہے۔ بہ ظاہر ان آیات میں ٹکراؤ معلوم ہوتا ہے۔

جواب

امام قرطبی نے کہا کہ ان میں کچھ ٹکراؤ نہیں کیونکہ ملک الموت روح قبض کرنے والے ہیں جبکہ دیگر فرشتے مددگار ہیں اور خدا فاعل حقیقی ہے۔

فائدہ

کلبی کہتے ہیں کہ ملک الموت جسم سے روح نکالتے ہیں اور پھر فرشتوں کے حوالے کرتے ہیں' نیکوں کی ملائکہ رحمت کو اور بدوں کی ملائکہ عذاب کو۔ رہا یہ معاملہ کہ ملک الموت نیکوں کے پاس کس شکل میں آتے ہیں اور بدوں کے پاس کس شکل میں' اس کا سبب کیا ہے؟ تو اس کا سبب ظاہر ہے کہ فرشتہ مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے۔

باب

ہر سال عمروں کا انقطاع

(۱) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان تک عمریں منقطع کی جاتی ہیں حتیٰ کہ آدمی نکاح کرتا ہے اور اس کے ہاں اولاد ہوتی ہے حالانکہ عنداللہ اس کا نام مردوں کی فہرست میں آچکا ہوتا ہے۔

(۲) حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان کے روزے رکھتے۔ میں نے ان سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سال مرنے والے ہر آدمی کا نام اس ماہ لکھا جاتا ہے تو میں پسند کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے ملوں تو روزہ دار ہوں۔

(۳) حضرت عطاء بن یسار نے روایت کی کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو ملک الموت کو ایک صحیفہ دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس میں جتنے آدمی ہیں' ان کی روحیں قبض کرو کیونکہ انسان درخت لگاتا ہے' نکاح کرتا ہے' گھر بناتا ہے اور اس کے ہاں اولاد ہوتی ہے حالانکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جاچکا ہے۔

(۴) حضرت عمر (جو عفرہ کے غلام تھے) نے روایت کی کہ لیلۃ القدر میں مرنے والوں کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں۔ انسان درخت لگانے اور نکاح کرنے میں مصروف رہتا ہے حالانکہ اس کا نام مردوں میں ہے۔

(۵) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ شعبان کی پندرھویں

سے لے کر دوسرے شعبان تک کے تمام امور طے ہو چکے ہوتے ہیں۔ زندوں اور مردوں کی فہرست اور حاجیوں کی فہرست پھر اس میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی۔

(۶) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نصف شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ فرشتے کو وحی کرتا ہے کہ جس نفس کو اس سال قبض کرنا ہے کر لے۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کی موت کا علم سب سے پہلے حافظ کو ہوتا ہے کیونکہ وہ بندے کا عمل لے کر چڑھتا ہے اور رزق لے کر اترتا ہے تو جب بندے کا رزق بند ہو جاتا ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ اب یہ مرنے والا ہے۔

(۸) حضرت محمد بن حماد نے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک درخت ہے اس میں ہر مخلوق کا ایک پتہ ہے تو جس بندے کا پتہ ٹوٹ کر گرتا ہے اس کی روح نکل جاتی ہے۔ یہی معنی ہیں اللہ کے اس قول کے وماتسقط من ورقة الا یعلمھا یعنی جو پتہ ٹوٹ کر گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔

منکر و نکیر کا بیان

(احادیث مبارکہ)

(۱) حضرت براء نے روایت کی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازے میں شریک ہوئے۔ ابھی قبر نہ کھودی گئی تھی کہ ہم پہنچ گئے۔ ہم سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ایسے بیٹھ گئے کہ

گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کرید رہے تھے' پھر آپ نے سر اقدس اٹھاتے ہوئے دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمایا استعیذوا باللہ من عذاب القبور یعنی اللہ کی پناہ مانگو عذاب قبر سے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جو مومن بندہ دنیا سے رخصت ہونے والا ہوتا ہے اور آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس پر سفید چہرے والے فرشتے نازل ہوتے ہیں' ان کے چہرے آفتاب کی مانند ہوتے ہیں' ان کے پاس جنتی کفن اور خوشبوئیں ہوتی ہیں' وہ حد نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آکر مرنے والوں کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ "اے مطمئن نفس! اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور مغفرت کی طرف نکل۔" تو اس کا نفس اس طرح بہہ کر نکل جاتا ہے جیسے مشکیزہ سے قطرہ۔ جونہی وہ ملک الموت اس کے نفس کو اپنے قبضے میں لیتے ہیں فرشتے فوراً ان کے قبضہ سے لے لیتے ہیں اور اس کو ان جنتی کفنوں اور خوشبوؤں میں رکھ لیتے ہیں۔ پھر اس سے روئے زمین کی بہترین مشک کی سی خوشبو مہکتی ہے۔ پھر اس کو لے کر ملاء اعلیٰ کی جانب روانہ ہوتے ہیں۔ ملاء اعلیٰ کے رہنے والے دریافت کرتے ہیں کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ فرشتے اس کا وہ نام بتاتے ہیں جو دنیا میں اس کا بہترین نام تھا یہاں تک کہ وہ اس کو آسمان دنیا پر لے کر پہنچتے ہیں اور آسمان کھلواتے ہیں تو ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے پیچھے قریب والے آسمان تک جاتے ہیں حتیٰ کہ ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کی کتاب علیین میں لکھو اور اسے زمین کی طرف واپس لے جاؤ' کیونکہ میں نے اس کو مٹی سے پیدا کیا' مٹی میں لوٹاؤں گا اور اسی مٹی سے دوبارہ اٹھاؤں گا' پھر مردہ کی روح اس کے جسم میں واپس آتی ہے اور دو فرشتے آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ "تیرا رب کون ہے؟" وہ کہتا ہے "اللہ تعالیٰ" پھر پوچھتے ہیں "تیرا دین کیا ہے؟" وہ کہتا ہے "اسلام" تو پوچھتے ہیں کہ یہ شخص جو تم میں

بھیجے گئے کون ہے؟ وہ کہتا ہے "وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں" پھر وہ دریافت کرتے ہیں کہ "تمہارا علم کیا ہے؟" وہ کہتا ہے کہ "میں نے اللہ کی کتاب کو پڑھا اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی" تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا' اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ اور جنت ہی کا لباس پہناؤ اور جنت کا دروازہ کھولو تو جنت کی ہوا اور خوشبو آئے گی اور اس کے لئے حد نگاہ تک قبر میں وسعت کردی جائے گی۔ پھر اس کے پاس ایک حسین چہرے' اچھے کپڑے اور خوشبو والا شخص آئے گا اور آکر کہے گا کہ تجھے خوشخبری ہو' یہ تیرے وعدے پورے کئے جانے کا دن ہے۔ مردہ دریافت کرے گا کہ تو کون ہے کہ تیرے چہرے سے خیر و بھلائی نمودار ہے؟ وہ جواب دے گا کہ میں تمہارا اچھا عمل ہوں تو مردہ کہے گا کہ خدایا قیامت برپا کردے تاکہ میں اپنے گھر والوں کی طرف جاسکوں اور جب کافر مرنے کے قریب ہوتا ہے تو آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے کمل لے کر اترتے ہیں اور حد نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھ کر کہتے ہیں "اے خبیث جان! اللہ کے غضب اور ناراضگی کی طرف نکل کر آ۔ پس وہ روح جسم میں پھیل جاتی ہے اور وہ فرشتہ اس روح کو جسم سے اس طرح کھینچ لیتا ہے جیسے سیخ کو تر اون سے ...... جب وہ روح نکلتا ہے تو فرشتے فوراً ہی اس سے لے لیتے ہیں اور اس کو کمبل میں لپیٹتے ہیں' پس اس میں بدترین مردار کی بدبو نکلتی ہے۔ پھر فرشتے اسے لے کر ملاء اعلیٰ میں پہنچتے ہیں تو وہاں کے بسنے والے دریافت کرتے ہیں کہ "یہ خبیث روح کون ہے؟" وہ فرشتے اس کا وہ بدترین نام لیتے ہیں جس سے وہ دنیا میں یاد کیا جاتا تھا۔ پھر اس کو وہ آسمان دنیا پر لے کر پہنچتے ہیں اور اسے کھلوانا چاہتے ہیں لیکن کھولا نہیں جاتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ لا تفتح لهم ابواب السماء پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ اس کی کتاب کو نچلی زمین کے سجین میں لکھو۔ چنانچہ اس کی روح کو سجین میں پھینک

دیا جاتا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی کہ ومن یشرک باللہ فکانما خرمن السماء فتخطفہ الطیراوتہوی بہ الریح فی مکان سحیق۔ پھر اس کی روح اس کے جسم میں واپس کر دی جاتی ہے۔ پھر دو فرشتے اس کو بٹھا کر دریافت کرتے ہیں کہ "من ربک" کہ تمہارا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے "ھاہ ھاہ لا ادری" افسوس کہ میں نہیں جانتا۔ فرشتے پوچھتے ہیں کہ "مادینک" تمہارا دین کیا ہے تو کہے گا کہ ہائے افسوس میں نہیں جانتا۔ پھر فرشتے دریافت کریں گے کہ "اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے؟" وہ جواب دے گا کہ ہائے افسوس میں یہ بھی نہیں جانتا۔ پس آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے کہ "میرے اس بندے نے جھوٹ بولا کہ اس کے لئے جہنم کا بچھونا بچھاؤ، جہنم کا لباس پہناؤ اور جہنم کا دروازہ اس کی جانب کھول دو" پس اس کی لپٹیں وہاں تک آئیں گی پھر اس کی قبر اس درجہ تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں پس کر چور ہو جاتی ہیں پھر اس کے پاس ایک بدشکل بدبودار شخص آئے گا جس کا لباس بہت نامعقول ہوگا، اس سے کہے گا، تجھ کو معلوم ہونا چاہئے کہ تجھے وہ عذاب ملے گا جس کا دنیا میں تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ کہے گا، تم کون ہو؟ کیونکہ تمہارا چہرہ برائی کو ظاہر کرتا ہے تو وہ شخص کہے گا کہ "رب لا تقم الساعۃ" اے رب قیامت برپا نہ کر۔

(۲) حضرت تمیم داری (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ملک الموت! میرے ولی کے پاس جاؤ اور اسے لے آؤ کیونکہ میں نے اسے رنج و راحت دونوں ہی سے آزمایا ہے اور اسے اپنی رضا کے مطابق پایا تو میں چاہتا ہوں کہ اسے دنیا کے غموں سے نجات دلاؤں تو ملک الموت پانچ سو ملائک کی جماعت کے ہمراہ چلتے ہیں ان کے ساتھ جنت کی خوشبو والے کفن ہوتے ہیں اور ان کے پاس پھولوں کی شاخیں ہوتی ہیں جن میں سے مختلف خوشبوئیں مہکتی ہیں اور یہ بیسیوں رنگوں کی ہوتی

ہیں ان کے پاس مشک میں بسا ہوا سفید ریشم ہوتا ہے تو ملک الموت فرشتوں کے ہمراہ بیٹھ جاتے ہیں۔ ہر فرشتہ اپنا ہاتھ اس کے ایک ایک عضو پر رکھ لیتا ہے اور مشک میں بسے ہوئے اس ریشم کو اس کی ٹھوڑی کے نیچے بچھا دیا جاتا ہے اور ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے اب اس کا دل جنت کی جانب رغبت کرتا ہے کبھی ازواج مطہرہ کی جانب' کبھی لباس کی طرف اور کبھی پھلوں کی طرف جیسے گھر والے روتے ہوئے بچہ کا دل بہلاتے ہیں' اسی طرح اس کا دل بہلایا جاتا ہے اور اس کی جنتی ازواج اس وقت خوش ہو رہی ہوتی ہیں۔ اس کی روح کودتی ہے۔ فرشتہ کہتا ہے کہ اے پاک نفس! اچھے درختوں' دراز سایوں اور بہتے ہوئے پانیوں کی طرف چل۔ ملک الموت اس پر ماں سے بھی زائد شفقت کرتا ہے' وہ جانتا ہے کہ یہ روح اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہے تو وہ اس روح پر نرمی کر کے خدا کی رضا چاہتا ہے پس اس کی روح اس طرح نکالی جاتی ہے جس طرح آٹے سے بال' آپ نے فرمایا ادھر اس کی روح نکلتی ہے اور ادھر تمام فرشتے کہتے ہیں سلام علیکم ادخلوا الجنة بما کنتم تعملون ترجمہ :۔ تم پر سلامتی ہو جنت میں داخل ہو اپنے عمل کی وجہ سے۔ ۱۲۔ یہی ما حصل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کہ وہ لوگ جن کو فرشتہ موت دیتے ہیں' پاکی کی حالت میں۔

فائدہ

دوسرے مقام پر فرمایا کہ اگر مومن ہے تب تو راحت اور خوشبوئیں اور نعمت سے پر جنتیں ہوتی ہیں۔ جب ملک الموت اس کی روح نکالتے ہیں تو روح جسم کو مبارکباد دیتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ اے جسم! تو مجھے اللہ کی اطاعت کی طرف جلدی لے جاتا تھا اور معصیت سے پرہیز کراتا تھا تو آج تجھ کو مبارک ہو کہ خود بھی تو نے نجات پائی اور مجھ کو بھی نجات دلائی۔ جسم بھی روح سے یہی کہتا ہے اور زمین کے وہ حصے جن پر یہ نیک بندہ عبادت کرتا تھا' اس پر روتے

ہیں اور ہر وہ آسمانی دروازہ جس سے اس کا عمل خیر چڑھتا اور رزق نازل ہوتا تھا چالیس روز تک روتا ہے جب اس کی روح نکل جاتی ہے تو پانچ سو فرشتے اس کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں جب انسان اس کو کسی پہلو پر لٹانا چاہتے ہیں تو فرشتے پہلے لٹا دیتے ہیں اور انسانوں کے کفن سے پہلے ہی کفن پہنا دیتے ہیں اور ان کی خوشبو سے پہلے خوشبو لگا دیتے ہیں اور اس کے گھر کے دروازے سے قبر کے دروازے تک فرشتوں کی دو رویہ قطاریں کھڑی ہو جاتی ہیں اور اس کے لئے استغفار کرتی ہیں۔ اس وقت شیطان اس قدر زور سے چیختا ہے کہ مردے کے جسم کی بعض ہڈیاں اس سے ٹوٹ جاتی ہیں۔ شیطان اپنے لشکر سے کہتا ہے کہ تمہارے لئے خرابی ہو' اس بندے نے کیسے نجات پائی؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ تو گناہوں سے بچا ہوا تھا جب ملک الموت اس کی روح آسمان پر پہنچاتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام استقبال کرتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ہر فرشتہ اس شخص کو بشارت دیتا ہے جب ملک الموت روح کو لے کر عرش کے پاس پہنچتے ہیں تو وہ خدا (عزوجل) کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو لے کر سرسبز و شاداب درختوں اور بہتے ہوئے پانی میں رکھ دو۔

قبر کے ساتھی

جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو نماز اس کی دائیں طرف آتی ہے اور روزے بائیں طرف اور قرآن و ذکر و اذکار اس کے سر کے پاس اور اس کا نمازوں کی طرف چلنا' قدموں کی طرف آتا ہے اور صبر قبر کے ایک گوشہ میں آتا ہے پھر اللہ (عزوجل) عذاب کو بھیجتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ پیچھے ہٹ کہ یہ تمام زندگی تکالیف برداشت کرتا رہا' اب آرام سے لیٹا ہے۔ اب عذاب بائیں طرف سے آتا ہے تو روزے یہی جواب دیتے ہیں۔ سر کی جانب سے آتا ہے تو یہی

جواب ملتا ہے پس عذاب کسی جانب سے اس کے پاس نہیں پہنچتا جس راہ سے جا؟ پہنچتا ہے اسی طرف سے اللہ تعالیٰ کے دوست کو محفوظ پاتا ہے' پس عذاب محفوظ پاکر واپس ہوتا ہے۔ اس وقت صبر تمام اعمال سے کہتا ہے کہ میں اس لئے نہ بولا کہ اگر تم سب عاجز ہو جاتے تو میں بولتا لیکن میں اب پل صراط اور میزان پر کام آوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو بھیجے گا جن کی نگاہیں اچک لینے والی بجلی کی مانند ہوں گی اور آواز کڑک دار بجلی کی طرح' دانت سینگوں کے مانند' سانسیں شعلوں کی مانند' اپنے بالوں کو روندتے ہوئے چلتے ہوں گے' ان دونوں کے کاندھوں کے درمیان عظیم فاصلہ ہوگا۔ مومنین کے علاوہ ان کے دل کسی کے لئے مہربانی اور رحم کرنے والے نہ ہوں گے۔ ان کا نام ہے منکر اور نکیر۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ہتھوڑا ہوگا اگر جن وانس جمع ہو جائیں تو اس کو نہ اٹھا پائیں۔ پھر مردے سے کہیں گے بیٹھ جاؤ! وہ بیٹھ جائے گا اور اس کے کفن کے کپڑے اس کے بدن سے گر کر نیچے آجائیں گے پھر دو پوچھیں گے کہ "تمہارا رب کون ہے' دین کیا ہے' رسول کون ہے؟" یہ کہے گا کہ "میرا رب اللہ تعالیٰ! اور دین' اسلام اور رسول' محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ خاتم النبیین ہیں۔" وہ دونوں کہیں گے کہ تو نے سچ کہا پھر اس کو قبر میں رکھ کر ہر جانب سے فراخ کر دیا جائے گا۔ پھر اس سے کہیں گے کہ ذرا اوپر تو دیکھ۔ اب جو دیکھے گا تو دروازہ جنت کی طرف کھلا ہوگا۔ پھر وہ کہیں گے کہ اے اللہ کے ولی جنت میں تیرا یہ مقام ہے کیونکہ تو طاعت خداوندی میں رہا۔

مومن کی راحت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا اس وقت اس کو ایسی فرحت ہوگی کہ اسے کبھی نہ بھولے گا۔ اب اس سے کہا جائے گا کہ ذرا نیچے دیکھو تو جہنم کی طرف ایک دروازہ کھلے گا' وہ دونوں فرشتے کہیں گے کہ اے ولی اللہ! تو

نے اس سے نجات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا اس
وقت اس کو ایسی خوشی ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی' اس کے لئے دو دروازے
جنت کے کھولے جائیں گے جن سے جنت کی ٹھنڈکیں اور خوشبوئیں آئیں گی
یہاں تک کہ اسے حشر کے دن قبر سے اٹھایا جائے گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ملک الموت اب تم میرے دشمن
کے پاس جاؤ اور اسے لے کر آؤ۔ میں نے اس کے رزق میں کشادگی کی اور
نعمتوں سے سرفراز کیا لیکن وہ میرے شکر سے ہمیشہ انکار کرتا رہا ہے۔ پس آج
اسے لاؤ تاکہ میں اس سے انتقام لوں۔ پس ملک الموت اس کے پاس بدترین شکل
میں پہنچتے ہیں ان کی بارہ آنکھیں ہوتی ہیں اور جہنمی کانٹوں کی سلاخیں ہوتی ہیں'
ان کے ہمراہ پانچ سو فرشتے ہوتے ہیں ہر ایک کے پاس تانبا' جہنمی چنگاریاں اور
بھڑکتے ہوئے کوڑے ہوتے ہیں تو ملک الموت یہ خاردار سلاخیں اس طرح
مارتے ہیں کہ ہر کانٹا جڑ تک اس شخص کے رگ و پے میں داخل ہو جاتا ہے پھر
ان سلاخوں کو سختی سے موڑتے ہیں تو اس کی روح اس کے قدموں کے ناخنوں
سے نکلتی ہے اور اس وقت اللہ کے دشمن پر بے ہوشی کا عالم طاری ہوتا ہے اور
ان کے فرشتے اس کی پیٹھ اور چہرے پر کوڑے مارتے ہیں اور مارتے ہوئے اس
کے حلق تک آتے ہیں۔ پھر وہ تانبا اور چنگاریاں اس کی ٹھوڑی کے نیچے بچھا دی
جاتی ہیں۔ پھر ملک الموت فرماتے ہیں کہ اے ملعون جان! بادِ سموم' گرم پانی اور
گرم سائے کی طرف آ۔ جب ملک الموت روح نکال لیتے ہیں تو روح جسم سے
کہتی ہے کہ اے جسم اللہ تجھ کو میری جانب سے بدترین سزا دے کیونکہ تو مجھے
معصیت کی طرف تیزی سے لے جاتا تھا اور نیکی سے پیچھے رکھتا تھا تو خود بھی
ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاکت میں ڈالا۔ جسم بھی روح سے یہی کہتا ہے۔ زمین
کے وہ حصے جن پر وہ گناہ کرتا تھا' اس کو لعنت کرتے ہیں ابلیس کے لشکر ابلیس
کے پاس جا کر اسے خوشخبری دیتے ہیں کہ انہوں نے ایک آدم زاد کو جہنم رسید

کرادیا جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر کو تنگ کیا جاتا ہے حتی کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف نکل جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے پاس سیاہ سانپ بھیجتا ہے جو اسے ڈسنا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر خدا کی طرف سے دو فرشتے آکر اس سے دریافت کرتے ہیں' تیرا رب کون ہے' تیرا دین کیا ہے' تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ تو نے جاننا چاہا ہی کب تھا؟ پھر وہ اس کو ایسے گرز مارتے ہیں کہ قبر میں چنگاریاں اڑتی ہیں' پھر کہتے ہیں کہ ذرا اوپر کو دیکھو! جب وہ اوپر دیکھتا ہے تو جنت کا دروازہ نظر آتا ہے' فرشتے کہتے ہیں کہ اگر تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا تو تیرا مقام یہاں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا اس وقت اس کے دل میں ایسی حسرت پیدا ہوتی ہے جو کبھی ختم نہ ہو گی۔ پھر اس کو جہنم کا دروازہ کھول کر دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اے اللہ کے دشمن نافرمانوں کی وجہ سے اب تیرا مقام یہ ہے اور سارے دروازے جہنم کے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے گرمی اور باد سموم آتی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

تفسیر آیات

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے روایت کی کہ والنازعات غرقا سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کافروں کی روح کو نکالتے ہیں اور والناشطات نشطا سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کافروں کی روحوں کو کھالوں اور ناخنوں کے درمیان سے کھینچتے ہیں اور والسابحات سبحا سے مراد وہ فرشتے ہیں جو مسلمانوں کی ارواح کو لے کر آسمان و زمین کے درمیان تیرتے ہیں اور فالسابقات سبقاً سے مراد وہ فرشتے ہیں جو مسلمانوں کی روحوں کو لے کر ایک دوسرے سے سبقت کرنا چاہتے ہیں۔

(۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے والنازعات غرقاً کی تفسیر میں فرمایا کہ

اس سے مراد کفار کی روحوں کو آگ میں غرق کرنے والے فرشتے ہیں۔

(۳) تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول والنازعات غرقاً کے بارے میں روایت کی کہ اس سے مراد کفار کی ارواح ہیں جب وہ ملک الموت کو دیکھتی ہیں تو ملک الموت ان کو اللہ کی ناراضی کی اطلاع دیتے ہیں اور ان کی روحوں کو گوشت اور پٹھوں سے نکالتے ہیں اور والسبحت سبحاً سے مراد مومنین کی ارواح ہیں جب وہ ملک الموت کو دیکھتی ہیں تو ملک الموت کہتے ہیں کہ اے پاک روح رحمت و ریحان کی طرف آ اور اس خدا کی بارگاہ میں چل جو راضی ہے۔ روحیں یہ سن کر خوشی سے تیرنے لگتی ہیں اور جنت کی طرف شوق کا اظہار کرتی ہیں اور والسابقت سبقا سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کرامتوں کی طرف چلتی ہیں۔

(۴) حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ والنازعات غرقاً والناشطت نشطاً یہ دونوں آیتیں کفار کے بارے میں نازل ہوئیں۔ نزع کے وقت فرشتے اس کو سختی سے کھینچتے ہیں۔ والسابحت سبحاً فالسابقت سبقاً یہ مومنین کے بارے میں نازل ہوئیں۔

(۵) ابن ابی حاتم نے سدی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی کہ والنازعات غرقاً سے مراد یہ ہے کہ انسان کا نفس مرتے وقت سینے میں ڈوب جاتا ہے والناشطت نشطاً یعنی ملائکہ روح کو انگلیوں اور قدموں سے سونتتے ہیں۔ والسابحت سبحاً یعنی جب نفس موت کے وقت سینے میں تیرتا ہے۔ عبدالرحیم ارمنی نے کتاب الخناس میں اپنی سند سے روایت کی کہ ضحاک رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ جب مومن انسان مرتا ہے تو اس کی روح مقربین کے ساتھ آسمان پر لے جائی جاتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ مقربون کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جن کا مرتبہ دوسرے آسمان سے قریب ہے۔ پھر یکے بعد دیگرے تمام آسمانوں پر سے گزارتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک

پہنچتے ہیں اور یہیں امر الٰہی کی ہر چیز پہنچ کر رک جاتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں بندہ ہے' یہی مقصد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ کلا ان کتاب الابرار لفی علیین وما ادراک ما علیون کتاب مرقوم یشھدہ المقربون یعنی ہرگز نہیں بے شک نیکوں کی کتاب علیون میں ہے اور تم کیا جانو کہ علیون کیا ہے یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے جس پر مقربون گواہ ہیں۔

شب معراج کا منظر

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے جہاں روحیں پہنچتی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یہ "سدرہ" ہے یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر امتی کی روح پہنچتی ہے۔ ابن ابی حاتم اور جریر وغیرہما نے بھی اسے روایت کیا۔

استقبال

(۱) ابوالقاسم بن مندہ نے کتاب الاحوال والایمان بالسول میں روایت کی کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن دنیا سے رخصت ہونے لگتا ہے تو خدا کے فرشتے جن کے چہرے سورج کی مانند چمکتے ہیں نازل ہوتے ہیں' ان کے ہمراہ جنتی خوشبو میں اور کفن ہوتے ہیں وہ ایسی جگہ بیٹھتے ہیں جہاں سے مردہ ان کو دیکھتا ہے جب اس کی روح پرواز کرتی ہے تو ہر فرشتہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جب مومن کی روح پرواز کرتی ہے تو دو فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں اور اسے آسمان کی جانب لے جاتے ہیں۔ اہل آسمان کہتے ہیں کہ پاک روح ہے جو زمین کی طرف سے آتی ہے۔ پھر وہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں' پھر اسے بارگاہ ایزدی میں

پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جاؤ اسے قیامت تک واپس لے جاؤ اور جب کوئی کافر مرتا ہے تو اس میں سے بدبو نکلتی ہے اور ملائک اس پر لعنت کرتے ہیں۔ اہل آسمان کہتے ہیں کہ خبیث روح اہل زمین کی طرف سے آتی ہے۔ پھر اس کو بھی قیامت تک کے لئے واپس کر دیا جاتا ہے۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشم لے کر آتے ہیں اور روح سے کہتے ہیں "اے روح! اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانی کی جانب اور رضا رب کی طرف آ۔" تو وہ ایسے نکلتی ہے جیسے کہ بہترین خوشبو مہکتی ہو' حتی کہ فرشتے اسے لیکر ایک دوسرے کو سونگھاتے ہیں۔ پھر اس کو آسمانوں کی جانب لے جاتے ہیں جس آسمان پر پہنچتی ہے اس آسمان والے کہتے ہیں کہ کیا ہی پاک روح اہل زمین کی طرف سے آتی ہے۔ پھر اس کو دوسری ارواح مومنین کی طرف لے جاتے ہیں تو ان کو اس سے زائد خوشی ہوتی ہے جیسے کسی کا کوئی غائب شدہ رشتہ دار واپس آجائے جب اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں ابن فلاں کا کیا حال ہے؟ تو وہ روح کہتی ہے اسے چھوڑو' وہ دنیا کے غم میں ہے عنقریب ہی راحت حاصل کرے گا اور بعض کے بارے میں وہ روح کہتی ہے کہ فلاں ابن فلاں کیا ابھی تمہارے پاس نہ پہنچا؟ وہ روحیں جواب دیتی ہیں کہ اس کا ذکر چھوڑو وہ تو جہنم کو سدھارا اور جب کافر کی روح نکلتی ہے تو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے روح! اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف نکل' تو خدا سے ناراض اور خدا تجھ سے ناراض' تو یہ بدبودار مردے کی طرح نکلتی ہے فرشتے اسے زمین کے دروازے پر لے جاتے ہیں تو جس دروازے پر پہنچتے ہیں یہی ندا آتی ہے کتنی بدبودار ہے یہ روح! حتی کہ اسے کفار کی روحوں میں لا کر ملا دیتے ہیں۔

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی نیک ہوتا ہے تو فرشتے اس کے پاس آکر کہتے ہیں کہ اے پاک جسم میں رہنے والی پاک روح تو

اپنے رب کی رحمت اور مہربانی کی طرف آ اور اس رب کی جانب آ جو تجھ سے
راضی ہے جب وہ نکلتی ہے تو آسمان کی جانب لے جاتے ہیں جب دروازہ کھولتے
ہیں تو پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون ہے؟ تو یہ کہتے ہیں کہ فلاں ابن فلاں۔ اندر سے
خوش آمدید کہا جاتا ہے اور اندر آنے کی گزارش کی جاتی ہے۔ اسی طرح وہ
ساتویں آسمان پر پہنچتی ہے اور جب آدمی بدکار ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ
اے خبیث جسم میں رہنے والی خبیث روح نکل اور حمیم و غساق کی بشارت میں
اس رب کی طرف آ جو ناراض ہے جب وہ نکل آتی ہے تو اسے آسمان پر لے جایا
جاتا ہے جب دروازہ کھلوایا جاتا ہے تو پوچھا جاتا ہے "کون ہے؟" ادھر سے
جواب جاتا ہے کہ فلاں ابن فلاں تو اندر سے جواب آتا ہے کہ خوش آمدید نہ ہو'
اے خبیث روح! تیرے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے۔ پھر اس
کو وہاں سے واپس کیا جاتا ہے اور وہ قبر ہی کی طرف لوٹ آتی ہے۔

(۱۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن کی وفات کا وقت
قریب آتا ہے تو فرشتے ریشم اور خوشبودار ٹہنیاں لیکر آتے ہیں اور اس کی روح
کو اس طرح نکالتے ہیں جیسے آٹے سے بال اور اس سے کہتے ہیں کہ "اے مطمئن
نفس اللہ کی رحمت اور کرامت کی طرف نکل کر آ۔" جب اس کی روح نکلتی ہے
تو اسے مشک اور خوشبو پر رکھا جاتا ہے اور ریشم میں لپیٹ کر علیین میں لے
جاتے ہیں اور جب کافر کی روح نکلنے کو ہوتی ہے تو فرشتے کمبل میں چنگاریاں رکھ
کر لاتے ہیں اور سختی سے اس روح کو نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "اے خبیث
نفس! تو خدا سے ناخوش اور خدا تجھ سے ناخوش ہے تو ذلت اور عذاب الٰہی کی
طرف چل!" جب اس کی روح نکلتی ہے تو اس کو چنگاریوں پر رکھ کر بھونا جاتا
ہے پھر اسے سجین میں لے جاتے ہیں۔

شہید کی شان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب انسان راہ خدا میں شہید ہوتا ہے تو سب سے پہلا قطرہ جو زمین پر گرتا ہے اس کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرماتا ہے۔ پھر آسمان سے ایک چادر آتی ہے جس میں اس کے نفس کو لیا جاتا ہے اور ایک جسم میں اس کی روح کو رکھا جاتا ہے۔ پھر فرشتوں کی ہمراہی میں اسے جنت کی جانب لے جایا جاتا ہے گویا کہ ہمیشہ یہ ان ہی فرشتوں کے ہمراہ رہتا تھا۔ پھر اس کو بارگاہ ایزدی میں حاضر کیا جاتا ہے تو یہ ملائک سے پہلے سجدہ ریز ہوتا ہے اور بعد میں فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کو پاک کر دیا جاتا ہے پھر حکم ہوتا ہے کہ اسے شہداء کے پاس لے جاؤ۔ شہداء کو سبزہ زاروں اور ریشم کی قبروں میں پائیں گے' یہ بیل اور مچھلی کو کھائیں گے لیکن خاص انداز سے کہ مچھلی جنت کی نہروں میں پھر رہی ہوگی کہ شام کو بیل موقع پا کر اس کو ہلاک کر دے گا تو اہل جنت اس کے گوشت کو کھائیں گے اور اس میں جنت کی خوشبوئیں پائیں گے اور شام کے وقت بیل جنت کی چراگاہوں میں چر رہا ہوگا کہ مچھلی اس پر اپنی دم مارے گی اور اسے ہلاک کر دے گی۔ اہل جنت اسے کھائیں گے تو جنت کے ہر میوے کی خوشبو اس میں پائیں گے اور وہ اپنے مقامات کا مشاہدہ کر کے قیامت کے جلدی قائم کئے جانے کی دعا کریں گے جب اللہ تعالیٰ مومن کو وفات دینے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی طرف دو فرشتے جنت کے کپڑے لئے آتے ہیں اور ان کے پاس جنت کے پھولوں میں سے پھول ہوتے ہیں۔ یہ فرشتے کہتے ہیں کہ "اے پاک روح! رب کی رحمت اور مہربانی کی طرف آ اور اس رب کی طرف جو تجھ سے راضی اور خوش ہے' تیرے کئے ہوئے اعمال اچھے ہیں۔" تو وہ بہترین مہکتی ہوئی خوشبو کے مانند نکلتا ہے۔ ادھر آسمان کے کناروں پر فرشتے کہتے ہیں "سبحان اللہ! آج زمین سے پاک روح آئی ہے۔" وہ جس دروازے پر گزرتا ہے

کھول دیا جاتا ہے جس فرشتے کے پاس سے اس کا گزر ہوتا ہے وہ اس کے لئے
دعائے مغفرت اور شفاعت کرتا ہے اب بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوتا ہے اور اس
کے سجدہ ریز ہونے سے پہلے فرشتے سر بہ سجود ہو کر عرض کرتے ہیں کہ
بار الہا یہ تیرا بندہ، ہم نے اس کو وفات دی اور تو ہم سے بہتر جاننے والا ہے۔ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کو سجدہ کا حکم دو۔ پس وہ سجدہ ریز ہوتا ہے۔ پھر میکائیل
کو بلا کر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اس جان کو بھی مومنین کی جانوں کے ہمراہ
شامل کر دو تاکہ اس کے بارے میں قیامت کے روز میں تم سے سوال کروں۔ پھر
اس کی قبر میں وسعت کی جاتی ہے، ستر گز لمبائی اور ستر گز چوڑائی اس میں
پھول بکھیر دیئے جاتے ہیں اور ریشم بچھا دیئے جاتے ہیں اور اگر اس نے کچھ
قرآن پڑھا ہوتا ہے تو وہی اس کے لئے قبر میں نور بن جاتا ہے ورنہ اس کو سورج
کی مانند ایک نور دیا جاتا ہے پھر ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے تاکہ
وہ اپنی جنت والی قیام گاہ صبح و شام دیکھتا رہے اور جب اللہ کسی کافر کو موت دینا
چاہتا ہے تو اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور اس کی طرف ایک بدترین بدبودار
چادر کا ٹکڑا بھیجا جاتا ہے جو بہت سخت کھردرا ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے
خبیث نفس! جہنم اور عذاب الیم کی طرف آ اور اس رب کے حضور چل، جو تجھ
پر ناراض ہے کیونکہ تیرے کوتک بہت ہی برے ہیں تو وہ نہایت ہی بدبودار
مردے کی طرح نکلتی ہے۔ ہر آسمان کے کناروں پر فرشتے کہتے ہیں، سبحان اللہ!
کس قدر خبیث روح آسمانوں کی طرف زمین سے آرہی ہے تو اس کے لئے
آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ پھر اس کے جسم کو قبر میں ڈال کر قبر
کو تنگ کر دیا جاتا ہے اور بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح سانپ قبر میں بھر دیئے
جاتے ہیں جو اس کے گوشت کو ہڈیوں پر سے چھڑا کر کھاتے رہتے ہیں۔ پھر گرز
اٹھائے ہوئے ایسے فرشتے آتے ہیں جو دیکھتے نہیں کہ اس کی بدحالی کو دیکھ کر
رحم کریں اور سنتے نہیں کہ اس کی دردناک آوازیں سن کر رحم کھائیں اور وہ ان

گرزوں سے اس کو مارتے ہیں۔ پھر جہنم کا ایک دروازہ قبر تک کھل جاتا ہے تاکہ وہ اپنے جہنم کے قیام کی جگہ کو صبح وشام دیکھ سکے۔ جہنم کے عذاب کی سختی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے وہ سوال کرے گا کہ مجھے اسی قبر کے عذاب میں رہنے دے تاکہ اس عذاب شدید کو میں نہ چکھوں۔

مومن کی روح خوشبودار

(۱) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ مومن کی جان جو مشک سے زیادہ معطر ہے جب نکلتی ہے تو وفات دینے والے فرشتے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں' ابھی آسمان سے ورے فرشتوں کی ایک جماعت ملتی ہے اور دریافت کرتی ہے' یہ کون ہے؟ تو فرشتے اس جان کی تعریف کرتے ہیں اور اس کی خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ یہ فرشتے آداب بجا لاتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھل جاتا ہے اور اس شخص کا چہرہ چمک اٹھتا ہے اب اس کو خدا کا دیدار ہوتا ہے اور جب کافر کی روح نکلتی ہے تو اس میں بدترین مردے کی سی بدبو آتی ہے اس کو بھی وفات دینے والے فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں۔ راستے میں ملائکہ کی ایک جماعت سے ملاقات ہوتی ہے۔ وہ دریافت کرتے ہیں' یہ کون ہے؟ یہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں بدکار شخص ہے اور اس کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اسے واپس زمین پر ہی لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ظلم نہیں کیا۔ پھر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی۔ ولا یدخلون الجنة حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط۔

علیین کا معنی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کعب احبار سے پوچھا کہ "ان الابرار لفی علیین" کے معنی کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب مومن کی روح قبض

ہوتی ہے تو فرشتے اس کو لے کر آسمان کی جانب جاتے ہیں اور دوسرے فرشتوں کی ٹولیاں آکر اس کو جنت کی بشارت سناتی ہیں حتیٰ کہ اس کو عرش الٰہی تک لے جاتے ہیں۔ پھر فرشتے عرش کے نیچے سے ایک کتاب لاتے ہیں اس پر پتہ لکھ کر اور مہر لگا کر وہیں رکھ دیا جاتا ہے تاکہ حساب کے دن اس کی نجات اس کتاب کے ذریعہ ہو تو یہی کتاب ہے جس کا ذکر مذکورہ آیت میں ہے اور کلا ان الکتاب الفجار لفی سجین کے معنی یہ ہے کہ فاجروں کی روح کو آسمان کی طرف لے جایا جائے گا تو آسمان قبول کرنے سے انکار کر دے گا تو زمین کی طرف اس کو پھینک دیا جائے گا تو زمین بھی قبول کرنے سے انکار کر دے گی تو اس کو ساتویں زمینوں کے نیچے سجین میں لے جایا جائے گا اور یہ شیطان کا گڑھا ہے۔ اس سے ایک کتاب نکالی جائے گی اور اس پر پتہ لکھ کر اور مہر لگا کر اس کی ہلاکت کی دستاویز کو حساب کے دن کے لئے ابلیس کے گڑھے میں رکھ دیا جائے گا۔

روح مومن بلندی پر

حضرت عبدالعزیز بن رفیع نے روایت کی کہ جب مومن کی روح کو آسمان

یہ حدیث صحیحین میں قدرے تفصیل سے ہے۔ چنانچہ صحیحین میں ہے کہ اس شخص نے ننانوے آدمی قتل کیے اور پھر راہب سے ناامیدی کا جواب سن کر اسے بھی قتل کر دیا اور پھر عالم (ست) امید کا جواب پا کر اولیاء اللہ کی بستی کو روانہ ہوا۔ ابھی وہ اس بستی کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ موت آ گئی اس نے اپنا سینہ نیک لوگوں کی بستی کی طرف بڑھا دیا اور اسی طرح مر گیا۔ اب جب زمین ناپی گئی تو بالشت بھر بڑھا ہوا تھا اتنا ہی قریب تھا۔ اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ (۱) عالم صوفی سے بہت افضل ہے۔ (۲) اللہ والوں کے پاس ہجرت کر کے جاؤ۔ (۳) اولیائے کرام کی خدمت میں جانے پر اس کی بخشش کی نعمت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (۴) خدا ہر جگہ ہے لیکن اس کی رحمتیں نیک لوگوں کی بستیوں پر ہوتی ہیں۔ (۵) دعا کی قبولیت کیلئے نیک لوگوں کی قربگاہوں کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔ (۶) ان کی بستی میں پہنچنا تو بہت بڑی بات ہے اگر ادھر منہ بھی کر لیا جائے تو مغفرت ہو جاتی ہے۔ (۷) نیک بندوں کی خاطر زمین کا فاصلہ زیادہ بھی کیا جا سکتا ہے اور کم بھی کیا جاتا ہے۔ نیک لوگوں کی بستی کی مسافت کم ہوئی بروں کی بستی کی زائد۔ ۱۲

کی طرف لے جایا جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ پاک ہے وہ خدا کہ جس نے اس بندے کو شیطان سے نجات دلائی۔

آیت کی تفسیر

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "وقیل من راق" کی تفسیر یہ بتائی کہ یا تو رحمت کے فرشتے مردے کی روح کو لے کر چڑھتے ہیں یا عذاب کے فرشتے۔

(۲) ضحاک سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "والتفت الساق بالساق" کی تفسیر یوں منقول ہے کہ لوگ تو مردے کے جسم کو تیار کرتے ہیں اور فرشتے اس کی روح کو۔ اس طرح انسانوں کی پنڈلیاں فرشتوں کی پنڈلیوں کے ساتھ ملتی ہیں۔

قاتل یک صد کی حکایت

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ایک شخص مسلسل گناہ کرتا تھا۔ اس نے ۹۸ آدمی قتل کر دیئے اور سب ناحق تو وہ ایک گرجا میں پہنچا کہ آیا اس کی توبہ قبول ہو گی یا نہیں؟ راہب نے جواب دیا نہیں۔ اس نے راہب کو بھی مار ڈالا۔ پھر دوسرے راہب کے پاس آیا اس سے بھی یہی سوال کیا اور اس نے بھی یہی جواب دیا تو اس کو بھی قتل کر ڈالا۔ پھر ایک اور راہب کے پاس آیا اور اس سے بھی یہی سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ بہ خدا اگر میں یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول نہیں کرتا تو میں جھوٹا بنوں گا یہاں ایک عبادت گاہ جس میں خدا کے عبادت گزار بندے رہتے ہیں تو ان کے پاس چلا جا اور ان کے ساتھ رہ کر خدا کی عبادت کر تو یہ شخص توبہ کر کے اس عبادت گاہ کو روانہ ہوا۔ ابھی راستہ

ہی میں تھا کہ اس کو موت آ گئی وہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے عذاب و رحمت کے فرشتوں کو بھیجا۔ یہ دونوں جماعتیں آپس میں اختلاف کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو منصف بنا کر بھیجا کہ "یہ دیکھو کہ اگر یہ گنہگاروں کی بستی کے قریب ہے تو گنہگاروں میں شامل کر دو اور عذاب کے فرشتوں کے حوالے کر دو اور اگر نیک بندوں کی بستی کے قریب ہے تو ملائکہ رحمت کے حوالے کر دو۔ اب جو ناپا تو نیکوں کی بستی کے قریب تھا اور صرف ایک پورے کی مقدار میں' تو اس کی مغفرت ہو گئی۔ اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے برے لوگوں کی بستی کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور نیک لوگوں کی بستی کو حکم دیا کہ قریب ہو جا۔

مومن کی موت

(۱) حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ جب مومن کی وفات کا وقت قریب ہوتا ہے تو پانچ سو فرشتے آ کر اس کی روح کو قبض کرتے ہیں اور اس کو آسمان دنیا کی طرف لے جاتے ہیں۔ راستے میں گزرتے ہوئے مومنین کی روحوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ روحیں فرشتوں سے دریافت کرتی ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ بہت بڑی بے چینی سے نجات پا کر آیا ہے۔ پھر وہ روحیں دوسری باتیں اس سے پوچھتی ہیں حتیٰ کہ بھائی اور دوستوں کے بارے میں پوچھتی ہیں' وہ جواب دیتی ہے کہ یہ لوگ اسی طرح ہیں جس طرح کہ تم نے دیکھا تھا (وغیرہ) یہاں تک کہ وہ ایسے شخص کے بارے میں دریافت کرتی ہیں جو اس آنے والی روح سے پہلے مر چکا ہے۔ یہ روح کہتی ہے کہ کیا وہ تمہارے پاس نہ پہنچا' وہ پوچھتی ہیں کیا واقعی وہ مر گیا؟ وہ جواب دیتی ہیں' بخدا وہ مر گیا تو وہ کہتی ہیں کہ ہمارا خیال ہے کہ وہ ہاویہ (جہنم کا نام) میں چلا گیا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

حدیث (۲)

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن کی روح پرواز کرنے والی ہوتی ہے تو اس کے پاس ریشم اور جنت کی خوشبوئیں لائی جاتی ہیں جب روح نکل آتی ہے تو اسے ریشم میں لپیٹا جاتا ہے اور اس پر وہ خوشبوئیں چھڑک دی جاتی ہیں۔ پھر اس کو فرشتے علیین میں لے جاتے ہیں۔

حدیث (۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ مومن کی روح قبض ہونے سے پہلے اسے بشارت سنا دی جاتی ہے جب اس کی روح قبض ہوتی ہے تو وہ پکارتا ہے اور انسان و جن کے علاوہ اس کی آواز کو گھر میں رہنے والا ہر چھوٹا بڑا جانور سنتا ہے۔ آواز یہ ہوتی ہے کہ مجھے جلدی ارحم الراحمین کی بارگاہ میں لے جاؤ جب اسے اس کے تخت پر رکھا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ جانے میں دیر کیوں کرتے ہو؟ جب اسے قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اسے بٹھایا جاتا ہے اور اسے جنت اور تمام وہ چیزیں جن کا اس سے وعدہ کیا گیا تھا دکھائی جاتی ہیں اور اس کی قبر پھولوں اور خوشبوؤں سے پر کر دی جاتی ہے۔ وہ خدا سے عرض کرتا ہے "اے خداوندا مجھے جلد بھیج دے" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابھی وقت نہیں ہوا تیرے بہت سے بھائی بہن ابھی تیرے پاس نہیں۔ ہاں تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی تو سو جا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بخدا دنیا میں کوئی شخص اتنی میٹھی نیند نہ سویا ہوگا جتنی میٹھی نیند اس کو میسر ہوتی ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن خوشخبری سننے کے لئے بیدار ہوگا۔

حدیث (۴) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص جنت یا جہنم میں اپنا مقام دیکھے بغیر دنیا سے رخصت نہیں ہوتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ مرنے کے قریب

ہوتا ہے تو فرشتوں کی دو صفیں کھڑی ہو جاتی ہیں ان کے چہرے آفتاب کی طرح چمکتے ہیں تو مردہ ان کو دیکھتا ہے اور کوئی نہیں اگرچہ تم یہی سمجھتے ہو کہ مردہ تمہاری طرف دیکھ رہا ہے۔ ہر فرشتے کے پاس جنتی کفن اور خوشبوئیں ہوتی ہیں اب اگر مرنے والا مومن ہے تو فرشتے اس کو جنت کی بشارت دے کر کہتے ہیں کہ اے مطمئن نفس! اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی جنت کی طرف نکل کر آ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے وہ انعامات رکھے ہیں جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ فرشتے نہایت ہی نرمی اور مہربانی سے اس کو یہ خوشخبریاں سناتے ہیں اور پھر یکے بعد دیگرے ہر ناخن اور ہر جوڑ سے اس کی روح نکال لیتے ہیں اور یہ اس پر آسان ہوتا ہے اگرچہ تم اسے سخت سمجھتے ہو' یہاں تک کہ روح ٹھوڑی تک پہنچ جاتی ہے اب وہ جسم سے نکلنے کو اس سے زائد براق ہے جتنا کہ بچہ رحم مادر سے نکلنے کو تو فرشتے آپس میں جھگڑتے ہیں کہ کون اس کی روح کو اٹھانے کا شرف حاصل کرے بالآخر ملک الموت اس کو لے لیتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ تم کو وہ ملک الموت وفات دیتے ہیں جن کو تم پر مقرر کیا گیا ہے ملک الموت اس کو سفید کپڑوں میں لیکر اپنی گود میں لیا دباتے ہیں کہ ماں بھی اپنے بچہ کو اتنی محبت سے نہیں دباتی۔ پھر اس سے مشک سے بہتر خوشبو نکلتی ہے جسے فرشتے سونگھتے ہیں اور کہتے ہیں "اے پاک روح! اے پاک خوشبو! خوش آمدید" اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو بشارت دیتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھلتے ہیں جس دروازہ پر پہنچتا ہے اس کے فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں' حتی کہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوتا ہے تو وہ ارشاد فرماتا ہے۔ اے پاک نفس! اے پاک جسم! جس سے تو نکل کر آئی ہے' خوش آمدید اور جب اللہ

---

۱ یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا۔ اویسی غفرلہ

تعالیٰ کسی کو مرحبا کہتا ہے تو کائنات کی ہر چیز اسے مرحبا کہتی ہے اور اس کی تمام تنگی دور ہوتی ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اس پاک نفس کو جنت میں لے جا کر اس کی قیام گاہ دکھاؤ اور اس کو تمام وہ نعمتیں دکھاؤ جو میں نے اس کے لئے تیار کی ہیں اور پھر اسے زمین کی طرف لے جاؤ کیونکہ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں ان کو زمین سے پیدا کروں گا' اور زمین میں داخل کروں گا اور پھر زمین ہی میں لوٹاؤں گا۔ پس اب وہ زمین کی طرف جانے کو جسم سے نکلنے سے بھی زائد برا سمجھے گی اور پوچھے گی کہ کیا اب تم مجھ کو پھر اسی جسم کی طرف لے چلے ہو جس سے رستگاری حاصل کر کے میں آئی تھی؟ فرشتے کہیں گے کہ ہم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ فرشتے اس روح کو اتنی دیر میں واپس لے آئیں گے جتنی دیر میں لوگ جسم کے غسل و کفن سے فارغ ہوں گے۔ پھر اس روح کو اس کے جسم اور کفن میں داخل کر دیں گے۔

موت دوزخی کی

حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ کافر کی روح جب نکلتی ہے تو فرشتے اسے لے کر زمین سے پھینک دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ آسمان کی طرف اٹھتی ہے جب وہ آسمان کی طرف اٹھتی ہے تو آسمان کے فرشتے اسے مارتے ہیں تو وہ زمین کے سب سے نچلے طبقے میں پہنچ جاتی ہے۔

کون کہتا ہے ولی مر گیا

حضرت ربعی بن حراش نے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ جب میں گھر میں پہنچا تو مجھے اطلاع ملی کہ میرا بھائی مر گیا۔ میں دوڑ کر آیا تو دیکھا کہ اسے کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا ہے تو میں اس کے سرہانے کھڑا ہو کر استغفار اور استر جاع میں مصروف تھا کہ اس نے اچانک کپڑا اٹھا کر کہا کہ السلام علیکم تو ہم

نے کہا وعلیکم السلام۔ سبحان اللہ۔ تو اس نے بھی کہا کہ سبحان اللہ میں تم سے جدا ہو کر خدا کی بارگاہ میں پہنچا یہاں میں نے اپنے رب سے ملاقات کی جو مجھ سے راضی تھا۔ اس نے مجھ کو حریر، سندس اور استبرق کے لباس پہنائے اور میں نے معاملہ اس سے آسان پایا جتنا کہ تم سمجھتے تھے۔ اب دیر نہ کرو کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اجازت چاہی تھی کہ تم کو بشارت دینے آؤں' جلدی کرو اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے چلو کیونکہ انہوں نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میری واپسی تک میرا انتظار فرمائیں گے۔ پھر یہ کہہ کر وہ حسب معمول مر گیا۔

علم غیب نبی اور حکایت ولی

حضرت ربعی کہتے ہیں کہ ہم چار بھائی تھے اور میرا بھائی ربیع ہم سے زائد پابند صوم و صلوٰۃ تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ ہم لوگ اس کے اردگرد تھے کہ اچانک اس نے کپڑا اٹھا کر کہا السلام علیکم ہم نے کہا کہ وعلیکم السلام کیا موت کے بعد بھی' یعنی اظہار حیرت و استعجاب کیا۔ اس نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد اپنے راضی اور خوش اللہ سے ملاقات کی تو اس نے مجھ کو اپنی رحمت عطا کی اور استبرق کا لباس زیب تن کرایا۔ سنو! ابوالقاسم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نماز کے لئے میرے منتظر ہیں جلدی کرو۔ پھر وہ یہ کہہ کر حسب معمول خاموش ہو گئے۔ یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچ گئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد بھی کلام کرے گا۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور ہے۔ بیہقی نے اس حدیث کو "دلائل النبوۃ" میں ذکر کیا اور کہا کہ یہ صحیح ہے اور اس کی صحت میں کچھ شک نہیں۔

ولی اللہ کی موت کے وقت نور

حضرت ابان بن ابی عیاش نے روایت کی کہ مورق عجلی کی وفات کے وقت ہم موجود تھے جب ان کو کفن پہنا دیا گیا تو ہم نے دیکھا کہ ان کے سر سے ایک نور نکلا جو چھت کو چیر کر نکل گیا۔ پھر ہم نے دیکھا کہ ایسا ہی ایک نور پیروں کی طرف سے نکلا پھر ایک درمیان سے نکلا تو ہم تھوڑی دیر ٹھہر گئے۔ پھر انہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا کر کہا "کہ کیا تم نے کچھ دیکھا؟" ہم نے کہا ہاں اور جو دیکھا تھا بتا دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ سورہ سجدہ ہے جو میں ہر رات پڑھتا تھا اور جو نور تم نے میرے سر سے نکلتا ہوا دیکھا یہ اس کی ابتدا کی چودہ آیتیں ہیں اور جو تم نے قدموں کی طرف دیکھا یہ اس سورت کی آخری چودہ آیات کا نور تھا اور جو تم نے درمیان دیکھا' یہ خود سورۂ سجدہ تھی۔ یہ اوپر شفاعت کرنے کے لئے گئی اور سورۂ تبارک میری شفاعت و حفاظت کو بچ رہی۔ یہ کہہ کر پھر وہ خاموش ہو گئے۔

سورۂ ملک و سجدہ کی حکایت

حضرت عجلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک بے ہوش شخص کی عیادت کو گئے تو ہم نے دیکھا کہ ایک نور اس کے سر سے نکلا اور چھت پھاڑ کر اوپر چلا گیا۔ پھر اس کی ناف سے اسی طرح نور نکل گیا۔ پھر وہ شخص ہوش میں آیا تو ہم نے اس سے دریافت کیا کہ جو معاملہ تمہارے ساتھ ہوا ہے اس کا تم کو پتہ ہے؟ اس نے کہا' ہاں! جو نور میرے سر سے نکلا تھا وہ الم تنزیل کی چودہ آیات کا تھا اور جو میری ناف سے نکلا وہ آیت سجدہ کا تھا اور جو پیروں سے نکلا تھا وہ سورۂ سجدہ کے آخر کا تھا۔ یہ سب میری شفاعت کو گئیں اور سورۂ تبارک میری حفاظت کو رہ گئی۔ میں اسے ہر شب پڑھتا تھا۔

حکایت حضرت ثابت بنانی رحمتہ اللہ علیہ

ایک شخص اور مطرف بن عبداللہ شخیر کی عیادت کو گئے تو ان کو بے ہوشی کے عالم میں پایا تو ان سے تین نور چمکے۔ ایک سر سے اور دوسرا پیر سے تیسرا درمیان سے جب ان کو ہوش آیا تو ہم نے اس کا سبب ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ میرے سر سے الم سجدہ کی ابتدائی آیات کا نور چمکا اور درمیانی آیات کا درمیان سے اور آخری آیات کا قدموں سے اور یہ سب میری شفاعت کو گئیں۔ سورۂ تبارک حفاظت کو رہ گئی ہے' یہ کہہ کر ان کا انتقال ہو گیا۔

ولی اللہ نور اللہ

حضرت ابن منکدر اپنے ساتھ ایک نور دیکھتے تھے جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ان سے دریافت کیا گیا کہ وہ نور کیا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ نور یہ ہے۔ (جسے اب بھی دیکھا جا سکتا ہے)

ولی اللہ کا بعد موت ہنسنا

حضرت ربیع بن حراش نے قسم کھائی کہ ہنسنے میں ان کے دانت اس وقت تک نہ نظر آنے پائیں گے جب تک کہ ان کو آخرت میں اپنا ٹھکانا معلوم نہ ہو جائے تو وہ مرنے کے بعد ہنسے۔ ان کے بھائی ربعی نے ان کے بعد قسم کھائی کہ وہ نہ ہنسیں گے حتیٰ کہ ان کو پتہ نہ چل جائے کہ وہ جنت میں جائیں گے یا جہنم میں تو راوی کہتے ہیں کہ ان کو غسل دینے والے نے مجھ کو بتایا کہ جب تک ہم ان کو غسل دیتے رہے وہ ہنستے رہے۔

موت کے بعد خاتون بولی

مروی ہے کہ روبہ بنی مر گئی لوگوں نے اسے غسل دیا اور کفن پہنا دیا۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ وہ حرکت کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ خوش ہو جاؤ، جیسے تم سمجھتے تھے میں نے معاملہ اس سے آسان پایا اور میں نے معلوم کیا کہ جنت میں قطع رحمی کرنے والا اور شراب کا عادی اور مشرک داخل نہ ہوگا۔

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا گستاخ

مروی ہے کہ مدائن میں ایک شخص انتقال کر گیا اور اس کو کفن پہنا دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس میں حرکت ہوئی اور اس نے کہا کہ کچھ لوگ رنگی ہوئی ڈاڑھیوں والے ہیں۔ اس مسجد میں ابو بکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو لعنت کرتے ہیں اور ان سے تبرا کرتے ہیں اور جو میری روح قبض کرنے آئے ہیں وہ ان سے بیزاری کرتے ہیں اور ان پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر پھر وہ مر گئے۔ یہی روایت دوسرے الفاظ سے بھی بیان ہوئی ہے (اس طرح کی کہانیاں فقیر کی کتاب' بے ادب بے نصیب) میں پڑھئے۔

مردہ زندہ ہو گیا

مدینہ پاک میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا' جب اسے تختے پر نہلانے کیلئے رکھا گیا تو سیدھا بیٹھ گیا اور ہاتھ سے آنکھ کی جانب اشارہ کر کے تین مرتبہ کہا کہ میری آنکھ دیکھ رہی ہے۔ عبد الملک بن مروان اور حجاج بن یوسف کی طرف کہ ان کی آنتیں آگ میں کھینچی جا رہی ہیں۔ یہ کہہ کر اپنی پہلی حالت پر آ گیا۔ یعنی مر گیا۔

حکایت

حضرت مسور بن مخرمہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ پھر ہوش آیا تو کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ رفیق اعلیٰ میں ہیں اور عبدالملک بن مروان اور حجاج بن یوسف اپنی آنتوں کو جہنم میں گھسیٹ رہے ہیں۔

فائدہ

یہ واقعہ عبدالملک اور حجاج کی ولایت سے کافی عرصہ پہلے کا ہے کیونکہ حضرت مسور نے مکہ میں ۶۴ھ میں وفات پائی اور حجاج کی حکومت ولایت تو ۷۰ھ کے بعد ہے۔

مرنے سے پہلے مر گیا

ابن ابی الدنیا نے کہا کہ ہم اپنے ایک مریض کے گرد بیٹھے تھے کہ اچانک وہ ٹھنڈا ہو گیا اور مر گیا۔ ہم نے اس کو کپڑوں میں لپیٹ دیا اور کفن دفن کا سامان منگانے کے لئے آدمی بھیج دیا جب ہم اسے غسل دینے لگے تو اس میں حرکت پیدا ہوئی۔ ہم نے کہا کہ سبحان اللہ' ہم تو یہی سمجھے تھے کہ تم مر چکے۔ اس نے کہا کہ ہاں میں مر چکا اور مجھے قبر میں پہنچایا گیا۔ ایک خوبصورت اور خوشبودار انسان نے مجھے قبر میں رکھ کر کاغذوں سے ڈھک دیا۔ اتنے میں ایک بدبودار سیاہ عورت آئی اور اس نے اس بزرگ انسان کے سامنے میرے گناہ گنانے شروع کر دیئے کہ بخدا اس نے ایسا کیا ویسا کیا۔ مجھے بہت شرم آئی۔ میں نے اس نیک آدمی سے کہا کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے اور اس کو تنہا چھوڑ دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اس نے کہا کہ چلو میں تمہارے سے

مقدمہ لڑوں گی۔ وہ ایک فراخ مکان میں لے گئی جس میں ایک طرف تو چاندی کا آبشار تھا اور دوسرے کونے میں مسجد تھی ایک صاحب کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے سورۂ نحل پڑھی۔ اس میں انہیں کچھ تشابہ ہوا میں نے لقمہ دیا تو وہ فوراً میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ کیا آپ کو یہ سورت یاد ہے میں نے کہا ہاں تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو نعمتوں والی سورت ہے اور اپنے قریب ہی سے ایک گدا اٹھایا اور صحیفہ نکال کر اسے دیکھنے لگے۔ اتنے میں کالی عورت بھاگ کر آئی اور کہنے لگی کہ اس نے ایسا کیا اور ویسا اور اچھے چہرے والے آدمی نے میری نیکیاں شمار کرنا شروع کر دیں تو اس نماز پڑھنے والے آدمی نے کہا کہ نہ ہے تو یہ ظالم لیکن اللہ نے اس کو معاف کر دیا۔ اس کی موت کا وقت ابھی نہیں' اس کی موت کا وقت دو شنبہ کے دن ہے یہ کہہ کر اس شخص نے کہا کہ اگر میں پیر کے روز ہی مر دوں تو سمجھ لینا کہ یہ بات سچی ہے ورنہ سمجھ کہ یہ سب کچھ ہذیان تھا جب پیر کا دن ہوا تو وہ شخص بالکل ٹھیک ٹھاک تھا لیکن جونہی دن ختم ہونے کے قریب ہوا وہ اچانک مر گیا۔

عجیب حکایت

حضرت عطا خراسانی نے کہا کہ بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے چالیس قضا کی۔ اس کو ایک مرض لاحق ہوا تو اس نے لوگوں سے کہا کہ میں اپنے اس مرض میں مر جاؤں گا جب میں مر جاؤں تو تم چار پانچ روز مجھے اپنے ہی پاس رکھنا اگر تم مجھ میں کوئی خاص بات دیکھو تو تم میں سے کوئی ایک مجھ کو پکارے۔ پس جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کو ایک تابوت میں رکھ لیا جب تین روز گزرے تو اس میں سے ایک ہوا آئی تو ایک شخص نے اس کا نام پکار کر کہا کہ یہ ہوا کیسی ہے؟ تو اس کو بولنے کی اجازت ملی اور اس نے کہا کہ اے لوگو! میں نے تم میں چالیس تک عہدۂ قضا کو نبھایا تو مجھے دو شخصوں کے علاوہ کسی نے شک میں نہ ڈالا' ان

میں سے ایک سے مجھے محبت تھی میں اس کی بات اس کان سے زیادہ سنتی تھا جو اس کے قریب تھا' یہ ہوا اس سے آ رہی ہے۔ یہ کہہ کر مر گیا۔

حکایت

حضرت قرہ بن خالد نے روایت کی کہ ہمارے گھرانے میں ایک عورت مر گئی لیکن ہم اس کو دفن نہ کرتے تھے کیونکہ اس میں ایک رگ تھی جو حرکت کرتی تھی پھر وہ بولنے لگی کہ جعفر بن زید نے کیا کیا حالانکہ جعفر کا انتقال ایسے زمانہ میں ہوا جس کا اس عورت کو پتہ بھی نہ تھا۔ میں نے کہا کہ ان کا تو انتقال ہو گیا۔ اس نے کہا کہ بخدا میں نے ان کو دیکھا کہ وہ ساتویں آسمان پر ہیں اور فرشتے ان کو خوشخبری دے رہے ہیں اور میں ان کو ان کے کفن میں پہچان رہی ہوں اور فرشتے کہہ رہے کہ اچھا عمل کرنے والا آیا' اچھا عمل کرنے والا آیا۔

حکایت

حضرت صالح بن یحییٰ نے کہا کہ مجھ کو میرے ایک پڑوسی نے اطلاع دی کہ ایک شخص کی روح پرواز کر گئی' پھر اس پر اس کے اعمال پیش کئے گئے تو اس نے جن گناہوں سے توبہ اور استغفار کر لیا تھا وہ مٹ گئے اور جن سے استغفار نہ کیا تھا وہ اسی طرح موجود تھے۔ حتیٰ کہ انار کا ایک دانہ جس کو میں نے اٹھا کر کھا لیا اس کے بدلے میں بھی ایک نیکی لکھی گئی اور ایک دن میں نماز بلند آواز سے پڑھ رہا تھا کہ میرا پڑوسی سن کر نماز پڑھنے لگا' اس کے بدلے میں بھی ایک نیکی لکھی اور ایک مرتبہ میں چند لوگوں کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا۔ میں نے ایک درہم محض ان لوگوں کی خاطر داری میں دیا تو وہ بھی موجود تھا' لیکن اس سے مجھے نفع ہوا نہ نقصان۔

ماجشون کا قصہ

حضرت ابن ماجشون نے کہا کہ میرے باپ ماجشون کا انتقال ہو گیا تو ہم نے ان کو تخت پر نہلانے کے لئے رکھا۔ اب جو غسل دینے والا داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ ان کی ایک رگ حرکت کر رہی ہے۔ یہ رگ ان کے قدم کے نیچے کی تھی تو ہم نے ان کو دفن نہ کیا۔ تین دن کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کہا کہ ستو لاؤ۔ ہم نے پیش کئے انہوں نے پی لئے۔ ہم نے کہا کہ جو تمہارے ساتھ ہوا ہے اس کی خبر ہم کو دو۔ انہوں نے کہا کہ میری روح کو ایک فرشتہ لے کر آسمان دنیا پر آیا اور اس نے دروازہ کھلوایا۔ دروازہ کھلا اسی طرح ساتوں آسمانوں پر گئے جب آسمان پر پہنچے تو فرشتے سے دریافت کیا گیا کہ تمہارے ہمراہ کون ہے؟ فرشتے نے کہا ماجشون۔ انہوں نے کہا کہ ابھی تو ان کا وقت نہیں ہوا ہے۔ ابھی ان کی عمر اتنی اتنی باقی ہے۔ پھر میں نیچے آیا تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے دائیں بائیں ابوبکر، عمر (رضی اللہ عنہما) کو پایا اور عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کو ان کے سامنے پایا۔ میں نے اپنے ساتھ والے فرشتے سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ تم ان کو نہیں پہچانتے! میں نے کہا کہ میں پختہ علم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ یہ عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت قریب ہیں۔ اس نے جواب دیا کیوں نہ ہوں کیونکہ انہوں نے ظلم و جور کے زمانے میں بھی حق و انصاف پر عمل کیا اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) نے حق کے زمانے میں حق پر عمل کیا۔

عبدالرحمن بن عوف کی موت

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر مرض کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہوئی۔ حتی کہ لوگ سمجھے کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ چنانچہ سب اٹھ گئے اور

ان کو ایک کپڑے میں لپیٹ دیا۔ پھر اچانک وہ ہوش میں آ گئے اور فرمانے لگے کہ میرے پاس دو سخت خو فرشتے آئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ چلو تاکہ خدا کے سامنے فیصلہ کرائیں۔ وہ مجھے لے کر چلے' راستے میں دو مہربان فرشتے ملے انہوں نے دریافت کیا کہ کدھر جا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا بارگاہ ایزدی میں فیصلہ کو جاتے ہیں۔ ان مہربان فرشتوں نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو کیونکہ پہلے ہی اس کی قسمت میں سعادت لکھی جا چکی ہے۔ یہ بطن مادر سے ہی نیک بخت پیدا ہوئے ہیں۔ اس کے بعد آپ ایک ماہ زندہ رہ کر وفات پا گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

حکایت

حضرت سلام بن سلیم نے کہا کہ میں فضل بن عطیہ کے ہمراہ مکہ تک گیا جب ہم فیداء کے مقام پر پہنچے تو نصف شب کو مجھے جگا دیا میں نے کہا کہ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں آپ کو وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ تو ٹھیک ٹھاک ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ فرشتے کہہ رہے ہیں کہ ہم کو تمہاری روح قبض کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے فرشتوں سے کہا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ تم مجھ کو حج پورا کرنے کی اجازت دے دیتے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے حج کو قبول کر لیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم اپنی انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی کھولو جب اس نے انگلیاں کھولیں تو ان میں سے دو کپڑے نکلے' ان کی سبزی زمین و آسمان کے درمیان پھیل گئی۔ پھر ان دونوں نے کہا کہ یہ تمہارا جنتی کفن ہے۔ پھر اس فرشتے نے لپیٹ کر اپنی دونوں انگلیوں کے درمیان رکھ لیا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم ابھی کوچ کرنے بھی نہ پائے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

حکایت

حضرت سلمان کو کہیں سے مشک مل گئی۔ وہ انہوں نے اپنی بیوی کے پاس رکھوا دی جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے بیوی سے دریافت کیا کہ وہ میری امانت کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ یہ ہے۔ آپ نے کہا کہ اس کو بھگو کر میرے بچھونے کے اردگرد چھڑک دینا کیونکہ میرے پاس وہ شخصیتیں ہیں جو نہ پانی پئیں اور نہ کھانا کھائیں ہاں خوشبو کو محسوس کرتی ہیں۔

اعمال صالحہ کی برکات

حضرت ابو بکر نے کہا کہ جب کسی کے مرنے کا وقت آتا ہے تو ملک الموت سے کہا جاتا ہے کہ اس کے سر کو سونگھو! وہ سونگھ کر بتاتے ہیں کہ میں اس کے سر میں قرآن کی خوشبو پاتا ہوں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ اس کے قلب کو سونگھو! وہ بتاتے ہیں کہ اس کے قلب میں روزوں کی بو ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ اس کے پیروں کو سونگھو! وہ بتاتے ہیں کہ اس کے قدموں میں قیام کی بو ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے نفس کی حفاظت کی تو اللہ نے بھی اس کو محفوظ کر دیا۔

حکایت

حضرت داؤد بن ہند نے روایت کی کہ انہوں نے بیان کیا کہ مجھ کو طاعون لاحق ہو گیا اور اس کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہو گئی جب ہوش آیا تو دو فرشتے میرے پاس آئے ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم کیا محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ تسبیح و تکبیر اور مسجد کی طرف قدم بڑھنا اور کچھ قرآن کا پڑھنا۔

حکایت

حضرت داؤد بن ہند سخت مریض ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص

بڑے بڑے پھوڑے پھنسے کندھوں والا جیسے کہ زخمی ہوتے ہیں آ رہا ہے۔ میں نے اسے دیکھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور اس سے کہا کیا تم مجھے مارنا چاہتے ہو گیا میں کافر ہوں؟ کیونکہ میں نے سنا کہ کافر کی روح ایک کالے رنگ کا فرشتہ نکالے گا۔ اسی اثناء میں تھا کہ اچانک گھر کی چھت پھٹی، میں نے آسمان کی طرف دیکھا کہ ایک سپید پوش شخص میری طرف اتر رہا ہے اور اس کے بعد دوسرا۔ ان دونوں نے سیاہ کو چیخ کر پکارا تو وہ دور بھاگ گیا اور دور سے دیکھنے لگا اور وہیں کھڑا رہا۔ اب ان میں سے ایک سر کے پاس اور دوسرا قدموں کے پاس بیٹھ گیا۔ سر والے نے پیر والے سے کہا کہ چھو کر دیکھو تو اس نے میری ہتھیلیاں چھو کر دیکھیں اور کہا کہ ان کے ذریعہ یہ شخص بہ کثرت نمازوں کو جاتا تھا۔ پھر پیر والے نے سر والے سے کہا کہ تم چھوؤ۔ اس نے سر کے جبڑے کے پاس کا حصہ چھو کر کہا: یہ خدا کے ذکر سے تر ہیں۔

حکایت

ابوقلابہ جرمی کا ایک بھتیجا تھا اور وہ گناہ کا عادی تھا۔ جب موت کا وقت آیا تو اس کے پاس دو پرندے سفید رنگ کے گدھ سے مشابہ آئے اور گھر کے روشندان میں بیٹھ گئے۔ ایک پرندے نے دوسرے سے کہا کہ اتر کر دیکھو تو اس نے اپنی چونچ مردے کے پیٹ میں داخل کر دی حالانکہ ابوقلابہ دیکھ رہے تھے پھر اس نے کہا کہ اللہ اکبر! اے میرے ساتھی نیچے اترو کیونکہ میں نے اس کے پیٹ میں تکبیر پائی جو اس نے انطاکیہ کی دیوار پر کہی تھی۔ پرندے نے یہ سن کر سفید کپڑا نکالا اور اس کی روح کو اس میں لپیٹ لیا۔ پھر دونوں پرندوں نے کہا کہ اے ابوقلابہ! اپنے بھتیجے کو دفن کر دو کیونکہ یہ جنتی ہے۔ ابوقلابہ لوگوں میں بہت ہی معزز تھے۔ انہوں نے لوگوں سے تمام واقعہ بیان کیا۔ راوی نے کہا کہ پھر اس شخص کے جنازے میں اس قدر زاہد جمع تھا کہ میں نے کسی کے جنازے میں

آستانہ دیکھا۔

فائدہ

حکیم ترمذی نے اسی روایت کی قدرے مختلف طور پر ترجمانی کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ پرندہ تھا اور اس نے مردے کے سر، پیٹ اور قدموں کو سونگھا اور اپنے ساتھی سے پکار کر کہا کہ میں نے اس کا سر سونگھا لیکن قرآن کی خوشبو نہ پائی، پیٹ سونگھا اس میں روزوں کی خوشبو نہ پائی، قدم سونگھے ان میں رات کو نماز پڑھنے کی خوشبو نہ پائی۔ پھر اس کا ساتھی آیا اور اس نے بھی اسی طرح سونگھا اور کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ شخص امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ان خصلتوں میں سے ایک بھی اس میں نہیں۔ پھر اس نے مردے کی زبان نکال کر اس کو سونگھا تو وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ اکبر، یہ تکبیر وہ تھی جو نہایت خلوص سے اس نے انطاکیہ پر کہی تھی۔ اس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ چنانچہ اس کی روح قبض کرا لی گئی۔ پھر وہ چلا گیا اور دیکھا کہ یہ سپید فرشتہ سیاہ فرشتوں سے کہہ رہا ہے کہ تم لوٹ جاؤ کہ تمہارے لئے اس پر کوئی حق نہیں۔ پھر حکیم ترمذی نے جنازے میں کثرت ہجوم کا ذکر کیا۔

حکایت

میمون مروزی نے روایت کی کہ ہمارے گھر ایک بدکار شخص مر گیا۔ لوگوں نے اس کو رستہ میں ڈال دیا اور اس سے بچنے لگے۔ میں اس کے بارے میں سوچنے لگا اتنے میں مجھے نیند آ گئی۔ میرے پاس دو سفید پرندے آئے، ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس کو دیکھو کیا اس میں کچھ بھلائی ہے تو وہ اس کی کھوپڑی سے داخل ہو کر پاخانہ کی جگہ سے نکلا اور کہا کہ میں نے تو اس میں کچھ بھلائی نہ پائی، پرندے نے کہا کہ جلدی نہ کرو۔ اب دوسرا اس کے سر سے گھس کر قدموں

سے نکلا اور کہا کہ اٹھا کر ایک کلمہ اس کی تلی سے چپکا ہوا ہے۔ اتنے میں مردہ بول اٹھا کہ اشہدان لا الہ الا اللہ۔ میں نے لوگوں کو بلا کر کہا کہ دیکھو۔

حکایت

حضرت شہر بن جوشب نے کہا کہ میرا ایک نابالغ بھتیجا تھا اس کے ساتھ میں جہاد میں گیا وہ مر گیا۔ میں ایک عبادت گاہ میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا اتنے میں وہ عبادت گاہ پھٹی اور دو سپید فرشتے نازل ہوئے ان کے ساتھ ہی دو سیاہ فرشتے نازل ہوئے۔ سپید دائیں طرف اور سیاہ بائیں طرف بیٹھ گئے۔ سپید فرشتوں نے کہا کہ اسے ہم لے جائیں گے اور سیاہ فرشتوں نے کہا کہ ہم لے جائیں گے۔ ایک سپید فرشتے نے اپنی انگلی اس کے مقعد میں کی نیز تکبیر کہہ کر بتایا کہ ہم اس کے زائد مستحق ہیں کیونکہ انطاکیہ کی جنگ میں فتح کے دن ایک نعرۂ تکبیر لگایا تھا تو شہر بن جوشب نکلے اور لوگوں کو نماز جنازہ کے لئے اطلاع دی۔ لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

حکایت

حضرت بی بی میمونہ بنت سعد نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر کوئی ناپاک ہو جائے تو بلا غسل سو سکتا ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ بلا غسل سوئے کیونکہ وہ شاید اسی حالت میں مر جائے اور جبرائیل اس کے پاس نہ آئیں۔

مردے کی موت کے وقت ذکر

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کے پاس بیٹھ کر ان کو یاد خدا دلاؤ کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔

تلقین کلمہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرو اور جو تمہاری تلقین پر عمل کریں۔ ان کی باتیں غور سے سنو کیونکہ ان کی سچی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

حدیث

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مرنے والا انسانوں کو کب سے پہچاننا ختم کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب دیکھ لیتا ہے قرطبی کہتے ہیں کہ یعنی ملک الموت اور دوسرے فرشتوں کو۔

حکایت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نے مرض الموت میں سر کو اٹھایا اور تیز نگاہ سے دیکھا تو لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایسی مخلوق کا مشاہدہ کر رہا ہوں جو نہ انسان ہیں نہ جن۔ اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

حکایت

حضرت فضالہ بن دینار نے روایت کی کہ محمد بن واسع کی وفات کے وقت میں آپ کے پاس موجود تھا تو وہ کہہ رہے تھے کہ اے میرے رب کے فرشتو! خوش آمدید' ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ میں نے ایسی خوشبو محسوس کی کہ زندگی بھر کبھی ایسی خوشبو محسوس نہ کی۔ پھر ان کی آنکھیں پھٹ گئیں اور مر گئے۔

حکایت

حضرت حسن بن صالح سماجی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے میرے بھائی علی بن صالح نے کہا اپنی وفات کی رات کو' اے بھائی مجھے پانی پلایئے۔ میں نماز میں مصروف تھا۔ نماز پڑھ کر میں نے پانی دیا اور کہا لو پیو! تو انہوں نے کہا۔ میں نے ابھی پیا ہے میں نے کہا کمرے میں تو کوئی نہیں تمہیں کس نے پانی پلایا؟ انہوں نے کہا کہ ابھی جبرائیل علیہ السلام آئے تھے۔ انہوں نے پلایا ہے اور کہا ہے کہ تم' تمہارا بھائی اور تمہاری ماں ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے' یعنی نبی' صدیق' شہداء اور صالحین۔ یہ کہہ کر مر گئے۔

مردے نے حالات بتائے

عبدالرحمن بن غنم اشعری نے روایت کی کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو عمواس کے سال ایک نیزہ لگ گیا تو کہا کہ محبوب! بڑے انتظار کے بعد آیا جو شرمندہ ہو' کامیاب نہ ہو۔ میں نے پوچھا "اے معاذ رضی اللہ عنہ! کیا کچھ دیکھتے ہو؟" انہوں نے کہا کہ ہاں میرے رب نے مجھ کو صبر جمیل پر جزاء عطا کی۔ میرے بیٹے کی روح میرے پاس آئی اور مجھے بشارت دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم' ملائکہ مقربین اور شہداء و صالحین کی سو صفوں میں کھڑے ہوئے میرے لئے دعائے رحمت کر رہے ہیں اور فرشتے مجھے جنت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ ہاتھ بڑھا کر گویا کسی سے مصافحہ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں' خوش آمدید میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ ان کے گرد اس طرح مجمع ہے جیسے چتکبرے گھوڑے کے گرد ہوتا ہے جن پر سفید پوش سوار ہوں۔ وہ پکار کر کہہ رہے ہیں' اے سعد!

جو نیزوں اور تیروں کی بوچھاڑ میں ہے۔ تمام تعریف اس اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے ہم کو جنت عطا فرمائی جہاں چاہیں اس میں قیام کریں تو عمل کرنے والوں کا انجام بہت ہی عمدہ ہے۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی

(۱) حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی جب بھی کوئی شخص مرتا ہے تو اس کے ساتھی اس پر پیش کیے جاتے ہیں اگر وہ اہل ذکر سے ہے تو ذکر والے اور اگر کھیل کود والے ہوتے ہیں تو وہ پیش کیے جاتے ہیں۔

(۲) ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے یزید بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب بھی کوئی مرتا ہے تو اس کے اہل مجلس اس پر پیش کیے جاتے ہیں اگر کھیل کود والے ہیں تو وہ اور اگر اہل ذکر ہیں تو وہ۔

(۳) بیہقی نے "شعب الایمان" میں ربیع بن برہ رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی (یہ بصرہ کے عابد تھے) کہ مرتے وقت ایک شخص سے کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ کہو تو اس نے کہا کہ مجھے بھی شراب پلاؤ اور خود بھی پیو اور اہواز میں ایک شخص کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کی گئی تو کہنے لگا دہ' یازدہ' ازدہ اور بصرہ میں ایک شخص کو کلمہ کی تلقین کی گئی تو وہ یہ شعر پڑھنے لگا۔

یارب قائلة یوما وقد تعبت کیف الطریق الی حمام منجاب

ترجمہ:۔یعنی بہت سی وہ عورتیں جو تھک کر حمام کا راستہ پوچھتی ہیں' مجھ کو یاد آرہی ہیں۔

فائدہ

ابو بکر کہتے ہیں کہ اس شخص سے ایک عورت نے حمام کا راستہ پوچھا تو اس نے اسے اپنے گھر کا پتہ دے دیا تو موت کے وقت بھی یہی کلمہ کہنے لگا۔

(۴) ابو جعفر بن علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ اب بھی کوئی مرتا ہے تو مرتے وقت اس کے اچھے اور برے اعمال کی صورت مثالیہ اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے تو وہ اپنی حسنات کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھتا ہے اور سیئات کو دیکھ کر سر جھکا لیتا ہے۔

فائدہ

حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول ینبؤ الانسان بما قدم واخر کی تفسیر یہ بیان کی کہ موت کے وقت اس کی حفاظت کرنے والے فرشتے اترتے ہیں اور اچھائی و برائی کو پیش کرتے ہیں جب مردہ اچھائی کو دیکھتا ہے تو اس کا چہرہ کھل جاتا ہے اور جب برائی کو دیکھتا ہے تو چہرہ ماند پڑتا ہے اور ترش روئی اختیار کرتا ہے۔

حکایت

حضرت حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرے غلام کے مرنے کا وقت آیا تو کبھی وہ اپنا سر ڈھکتا تھا اور کبھی کھولتا تھا تو میں نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ جب مومن کی جان نکلتی ہے تو اس کے اچھے اور برے اعمال اس پر پیش کئے جاتے ہیں۔

فائدہ

اس کا مقصد یہ تھا کہ جب وہ اچھے عمل کو دیکھتا تو چہرہ کھولتا تھا اور برے عمل کو دیکھ کر چہرہ ڈھک لیتا تھا۔

حکایت بروایت

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ایک قریب المرگ انصاری رضی اللہ عنہ کی عیادت کو تشریف لائے۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا محسوس کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اچھائی اور اس نے کہا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے ہیں ایک سیاہ اور دوسرا سفید۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے کون قریب ہے؟ کہا کہ سیاہ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر کم اور شر زائد ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی دعا سے سرفراز فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ "اے اللہ تعالیٰ ان کے کثیر گناہوں کو معاف فرمادے اور کم نیکی کو مکمل فرمادے" پھر فرمایا اب کیا دیکھتے ہو؟ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب تو بھلائی کو بڑھتے ہوئے دیکھ رہا ہوں میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور برائی کو ختم ہوتے دیکھ رہا ہوں اب سیاہ فرشتہ دور ہو چکا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا کونسا عمل امید فزا ہے؟ عرض کی کہ میں پانی پلاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو جو تکلیف ہو رہی ہے میں اسے جانتا ہوں۔ اس کی کوئی رگ ایسی نہیں جو موت کا درد محسوس نہ کرتی ہو۔

حکایت

حضرت وہیب بن ورد روایت کرتے ہیں کہ ہم کو روایت پہنچی کہ جب بھی کوئی شخص مرنے لگتا ہے تو اس کی حفاظت کرنے والے دو فرشتے اس کے سامنے ہو جاتے ہیں اگر اس نے ان کے ساتھ رہ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے بہتر ساتھی اللہ تجھے جزائے خیر دے کیونکہ بہت سی سچائی کی محفلوں میں تو ہمارے ساتھ شرکت کرتا رہا اور بہت سے نیک کاموں کے وقت تو نے ہم کو بلایا اور بہت سی اچھی باتیں سنائیں اور اگر مرنے والے نے ان دونوں فرشتوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا تو یہ تعریفی کلمات ہی پلٹ

دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تجھے خدا جزائے خیر نہ دے کیونکہ تو نے ہمارے ساتھ
بہت سی بری مجلسوں میں شرکت کی اور بہت سے برے کام کئے اور بہت سی بری
باتیں سنائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ انہیں دو فرشتوں کو دیکھ
کر اپنی آنکھیں پھاڑتا ہے اور یہ دنیا کی طرف پھر کبھی نہ لوٹے گا۔

حکایت

حضرت سفیان نے روایت کی کہ جب مومن کی روح قبض کرنے کا وقت
آتا ہے تو اس کے ساتھ رہنے والے دو فرشتے کہتے ہیں کہ اے گھر والو نہ روؤ
ہم کو اپنی معلومات کے مطابق اس شخص کی تعریف کرنے دو' تو وہ کہتے ہیں کہ
اے مردے اللہ تجھ پر رحم کرے اور جزائے خیر دے کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کی
اطاعت میں جلدی کرنے والا تھا اور اس کی معصیت سے پیچھے ہٹنے والا تھا اور تو
ان لوگوں میں تھا کہ ہم تیری پوشیدہ چیزوں کی حفاظت کرتے تھے تو اب ہم
تمہاری روح لے کر اوپر جاتے ہیں اب تم ہم کو ملائکہ کے ہمراہ ذکر کرنے سے
نہ روکو اور جب بدکار بندے کی موت کا وقت قریب آتا ہے اور گھر والے چیختے
چلاتے ہیں تو دونوں فرشتے یہ کہہ کر کھڑے ہوتے ہیں کہ چھوڑ دو ہم اپنی
معلومات کے مطابق اس کی صفات بیان کرتے ہیں۔ اے برے آدمی اللہ تعالیٰ
تجھے بدلہ دے تو برا آدمی تھا اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں دیر کرنے والا اور اس کی
معصیت میں جلدی کرنے والا تھا اور ہم تیری پس پشت حفاظت نہ کرتے تھے
پھر وہ دونوں اس روح کو لے کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔

حدیث

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ

اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو برا جانتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو برا جانتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ ہم موت کو برا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ مطلب نہیں' بلکہ جب مومن مرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کی بشارت اس کو دی جاتی ہے تو اب کوئی چیز اس کے لئے اس کے مستقبل میں اس سے بہتر نہیں جو اس کے سامنے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اور کافر جب مرنے لگتا ہے تو عذاب کی اور سزا کی خوشخبری اسے دی جاتی ہے تو اس کے نزدیک آنیوالی چیزیں سب سے بری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اس لئے وہ ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔

تفسیر نبوی علیٰ صاحبہ السلام

حضرت ابن ابی لیلیٰ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت کیں۔ فلو لا اذابلغت الحلقوم فروح وریحان و جنة نعیم (ترجمہ) یعنی جب روح حلق تک پہنچ جائے تو رحمت اور پھول پتی اور نعمتوں والی جنت ہے سے لے کر فنزل من حمیم وتصلیة جحیم تک۔ (ترجمہ) تیار کیا ہوا گرم پانی اور جہنم رسید کرنا۔ ۱۲- پھر فرمایا جب آدمی موت کے قریب ہوتا ہے تو اس سے یہی کہا جاتا ہے اگر دائیں بازو والوں میں سے ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند کرے گا اور اگر بائیں بازو والوں سے ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو۔

حدیث شریف

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی کہ وہ ایک جنازہ کے ساتھ چل رہے

ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے حدیث پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرے گا اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند کرے گا تو لوگ رونے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتے ہو؟" عرض کی کہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مطلب نہیں بلکہ موت کا وقت ہوتا ہے تو اگر مقربین سے ہے تو رحمت اور خوشبوئیں ہیں اور نعمت والی جنتیں۔ پس جب مرنے والے کو ان چیزوں کی بشارت سنائی جاتی ہے تو وہ موت کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو اچھا جانتا ہے اور اگر جھٹلانے والوں اور گمراہوں میں سے ہے تو کھولتا ہوا پانی اور جہنم میں پہنچتا ہے۔ پس جب یہ خبر اس کو ملتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو برا جانتا ہے اور خدا اس سے بھی زائد اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔

حدیث شریف

ابن جریر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جب مومن فرشتوں کو دیکھتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم تم کو دنیا میں لوٹا دیں گے تو وہ کہتا ہے کیا غموں اور مصیبتوں کے گھر کی طرف لوٹاؤ گے نہیں نہیں میں تو ہمیشہ خدا کی بارگاہ میں رہوں گا جب کافر سے کہتے ہیں کہ ہم تم کو دنیا کی طرف لوٹا دیں گے تو وہ کہتا ہے کہ مجھ کو لوٹا دو تاکہ میں وہ اچھے کام کروں جو نہیں کئے تھے۔

فائدہ

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ مومن کی جان ایک پھول میں نکلتی ہے پھر یہ آیت پڑھی فاما ان کان من المقربین فروح وریحان

وجنة نعيم.

فائدہ

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کا قول "فروح وریحان" یہ مرتے وقت انسان کو ملتے ہوتے ہیں۔

حدیث

حضرت بکر بن عبداللہ نے روایت کی کہ جب ملک الموت کو مومن کی روح قبض کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو اسے جنت کے پھول دے کر کہا جاتا ہے کہ اس کی روح ان پھولوں میں رکھ لاؤ اور جب کافر کی روح قبض کرنے کا حکم ہوتا ہے تو ایک چادر آگ کی دی جاتی ہے کہ اس کی روح اس میں لاؤ۔

حدیث

حضرت ابو عمران نے روایت کی' ہمیں معلوم ہوا کہ مومن کی روح جب قبض کی جاتی ہے تو جنت سے پھولوں کی ٹہنیاں لائی جاتی ہیں اور اس کی روح ان میں رکھی جاتی ہے۔

حدیث

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ مومن کی روح جنت کے ریشم میں رکھی جاتی ہے۔

حدیث

حضرت ابوالعالیہ نے روایت کی کہ جب بھی کسی مقرب بندے کی روح

قبض ہوتی ہے اس کے پاس جنتی پھولوں کی ٹہنیاں لائی جاتی ہیں، وہ سونگھتا ہے اور اس کی جان پرواز کرتی ہے۔

حدیث

حضرت ربیع بن خثیم نے روایت کی کہ فاما ان کان من المقربین فروح وریحان یہ مرتے وقت کے لئے ہے اور آخرت میں اس کے لئے جنت ہے۔

واما ان کان من المکذبین الضالین فنزل من حمیم وتصلیة الجحیم یہ موت کے وقت ہے اور آخرت میں جہنم ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم طائی نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شہادت کے دن ایک آواز سنی "اے ابن عثمان رضی اللہ عنہ! رحمت اور پھولوں کی بشارت قبول کرو، راضی رب کی بشارت قبول ہو، رضوان و مغفرت کی بشارت قبول ہو۔" جب میں آواز کی طرف متوجہ ہوا تو کسی کو نہ پایا۔

تفسیر قرآن

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول فروح و ریحان کی تفسیر یہ نقل کی کہ بخدا یہ بات موت کے وقت سنائی جائے گی۔

مومن کی موت پر مہمانی

حضرت سلمان نے روایت کی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا، سب سے پہلی خوشخبری موت کے وقت روح وریحان کی ہوتی ہے اور نعمتوں والی جنت کی اور سب سے پہلی خوشخبری مومن کی قبر میں یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ کی رضامندی سے خوش ہو جاؤ اور جنت میں یہ ہے کہ خوب آئے اور جو تم کو قبر تک پہنچانے آئے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی بخشا اور جس نے تمہارے لیے گواہی دی اس نے سچی بات کہی اور جس نے تمہاری مغفرت چاہی اس کی دعا قبول ہوئی۔

تفسیر آیۃ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول فنزل من حمیم کے معنی بتائے کہ کافر دنیا سے نکلنے سے پہلے گرم جہنمی پانی کا پیالہ ضرور پیئے گا۔

قبر سے پیاسے نکلیں گے

حضرت ابو عمران جونی نے روایت کی کہ کافر و فاجر دنیا سے پیاسے نکلیں گے اور قبروں میں پیاسے داخل ہوں گے اور قیامت کے دن پیاسے حاضر ہوں گے اور جہنم میں پیاسے ڈالے جائیں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی جب اللہ تعالیٰ مومن کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو ملک الموت کو حکم دیتا ہے کہ اس بندہ کو میرا سلام کہو چنانچہ ملک الموت اس بندے کو اللہ کا سلام پہنچاتے ہیں۔

مومن کو اللہ کا سلام

حضرت ابو الشیخ نے اپنی تفسیر میں اور ابن ابی الدنیا نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ملک الموت روح قبض کرنے کو جب آتے ہیں تو مومن کو اللہ تعالیٰ کا سلام کہتے ہیں۔

فرشتے کو سلام

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے روایت کی (بیہقی نے اسے نقل

کہا) تحیتھم یوم یلقونه سلام یعنی جس دن ملک الموت سے وہ ملاقات کریں گے تو ہر وہ مومن جس کی روح قبض کی جائے گی وہ فرشتے کو سلام کرے گا۔

مومن کو سلام

حضرت محمد بن کعب قرظی نے روایت کی کہ جب مومن کی روح پرواز ہوتی ہے تو ملک الموت آکر کہتے ہیں السلام علیك یا ولی الله۔ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے۔ پھر اس آیت سے استدلال کیا کہ الذین تتوفاھم الملئکة طیبین یقولون سلام علیکم۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جب ملک الموت ولی اللہ کے پاس آتا ہے تو اسے سلام کرتا ہے اور کہتا ہے السلام علیك یا ولی الله اٹھ اس گھر سے جس کو تو نے ویران کیا اس گھر کی طرف جسے تو نے آباد کیا اور جب مرنے والا ولی اللہ نہیں ہوتا تو فرشتہ کہتا ہے کہ اٹھ اپنے اس جہان سے جسے تو نے آباد کر رکھا تھا اس جہان کی طرف جس کو تو نے ویران کر رکھا تھا۔

مومن کو خوشی

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ مومن کو اس کے بچے کے نیک ہونے کی اطلاع دی جاتی ہے تاکہ اسے خوشی ہو۔

حضرت ابن جریر نے ضحاک سے روایت کی کہ لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔

دنیا میں ڈرتے رہو

حضرت عیسیٰ بن ابی خالد نے روایت کی دنیا سے کہ کا نجی جانبر نکلنا حرام ہے جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہے۔

مومن کے سچے خواب

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک دیہاتی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ کے معنی کیا ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فی الحیوۃ الدنیا کے معنی ہیں وہ اچھے خواب جو مسلمان دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور فی الاخرۃ سے مراد وہ بشارت ہے جو موت کے وقت انسان کو دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا اور اس کو بھی جو تجھ کو اٹھا کر تیری قبر تک لایا۔

تفاسیر الآیات

(۱) حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الخ کی تفسیر بتائی کہ یہ موت کے وقت ہوگا۔ سفیان سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

(۲) حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی کہ لاتخافوا (نہ ڈرو) اس چیز سے جو آرہی ہے یعنی موت اور معاملہ آخرت ولا تحزنوا (غم نہ کرو) اس پر جو تم چھوڑ آئے یعنی اولاد اور قرض کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر خلیفہ بنادے گا۔

(۳) حضرت زید بن اسلم نے اسی آیت کے بارے میں روایت کی کہ اس آیت سے مرتے وقت، قبر میں اور قبر سے اٹھتے وقت مومن صالح کو بشارت دی جائے گی اور وہ جنت میں اس بشارت کی لذت محسوس کرے گا۔

(۴) حضرت کثیر بن ابی کثیر خادم ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ اہل جنت میں سے ہر ایک فرشتہ موکل ہے جنت کی جب اس کو خوشخبری دی جاتی ہے تو فرشتہ اپنا ہاتھ اس کے دل پر رکھتا ہے کہ خوشی کی زیادتی کے باعث اس کا دل نکل نہ جائے۔

(۵) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی کہ یاایتھا النفس المطمئنۃ الخ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ تو اچھی بات ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتہ موت کے وقت یہ کہے گا۔

(۶) ابن ابی حاتم نے حسن رحمتہ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جب اپنے مومن بندے کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو نفس اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطمئن ہوتا ہے اور اللہ بندے کی طرف سے۔

حکایت

حافظ سلفی نے مشیخہ بغدادیہ میں کہا ابو سعید الحسن بن علی الواعظ کو میں نے کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ میرے والد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت کے ہاتھ پر یہ الفاظ ظاہر فرمائے گا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ نورانی خط سے لکھے ہوئے ہوں گے۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ جب عارف باللہ کی وفات کا وقت قریب آئے تو یہ اپنا ہاتھ پھیلا دے اور یہ لکھا ہوا اسے دکھادے جب عارف کی روح اسے دیکھے گی' بے ساختہ اڑ کر اس کی طرف آنے کی پلک جھپکنے سے بھی پہلے' فردوس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (مرفوعاً) کہ اللہ تعالیٰ جب ملک الموت کو اس امت کی ارواح قبض کرنے کا حکم دیتا ہے تو فرماتا ہے کہ ان کو جنت کی بشارت دو لیکن بتا دینا کہ گناہوں کی سزا چکھنے کے بعد اور جہنم کا مزہ چکھنے کے بعد (معاذ اللہ)

خوف خدا

حضرت ربیع بن راشد نے روایت کی کہ اگر مومنوں کی امیدیں خدا سے

وابستہ نہ ہوتیں تو دنیا میں ان کی راہیں پھٹ جاتیں اور دنیا میں ان کے پیٹ پھٹ جاتے۔

فضیلت درود شریف

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ مجھ پر درود پڑھا تو وہ ضرور مرنے سے پہلے اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھے گا۔

تفسیر آیۃ

حضرت شہر بن حوشب نے روایت کی کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته (ترجمہ) ہر یہودی اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ضرور ایمان لائے گا۔ سے مراد کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ یہودیوں کے بارے میں ہے جب ملک الموت ان کی روح قبض کرنے کو آتے ہیں تو ان کے ہمراہ ایک فرشتہ آگ کا شعلہ لئے ہوتا ہے۔ وہ فرشتہ یہ شعلہ ان کے منہ اور دبر پر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ بتاؤ مانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں یا نہیں؟ وہ ایسا ہی کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ مان لیتا ہے جب وہ اقرار کر لیتا ہے تو ملک الموت اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔

حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب انسان مرنے لگتا ہے تو اس کی آنکھیں پھٹ جاتی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہوتا ہے

جب اس کی روح پرواز کرتی ہے اور اس کی نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔

حدیث

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ جب ملک الموت انسان کی شہ رگ دباتا ہے تو وہ انسانوں کو پہچاننا اور بات کرنا ختم کر دیتا ہے اور دنیا و مافیہا کو بھول جاتا ہے اگر اس پر سکرات کا عالم نہ ہو تو وہ تکلیف کی وجہ سے اپنے قریب والوں کو تلوار لے کر مارنے لگے۔

حدیث

حضرت زہیر بن محمد نے روایت کی کہ ملک الموت زمین و آسمان کے درمیان ایک سیڑھی پر بیٹھے ہیں اور ان کے چند کارندے فرشتے ہیں جب جان گلے میں ہوتی ہے تو وہ ملک الموت کی سیڑھی کی طرف دیکھتا ہے اور ملک الموت اپنی سیڑھی پر سے اس کو دیکھتے ہیں اور یہ مرنے کا آخر ہوتا ہے۔

نابینا ملک الموت کو دیکھے گا

حضرت حکم بن ابان نے روایت کی کہ حضرت عکرمہ سے پوچھا گیا کہ کیا اندھا بھی ملک الموت کو دیکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

ملک الموت کا نیزہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ملک الموت کے پاس ایک نیزہ ہے جو مشرق سے لے کر مغرب تک لمبا ہے جب کسی انسان کی مدت حیات ختم ہوتی ہے تو وہ اس نیزہ کو اس کے سر پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں اب تم موت کے لشکروں کو سمجھو گے۔

نیزہ کا طول و عرض

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی (مرفوع) کہ ملک الموت کے پاس ایک زہر یا نیزہ ہے جس کا ایک کنارہ مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے اس سے وہ رگ زندگی کاٹتے ہیں۔

سکرات کا درد روح و جسم کو کیسے؟

حضرت وہب بن منبہ نے روایت کی کہ انسان کی جان اس کے ہر عضو سے نکلتی ہے جتنی کہ اس عضو کی ہوتی ہے اور جسم کی مثال قمیض کی سی ہے جس کو انسان اتار دیتا ہے بس قمیض کو جتنا کسی چیز کا احساس ہوتا ہے جسم کو بھی اتنا ہی ہوتا ہے اصل راحت اور تکلیف محسوس کرنے والی تو روح ہے۔

باب

توبہ کس کی قبول ہوتی ہے

یاد رہے کہ توبہ انہیں کی قبول ہوتی ہے جو جہالت سے گناہ کر لیتے ہیں اور پھر جلد ہی توبہ کرتے ہیں۔

تفسیر القرآن

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کا قول ثم یتوبون من قریب۔ اس سے مراد ملک الموت کے دیکھنے تک کا وقفہ ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک روح حلق میں نہ آ جائے اس وقت تک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ عبدالرزاق نے ایسی ہی حدیث اپنی تفسیر میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کی۔

(۲) حضرت نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ توبہ بندے کے لئے کھلی ہوئی ہے جب تک موت کی علامات ظاہر نہ ہوں۔

(۳) حاتم نے اللہ تعالیٰ کے قول حتی اذا حضر احدکم الموت کی تفسیر میں فرمایا کہ "جب موت کو دیکھے"

(۴) حضرت ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ جب تک بندہ ملائکہ

موت کو نہ دیکھے توبہ قبول ہوتی ہے۔

(۵) حضرت بکر بن عبداللہ مزنی نے روایت کی کہ بندہ جب تک فرشتوں کو نہ دیکھے توبہ قبول ہوتی ہے اور جب فرشتوں کا معائنہ کر لے تو معرفت ختم ہو جاتی ہے۔

(۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس کو توبہ کی توفیق ہوئی اس کی توبہ قبول بھی ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ۔

باب

مردے سے ارواح کی ملاقات اور انکی باہمی گفتگو

احادیث مبارکہ

(۱) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان کی روح قبض کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے رحم کرنے والے بندے اس سے اس طرح ملاقات کرتے ہیں جیسے خوشخبری لانے والے سے ملاقات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو تمہارے ساتھی نے دنیا کے رنج و غم سے نجات پائی پھر اس سے اہل دنیا کے حالات پوچھتے ہیں کہ فلاں نے کیا کیا' کیا فلاں عورت نے دوسری شادی کی یا نہ؟ پھر وہ ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کرتے ہیں جو اس شخص سے پہلے مر چکا ہے جب یہ اس کے مرنے کی اطلاع دیتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ انا للہ وانا الیہ راجعون وہ جہنم رسید ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے مر جانے والے خویش و اقارب کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اگر اچھا کام ہوتا ہے تو وہ سن کر خوش ہوتے ہیں اور اگر برا کام ہوتا ہے تو سن کر غمگین ہوتے ہیں۔ اچھا کام دیکھ کر کہتے ہیں کہ اے اللہ! یہ تیرا فضل و کرم ہے تو اپنی نعمت اس پر مکمل فرما اور اسی پر اس کو وفات دے اور برا عمل دیکھ کر کہتے ہیں کہ اے خداوندا اس کو ایسے اعمال کی ہدایت دے جن سے تو راضی ہو اور جو اس کو تیرا قرب نصیب کریں۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے روایت کی کہ جب بشر بن براء بن معرور کا انتقال ہوا تو ان کی ماں ان پر بہت غمگین ہوئیں اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو سلمہ میں سے کوئی نہ کوئی مرتا ہی رہتا ہے' یہ فرمائیے کیا یہ ارواح ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو میں بشر کو کسی کے ذریعہ سلام بھیج دوں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' بخدا جس طرح پرندے درختوں کی ٹہنیوں پر ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اسی طرح مردے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ اب جب کوئی شخص بنو سلمہ سے مرنے لگتا تو بشر کی ماں اس کے پاس آتیں اور کہتیں "اے فلاں! تجھ پر سلام ہو۔" وہ کہتا "وعلیکم السلام" پھر یہ کہتیں کہ "بشر کو سلام پہنچا دینا۔"

حکایت عجیبہ

حضرت محمد بن منکدر نے روایت کی کہ میں جابر بن عبداللہ کی وفات کے وقت ان کے قریب گیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میرا سلام پہنچا دینا۔

حکایت

بخاری نے اپنی تاریخ میں خالدہ بنت عبداللہ بن انیس سے روایت کی کہ ام البنین بنت ابی قتادہ اپنے والد کی وفات کے پندرہ روز بعد عبداللہ بن انیس کے پاس آئیں' وہ بیمار تھے۔ ان سے کہا کہ اے چچا! میرے باپ کو میرا سلام پہنچا دینا۔

حدیث نمبر ۲

حضرت عبداللہ بن عمرو نے روایت کی۔ جنت آفتاب کے سینگوں سے لٹکی

ہوئی ہے' سال میں ایک مرتبہ کھولی جاتی ہے اور مومنین کی ارواح پرندوں کے پوٹوں میں ہیں وہ ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور جنت کے میووں سے ان کو رزق ملتا ہے۔

حدیث نمبر ۳

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ دو مسلمانوں کی روحیں ایک دن کی مسافت سے دیکھ کر ایک دوسری سے مل جاتی ہیں۔ خواہ زندگی میں انہوں نے ایک دوسرے کو نہ دیکھا ہو۔

حدیث نمبر ۴

حضرت بہ سند صحیح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی (مرفوعا) کہ جب مومن کی موت آتی ہے وہ عجیب عجیب چیزیں دیکھتا ہے اور پسند کرتا ہے کہ کاش یہیں اس کی روح نکل جائے اور خدا اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جب مومن کی روح آسمان پر لے جائی جاتی ہے تو مومنین کی روحیں اس کے پاس آکر اپنے جان پہچان کے آدمیوں کے بارے میں اس سے پوچھتی ہیں جب وہ کہتا ہے کہ میں فلاں کو دنیا میں چھوڑ کر آیا ہوں تو یہ بات ان کو عجیب معلوم ہوتی ہے اور جب وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص مر چکا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ لیکن وہ ہمارے پاس نہیں آیا۔

فائدہ

آدم بن ابی ایاس نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ جب مومن مرتا ہے تو اس کی ملاقات دوسری روحوں سے ہوتی ہے اور وہ روحیں دنیا والوں کے بارے میں اس سے پوچھتی ہیں جب وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص تو مجھ سے بھی پہلے

مر چکا ہے تو وہ کہتی ہیں کہ اس کو ہاویہ (جہنم کا نام) میں لے گئے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے اور اس میں جانے والا۔

حدیث

حضرت سعید بن جبیر نے روایت کی کہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے عزیز واقارب اس کا استقبال کرتے ہیں تو وہ آپس میں مل کر اس سے زائد خوش ہوتے ہیں جتنا کہ کسی کے آنے سے خوش ہوتے ہیں۔

حدیث شریف

حضرت عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی 'قبر والے میت سے اس طرح ملتے ہیں جس طرح کسی سوار سے لوگ ملاقات کرتے ہیں جب وہ ایسے شخص کے بارے میں سوال کرتے ہیں جو اس شخص سے پہلے ہی مر چکا ہے تو یہ شخص کہتا ہے کہ کیا وہ ابھی تک تمہارے پاس نہ پہنچا؟ تو وہ کہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون اس کو کسی دوسری راہ پر لے جایا گیا ہے۔ اس کو ہاویہ میں لے گئے ہیں۔ (یعنی جہنم میں)

حدیث

صالح مری نے روایت کی کہ مجھے حدیث پہنچی کہ مرنے کے بعد روحیں آپس میں ملاقات کرتی ہیں تو مردوں کی روحیں نئی روح سے دنیا کا حال دریافت کرتی ہیں کہ تم لطیف جسم میں تھے یا خبیث جسم میں؟

حدیث

حضرت عبید بن عمیر نے روایت کی۔ روحیں اس طرح حالات معلوم کرتی ہیں جس طرح آنے والے سوار سے معلوم کئے جاتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال

ہے اور فلاں کا کیا۔

فائدہ

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسی جیسی روایت کی۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ حتیٰ کہ وہ گھر والوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں اور گھر کی بلی تک کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف (ترجمہ) یعنی روحوں کے لشکر ہیں جو ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں وہ مل جاتے ہیں اور جو نہیں پہچانتے وہ نہیں ملتے۔ کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ سونے والوں کی روحیں مردوں کی روحوں سے ملاقات کرتی ہیں۔

حدیث

حضرت عبید بن عمیر نے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر مجھ کو اپنے مردوں سے ملاقات کی امید نہ رہتی تو میں افسوس سے مر چکا ہوتا۔

حکایت

حضرت عبدالرحمن بن مہدی نے روایت کی کہ جب سفیان رضی اللہ عنہ کے مرض میں زیادتی ہوئی تو وہ سخت گھبرانے لگے تو مرحوم بن عبدالعزیز ان کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ کے بندے یہ گھبراہٹ کیسی؟ تم اپنے رب کی بارگاہ میں جا رہے ہو جس کی تم نے ساٹھ سال عبادت کی' نماز پڑھی اور روزے رکھے

[illegible] جب یہ عام مردوں کا حال ہے تو [illegible] حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار میں سننے جاننے کا کیا عالم ہوگا۔ فقیر یہاں پر [illegible] حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تفصیل سے عرض کرنا چاہتا ہے۔

اور حج کیے' تم سوچو اگر تمہارا کسی شخص پر احسان ہوتا تو کیا تم اس سے ملاقات کرنے میں خوشی محسوس نہ کرتے۔ یہ سن کر ان کا غم دور ہوا۔

حکایت

ابو نعیم کہتے ہیں کہ جب حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر درد کی زیادتی ہوئی تو ان پر ایک شخص داخل ہوا اور کہا کہ "اے ابو محمد! یہ گھبراہٹ کیسی؟ یہ تو صرف اتنی سی بات ہے کہ تمہاری روح جسم سے جدا ہو رہی ہے۔ اب تم اپنے باپ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ماں فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دادا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دادی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور چچا حمزہ رضی اللہ عنہ و جعفر رضی اللہ عنہ اور ماموں قاسم طیب طاہر اور ابراہیم اور خالہ رقیہ' ام کلثوم اور زینب سے ملنے والے ہو۔ یہ سن کر ان کی تکلیف دور ہوئی۔

حکایت

حضرت لیث بن سعد نے روایت کی کہ ایک شخص شام والوں میں سے شہید ہو گیا تو وہ ہر جمعہ کی رات خواب میں اپنے باپ کے پاس آتا اور ان سے گفتگو کرتا لیکن ایک جمعہ کی رات کو نہ آیا اور پھر دوسرے جمعہ آیا۔ باپ نے اس سے شکایت کی کہ کیوں نہ آئے۔ اس نے کہا وجہ یہ ہوئی کہ تمام شہداء کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے جنازہ میں شرکت کریں۔ یہ واقعہ ٹھیک عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے وقت واقع ہوا۔

حکایت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ دو مومن دوست تھے اور دو کافر۔ مومنوں میں سے ایک مر گیا تو اسے جنت کی بشارت دی گئی تو اسے فوراً اپنے دوست کی یاد آئی تو اس نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ اے اللہ! میرا

فلاں دوست مجھے تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیتا تھا' نیکی کی رغبت دلاتا اور برائی سے روکتا تھا اور مجھے بتاتا تھا کہ مجھے تجھ سے ضرور ملنا ہے' تو اے اللہ! تو میرے بعد اس کو گمراہ نہ کرنا حتی کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے اور تو اس سے اس طرح راضی ہونا جس طرح کہ تو مجھ سے راضی ہوا۔ اتنے میں دوسرا بھی مر جاتا ہے پھر وہ دونوں آپس میں ملتے ہیں تو حکم ہوتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک دوسرے کی تعریف کرو۔ چنانچہ ہر ایک دوسرے کی تعریف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم بہت ہی اچھے بھائی ہو اور بہت ہی اچھے مصاحب اور جب دو کافر دوستوں میں سے کوئی مرتا ہے اور اسے جہنم کی اطلاع دی جاتی ہے تو وہ اپنے دوست کو یاد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ (عزوجل) میرا دوست مجھے تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا حکم دیتا تھا' برائی کا حکم کرتا تھا اور بھلائی سے روکتا تھا اور بتاتا تھا کہ مجھے تجھ سے کبھی ملنا نہیں تو اے خداوندا تو اس کو میرے بعد ہدایت نہ دینا حتی کہ وہ مجھ سے مل نہ جائے اور تو اس پر بھی اسی طرح ناراض ہونا کہ جس طرح تو مجھ سے ناراض ہوا۔ اتنے میں دوسرا بھی مر جاتا ہے اور دونوں آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ اب ہر ایک دوسرے کا حال بیان کر ڈالو تو ہر ایک کہتا ہے کہ تو برا ساتھی اور برا بھائی تھا۔

باب

میت جانتی ہے کہ کون غسل دے رہا ہے کون تجہیز و تکفین کر رہا ہے اور اسکے بارے میں کون کیا کہہ رہا ہے

سماع موتیٰ کے دلائل

احادیث مبارکہ

(۱) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت اپنے غسل دینے والے اٹھانے والے کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے کو پہچانتی ہے۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ اپنے غسل دینے والے کو پہچانتا ہے اور اگر مرتے وقت اس کو روح و ایمان کی بشارت دی گئی ہے تو اپنے اٹھانے والے سے جلدی چلنے کی گزارش کرتا ہے اور اگر جہنم رسید ہونے کی اسے اطلاع دی گئی ہے تو وہ روکے رہنے کی درخواست کرتا ہے۔

(۳) حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی کہ جب مردہ مر جاتا ہے تو وہ اپنے غسل سے لے کر قبر تک جانے کے حال کو دیکھتا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے بھی ایسی ہی روایت کی۔

(۴) حضرت عمر بن دینار نے روایت کی کہ جو بھی مرتا ہے اس کی روح

ایک فرشتہ کے قبضے میں رہتی ہے جو اس کے جسم کی طرف دیکھتا ہے کہ کیسے غسل دیا جا رہا ہے اور کیسے اسے لے جایا جا رہا ہے اور وہ فرشتہ اس شخص سے کہتا ہے کہ لوگوں کی تعریف اپنے بارے میں سن۔

(۵) حضرت بکر بن عبداللہ مزنی نے روایت کی۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب ولی شخص مر جاتا ہے تو اس کی روح ایک فرشتے کے قبضے میں رہتی ہے اور وہ اپنے غسل و کفن کی حالت دیکھتی رہتی ہے اور اگر وہ بات کر سکتا تو لوگوں کو رونے سے منع کر دیتا۔

(۶) حضرت سفیان سے ابن ابی الدنیا نے روایت کی کہ میت ہر چیز کو پہچانتی ہے حتی کہ وہ اپنے غسل دینے والے سے کہتی ہے کہ آہستہ غسل دو اور فرشتہ اس کو چارپائی پر کہتا ہے کہ لوگوں کی تعریف سن۔

(۷) حضرت حذیفہ نے روایت کی کہ انسان کی روح ملک الموت کے ہاتھ میں رہتی ہے اور وہ فرشتہ قبر تک ساتھ رہتا ہے جب قبر برابر کر دی جاتی ہے تو وہ اس میں داخل ہو کر مردے سے مخاطب ہوتا ہے۔ بیہقی وغیرہ نے بھی اسی قسم کی روایات بیان کیں۔

(۸) حضرت شیخین رحمۃ اللہ علیہم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین بدر کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے فلاں بن فلاں جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا آیا وہ تم نے پایا؟ کیونکہ میں نے اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ آپ ایسے جسموں سے کلام فرماتے ہیں جن میں روح نہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سنتے' ہاں فرق یہ ہے کہ یہ جواب نہیں دے سکتے۔

(۹) حضرت حمید بن مرزوق نے روایت کی کہ مدینہ میں ایک عورت تھی جو مسجد کی صفائی ستھرائی کرتی تھی' وہ مر گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ نہ

چلا۔ ایک روز اس کی قبر پر گزر ہوا۔ دریافت کیا کہ یہ قبر کس کی ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ ام محجن کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی جو مسجد کا کام کرتی تھی؟ عرض کی جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے صف باندھی اور اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر دریافت کیا کہ "اے عورت! کونسا عمل اچھا پایا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کیا یہ سنتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اس سے زائد سننے والے نہیں' مروی ہے کہ اس نے جواب دیا کہ مسجد کی صفائی۔

(۱۰) شیخین رحمتہ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازے کو لوگ اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ جلدی چلو اور اگر برا ہوتا ہے تو کہتا ہے' افسوس کہاں لئے جاتے ہیں۔ انسان کے علاوہ ہر چیز اس کی آواز کو سنتی ہے اور اگر انسان اسے سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

(۱۱) حضرت شیخین رحمتہ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جنازے کو جلدی لے کر چلو تاکہ اگر اچھا ہے تو اچھائی کی طرف تم اسے بڑھا دو اور اگر اچھا نہیں ہے تو اپنی گردنوں سے جلد اتار دو۔

(۱۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ انہوں نے میت کے بارے میں فرمایا کہ اس کو جلد اس کے گڑھے کی طرف لے جاؤ کیونکہ وہی اس کا ٹھکانا ہے تاکہ اس میں جا کر وہ اچھائی برائی کو دیکھ لے۔

(۱۳) حضرت بکر مزنی نے روایت کی کہ میت جلد قبر میں پہنچنے سے خوش ہوتی ہے۔ ابوایوب سے بھی یہی روایت ہے۔

(۱۴) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میت کو اس کے تخت پر رکھ کر تین قدم چلا جاتا ہے تو وہ بات کرتی ہے انسان و جن کے سوا جو چاہے اس کے کلام کو سن سکتا

ہے۔ مردہ کہتا ہے کہ اے میرے بھائیو! اے میری نعش کے اٹھانے والو! دنیا تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے جیسے مجھ کو ڈالا اور زمانہ تم سے کھیل نہ کرے جیسے مجھ سے کیا' جو کچھ میرے پاس تھا وارثوں کے لئے چھوڑ دیا اور قرض خواہ قیامت کے دن مجھ سے جھگڑا کرے گا اور حساب کرے گا اور تم مجھ کو چھوڑ کر جارہے ہو۔

(۱۵) حضرت ابو محمد بن نجار سے (یہ مروزی کے ساتھیوں میں تھے' بلکہ خلال ان کو مروزی سے افضل کہتے تھے) مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مردہ کو غسل دیا' میں غسل دے رہا تھا کہ اچانک اس نے آنکھیں کھولیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا "اے ابو محمد اس دن کے لئے اچھی تیاری کرلو۔" واللہ اعلم۔

<u>اولیاء کا سننا جاننا</u>

حدیث قدسی مشہور ہے کہ ولی اللہ کا سننا جو اللہ تعالیٰ کا سننا' دیکھنا' جاننا ہے۔ امام رازی نے تفسیر ابن کثیر میں فرمایا کہ بندہ نیکیوں کی پابندی پر اس مقام پر پہنچتا ہے کہ اس سے قرب و بعد کی قید ختم ہو جاتی ہے۔ (تفسیر کبیر ص ۸۹۱ ج ۲۱)

(۲) ملا علی قاری' حدیث شریف "ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء" کی شرح میں فرماتے ہیں۔

اسی سے کہا گیا ہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک دار سے دوسرے دار (یعنی برزخ) کی طرف انتقال کرتے ہیں۔ (مرقاۃ ص ۲۴۱ ج ۳)

نیز حدیث شریف "وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی" کی شرح میں فرماتے ہیں۔

(۳) قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ یہ اس لئے کہ جب پاکیزہ اور مقدس نفوس جسمانی تعلقات سے جدا ہوتے ہیں تو انہیں عروج حاصل ہوتا ہے اور وہ عالم بالا سے جاملتے ہیں اور ان کے لئے کوئی پردہ باقی نہیں رہتا تو وہ سب کو دیکھتے ہیں جیسے وہ سب چیزیں ان کے سامنے ہوں یا فرشتے انہیں خبر دے دیتے ہیں اور اس میں ایک راز ہے کہ جسے حاصل ہوتا ہے وہی اسے جانتا ہے۔

باب

ملائکہ کا جنازہ کیساتھ چلنا اور ان کا کچھ کہنا

احادیث مبارکہ

(۱) سعید بن منصور نے ابن غفلہ سے روایت کی کہ ملائکہ جنازے کے آگے یہ کہتے ہوئے جاتے ہیں کہ فلاں شخص نے آخرت کے لئے کیا کیا؟ اور لوگ کہتے ہیں کہ اس نے ہمارے واسطے کیا چھوڑا۔

(۲) حضرت ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے داؤد کی دعا پڑھی' وہ رب سے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! جس نے جنازہ کا ساتھ محض تیری مرضی کے لئے دیا' اس کی جزا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس دن وہ مرے گا تو فرشتے اس کے جنازے کے ہمراہ چلیں گے اور میں اس کی مغفرت کروں گا۔

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص مرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ آخرت کے لئے اس نے کیا کیا؟ اور انسان کہتے ہیں کہ ہمارے لئے کیا چھوڑا؟

باب

مومن کی موت پر آسمان و زمین کا رونا

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فما بکت علیھم السماء والارض۔
ترجمہ۔ ان پر آسمان و زمین نہ روئے۔

(احادیث مبارکہ)

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر انسان کے دو دروازے ہیں ایک تو وہ جس سے اس کا عمل چڑھتا ہے اور دوسرا وہ جس سے اس کا رزق اترتا ہے جب مومن مر جاتا ہے تو وہ دونوں روتے ہیں۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ان سے پوچھا گیا۔ کیا کسی پر آسمان و زمین روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہر انسان کے لئے دو دروازے ہیں ایک تو وہ جس سے اس کا عمل جاتا ہے' دوسرا وہ جس سے اس کا رزق اترتا ہے جب وہ مر جاتا ہے تو یہ دونوں اس لئے روتے ہیں کیونکہ یہ بند ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ زمین جس پر یہ نماز پڑھتا تھا اور ذکر خدا کرتا تھا روتی ہے اور فرعون کی قوم کے لئے زمین میں اچھے نشانات نہ تھے اور نہ ہی ان کا کوئی عمل اچھا تھا جو آسمان پر جاتا۔ پس ان کے آنے پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین۔

یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ قول فما بکت علیھم السماء والارض

ترجمہ۔ ان پر نہ آسمان روئے نہ زمین۔

(۳) حضرت شریح بن عبید حضرمی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن بھی مسافری کے حال میں مرتا ہے اور اس کو رونے والیاں نہیں ہوتیں تو اس پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی فما بکت علیھم السماء والارض اور فرمایا یہ کافروں پر نہیں روتے۔

(۴) حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی کہ جب بھی کوئی مومن مرتا ہے تو چالیس روز تک صبح کے وقت زمین اس پر روتی ہے۔

عطاء خراسانی نے روایت کی' جو مسلمان زمین کے کسی گوشے میں بھی خدا کی بارگاہ میں سر بہ سجود ہوتا ہے' وہ گوشہ اس کی موت پر روتا ہے اور قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دے گا۔

(۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ جب مومن مرتا ہے تو اس کی نماز کی جگہ اس پر روتی ہے اور اس کے عمل کے چڑھنے کی جگہ آسمان سے روتی ہے۔ پھر یہ آیت مذکورہ پڑھی۔ الخ

(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ زمین مومن کی موت پر چالیس صبح روتی ہے۔

(۷) حضرت ابو عبیدہ (سلیمان بن عبدالملک کے مصاحب) نے روایت کی کہ مومن جب مرتا ہے تو زمین کا گوشہ گوشہ پکار کر کہتا ہے کہ "اللہ کا بندہ مر گیا" تو زمین و آسمان دونوں اس پر روتے ہیں تو خدا پوچھتا ہے تم کیوں روتے ہو؟ تو وہ کہتے ہیں کہ "اے ہمارے رب وہ جس گوشے سے گزرتا تھا وہ تیری یاد کرتا تھا۔"

محمد بن کعب سے مروی ہے کہ زمین اس شخص پر روتی ہے جو زمین پر

عبادت کرتا تھا اور اس شخص سے روتی ہے جو اس پر گناہ کرتا تھا۔

(۸) حضرت محمد بن منتین نے روایت کی کہ آسمان و زمین مومن کی موت پر روتے ہیں۔ آسمان کہتا ہے کہ اس کی نیکیاں برابر آتی رہتی تھیں اور زمین کہتی ہے کہ یہ برابر مجھ پر نیک عمل کرتا تھا۔

(۹) ضحاک نے روایت کی کہ مومن بندے کی موت پر زمین کے وہ حصے روتے ہیں جن پر اس کے نشانات ہیں اور آسمان کے وہ حصے روتے ہیں جن سے عمل خیر جاتا ہے۔

(۱۰) عطاء سے مروی ہے کہ آسمان کے رونے سے مراد اس کے کناروں کا سرخ ہوتا ہے۔

(۱۱) سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آسمان کی یہ سرخی مومن پر اس کے رونے کی نشانی ہے۔

(۱۲) حسن رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب کوئی مسافر حالت سفر میں مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مسافری کی وجہ سے اس کو عذاب نہیں کرتا اور اس کے رونے والوں کے نہ ہونے کی وجہ سے آسمان کے فرشتے اس کو روتے ہیں۔

باب

جہاں کا خمیر وہاں ہی قبر ہوگی

احادیث مبارکہ

(۱) ابو سعید نے روایت کی کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ چند لوگ قبر کھود رہے ہیں تو آپ نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ایک شخص حبشہ سے آیا تھا یہاں مر گیا ہے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے' اس کو اس کی اپنی زمین سے نکال کر اس زمین کی طرف بھیجا گیا کہ جس سے یہ پیدا ہوا تھا۔

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک حبشی مدینہ میں دفن ہوا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جس زمین سے یہ پیدا ہوا اسی میں دفن ہوا۔ اسی قسم کی حدیث طبرانی نے "اوسط" میں روایت کی نیز حکیم ترمذی نے بھی اسی کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے "نوادر الاصول" میں روایت کیا۔

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ہر بچہ پر اس کی قبر کی مٹی سے تھوڑا سا حصہ چھڑکا جاتا ہے۔

(۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک فرشتہ رحم پر مقرر ہے وہ نطفہ کو رحم سے لے کر ہاتھ پر رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اے رب! اس کو پیدا کیا جائے گا یا نہ؟ اگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیدا ہوگا تو یہ پوچھتا ہے کہ اس کا رزق کیا ہے اثر کیا ہے' موت کا وقت کیا ہے' عمل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لوح محفوظ میں دیکھو! تو وہ لوح محفوظ میں دیکھتا ہے تو سب چیز لوح محفوظ پر لکھی دیکھتا ہے۔ پھر وہ اس کی دفن کی جگہ کی مٹی لے کر اس میں اس کے نطفہ کو گوندھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول منہا خلقنا کم وفیہا نعیدکم سے یہی مراد ہے۔

(۵) بلال بن یسار رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ہر بچے کی ناف میں اس کے مرنے کی جگہ کی مٹی ہوتی ہے۔

(۶) حضرت مطہر بن عکاس نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی موت کا فیصلہ کسی زمین میں فرمالیتا ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی ضرورت اس زمین کی طرف پیدا کر دیتا ہے۔

(۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی موت جس زمین میں لکھی ہوتی ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کسی کام کے بہانے وہاں بھیجتا ہے اور اس کی روح وہاں نکلتی ہے تو قیامت کے روز زمین کہے گی کہ اے اللہ! یہ امانت ہے تیری۔

(۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک فرشتہ رحم پر مقرر ہے جب نطفہ رحم میں ٹھہرتا ہے تو فرشتہ اسے اپنے ہاتھ میں لے کر پوچھتا ہے۔ اے اللہ! یہ پیدا ہونے والا ہے یا نہ؟ تو اگر وہ کہتا ہے کہ پیدا ہونے والا نہیں تو رحم سے اسے پھینک دیتا ہے اور اگر کہتا ہے کہ پیدا ہونے والا ہے تو فرشتہ پوچھتا ہے۔ اے اللہ! مرد ہے یا عورت' بدبخت ہے یا نیک بخت' اس کی موت کا وقت کیا ہے' اثر کیا ہے' رزق کیا ہے' کس زمین میں مرے گا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ سب کچھ لوح محفوظ سے دیکھو تو نطفہ سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے' اللہ تعالیٰ۔ پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رازق کون ہے؟ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اسے پیدا کر دیا جاتا ہے وہ اپنے گھر والوں میں زندہ رہتا ہے اور اپنا رزق کھاتا ہے اور اپنے نشانات قدم ہٹاتا ہے اور جب موت آتی ہے

تو مرجاتا ہے اور اسی جگہ دفن ہوتا ہے (جس سے پیدا ہوا تھا۔)

(۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ مردہ کو بھی برے پڑوسی سے اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو۔ ابن عساکر اپنی تاریخ میں اور مالینی نے "موتلف" میں بھی اسی قسم کی روایت کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اس کو اچھا کفن دو اور اس کی وصیت جلد ہی پوری کرو اور قبر گہری کھودو اور برے پڑوسی سے بچاؤ۔ عرض کی گئی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مردے کو اچھا ساتھی زندہ دیتا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیا اچھا ساتھی زندہ کو نفع دیتا ہے؟ عرض کی گئی، ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اسی طرح آخرت میں بھی نفع دیتا ہے۔

(۱۰) حضرت ابوسلمہ نے مرفوع حدیث روایت کی کہ اپنے مردوں کو اچھا کفن دو اور چلا کر اپنے مردوں کو تکلیف نہ دو اور وصیت کے نافذ کرنے میں دیر کرو اور نہ قطع رحمی کرکے اس کے قرضوں کی ادائیگی میں جلدی کرو اور اس کو برے پڑوسیوں سے بچاؤ۔

(۱۱) حضرت عبداللہ بن نافع مزنی نے روایت کی کہ ایک شخص مدینہ میں مر گیا تو اسے ایک شخص نے دیکھا کہ وہ جہنمی ہے تو اسے غم ہوا۔ پھر سات یا آٹھ روز بعد وہ خواب میں نظر آیا تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ اہل جنت سے ہے۔ ان سے معاملہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے ہمراہ ایک آدمی دفن کیا گیا ہے جس نے چالیس آدمیوں کے لئے شفاعت کی ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔

(۱۲) حضرت معاویہ بن صالح نے روایت کی کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے وصیت کی کہ میری قبر گہری نہ

کھودا کیونکہ زمین کا سب سے بدترین حصہ نچلا ہے۔ ابن عساکر نے عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے بھائی کے بارے میں بھی اسی قسم کی روایت کی۔

(۱۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن مرتا ہے تو قبریں اپنے آپ کو مزین کرلیتی ہیں اور زمین کا ہر حصہ تمنا کرتا ہے کہ میرے اندر دفن کیا جائے اور جب کافر مرتا ہے تو زمین کا ہر حصہ خدا سے پناہ مانگتا ہے کہ یہ انسان اس میں نہ دفن کیا جائے۔

(۱۴) حضرت محمد بن عبداللہ اسدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عبدالصمد بن علی کے گھرانے کے ایک فرد کے جنازے میں شریک ہوا تو وہ لوگوں کو جلدی کرنے پر برانگیختہ کررہے تھے کہ شام سے ہم کو آرام دلاؤ تو ہم نے دریافت کیا کہ کیا اس بارے میں کوئی روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں' میرے دادا نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دن کے فرشتے رات کے فرشتوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

حکایت

حضرت وہب خولانی کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن عاص کے ہمراہ اس پہاڑ کی سطح پر (مقطم) چل رہے تھے اور ہمارے ساتھ مقوقس تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ "اے مقوقس! تمہارے ملک کے پہاڑ گنجے ہیں۔ نہ ان پر درخت ہیں نہ گھاس ہے جیسے شام کے پہاڑوں پر ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں والوں کو اس نیل (دریائے نیل) کے ذریعہ غنی کردیا ہے لیکن اس پہاڑ کے نیچے ایک ایسی چیز ہے جو اس نیل سے بھی بہتر ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ

اس کے نیچے ایک ایسی قوم کو دفن فرمائے گا کہ جن پر قیامت کے روز حساب نہ ہوگا تو عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی کہ "اے اللہ! مجھے بھی ان میں کردے۔

حرملہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ' ابو نفرہ غفاری رضی اللہ عنہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی قبریں دیکھیں۔

(۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ چلے۔ پھر آپ نے ایک کپڑا نکال کر قبر پر بچھا دیا اور فرمایا کہ اس کو ہٹا کر اندر نہ دیکھنا کیونکہ یہ امانت ہے کیونکہ شاید تم اس کی گردن میں سیاہ سانپ لپٹا ہوا دیکھو یا اس کے پیروں میں زنجیریں ڈالنے کا حکم دیا جائے اور تم ان کی آواز سنو۔

(۱۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (مرفوعاً) روایت کی کہ جنازے کے ہمراہ جانے والوں پر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو مقرر فرماتا ہے تو وہ غمگین رہتے ہیں اور جب وہ اس کو قبر کے سپرد کرکے لوٹتے ہیں تو فرشتہ ایک مٹھی مٹی ان پر پھینک کر کہتا ہے کہ جاؤ تم اپنی دنیا کی طرف' اللہ تعالیٰ تم کو موت بھلا دے تو وہ لوگ اپنے مردے کو بھول جاتے ہیں اور اپنی خرید و فروخت میں مشغول ہو جاتے ہیں گویا کہ ان کا اس سے کچھ تعلق ہی نہ تھا۔

(۱۷) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ابن بلہ کی نمائی) اللہ کا ایک فرشتہ قبروں پر مقرر ہے جب لوگ اس پر مٹی برابر کرکے لوٹتے ہیں تو وہ ایک مٹھی مٹی لیکر پھینکتا ہے اور کہتا ہے کہ جاؤ اپنی دنیا کی طرف اور اپنے مردوں کو بھلا دو۔ واللہ اعلم۔

باب

دفن اور تلقین[1] کے وقت کیا کہنا چاہیے

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ جب جنازہ قبر پر پہنچ جائے اور لوگ بیٹھ جائیں تو تم نہ بیٹھو بلکہ اس قبر کے کنارے پر کھڑے ہو جاؤ۔ جب مردے کو قبر میں اتارا جائے تو کہو

بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ اللھم عبدک نزل بک وانت خیر منزول بہ خلف الدنیا خلف ظہرہ ماجعل ماقدم علیہ خیراً فما خلف فانک قلت ما عند اللہ خیر للابرار

ترجمہ۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب پر۔ اے اللہ تیرا بندہ تیرے پاس آتا ہے اور تو سب سے بہتر میزبان ہے۔ دنیا کو اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ کر آیا ہے تو جس کی طرف وہ آیا ہے اسے اس کے لئے بہتر بنا۔ کیوں کہ تو نے فرمایا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ نیکیوں کے لئے اچھا ہے۔ ۱۲

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۱) ہمارے دور میں بعض لوگ تلقین میت کو بدعت کہتے ہیں [illegible]

فرمایا کہ جب کوئی مر جائے تو اسے روکے نہ رکھو بلکہ جلدی لے چلو قبر کی طرف' اور اس کے سر کی جانب سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے اور اس کی قبر کی پائیں جانب سورۃ بقرہ کی آخری آیات یعنی آمن الرسول تا آخر سورۃ البقرہ)

(۳) حضرت عبدالرحمن بن علاء بن جلاج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے والد نے مجھے وصیت کی کہ 'اے میرے بیٹے جب تم مجھے قبر میں رکھو تو یہ کہنا بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر مجھ پر مٹی ڈالنا۔ پھر میرے سرہانے سورۃ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا' کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سنا ہے۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایک بیٹا دفن کیا تو کہا "اے اللہ زمین کو اس کے دونوں کناروں سے کشادہ کر دے اور جنت کے دروازے اس کیلئے کھول دے اور اس کو اس کے گھر سے بہتر گھر عطا کر۔"

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ جب وہ میت کو قبر میں رکھتے تو یہ فرماتے کہ "اے اللہ قبر کو اس کے دونوں پہلوؤں سے دور کر اور اس کی روح کو اوپر چڑھا اور اس پر رحمت نازل فرما۔"

(۶) حضرت ابن مسیب نے کہا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کی لڑکی کے جنازے میں شریک ہوا تو انہوں نے اس کو قبر میں اتارتے وقت کہا بسم اللہ وفی سبیل اللہ اور جب مٹی برابر کی تو کہا (۲) اللھم اجرھا من

[illegible]

۱ اللہ کے نام سے شروع اور اس کی راہ میں۔

[illegible]

۲ اے اللہ تعالیٰ تو اسے مردود شیطان سے بچا۔

الشیطان و عذاب القبر۔ جب سب کام پورا ہو چکا تو لحد کے ایک طرف کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اے اللہ تعالیٰ اس کے دونوں پہلوؤں سے زمین کو دور کر دے اور اس کی روح کو اوپر بلا لے اور اپنی رضامندی اسے عطا کر۔ پھر فرمایا کہ یہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

(۷) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ وہ دفن کے وقت کہتے تھے۔ بسم اللہ و فی سبیل اللہ اللھم افسح لہ فی قبرہ ونور لہ فیہ والحقہ بنبیہ[1]

حضرت عمرو بن مرہ نے روایت کی کہ بزرگان دین مردہ کو قبر میں اتارتے وقت مستحب سمجھتے تھے کہ یہ کہیں (۲) اللھم اعذہ من الشیطن الرجیم۔

(۸) حضرت خیثمہ نے روایت کی کہ بزرگان دین میت کو قبر میں اتارتے وقت بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ اللھم اجرہ من عذاب القبر و من عذاب النار ومن شر الشیطن الرجیم کہنا پسند کرتے تھے۔

(۹) حضرت ابو امامہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے اور تم اس پر مٹی ڈال چکو تو کوئی ایک آدمی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر پکارے 'اے فلاں ابن فلانہ' مردہ یہ بات سنے گا لیکن جواب نہ دے گا پھر دوبارہ ایسے ہی پکارے تو وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا پھر ایسے ہی پکارے تو کہے کہ 'خدا تجھ پر رحم کرے مجھے ہدایت کی بات بتا۔' لیکن تم اس کی آواز نہ سن سکو گے تو باہر والے کو کہنا چاہیے کہ "وہی کلمہ یاد کرو جو پڑھتے ہوئے تم دنیا سے آئے ہو۔" یعنی اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ اور یہ بات کہو کہ میں نے راضی خوشی خدا کو اپنا رب اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی اور اسلام کو دین اور قرآن کو امام مان لیا ہے کیوں کہ ایسا کہنے سے منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو ایسے آدمی کے پاس بیٹھ کر ہم کیا کریں گے کہ جس کو اس کی حجت بتا دی گئی ہو۔ تو اللہ ہی اس سے پوچھ گچھ کرے گا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ 'یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی

۱؎ اے اللہ اس کی قبر کو کشادہ کر اور منور فرما اور اس کو اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دے ۱۲

۲؎ [illegible] ۱۲

کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا کہ اسے جناب حوا کی طرف منسوب کر دے۔

(۱۰) حضرت ابو امامہ باہلی نے فرمایا کہ جب تم مجھ کو دفن کر چکو تو ایک شخص میرے سرہانے کھڑے ہو کر کہے کہ یا صدی بن عجلان اذکر ما کنت علیه فی الدنیا شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم

(۱۱) راشد بن سعد اور ضمرہ بن حبیب اور حکیم بن عمیر نے کہا کہ جب میت کی قبر بن چکے تو اس وقت یہ کہنا مستحب ہے یا فلان قل لا اله الا الله یہ تین مرتبہ کہا جائے' یا فلان قل ربی الله و دینی الاسلام و نبی محمد صلی الله علیه وسلم پھر آ جائے۔

(۱۲) آجری نے کہا کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر قبر پر ٹھہرا رہنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ میت کی طرف متوجہ ہو کر اس کے لئے دعا کی جائے کہ "اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے تو ہم سے زیادہ اس کو جانتا ہے اور ہم تو اس کو اچھا ہی سمجھتے تھے۔ اور اے اللہ تو نے اس کو سوال کے لئے بٹھایا ہے' تو اے اللہ اس کو قول ثابت سے ثابت قدمی عطا فرما جیسے کہ تو نے دنیا میں اس کو ثابت قدمی عطا کی' اے اللہ اس پر رحم کر اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات اس کو عطا کر' جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ہم کو اس کے بعد گمراہ نہ کر اور اس کے اجر سے محروم نہ فرما۔

فائدہ: ترمذی نے کہا کہ دفن کے بعد میت کی قبر پر ٹھہرنا اور ثابت قدمی کی دعا مانگنا میت کی مدد ہے' بالخصوص جماعت کی نماز کے بعد' کیوں کہ جماعت مسلمانوں کے لئے لشکر کی طرح ہے۔ جو بادشاہ کے دروازے پر شفاعت کے لئے آیا ہو' اور یہ وقت میت کے لئے ہولناکی کا ہے کیوں کہ یہ سوال کا وقت ہے۔

(۱۳) ابن سعد نے ضحاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ مجھ سے نزال بن سبرہ نے کہا کہ تم جب مجھ کو قبر میں اتارو تو کہنا کہ "اے اللہ اس قبر میں اور اس کے داخل ہونے والے میں تو برکت عطا فرما۔

[illegible]

باب

ہر میت کو قبر کا دبانا

(۱) حضرت حذیفہ نے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک جنازہ میں شرکت کی، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک قبر پر پہنچے تو اس کے ایک پہلو بیٹھ گئے اور اس کو دیکھنے لگے اور فرمانے لگے کہ اس میں مومن کو اس طرح دبایا جاتا ہے کہ اس کی پسلیاں اکھڑ جاتی ہیں اور کافر کے لئے یہ آگ سے بھر جاتی ہے۔

(۲) حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر دباتی ہے اور اگر اس سے کسی کو نجات مل سکتی تھی تو وہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

(۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن کے بعد بہت دیر تک سبحان اللہ کہا اور پھر اللہ اکبر کہا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وجہ دریافت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس صالح انسان کی قبر تنگ ہو گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے کشادہ کر دی۔

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ اگر کوئی عذاب قبر سے بچ سکتا تو وہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ لیکن قبر نے ان کو بھی دبایا اور پھر چھوڑ دیا۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی

(بقیہ حاشیہ) [illegible]

اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمایا یہ وہ ہیں کہ عرش الٰہی ان کے لئے حرکت میں آ گیا اور جنت کے دروازے کھل گئے اور ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ پھر قبر نے انکو دبایا اور چھوڑ دیا۔ حسن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ عرش ان کی روح کی آمد میں خوش ہوا اور حرکت کرنے لگا۔ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بہ کثرت احادیث متعدد روایات سے تقریباً اسی مضمون کی ہیں۔

(۶) حضرت ابن اسحٰق نے روایت کی کہ مجھ سے اسید بن عبداللہ نے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان میں سے کسی سے دریافت کیا گیا کہ اس مسئلہ میں (عذاب قبر) تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کونسا قول یاد ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہم کو معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ پیشاب کی چھینٹوں میں بچنے سے کچھ کوتاہی کرتے تھے۔ (شان سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو ہم ان کے جنازے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت ہی غمگین تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھوڑی دیر قبر پر بیٹھ کر آسمان کی جانب دیکھنے لگے' پھر قبر سے اتر آئے اور غم اور زائد ہو گیا' پھر تھوڑی دیر بعد غم ختم ہو گیا اور تبسم فرمانے لگے' دریافت کرنے پر فرمایا کہ میں قبر کے دبانے کو یاد کر رہا تھا اور زینب کی کمزوری کو' یہ بات مجھ پر دشوار گزری تو پہلے خدا کی بارگاہ میں دعا کی کہ قبر کے دبانے میں کمی کر دی جائے تو دعا مقبول ہوئی لیکن پھر بھی قبر نے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اتنا دبایا کہ اس کے دبانے کی آواز کو انس وجن کے علاوہ ہر چیز نے سنا۔

(۸) حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ' ایک بچہ دفن کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر قبر کے دبانے سے کوئی بچ سکتا تو یہ بچہ بچ جاتا۔ طبرانی اوسط میں بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی ہی روایت ہے۔

(۹) حضرت زہد میں ابن ابی ملیکہ نے روایت کی کہ قبر کے دبانے سے کوئی نہ بچا حتیٰ کہ سعد بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاذ بھی جس کا ایک رومال بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

(۱۰) علی بن معبد نے ایک شخص سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا تو ایک بچہ کا جنازہ گزرا، آپ رونے لگیں میں نے کہا آپ کیوں روتی ہیں؟ فرمایا کہ اس بچے پر قبر کے دبانے سے شفقت کرتے ہوئے۔

(۱۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کے دبانے سے کسی نے نجات نہ پائی مگر فاطمہ بنت اسد نے۔ تو عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے قاسم (رضی اللہ عنہ) نے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور نہ ابراہیم نے (یہ چھوٹے تھے)۔

حکایت

حضرت عبدالعزیز نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام نافع کی وفات کا وقت جب قریب ہوا تو وہ رونے لگے تو ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قبر کے دبانے کو یاد کر کے روتا ہوں۔

فائدہ: امام سیوطی نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ لکھ کر کہا کہ انبیاء (علیہم السلام) پر قبر کا دبانا نہیں ہوتا۔

فائدہ: ابو القاسم سعدی نے "کتاب الروح" میں کہا کہ قبر کے دبانے سے نہ بچے محفوظ رہیں گے اور نہ بڑے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ کافر پر یہ حالت ہمیشہ رہے گی اور مسلمان کو ابتداء میں قبر دبائے گی اور پھر فراخ ہو جائے گی۔ اور قبر کے دبانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے دونوں کنارے آپس میں مل جائیں گے۔

تقریر ترمذی

حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ قبر کا دبانا اس لئے ہوتا ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو اس سے کوئی نہ کوئی خطا ضرور ہوتی ہے۔ تو یہ قبر کا دبانا اس کی جزا میں ہے۔ اس کے بعد خدا کی رحمت آ جاتی ہے۔ چنانچہ سعد پیشاب کے بارے میں کوتاہی کرتے تھے لیکن انبیاء علیہ السلام کے لئے قبر کے دبانے کا ہم کو علم نہیں اور نہ ہی ان سے سوال کا پتہ علم ہے کیوں کہ وہ معصوم ہیں۔

تقریر سبکی

امام سبکی نے "بحر الکلام" میں فرمایا کہ اطاعت گزار مومن کے لئے عذاب قبر نہ ہو گا لیکن قبر کا دبانا ہو گا۔ چنانچہ وہ اس کی ہولناکی کو پائے گا کیوں کہ اس نے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا۔

قبر کے دبانے کی وجہ

حضرت محمد تیمی نے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ قبر کے دبانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ اس سے پیدا ہوئے اور اب ایک عرصہ دراز تک اس سے غائب ہونے کے بعد پھر ملے ہیں تو وہ ان کو بالکل اس طرح دبائے گی جیسے ماں اپنے مدت کے چھوٹے ہوئے بچے کو دباتی ہے تو جو خدا کا فرماں بردار ہوتا ہے اس کو بطور محبت دباتی ہے اور جو نافرمان ہوتا ہے اسے بطور ناراضگی دباتی ہے۔

قبر کا دبانا ماں کے پیار جیسا

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب سے آپ نے منکر نکیر کی آواز اور قبر کے دبانے کا ذکر کیا ہے مجھے کسی چیز میں لذت نہیں آتی۔ آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا منکر نکیر کی آواز مومنین کے

کانوں میں ایسی ہے جیسے اثمد کا سرمہ آنکھوں میں اور قبر کا دبانا ان کے لئے ایسا ہے جیسے اماں اپنے بچہ کا سر دباتی ہے جس کے سر میں درد ہو۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ کے بارے میں شک کرتے ہیں ان کے لئے ہلاکت ہو قبر ان کو ایسے پچلے گی جیسے پتھر انڈے کو۔

گناہوں کا صابون

بعض علمائے کرام رحمہم اللہ نے فرمایا کہ انسان کے گناہ دس چیزوں سے معاف ہوتے ہیں ۱- توبہ کرے اور توبہ قبول ہو' ۲- استغفار کرے اور مغفرت ہو جائے' ۳- یا نیکیاں کرے کہ بدیاں ان سے مٹ جائیں' ۴- یا دنیاوی مصائب آئیں کہ اخروی مصائب ختم ہوں' ۵- یا برزخ کا عذاب ہو اور گناہ مٹ جائیں' ۶- یا اس کے مسلمان بھائی اس کے لئے دعائے مغفرت کریں' ۷- یا اپنے اعمال کے ثواب کا بدلہ کریں جس سے اس کو نفع ہو' ۸- یا میدان قیامت میں اس پر ایسی ہولناکی ہو کہ اس کے گناہ مٹ جائیں' ۹- یا اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور ۱۰- خدا تعالی کی رحمت نصیب ہو۔

(۹) حدیث شریف

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے مرض الموت میں قل ھو اللہ احد پڑھ لی وہ قبر کے دبانے سے محفوظ ہوا اور ملائکہ اسے اپنے پروں پر اٹھا کر پل صراط سے پار کراویں گے۔

حدیث (۱۰)

حضرت ولید بن عمر بن وساج نے روایت کی کہ سب سے پہلے انسان کو اپنے پیر کے پاس حرکت معلوم ہوتی ہے تو وہ دریافت کرتا ہے کہ تو کون ہے؟ جواب آتا ہے کہ میں تیرا عمل ہوں۔

حدیث (۱۱)

حضرت یزید رقاشی نے کہا کہ قبر میں میت کے پاس سب سے پہلے اس کے اعمال آتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو قوت گویائی عطا فرماتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اے قبر کے گڑھے میں تنہا ٹھہرنے والے بندے آج تیرے رشتہ دار اور دوست ختم ہوئے اب ہمارے سوا تیرا مونس و غمگسار کوئی نہیں۔

حدیث (۱۲)

عطاء بن یسار نے روایت کی کہ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو سب سے پہلے اس کا عمل آکر اس کی بائیں ران کو حرکت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تیرا عمل ہوں۔ مردہ پوچھتا ہے کہ میرے اہل و عیال کہاں ہیں؟ اور میری نعمتیں کہاں ہیں؟ تو عمل کہتا ہے کہ یہ سب تیری پیٹھ پیچھے رہ گئے اور سوائے میرے تیری قبر میں کوئی نہ آیا۔

حدیث (۱۳)

احمد بن ابی حواری کہتے ہیں کہ ہم سے ابراہیم بن فضل نے بیان کیا۔ انہوں نے ابوالشیخ سے روایت کی کہ جب انسان قبر میں داخل ہوتا ہے تو وہ تمام چیزیں اس کو ڈرانے کیلئے آجاتی ہیں جن سے وہ دنیا میں ڈرتا تھا اور اللہ سے نہ ڈرتا تھا۔

قبر کا مردے سے خطاب

احادیث مبارکہ (۱)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لذتوں کے توڑنے والی چیز کا ذکر بہ کثرت کیا کرو۔ کیوں کہ قبر ہر روز کلام کرتی ہے کہ میں تنہائی اور مسافری کا گھر ہوں، میں کیڑوں اور مٹی کا

گھر ہوں۔ اور جب مومن مدفون ہو جاتا ہے تو قبر مرحبا کہتی ہے اور کہتی ہے کہ تو میری پشت پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا اور اب تو مجھ میں سمایا ہے تو اب تو میرا برتاؤ اپنے ساتھ دیکھ لے گا۔ پھر وہ قبر اس کے لئے حد نگاہ تک فراخ ہو جاتی ہے اور اس کے لئے جنت تک ایک دروازہ کھل جاتا ہے اور جب فاجر و کافر انسان مدفون ہوتا ہے تو قبر ناراضگی کا اظہار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ تو میری پشت پر چلنے والوں میں میرے نزدیک سب سے برا تھا اور اب تو مجھ میں سمایا تو اب تو میرا برتاؤ اپنے ساتھ دیکھ لے گا۔ تو اب وہ قبر اس پر بند ہو جاتی ہے اور اس کی پسلیاں ایک طرف سے دوسری طرف نکل جاتی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض انگلیوں کو بعض میں ڈال کر عملی طور پر وہ منظر دکھایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ستر اژدہے مقرر فرما دیتا ہے جن میں اگر کوئی ایک بھی زمین پر ایک پھنکار مار دے تو وہ کبھی سبزہ نہ اگائے۔ ایسے اژدہے اسے کاٹتے ہیں یہاں تک کہ روز حساب آ جاتا ہے راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازہ میں شریک ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ جب یہ بزبان فصیح پکار کر کہے گی کہ اے انسان تو نے مجھ کو کیوں کر بھلا دیا ہر شخص کے لئے میں تنہائی مسافری وحشت اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں سوائے اس شخص کے جس کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے فراخ کر دے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قبر جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں ایک گڑھا۔

(۳) ابوالحجاج ثمالی نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قبر میں مردہ رکھا جائے گا تو قبر کہے گی کہ کیا تو نہیں جانتا کہ خرابی ہو تیرے لئے میں فتنہ تاریکی اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں۔ اے انسان تو میرے پاس سے اکڑتا ہوا گزرتا تھا۔ اگر نیک ہو گا تو قبر میں جواب دینے والا فرشتہ جواب

دے گا کہ اگر یہ مردہ نیکی کا حکم کرنے والا اور برائی سے روکنے والا ہو تو کیا ہو گا؟ قبر کہے گی کہ تب تو میں اس کے لئے سرسبز ہو جاؤں گی اور جسم اس کا منور ہو جائے گا اور اس کی روح بارگاہ ایزدی میں چلی جائے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اچھی صورت اور خوشبو میں مہکتا ہوا آتا ہے اور اس کی روح قبض کرنے کے بعد بیٹھ جاتا ہے اور اس کے پاس دو فرشتے جنت کی خوشبو اور کفن لاتے ہیں اور اس سے کچھ دور بیٹھ جاتے ہیں' پس ملک الموت اس کی روح نکالتا ہے جونہی وہ روح ملک الموت کے پاس آتی ہے جلدی سے وہ دونوں فرشتے اس کو لے لیتے ہیں اور اس کو جنت کی خوشبو اور کفن میں رکھ کر جنت کی طرف لے جاتے ہیں' تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور آسمان کے فرشتے اس کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور وہ اس کا اچھا نام لے کر کہتے ہیں یہ خوشبودار روح کس کی ہے تو بتایا جاتا ہے کہ یہ فلاں بندے کی روح ہے۔ اب وہ جس آسمان پر بھی گزرتے ہیں وہاں کے مقرب فرشتے ان کے ہمراہ ہو لیتے ہیں۔ جا کر اسے عرش ہی کے نیچے خدا تعالیٰ کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے۔ اس کے اعمال علیین سے نکالے جاتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو گواہ کر کے فرماتا ہے کہ گواہ رہو۔ میں نے اس عمل والے کی مغفرت فرما دی اور اس کی کتاب اعمال کو مہر لگا کر علیین میں رکھ دیا جاتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو زمین کی طرف واپس لے جاؤ کیونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں ان کو اسی مٹی سے اٹھاؤں گا۔ پس جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین کہتی ہے کہ جب تو میری پیٹھ پر چلتا تھا تو' تو میرے نزدیک پسندیدہ تھا' اب جب کہ تو میرے پیٹ میں آگیا ہے تو کیا حال ہو گا۔ اب میں تجھے بتاتی ہوں کہ میں تیرے ساتھ کیا کرنے والی ہوں۔ تو اس کے لئے اس کی قبر حد نگاہ تک فراخ کر دی جاتی ہے اور اس کے پیر کے پاس ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے تیار کیا ہے اسے دیکھ' اور ایک دروازہ سر کی جانب کھول دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اب وہ دیکھو جو اللہ نے تم سے

ڈال دیا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اب ٹھنڈی آنکھوں سے سو جا۔ لیکن اس کے نزدیک سب سے پسندیدہ چیز یہ ہوتی ہے کہ قیامت جلد قائم ہو جائے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عبید نے روایت کی کہ جب مردے کے ساتھ آنیوالے چلتے ہیں تو مردہ بیٹھ کر ان کے قدموں کی آواز سنتا ہے اور اس سے اس کی قبر سے پہلے کوئی ہم کلام نہیں ہوتا۔ قبر کہتی ہے کہ اے ابن آدم کیا تو نے میرے حالات نہ سنے تھے کہ کیا تو میری تنگی' بدبو' ہولناکی اور کیڑوں سے نہ ڈرایا گیا تھا؟ اگر ایسا تھا تو پھر تو نے کیا تیاری کی؟

(۵) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ انسان جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے کہ آیا تجھے پتہ نہ چلا تھا کہ' میں تاریکی' تنہائی کا گھر ہوں؟ اے ابن آدم! تو میرے ارد گرد چلنے کے باوجود کس چیز پر اتراتا تھا پس اگر مردہ مومن ہوتا ہے تو اس کی قبر میں وسعت کی جاتی ہے اور اس کے نفس کو آسمان پر پہنچا دیا جاتا ہے۔

(۶) حضرت یزید بن شجرہ نے روایت کی کہ قبر فاجر و کافر سے کہے گی کہ 'کیا تو نے میری تاریکی' میری وحشت' تنہائی' تنگی اور غم کو یاد نہ کیا۔

(۷) حضرت عبید بن عمیر نے روایت کی کہ قبر مردے سے کہتی ہے کہ اگر تو اپنی زندگی میں خدا کا مطیع و فرمان بردار تھا تو آج میں تجھ پر رحمت کروں گی اور اگر نافرمان تھا تو میں تیرے لئے عذاب ہوں' میں وہ گھر ہوں کہ جو مجھ میں اطاعت گزار ہو کر داخل ہوا تو وہ مجھ سے خوش ہو کر نکلے گا اور جو نافرمان و گنہگار تھا' وہ مجھ سے تباہ حال نکلے گا۔

(۸) حضرت جابر رضی اللہ نے مرفوعاً روایت کی کہ قبر کی ایک زبان ہے جس سے وہ کہتی ہے کہ اے انسان تو نے مجھ کو کیسے بھلا دیا' کیا تو میرے بارے میں نہ جانتا تھا کہ میں وحشت' غربت' کیڑوں اور تنگیوں کا گھر ہوں۔

(۹) ابوبکر بن عبدالعزیز بن جعفر فقیہ۔ حنبلی "کتاب الشافی فی المقبرہ" میں فرماتے ہیں کہ ہم سے اسماعیل بن ابراہیم شیرازی نے بیان کیا اور انہوں نے اپنی سند سے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کے ہمراہ ایک جنازہ میں شرکت کی' قبرستان پہنچ کر معلوم ہوا کہ قبر ابھی تک نہیں کھدی ہے تو ہم آپ کے ساتھ قبر کے گرد بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا کہ جب مردے کو قبر میں رکھ کر اینٹیں برابر کر دی جاتی ہیں تو قبر کہتی ہے کہ اے مردے کیا تجھ کو پتہ نہ تھا کہ میں غربت تنہائی اور کیڑوں کا مسکن ہوں؟ تو نے کیا تیار کیا ہے؟

(۱۰) حضرت عمر بن نور نے روایت کی کہ جب مومن قبر میں داخل ہوتا ہے تو وہ اس کو پکار کر کہتی ہے کہ فرماں بردار ہے یا نافرمان ہے اگر وہ نیک ہوتا ہے تو قبر کے گوشے سے ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے کہ "اے قبر! تو اس پر سرسبز و شاداب ہو جا اور اس کے لئے رحمت بن جا۔ کیوں کہ یہ اللہ کا سب سے اچھا بندہ تھا اور اب یہ کرامت و شرافت کا مستحق ہے۔"

(۱۲) حضرت محمد بن صبیح نے روایت کی کہ' جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کو عذاب ہوتا ہے تو اس کے مردے پڑوسی اس کو پکار کر کہتے ہیں کہ اے دنیا سے آنے والے کیا تو نے ہم سے نصیحت حاصل نہ کی' کیا تو نے نہ دیکھا کہ ہمارے اعمال کیسے ختم ہوئے اور تجھے عمل کرنے کی گنجائش تھی' لیکن تو نے وقت ضائع کیا۔ قبر کے گوشے سے اس کو پکار کر کہتے ہیں کہ' اے زمین پر اترا کر چلنے والے کیا تو نے مرنے والوں سے عبرت حاصل نہ کی؟ کیا تو نے نہ دیکھا کہ کس طرح تیرے رشتہ داروں کو لوگ اٹھا کر قبروں تک لے گئے۔

(۱۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ' آپ نے فرمایا۔ کہ کیا میں تم کو دو دنوں اور دو راتوں کی خبر نہ دوں؟ ایک دن تو وہ جب "بشیر" تمہارے پاس آئے گا یا تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور یا اس کی ناراضگی کا پیغام لے کر' اور دوسرا دن وہ جب کہ تم بارگاہ خداوندی میں کھڑے ہو گے اور تمہارا نامہ اعمال تمہارے ہاتھ میں دیا جائے گا یا دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں۔ ایک رات وہ جب میت اپنی قبر میں پہلی رات گزارے گی' یہ رات وہ ہو گی کہ اس سے پہلے ایسی رات کبھی نہ آئی ہو گی اور ایک رات وہ کہ جس کی صبح قیامت قائم ہو گی کہ اس کے بعد کوئی رات نہ ہو گی۔

باب[۱]

منکر نکیر کے سوالات

اس سلسلہ میں احادیث متواترہ موجود ہیں۔ مندرجہ ذیل اصحاب (رضی اللہ عنہم) کی روایت سے ان احادیث کی تائید و تقویت ہوتی ہے انس' براء' تمیم داری' بشیر بن کمال' ثوبان' جابر بن عبداللہ' عبداللہ بن رواحہ' عبادہ بن صامت' حذیفہ' ضمرہ بن حبیب' ابن عباس' ابن عمر' ابن مسعود' عثمان بن عفان' عمر بن خطاب' عمرو بن عاص' معاذ بن جبل' ابو امامہ' ابوالدرداء' ابو رافع' ابو سعید خدری' ابو قتادہ' ابو ہریرہ' ابو موسیٰ' اسماء اور عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین)

احادیث (۱)

شیخین رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ' لوگ جب مردے کو قبر میں رکھ کر چلتے ہیں تو وہ مردہ انکے جوتوں کی آواز سنتا ہے پھر دو فرشتے آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیرا اس مقدس شخصیت کے بارے میں کیا خیال ہے جو تم ہی لوگوں میں رہتا تھا جس کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا؟ تو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ' میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو اپنا جہنم کا ٹھکانہ دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے جنت عطا کی ہے تو وہ دونوں کو دیکھتا ہے اور اس کی قبر ستر گز وسیع کر دی جاتی ہے اور اس میں سبزہ زار بنا دیا جاتا ہے پھر منافق اور کافر سے بھی یہی سوال ہوتا ہے تو

۱۔ یہ باب خصوصیت معتزلہ کے رد میں ہے جو قبر کے عذاب و ثواب کے منکر ہیں ہمارے دور کے معتزلہ ان کی روش پر چل رہے ہیں کہ قبر کے عذاب کے تو قائل ہیں لیکن اس کے وقت کے منکر ہیں تفصیل آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ

وہ جواب دیتا ہے کہ میں تو کچھ نہیں جانتا جو لوگ کہتے تھے۔ میں وہی کہتا تھا۔ یہ سن کر فرشتے اسے جواب دیتے ہیں کہ تجھے تو کچھ خبر ہی نہیں۔ پھر اسے لوہے کے ہتھوڑوں سے ایسی مار پڑتی ہے کو انس و جن کے علاوہ سب ہی سنتے ہیں۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرفوعاً روایت کی منکر و نکیر میت کی قبر میں داخل ہو کر اس کو بٹھاتے ہیں تو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو اس سے دریافت کرتے ہیں کہ من ربك تو وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ پھر پوچھتے ہیں من نبيك وہ کہتا ہے: (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پھر پوچھتے ہیں کہ من امامك (تیرا امام کون ہے؟) وہ کہتا ہے قرآن پھر وہ اس کی قبر میں فراخی پیدا کرتے ہیں۔ پھر یہی سوالات کافر سے کئے جاتے ہیں لیکن وہ ہر سوال کے جواب میں لا ادری کہتا ہے تو وہ اس کو ایسی مار مارتے ہیں کہ جس سے شعلے نکل کر تمام قبر کو روشنی سے بھر دیتے ہیں اور قبر میں اس پر ایسی تنگی ہوتی ہے کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔

(۳) حضرت بشیر بن کمال نے روایت کی اور انہوں نے اپنے باپ کمال سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ 'بنو معاویہ میں کچھ اختلاف ہو گیا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام صلح کرانے کو تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قبر کی طرف متوجہ ہو کر لادریت تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس قبر والے سے میرے بارے میں پوچھا جا رہا تھا تو اس نے کہا "لا ادری"

(۴) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ جب مومن مر جاتا ہے تو نماز اس کے سر کی طرف' صدقہ دائیں طرف' اور روزہ سینہ کی طرف ہوتا ہے۔ حضرت جابر نے یہ مزید روایت کی کہ' مومن کو جب بتایا جاتا ہے کہ اللہ نے تیرے لئے بجائے جہنم کے جنت کر دی ہے تو وہ خوشی سے کہتا ہے کہ مجھے اجازت دو تاکہ میں اپنے گھر والوں کو بتا کر آؤں۔ لیکن فرشتے اس کو یہیں ٹھہرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور کافر کو بتایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے بجائے جنت کے جہنم کر دیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ 'جو شخص

جس حالت پر دنیا سے گیا ہے اسی پر اٹھے گا مومن ایمان اور منافق اپنے نفاق پر۔
(۵) حضرت جابر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' جب مومن کو اس کی قبر میں داخل کیا جائے گا' تو اس کو سورج کی ایسی روشنی نظر آئے گی جیسی کہ غروب کے وقت ہوتی ہے تو وہ مردہ آنکھیں ملتا ہوا کہے گا کہ مجھ کو چھوڑ دو تاکہ میں نماز پڑھوں۔

(۶) حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کو پتہ نہیں کہ اس کے لئے کونسی چیز کو پیدا کیا۔ جب اللہ تعالی انسان کو پیدا فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے تو فرماتا ہے کہ اس کا رزق لکھو' اس کے نشانات قدم لکھو' اس کی موت کا وقت لکھو' اس کی نیک بختی یا بد بختی لکھو' پھر ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جو اس کو محفوظ کر لیتا ہے۔ پھر اللہ تعالی اس پر دو فرشتوں کو مقرر فرماتا ہے جو اس کی نیکیاں اور برائیاں لکھتے ہیں۔ اب جب کہ اس کی موت کا وقت آتا ہے تو یہ دو فرشتے اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور ملک الموت تشریف لاتے ہیں جو اس کی روح قبض کرتے ہیں پھر جب اس شخص کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کی روح ملک الموت واپس کر دیتے ہیں اور اب قبر والے فرشتے آکر اس سے سوالات کرتے ہیں اور امتحان لیتے ہیں پھر جب قیامت قائم ہوگی تو نیکیوں کا فرشتہ اترے گا اور اس کے ہمراہ برائیوں کا بھی پھر وہ اس کی گردن سے بندھی ہوئی کتاب کو کھولتے ہیں ایک کا نام سائق ہے اور دوسرے کا شہید۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سامنے بہت بڑا معاملہ درپیش ہے کہ جس کی تم طاقت نہیں رکھتے تو اللہ تعالی ہی سے مدد چاہو۔

فائدہ

ابو نعیم نے ضمرہ بن حبیب سے روایت کی کہ قبر میں آزمانے والے تین ہیں نکر ناکور اور رومانہ۔

قبر کے سوالات والے چار فرشتے

حضرت ابن جوزی نے "موضوعات" میں ضمرہ بن حبیب سے مرفوعاً روایت کی کہ قبر میں آزمائش کرنے والے چار ہیں۔ منکر' نکیر' ناکور اور ان کے سردار رومان ہیں۔ شیخ الاسلام ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ' آیا قبر میں کوئی فرشتہ میت کا امتحان لینے کے واسطے آتا ہے جس کا نام رومان ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں یہ ایک ضعیف حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

حدیث (۷)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ' جب تم رات کو قرآن پڑھو تو بلند آواز سے پڑھو کیوں کہ اس سے شیاطین اور سرکش جن بھاگ جاتے ہیں۔ اور ہوا میں رہنے والے فرشتے نیز گھر کے رہنے والے سنتے ہیں' نیز جب کوئی قرآن نماز میں پڑھتا ہے تو لوگ اسکو دیکھ کر نماز پڑھتے ہیں اور گھر والے بھی پڑھتے ہیں۔ جب یہ رات گزر جاتی ہے تو یہ رات اگلی رات کو وصیت کر دیتی ہے کہ اس عبادت گزار بندے کو اسی طرح رات کو جگا دینا اور اس کے لئے تو آسان ہو جانا۔ پھر جب موت کا وقت آتا ہے تو قرآن اس کے سر کے پاس آکر ٹھہر جاتا ہے۔ جب لوگ اسے غسل دے کر فارغ ہوتے ہیں تو قرآن اس کے سینہ اور کفن میں داخل ہو جاتا ہے اور جب قبر میں اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں تو قرآن بندے اور ان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تو درمیان سے ہٹ جا۔ ہم اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں تو قرآن کہتا ہے کہ بخدا میں اس شخص کا پیچھا اس وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک کہ یہ جنت میں داخل نہیں ہوتا۔ تو اگر تم کو اس کے بارے میں کچھ حکم دیا گیا ہے تو تم اسے پورا کرو۔ پھر قرآن مردے کی طرف دیکھ کر کہتا ہے کہ تو مجھ کو رات بھر بیدار رکھتا تھا اور دن میں پیاسا رکھتا' نفسانی خواہشات سے منع کرتا خود وہ آنکھ کی ہوس یا کان کی' تو اب تو مجھے سب سے بہتر دوست اور سچا بھائی پائے گا۔ تو اب تو

بشارت سن کر تجھ سے منکر نکیر کا سوال نہ ہوگا۔ پھر منکر نکیر اس کے پاس سے اٹھ جاتے ہیں اور قرآن خداتعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور اس مردے کے لئے بچھونا اور چادر طلب کرکے لاتا ہے' جنت' سے قندیل اور یاسمین کے پھول ایک ہزار مقرب فرشتے اٹھا کر لاتے ہیں لیکن قرآن ان سے پہلے قبر میں پہنچتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا تو میرے بعد وحشت زدہ تو نہ ہوا!؟ میں تو صرف اس لئے بارگاہ ایزدی میں پہنچا تھا کہ اس سے بستر اور چادر اور چراغ کی سفارش کروں اب یہ تمام چیزیں لے کر حاضر ہوا ہوں۔ پھر فرشتے آکر اس کا بستر کرتے ہیں' چادر قدموں کے نیچے رکھتے ہیں اور یاسمین کے پھول سینے کے پاس۔ وہ شخص ان کو قیام قیامت تک سونگھتا رہے گا۔ پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس ہر روز ایک یا دو مرتبہ آتا ہے اور ان کے لئے سربلندی اور بھلائی کی دعا کرتا ہے اگر اس کی اولاد میں سے کوئی قرآن حفظ کرتا ہے تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی برا ہو جاتا ہے تو وہ اس پر افسوس کرتا ہے اور روتا ہے اور یہ طرز عمل صور پھونکے جانے تک ہوگا۔ حافظ ابو موسیٰ مدنی کہتے ہیں کہ یہ خبر حسن ہے' اس کو احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو خیثمہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' اے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاؤ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا کہ جب تمہارے لئے تین ہاتھ اور ایک بالشت لمبا اور ایک ہاتھ ایک بالشت چوڑا گڑھا کھودا جائے گا' پھر تمہارے پاس منکر سیاہ شکل والے اپنے بالوں کو گھسیٹتے ہوئے آئیں گے ان کی آوازیں کڑک دار بجلی کی مانند ہوں گی اور نگاہیں خیرہ کر دینے والی بجلی کی طرح وہ زمین کو اپنے دانتوں سے کھودیں گے اور تجھ کو بٹھائیں گے اور ڈرائیں گے؟ تو ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی کہ' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس وقت بھی اسی حالت پر ہوؤں گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں۔ تو انہوں نے عرض کی کہ' تب تو میں بہ حکم خدا تعالیٰ ان کو کافی ہو جاؤں گا۔ (پھر اصل کتاب میں دو حدیثیں منکر نکیر کے متعلق مکرر ہیں)۔

(۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور اس کو سلام کر کے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور جب وہ مر جاتا ہے تو اس کے جنازے کے ساتھ چلتے ہیں اور لوگوں کے ہمراہ اس کی نماز جنازہ ادا کرتے ہیں اور جب اسے قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے "اللہ تعالیٰ" پھر پوچھتے ہیں کہ رسول کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)" پھر وہ پوچھتے ہیں کہ تیری گواہی کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ "اشھد ان لاالٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ" اور یہی مقصد ہے اس آیت کریمہ کا کہ "یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت" پھر حد نگاہ تک اس کی قبر میں وسعت کر دی جاتی ہے۔ لیکن کافر کو کسی سوال کا جواب نہ آئے گا۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کہ و یضل اللہ الظلمین

(۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہم ایک انصاری کے جنازہ میں شریک ہوئے' جب قبرستان پہنچے تو اس وقت تک قبر نہ کھودی گئی تھی۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس تشریف فرما ہو گئے اور لوگ بھی بیٹھ گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمین کی طرف دیکھنے لگے اور چھوٹی لکڑی سے زمین کریدنے لگے پھر نظر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا کہ اعوذ باللہ من عذاب القبر پھر فرمایا کہ جب مومن کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو اس کے پاس ملک الموت آتے ہیں اور سر کی جانب بیٹھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے جنتی تختے تحائف لے کر' نیز جنتی خوشبوئیں لے کر حاضر ہوتے ہیں اور بہشتی لباس لاتے ہیں' پھر صف بستہ حد نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت بشارت کی ابتدا کرتے ہیں اور ان کے بعد تمام فرشتے بشارت سناتے ہیں تو اس کی روح اس طرح بہہ جاتی ہے جس طرح کہ قطرہ مشکیزہ سے' اب جونہی ملک الموت اس کی روح نکالتے ہیں وہ فرشتے فی الفور اس کی روح لے کر ان جنتی تختوں کے درمیان رکھ لیتے ہیں' اس کی

خوشبو اتنی مہکتی ہے کہ زمین و آسمان کی فضا میں مہک جاتی ہیں' تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ تو زمین کے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں مومن کے نفس کی خوشبو ہے جس کا آج انتقال ہوا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں فرشتے جب اس کو آسمان کے دروازوں پر لے جاتے ہیں دروازے کھلتے ہیں ہر دروازہ مشتاق ہوتا ہے کہ یہ اس سے داخل ہو' حتیٰ کہ یہ اپنے اعمال کے دروازے سے داخل ہوتا ہے تو وہ دروازہ روتا ہے' وہ جس دروازہ سے گزرتا ہے فرشتے کہتے ہیں کہ کیا ہی خوشبودار ہے یہ نفس' جس نے اپنے رب کے فرامین کو قبول کیا۔ حتیٰ کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں تو ملک الموت اور وہ فرشتے جو اس کی روح قبض کرتے وقت موجود تھے' کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم نے فلاں بن فلاں کی روح قبض کی ہے۔ (حالانکہ وہ اچھی طرح جاننے والا ہے) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کو زمین کی طرف واپس لے جاؤ کیوں کہ میں نے ان کو اسی سے پیدا کیا اور اسی میں ملاؤں گا اور دوسری مرتبہ اسی سے اٹھاؤں گا۔ وہ مردہ لوگوں کی جوتیوں کی آواز اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز تک سنتا ہے اور جب لوگ اس کو دفن کرکے واپس چلتے ہیں تو اس کے پاس تین فرشتے آجاتے ہیں دو رحمت کے فرشتے اور ایک عذاب کا فرشتہ۔ لیکن اس کے نیک اعمال اس کو گھیر لیتے ہیں۔ نماز پیروں کے پاس ہوتی ہے۔ روزہ سینہ کے پاس ہوتا ہے زکوٰۃ دائیں طرف اور صدقہ بائیں طرف' نیکی اور خوش خلقی اس کے سینے میں' تو جس طرف سے بھی عذاب کا فرشتہ آتا ہے اسی طرف کا عمل اسے بھگا دیتا ہے تب وہ ایک اتنا بڑا ہتھوڑا لے کر کھڑا ہوتا ہے کہ اگر تمام اہل منیٰ مل کر بھی اسے اٹھانے کی کوشش کریں تو نہ اٹھا سکیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ اے نیک بندے اگر تیرا نماز' روزہ' زکوٰۃ' صدقہ تجھے نہ گھیر لیتا تو میں یہ ہتھوڑا تجھ کو مارتا اور اس مار سے تیری قبر آگ سے بھر جاتی۔ اے رحمت کے فرشتو! یہ تمہارے لئے ہے اور تم اس کو لے جاسکتے ہو' پھر عذاب کا فرشتہ واپس چلا جاتا ہے اور وہ فرشتے آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ کیوں کہ وہ سخت ہولناکی سے گزر کر آرہا ہے۔ پھر پوچھتے ہیں تیرا

رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اسلام پھر سوال ہوتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی یہ سوالات قدرے درشت لہجے میں ہوتے ہیں اور یہی مومن کے لئے قبر کی آزمائش ہے۔ پھر آسمان سے ندا دی جاتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ اور جنت کے کپڑے پہناؤ اور جنتی خوشبوئیں لگاؤ اور حد نگاہ تک اس کی قبر میں وسعت کرو اور جنت کا ایک دروازہ قدموں کی طرف اور دوسرا سر کی طرف کھول دو۔ اور پھر فرشتے کہتے ہیں کہ اب اس طرح سو جا جس طرح کہ دولہن اپنے حجلہ عروسی میں سوتی ہے تجھے عذاب قبر کا ذائقہ تک نہ ملے گا۔ وہ کہے گا کہ اے اللہ قیامت قائم فرما دے تاکہ میں اپنے اہل و عیال میں چلا جاؤں اور تیری عطا کردہ نعمتوں کو حاصل کراوں۔ تو وہ قیامت ہی کے سفید چہرے میں اٹھایا جائے گا۔

(۱۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ انہوں نے ایک شخص سے کہا کہ اے بھائی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ موت تمہارے سامنے بھی آجائے' خواہ صبح کو یا شام کو' رات کو یا دن کو' پھر قبر' اور وہ تنگی کی جگہ ہے' اور منکر نکیر اور پھر قیامت جس میں باطل پرستوں کو جمع کیا جائے گا۔

(۱۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی زبانوں کو ان کلمات کا عادی بناؤ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہ ربنا الاسلام دیننا' محمد نبینا کیوں کہ یہ سوالات قبر میں کئے جائیں گے۔

(۱۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قیامت کے دن ہماری عقلیں واپس کر دی جائیں گی تو آپ نے فرمایا کہ۔ ہاں' بالکل اسی طرح جس طرح آج کل ہیں۔

(۱۴) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ہمراہ قبرستان پہنچے تو ایک مردہ دفن کیا جا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت و ثبات

کرو کیوں کہ اس سے اب سوال کیا جائے گا۔

(۵) حضرت انس نے وصیت کی کہ جب تم مجھ کو دفن کرو تو مجھ پر مٹی ڈال کر اتنی دیر ٹھہرنا کہ جتنی دیر میں اونٹ ذبح کرکے اس کا گوشت تقسیم کر دیا جاتا ہے' تاکہ مجھے انس حاصل ہو اور میں رب کے فرشتوں کو جواب دے سکوں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے اس پر نور کا ایک خیمہ ہوتا ہے اس خیمے کے نور کو دیکھ کر فرشتے راہیں معلوم کرتے ہیں جیسے سمندر کی تاریکیوں میں سمندری مسافر اور چٹیل میدان کے اندھیروں میں خشکی کے مسافر ستاروں کو دیکھ کر راستہ پاتے ہیں۔ لیکن جب قرآن پڑھنے والا مر جاتا ہے تو وہ نور غائب ہو جاتا ہے اور فرشتے اس کو نہیں دیکھتے تب ہر آسمان کے فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اور جب بھی کوئی مسلمان قرآن پڑھ لیتا ہے اور پھر کسی رات میں کھڑے ہو کر نماز میں اس کی تلاوت کرتا ہے' تو وہ رات آنے والی رات کو وصیت کر دیتی ہے کہ اس کو وقت مقررہ پر جگا دینا اور اس کے لئے آسان ہو جانا جب وہ مر جاتا ہے تو لوگ تو اس کے کفن کی تیاری میں ہوتے ہیں۔ لیکن قرآن اچھی شکل میں اسکے سر کے پاس آکر ٹھہر جاتا ہے۔ پھر جب اسے کفن میں لپیٹ دیا جاتا ہے تو قرآن سینے کے پاس آجاتا ہے پھر جب اسے قبر میں رکھ کر اس پر مٹی برابر کر دی جاتی ہے تو اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں مگر قرآن مردے اور ان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے' وہ دونوں کہتے ہیں کہ ایک طرف ہٹ جا۔ قرآن کہتا ہے کہ کعبہ کے رب کی قسم ایسا ہرگز نہ ہو گا کہ یہ میرا دوست اور خلیل ہے میں اسے بے مدد نہ چھوڑوں گا حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو۔ پھر قرآن صاحب قرآن کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں وہی قرآن ہوں جس کو تو آواز بلند پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ پڑھتا تھا اور مجھ سے محبت کرتا تھا تو میں اب تجھ سے محبت کرتا ہوں' اور جس سے میں محبت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ منکر نکیر کے سوال کے بعد تجھ پر نہ کوئی غم

ہے اور نہ خوف منکر نکیر سوال کرنے کے بعد واپس چلے جاتے ہیں۔ اب وہ مردہ ہوتا ہے اور قرآن۔ قرآن کہتا ہے کہ میں تیرے لئے نرم و آرام دہ بستر بچھاؤں گا اور حسین و جمیل چادر دوں گا اور یہ اس لئے ہے کہ تو رات بھر میرے لئے جاگتا اور دن بھر میرے لئے تھکا پھر قرآن پلک جھپکنے میں آسمان کی طرف روانہ ہوتا اور خدا سے یہ تمام چیزیں مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو یہ سب چیزیں عطا فرماتا ہے چنانچہ چھٹے آسمان سے ایک ہزار مقرب فرشتے نازل ہوتے ہیں اور قرآن آ کر اس شخص سے دریافت کرتا ہے کہ کیا تو اس عرصہ میں وحشت زدہ تو نہ ہوا۔ پھر فرشتے کہتے ہیں کہ اٹھ جاؤ تاکہ ہم تمہارے لئے بستر کر دیں اور اس کی قبر کو چار سو سال کی مسافت تک فراخ کر دیا جاتا ہے پھر اس کے لئے ایک ایسا گدا بچھا دیا جاتا ہے جس کا استر سبز ریشم کا ہے اور اس میں مشک بھری ہوئی ہے اور سر اور پیروں کے پاس سندس اور استبرق کے تکیے رکھ دیئے جاتے ہیں اور جنت کے نور کے دو چراغ اس کے سر اور پیروں کی طرف جلائے جاتے ہیں۔ جو قیامت تک روشن رہیں گے پھر اسے دائیں پہلو پر قبلہ رو فرشتے لٹا دیتے ہیں۔ پھر جنت کی یاسمین کے پھول اس پر چھڑک دیئے جاتے ہیں اب وہ اور قرآن قیامت تک ساتھ رہیں گے۔ قرآن دن رات اس کی خبر اس کے گھر والوں کو دیتا ہے اور قرآن اس کے ساتھ اس طرح رہتا ہے جس طرح مہربان والد اپنے بچے سے اب اگر اس کی اولاد میں سے کوئی قرآن پڑھ لیتا ہے تو قرآن اس کو بشارت دیتا ہے اور اگر اس کی اولاد میں سے برا ہوتا ہے تو اس کے لئے صلاح کی دعا کرتا ہے۔

(۱۲) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ایک شخص نے ان سے گزارش کی کہ مجھے ایک ایسا علم سکھایئے کہ جس سے آخرت میں اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذرا یہ تصور کرو کہ جب تمہارے لئے زمین چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ چوڑی جگہ ہو گی تو تیرے وہ گھر والے اور بھائی یہ کریں گے جو تیری جدائی کو ناپسند کرتے تھے وہ تجھے اس میں داخل کر کے اوپر سے اینٹیں ڈال دیں گے اور پھر بہت سی مٹی ڈال دیں گے پھر تیرے پاس نیلی آنکھوں اور گھونگریالے بالوں والے دو فرشتے آئیں گے ان کا نام

منکر نکیر ہے (پھر سوال و جواب کا ذکر ہے) تو اگر تو نے ٹھیک جواب دیا تو عذاب سے نجات پائے گا اور یہ محض اللہ کی طرف سے عطا کردہ ثابت قدمی سے ہو سکتا ہے اور اگر تو نے لا ادری کہا تو تو ناکام ہوا۔

(۲۱) ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازہ میں شریک ہوا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امت اپنی قبروں میں آزمائش میں ڈالی جائے گی جب انسان کو دفن کرنے والے اس کو دفن کر کے رخصت ہو جاتے ہیں' تو ملک الموت اپنے ہاتھ میں ایک ہتھوڑا لے کر آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تم اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو اگر وہ مومن ہو گا تو کہے گا کہ اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمداً عبدہ ورسولہ فرشتہ یہ سن کر کہے گا کہ تو نے یہ سچ کہا۔ پھر اس کے سامنے ایک دروازہ جہنم کا کھولا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اگر تو ایمان نہ لاتا تو تیرا ٹھکانہ یہ تھا' لیکن اب اس کے بجائے تیرا ٹھکانہ جنت میں کر دیا گیا ہے۔ وہ جنت کا دروازہ دیکھ کر اس کی طرف جائے گا تاکہ داخل ہو جائے تو اس سے کہا جائے گا کہ ابھی یہیں ٹھہرو پھر اس کی قبر میں وسعت کر دی جائے گی۔ لیکن اگر وہ شخص کافر یا منافق ہو گا تو اس سے دریافت کیا جائے گا کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ جواب دے گا کہ میں تو کچھ نہیں جانتا لوگ جو کہتے تھے وہ میں بھی کہتا تھا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو نے کچھ بھی نہ جانا اور تجھے ہدایت نہ ملی پھر اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور کہا جائے گا اور اگر تو ایمان لاتا تو تیرا ٹھکانہ یہ تھا لیکن اب چونکہ تو نے کفر کیا ہے اس لئے بجائے جنت کے تیرا ٹھکانہ جہنم ہے پھر ایک دروازہ جہنم کی طرف کھول دیا جائے گا اور فرشتہ ایک گرز اس زور سے اس کے مارے گا کہ انس و جن کے علاوہ ہر چیز اس کی آواز سنے گی۔ جب سرکار دو عالم نے یہ فرمایا تو کسی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فرشتہ وہ گرز لے کر کھڑا ہو گا تو کون ہو گا کہ جس پر ہیبت طاری نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے اللہ ان کو ثابت قدم

رکھنے کا قول ثابت کی وجہ سے (یعنی کلمہ طیبہ کی وجہ سے)۔

(۱۸) حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک قبر پر ہوا تو آپ نے فرمایا "اف اف اف" میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے ہمراہ میرے علاوہ کوئی نہیں تو آپ کس کو "اف اف" کہہ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس قبر والے سے کہہ رہا تھا کیوں کہ جب اس سے میرے بارے میں سوال کیا گیا تو شک کرنے لگا۔ اس کو بیہقی نے بھی روایت کیا' پھر اس کے بعد مصنف نے چند احادیث متحد المعنی منکر نکیر کے سوالات کی بیان کیں' جو یہاں مکرر ہونے کی وجہ سے حذف کی جاتی ہیں۔ کیوں کہ ابلاغ کے لئے وہی کافی ہیں۔

(۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی (مرفوعا) کہ انسان پر اس کی قبر میں عذاب آتا ہے۔ جب سر کی جانب سے آتا ہے تو قرآن دور کر دیتا ہے اور ہاتھوں کی جانب سے صدقہ اور پیروں کی جانب سے اس کا مساجد کی طرف چل کر آنا اور صبر کرنا الگ کونے میں ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں اس لئے چوکا کھڑا ہوں کہ اگر کچھ کمی دیکھوں تو پوری کر دوں۔

(۲۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ جب میت کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے اعمال صالحہ اس کو گھیر لیتے ہیں اب اگر گناہ اس کے سر کی طرف سے آتا ہے تو قرات قرآن اسے بچاتی ہے۔ اور اگر پیروں کی طرف سے آتا ہے تو اس کا قیام بچاتا ہے اگر ہاتھ کی طرف سے آتا ہے تو ہاتھ کہتا ہے کہ بخدا یہ ہمیں صدقہ کے لئے کھولتا تھا اور دعا کے لئے اس لئے تجھ کو کوئی راہ نہیں۔ اگر منہ کی طرف سے آتا ہے تو اس کا ذکر کرنا اور روزہ رکھنا آگے آتا ہے۔ اسی طرح نماز اور صبر ایک طرف کھڑا رہتا ہے کہ اگر کوئی کمی رہ جائے تو پوری کر دے غرض کہ اس کے اعمال صالحہ اس سے عذاب کو اس طرح دفع کریں گے جس طرح کہ کوئی شخص اپنے اہل و عیال سے مصیبت دور کرتا ہے۔ اس کے بعد اس سے کہا جائے گا کہ خدا تجھ کو برکت دے سو جا کیوں کہ تیرے

سا تھی بہت ہی اچھے ہیں۔

(۲۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ موت کے وقت جب انسان کی روح نکلتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ پاک روح پاک جسم کی طرف سے آئی۔ پھر جب اس کو گھر سے قبر کی طرف لے جاتے ہیں تو وہ جلدی جانے و پسند کرتا ہے۔ جب اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو آنیوالا آتا ہے اور اس کا سر پکڑنا چاہتا ہے لیکن اس کا سجدہ کرنا درمیان میں آجاتا ہے' اور پیٹ پکڑنے کے لئے آتا ہے تو روزہ حائل ہو جاتا ہے' ہاتھ پکڑنے آتا ہے تو صدقہ حائل آجاتا ہے' پیر پکڑنے آتا ہے تو اس کا نماز کی جانب چلنا اور قیام کرنا درمیان میں آجاتا ہے۔ پھر اس کے بعد مومن کبھی نہیں گھبرائے گا۔ پھر جب اسے اپنا مقام اور وہ چیزیں نظر آتی ہیں جو اس کے لئے تیار کی گئی ہیں تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھ کو میرے مقام پر جلد پہنچا دے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرے کچھ بھائی اور بہنیں ہیں جو ابھی تک تیرے ساتھ شامل نہیں ہوئے۔ اس لئے تو ٹھنڈی آنکھ سو جا۔ اور جب کافر کی روح نکلتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ خبیث روح خبیث جسم سے نکل کر آئی ہے۔ پھر جب اسے اس کے گھر سے نکالا جاتا ہے تو جس قدر بھی قبر تک پہنچنے میں تاخیر ہوئی ہے۔ پسند کرتا ہے اور چلا کر کہتا ہے کہ مجھ کو کہاں لے چلے ہو۔ پھر جب قبر میں وہ دیکھتا ہے جو اس کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ تو کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے واپس کر دے تاکہ میں نیک اعمال کروں۔ تو اس سے کہا جاتا ہے کہ جتنا دنیا کو آباد کرنا تھا تو آباد کر چکا۔ پھر اس کی قبر اس پر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے کہ جس کو سانپ ڈس لے کہ وہ سوتے ہوئے بھی گھبراتا ہے اور زہریلے کیڑے مکوڑے اس کی طرف بڑھتے اور دوڑتے ہیں۔

(۲۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرفوعاً روایت کی کہ مومن کی موت کا وقت جب قریب ہوتا ہے اور وہ عجیب و غریب چیزوں کو دیکھتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کی جان جلدی نکل جائے کیوں کہ خدا اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور مومن کی روح جب آسمان پر جاتی ہے تو دوسری ارواح اس سے

مناسب لگتی ہیں کہ ہماری جان پہچان کے لوگ کس حال میں ہیں۔ جب وہ کہتا ہے کہ فلاں تو میں دنیا میں چھوڑ کر آیا ہوں تو یہ بات ان کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور جب وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص مر گیا تو وہ غمگین ہو کر کہتے ہیں کہ اس کی روح تو ہمارے پاس نہیں آئی کیوں کہ اس کی روح تو جہنم کی طرف پہنچا دیا جاتا ہے۔ (پھر صاحب کتاب نے قبر کے سوال و جواب کا تذکرہ کیا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرفوعاً روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مردہ اپنی قبر میں نہایت ہی مطمئن اور پر سکون بیٹھ جاتا ہے۔ پھر اس سے دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے وہ صحیح جواب دیتا ہے پھر اس سے دریافت کیا جاتا ہے کہ تجھ کو خدا کا پتہ کیسے چلا؟ کیا تو نے خدا کو دیکھا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ خدا کو کون دیکھ سکتا ہے پھر اس کو جنت و جہنم دکھایا جاتا ہے۔ اسی قسم کی احادیث مختلف سندوں کے ساتھ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی مروی ہیں۔

(۲۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت میرے دروازے پر آئی اور کہنے لگی کہ مجھے کھانا کھلاؤ خدا تمہیں فتنہ دجال اور فتنہ عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ میں نے اس کو روک رکھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اس کو پیش کیا آپ نے دریافت کیا کہ یہ کیا کہتی ہے؟ میں نے اس کی بات دہرا دی۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی فتنہ دجال اور عذاب قبر سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور فرمایا کہ ہر نبی علیہ السلام نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا اور میں بھی تم کو ڈراتا ہوں اور ایسے الفاظ سے کہ کسی نبی نے ایسے الفاظ سے نہیں ڈرایا۔ وہ کانا ہے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" لکھا ہوگا جس کو ہر مومن پڑھ سکے گا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر کی آزمائش کا بیان فرمایا۔

(۲۴) حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ امت قبر میں آزمائی جائے گی تو میرا کیا ہوگا میں تو ایک کمزور عورت ہوں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

یہ آیت تلاوت کی کہ "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قول کے ذریعے دنیا و آخرت کی زندگی میں ثبات عطا فرمائے۔

طاؤس نے روایت کی کہ مردے اپنی قبروں کے اندر سات دن تک آزمائش میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس لئے علماء کرام اچھا سمجھتے تھے کہ مردے کی طرف سے سات یوم تک فقراء کو کھانا کھلایا جائے۔

(۲۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون اے اللہ تعالیٰ یہ تیرے پاس آیا ہے اسے اچھی طرح رکھیو اور قبر کو اس کے دونوں پہلوؤں سے بڑا دینا اور اس کی روح کے لئے آسمان کے دروازے کھول دینا اور اس کو اچھی طرح قبول فرمانا اور سوال کے وقت اس کی قوت گفتار و ثبات عطا فرمانا۔

(۲۶) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ جب مردے سے یہ سوال ہوتا ہے کہ "من ربک" تو شیطان ایک مخصوص شکل میں آکر اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کہہ دے میں تیرا رب ہوں۔ حکیم ترمذی نے کہا کہ شیطان کے قبر میں آنے کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر احادیث میں فرمایا کہ اللھم اجرہ من الشیطٰن ابن شاہین نے "السنہ" میں اپنی سند سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو بحث سکھاؤ تو اس قسم کا اتنا چرچا ہوا کہ انصار میں سے جب کسی کی موت آتی تو وہ اسے منکر نکیر کے جوابات بتاتے تھے اور جب بچہ قدرے سمجھدار ہوتا تھا تو اس کو بھی سکھاتے تھے۔

(۲۷) سہل بن عمار نے روایت کی کہ میں نے یزید بن ہارون کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا میں نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ تمہارے رب نے کیا کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے پاس دو سخت دل موٹے فرشتے آئے اور انہوں نے مجھ سے سوالات کرنا شروع کئے۔ تو میں نے اپنی سفید ڈاڑھی پکڑ کر کہا کہ مجھ جیسے آدمی سے تم یہ سوالات کرتے ہو۔ میں نے اسی سال تک

دونوں کو تمہارے جوابات سکھائے ہیں پھر وہ چلے گئے اور جاتے ہوئے کہنے لگے کہ تم نے جریر بن عثمان سے چھ لعنت سیکھی؟ میں نے کہا "ہاں" وہ کہنے لگے کہ وہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عداوت رکھتا تھا تو خدا نے اس سے عداوت رکھی پھر فرشتوں نے کہا کہ اب تم دلہن کی طرح سو جاؤ۔ تم پر آج کے بعد کوئی خوف نہیں اس کو واقدی نے بھی روایت کیا۔

حکایت (۲۸)

حضرت یزید بن طریف بجلی نے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میرے بھائی کا جب انتقال ہو گیا تو میں نے اپنے کان کو ان کی قبر سے لگایا تو میں نے منکر نکیر کے سوالات کی آواز سنی اور اپنے بھائی کے جوابات بھی سنے۔

حکایت (۲۹)

حضرت ابو القاسم بن عبد اللہ بن سعد مفسر سے مروی ہے کہ ہمارے ایک دوست تھے جن کے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا تو شیخ نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کر دی۔ شیخ نے پوچھا کہ منکر نکیر کے ساتھ کیسی گزری؟ تو انہوں نے کہا کہ اے شیخ جب انہوں نے مجھ کو بٹھایا اور سوالات کئے تو اللہ (عزوجل) نے مجھے الہام فرمایا کہ میں ان سے کہہ دوں کہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے وسیلہ جلیلہ سے تم مجھ کو چھوڑ دو تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس نے بہت ہی بزرگ شخصیتوں کا وسیلہ پیش کیا ہے اس لئے اس کو چھوڑ دو۔ چنانچہ انہوں نے مجھ کو چھوڑ دیا اور چلے گئے۔!

حکایت (۳۰)

لالکائی نے السنۃ میں اپنی سند سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ میرے والد

[illegible]

نماز جنازہ پڑھنے پر بہت ہی حریص تھے وہ ہر ایک کی نماز پڑھتے تھے خواہ اس کو جانتے یا نہ جانتے تو انہوں نے بتایا کہ ایک روز میں نے ایک شخص کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جب وہ اس کو دفن کر کے چلے گئے تو میں نے دیکھا کہ اس کی قبر میں دو شخص نازل ہوئے ان میں سے ایک تو واپس نکل آیا اور دوسرا اندر ہی رہ گیا۔ میں نے لوگوں سے کہا کیا تم زندہ کو بھی مردے کے ساتھ دفن کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ قبر میں کوئی زندہ تو ہے نہیں۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ شاید مجھے شبہ ہو گیا ہو پھر جب میں واپس ہوا تو میرے دل نے کہا کہ یقیناً میں نے دو آدمیوں کو جاتے ہوئے اور ایک کو واپس نکلتے ہوئے دیکھا ہے اور میں ضرور اس راز کو معلوم کر کے رہوں گا۔ چنانچہ میں قبر پر واپس آیا اور اسی مرتبہ یٰسین اور تبارک الذی پڑھ کر دعا کی اور رویا کہ اللہ تعالیٰ جو میں نے دیکھا ہے اس کو میرے لئے کھول دے کیونکہ مجھے اپنی عقل اور دین کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ ابھی میں یہ کہنے ہی پایا تھا کہ ایک شخص قبر سے نکلا اور پیٹھ پھیر کر جانے لگا۔ میں نے کہا کہ تجھ کو تیرے معبود کی قسم ٹھہر جا اور مجھے ماجرا بتا تین مرتبہ کے کہنے پر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ تم فرسنار ہو؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا کہ تم مجھ کو نہیں جانتے! میں نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ ہم رحمت کے فرشتے ہیں اہل سنت پر مقرر کئے گئے ہیں کہ ان کی قبروں میں جا کر ان کو ان کی حجت کی تلقین کریں۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔

حکایت

شیخ عبدالغفار قوصی نے "کتاب التوحید" میں روایت کی کہ میں شیخ نجم الدین اور شیخ بہاء الدین اخمیمی کے گھر کے نزدیک تھا تو میں نے ان کی فروہ (پوستین) کو اپنے کاندھے پر اٹھا لیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ابو یزید کا خادم ان کی فروہ (پوستین) کو اپنے کاندھے پر رکھتا تھا اور وہ بہت نیک آدمی تھا۔ بات سے بات نکلتی ہے چنانچہ ہوتے ہوتے منکر نکیر کا تذکرہ آیا تو انہوں نے کہا کہ اگر مجھ سے منکر نکیر نے سوال کیا تو میں کہہ دوں گا کہ میں ابو یزید کا غاشیہ بردار ہوں۔

تو ہم نے دریافت کیا کہ ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ تم نے کیا جواب دیا؟ تو انہوں نے کہا کہ تم میری قبر پر بیٹھ جانا تو سن لو گے چنانچہ جب ان کا وصال ہو گیا تو ہم ان کی قبر کے پاس بیٹھ گئے تو ہم نے سنا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ تم مجھ سے کیوں سوال کرتے ہو میں ابو یزید کے حاشیہ برداروں میں ہوں چنانچہ وہ یہ جواب سن کر انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔

بعض اختلافی مسائل کی تحقیق

(۱) امام قرطبی کہتے ہیں کہ بعض روایت میں دو فرشتوں کے سوال کرنے کا ذکر ہے جبکہ بعض لوگوں کے پاس دو فرشتے ایک ساتھ سوال کرنے آئیں گے تا کہ اس پر زائد گھبراہٹ طاری ہو۔ اور یہ سوال تمام لوگوں کے جانے کے بعد ہو گا تاکہ ہولناکی میں اضافہ ہو اور کسی کے پاس دفن کرنے والوں کے جانے سے قبل ہی سوال ہو گا تاکہ تخفیف ہو جائے اور کسی کے پاس ایک ہی فرشتہ آتا ہے تاکہ اس سے زائد سوال نہ ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آنے والے دونوں اور سوال ایک ہی کرے اور یہی تاویل اصح اور صواب ہے کیونکہ اکثر احادیث میں صرف دو فرشتوں کا ذکر ہے۔

(۲) امام قرطبی نے یہ بھی ذکر کیا کہ احادیث میں مختلف سوالات کا ذکر ہے کسی سے تمام اعتقادی مسائل کا ذکر ہوتا ہے اور کسی سے صرف چند باتیں دریافت ہوتی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض راویوں نے تمام سوالات مکمل ذکر کئے ہوں جب کہ دوسروں نے چند ایک کے ذکر ہی پر اکتفا کر لیا ہو۔ اور یہی اصح ہے کیوں کہ اس پر اکثر احادیث کا اتفاق ہے لیکن ابو داؤد اور ابن مردویہ کی روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ فلا یسأل عن الشئی غیرھا ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتقادات کے علاوہ تکلیفات کا سوال نہ ہو گا اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ویثبت اللہ الذین امنوا الخ سے مراد شہادت کا سوال کیا جاتا ہے عکرمہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت

کہا گیا کہ شہادت سے مراد کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ توحید و رسالت محمدی پر ایمان لانا مراد ہے۔

(۳) قرطبی نے کہا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوالات تین تین مرتبہ ہوں گے جب کہ دوسری روایات تعداد سے خاموش ہیں تو ان میں بھی تعداد ملحوظ رہے گی اور یا یہ کہ اشخاص کی نسبت سے تعداد سوال میں اختلاف ہوگا کیوں کہ طاؤس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ مردوں کو سات روز تک آزمائش میں ڈالا جائے گا۔

(۴) قاضی کہتے ہیں جو لوگ کسی وجہ سے قبر میں دفن نہ کئے جا سکے۔ ان سے بھی سوال ہوگا اور عذاب بھی ہوگا۔ لیکن انسان و جن اس منظر کو نہیں دیکھ سکتے۔ جیسے کہ انسان فرشتوں اور جنوں کو نہیں دیکھتے۔

فائدہ

بعض علماء نے کہا کہ مصلوب زندہ کو زندہ کیا جاتا ہے لیکن ہم اس کو نہیں پہچانتے جس طرح کہ بے ہوش زندہ ہوتا ہے لیکن ہم کو پتہ نہیں چلتا اور اس پر فضا ایسی ہی تنگ ہوتی ہے جس طرح کہ مردے پر قبر۔ جس کے دل میں ایمان ہوگا وہ ان میں سے کسی چیز کا بھی انکار نہ کرے گا۔ اسی طرح جس شخص کے جسم کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اس کے جسم کے ٹکڑوں میں جان ڈال دی جاتی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ سب چیزیں اس سے زیادہ حیرت انگیز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی صلب سے ذریت کو نکالا اور ان سے دریافت کیا کہ "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" تو سب نے کہا کہ "کیوں نہیں!"

(۵) ابن عبداللہ نے کہا کہ سوال مدعی ایمان سے ہی ہوگا۔ کافر سے سوال نہ ہوگا لیکن قرطبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن قیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ سوال کی احادیث عام ہیں مگر میں (سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ) کہتا ہوں کہ ان دونوں حضرات کا قول صحیح نہیں کیوں کہ کسی حدیث میں مسلم کے ساتھ کافر کا ذکر نہیں۔ البتہ بعض احادیث میں بجائے منافق کے لفظ کافر ہے

اور اس سے مراد منافق ہی ہے جیسا کہ حدیث اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ ما لمنافق او المرتاب الخ اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو اس کی تصریح ہے۔

(۲) حکیم ترمذی نے کہا کہ "سوال قبر" اس امت کے ساتھ ہی خاص ہے کیوں کہ پہلی امتیں جب رسولوں کی تکذیب کرتی تھیں تو ان پر فوراً ہی عذاب عائد ہو جاتا تھا اور اپنے کیفر کردار تک پہنچ جاتے تھے۔ لیکن جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان کے صدقہ میں اس امت سے عذاب عائد روک لیا گیا اور ان کو تلوار دی گئی تاکہ اس کی ہیبت سے لوگ اس دین کو قبول کریں۔ اور پھر ایمان ان کے دل میں راسخ ہو جاتا تھا۔ اس وقت سے نفاق شروع ہوا کہ لوگ ایمان ظاہر کرتے اور کفر چھپاتے اور مسلمانوں کے لئے ان سے حجاب تھا۔ اب جبکہ وہ مر گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر دو آزمائش کرنے والے مقرر کر دیئے' تا کہ خبیث طیب سے جدا ہو جائے اور بعض علماء نے اس کی مخالفت کی اور کہا یہ سوال ہر امت سے ہوگا۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ اس اختصاص پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول دلالت کرتا ہے کہ اوحی الی انکم تفتنون فی قبورکم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول فبی تفتنون وعنی تسئلون۔[1]

(۳) حکیم ترمذی نے کہا سوال کرنے والے فرشتوں کو فتانی القبر اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے سوال میں آزمائش پائی جاتی ہیں اور ان کی سیرت میں کچھ کرختگی ہے اور انہیں منکر نکیر اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی شکل و صورت انسانوں سے ملتی جلتی نہیں اور نہ ہی فرشتوں' چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں سے' بلکہ ان کی صورت کچھ عجیب ہی ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں مومن کے لئے باعث عزت و اکرام اور وجہ بصیرت بنایا ہے جبکہ یہ منافق کے لئے پردہ دری کا باعث ہوں گے۔ ابن یونس جو ہمارے اصحاب شافعیہ رحمہم اللہ سے ہیں انہوں نے بتایا کہ مومن کے پاس آنے والے فرشتوں کا نام مبشر اور بشیر ہے۔

---

[1] [illegible]
[illegible]
جائے گے اور میرے ہی بارے میں سوال کئے جاؤ گے اھ

(۸) قرطبی نے کہا کہ دو فرشتے دور دراز مقامات پر منتشر مردوں کو کیسے پکاریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا جثہ اس قدر عظیم ہو گا کہ وہ ایک جگہ میں ایک ہی وقت تمام مخلوقات کو ایک آواز دیں گے تو ہر شخص یہی سمجھے گا کہ یہ خطاب خاص طور پر مجھ سے ہی ہے اور اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے جواب سننے سے مردوں کو منع فرما دے گا۔ نیز میں کہتا ہوں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کام پر متعدد فرشتے معین ہوں جیسے حفظہ وغیرہ۔ چنانچہ ہمارے اصحاب میں حلیمی اسی طرف گئے ہیں۔

سوال - مومن کی قبر کی وسعت میں مختلف احادیث ہیں۔

جواب - کوئی تعارض نہیں کہ یہ ہر مومن کی شان کے مطابق ہو گا۔

مختلف سوالات وجوابات

(۱) امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کیا میت کو سوالات کے وقت بٹھایا جائے گا یا سوتے ہی میں سوالات ہو جائیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ بٹھایا

کیا میت کے سامنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں گے؟

اس سوال کے جواب میں علامہ ابن حجر [illegible] امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح الصدور میں لکھتے ہیں

سئل الحافظ ابن حجر هل يكشف للميت حتى يرى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاجاب بانه لم يرد هذا في حديث انما ادعاه بعض من لا يحتج به بغير مستند سوى قوله في هذا الرجل ولا حجة فيه لان الاشارة الى الحاضر في الذهن محمولة (الفتاوی ۲۷)

ترجمہ: حافظ ابن حجر سے دریافت کیا گیا کہ کیا قبر میں پردے اٹھائے جاتے ہیں حتی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتا ہے حافظ صاحب نے جواب دیا کہ حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے بعض لوگوں نے [illegible] بات نقل کی ہے [illegible] هذا الرجل سے یہ استنباط کیا ہے مگر اس کی بات ثابت نہیں ہے کیونکہ هذا کا لفظ حاضر فی الذہن کیلئے آتا ہے۔

(جواب) [illegible] علامہ ابن حجر کی رائے ہے [illegible] فی هذا الرجل میں [illegible] قبر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

جائے گا ۲- پھر پوچھا گیا کہ "کیا سوال کے وقت روح کو پہلے جیسا جسم دیا جائے گا؟" آپ نے فرمایا کہ ہاں، لیکن ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ روح اس شخص کے جسم کے آدھے بالائی حصے میں آئے گی۔ ۳- پھر پوچھا گیا کہ "کیا میت کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے؟" تو آپ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہیں لیکن بعض متاخر غیر معتمد لوگوں نے "ھذا الرجل" سے استدلال کیا ہے، لیکن یہ دلیل صحیح نہیں کہ اشارہ فی الذہن کے لئے ہے۔ ۴- پھر پوچھا گیا کہ کیا بچوں سے بھی قبر میں سوال ہوگا؟ تو جواب دیا کہ ظاہر یہ ہے کہ سوال مکلف ہی سے ہوگا۔ ابن قیم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کہا کہ قبر میں جسم کے اندر روح کا اعادہ ہوگا لیکن اس سے پہلی جیسی زندگی حاصل نہ ہوگی کہ جس میں کھانے پینے کی خواہشات شامل ہوں بلکہ اس سے ایک قسم کی زندگی حاصل ہوگی جس سے سوال ہو سکے گا، جس طرح سونے والے کی زندگی، جاگنے والے کی زندگی سے مختلف ہے اسی طرح صاحب قبر کی زندگی، عام لوگوں کی زندگی سے مختلف ہے۔ یہ ایک ایسی زندگی ہے جس کے ہوتے ہوئے موت کا لفظ بھی صادق آتا ہے۔ یہ موت و زیست کے درمیان ایک درجہ ہے۔ حدیث میں یہ تعین نہیں کہ یہ حیات باقی رہے گی، حدیث سے تو اس کی مثال کا بدن سے

(بقیہ حاشیہ) [illegible]

[illegible]

متعلق ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ مثال روح بدنی کے پھول پھٹ جانے اور منتشر ہونے کے بعد بھی متعلق ہے۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ سوال کے وقت روح کا جسم میں آنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ اگرچہ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ یہ سوال بدروں سے کئے جائیں گے۔ اس گروہ میں ابن زاغوانی ہیں اور ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں بھی یہی سنا گیا ہے' لیکن جمہور اس قول کا انکار کرتے ہیں اور ان کے مقابلے میں بعض کہتے ہیں کہ سوال صرف روح سے ہی ہوگا اس کے قائل ابن حزم' ابن عقیل' ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہم ہیں' لیکن یہ غلط ہے کیونکہ اگر یہی بات ہے تو پھر سوال و جواب کے قبر میں خاص ہونے کی وجہ کیا ہے۔

پانچ میں پانچ

روض الریاحین (یافعی) میں شقیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزوں کی تلاش کی تو انکو پانچ چیزوں میں پایا (۱) گناہوں کے چھوڑنے کو نماز چاشت میں (۲) قبروں کی روشنی کو تہجد میں (۳) منکر نکیر کے جواب و تلاوت قرآن میں (۴) پل صراط پر سے گزرنے کو روزہ اور صدقہ میں۔ (۵) سایہ عرش کو گوشہ نشینی میں۔

(فائدہ) ابو الفضل طوسی نے عیون الاخبار میں اپنی سند سے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میت ملک الموت کا بے ہوشی کے عالم میں مشاہدہ

(بقیہ حاشیہ) حدیث نہیں ہے۔
(جواب) [illegible] عظمۃ للموص [illegible]
[illegible]
اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔
[illegible]

(باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

زمی ہے اور منکر نکیر کا اسی حالت میں۔

سوال قبر سریانی میں

ہمارے شیخ علم الدین بلقینی کے فتاویٰ میں ہے کہ میت قبر میں منکر نکیر کے سوالات کا جواب سریانی میں دیگی لیکن مجھے اس کی سند نہیں ملتی۔ اور ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ظاہر حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ جواب عربی میں ہوں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہر شخص سے اس کی زبان میں سوال ہو۔

بزازی حنفی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا کہ میت جس مقام پر ٹھہرے گی۔ وہیں اس سے سوال ہو گا۔ مثلاً جو کسی درندے کے پیٹ میں ہو گا اس سے وہیں سوال ہو گا اور جس کو کسی تابوت میں رکھا جائے گا تو اس سے اس وقت تک سوال نہ ہو گا جب تک اس کو قبر میں دفن نہ کیا جائے۔

(فائدہ) کثرت رائے کو ترجیح ہوتی

[illegible]

[illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۵) [illegible] (۶) [illegible]

[illegible] رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] الحمد للہ علی ذالک

باب

ان لوگوں کا بیان جن سے قبر میں سوال نہیں ہوگا

ابو القاسم سعدی نے "کتاب الروح" میں کہا کہ بروایات صحیحہ یہ بات ثابت ہے کہ۔ بعض خوش بختوں سے قبر کا سوال نہ ہوگا اور بعض حضرات سے قبر میں سوال نہ ہوگا اور منکر نکیر ان کے پاس نہ آئیں گے اور یہ یا تو اس شخص کی ذاتی خصوصیات ہیں یا موت کے وقت کی شدت کی وجہ سے یا مبارک زمانے کی وجہ سے۔

احادیث مبارکہ

(۱) ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا "یہ کیا بات ہے کہ شہید کے علاوہ ہر مومن قبر میں آزمائش کے اندر ڈالا جائے گا؟" تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تلوار کی بجلی اس کے لئے بجائے عذاب قبر کے ہو گئی۔"

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دشمن سے صبر کے ساتھ مقابلہ کیا حتیٰ کہ غالب ہوا یا شہید ہوا تو اسے عذاب قبر نہ ہوگا۔

(۲) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک دن رات اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے جو سرحد پر مستعد رہا (تو اس کا یہ عمل) ایک ماہ کی نماز اور روزوں سے بہتر ہے اور اگر وہ اس حالت میں مر گیا تو اس کا عمل جاری کر دیا جائے گا اور اس کا رزق بھی نیز منکر نکیر سے بھی اسے نجات مل جائے گی۔

(۳) حضرت فضالہ بن عبید نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ ہر میت کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو راہ خدا میں جہاد کی تیاری میں ہو کیوں کہ اس کا یہ عمل قیامت تک بڑھتا ہی رہے گا۔ اور وہ فتنہ قبر سے محفوظ ہو جائے گا ابن ماجہ کی روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ قیامت کی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رہے گا احمد' طبرانی' بزار' ابن عساکر وغیرہم نے اسی مضمون کی روایت اچھی سند سے کی ہیں۔

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرض میں مرا وہ شہید ہوا اور عذاب قبر سے بچا اور صبح و شام اس کا رزق جنت سے لا کر اس پر پیش کیا جائے گا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اگر یہ مرض عام ہے۔ لیکن دیگر احادیث سے اس میں قید معلوم ہوتی ہے کہ جس کو استسقاء یا اسہال کی بیماری ہو اس کو قبر میں عذاب نہ ہو گا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا شخص بہ قائمی ہوش و حواس مرتا ہے' تو اب اس سے مزید سوال نہ ہو گا' بہ خلاف دوسرے امراض میں مرنے والوں کے کہ ان کی عقل و حواس گم ہو جاتی ہے۔

(۵) مروی ہے کہ جو شخص ہر رات سورہ تبارک پڑھے گا۔ اس سے منکر نکیر سوال نہ کریں گے۔

(۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ جس نے سورہ ملک ہر رات تلاوت کی' وہ فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا۔ اور جو پابندی سے امنت بربکم فاسمعون پڑھتا رہے۔ تو اس پر منکر نکیر کا سوال آسان ہو جائے گا۔ کعب (رضی اللہ عنہ) سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

(۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ' جو مسلمان جمعہ کے روز یا جمعہ کی رات میں انتقال کرے گا وہ فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا۔

تطبیق الاحادیث

قرطبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ احادیث گزشتہ احادیث سے متعارض نہیں بلکہ ان احادیث کی تخصیص کرتی ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ جو شخص

دنیا میں ان مصائب کو برداشت کر چکا ہے وہ سوال سے محفوظ رہے گا ان باتوں میں قیاس و عقل کو دخل نہیں بلکہ یہاں تو اطاعت و اتقیاد کے علاوہ چارہ ہی نہیں۔ کیوں کہ ظاہر ہے کہ جو شخص میدان جنگ میں گیا اور اس کے سامنے موت آئی اور تلوار کی جھنکار اس نے سنی پھر بھی جما رہا تو یہ اس کے سچے مومن ہونے کی علامت ہے کیوں کہ اگر منافق ہوتا تو منافق ایسے مواقع پر کبھی نہیں ٹھہر سکتا بلکہ میدان چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ یہ تو مومن صادق کی شان ہے۔ اب جب کہ میدان جنگ میں اس نے اپنے پاک عقیدے کا بین ثبوت دے دیا تو سوال کا اعادہ قبر میں کیوں کر ہوگا؟ قرطبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب شہید سے سوال نہ ہوگا تو صدیق تو اس سے بھی مرتبہ میں اعلیٰ ہے بلکہ وہ شخص جس نے جہاد بھی نہ کیا بلکہ محض اپنے گھر بار کو چھوڑ کر سرحد کی حفاظت کو گیا وہ بھی سوال سے محفوظ رہے گا۔ تو صدیق کا تو پھر کیا کہنا۔ حکیم ترمذی نے صراحت کر دی کہ "صدیقین سے سوال نہ ہوگا" ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں کہ ویفعل اللہ مایشاء ہم اس کا مطلب یہ سمجھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ ہے کہ کچھ لوگوں کا وہ مرتبہ اتنا بلند فرمادے کہ ان کو سوال قبر سے مستثنیٰ کر دے' جیسے کہ صدیقین اور شہداء۔ حکیم ترمذی سے جو بات منقول ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ انعام میدان جہاد میں شہید ہونے والوں ہی کے ساتھ مخصوص ہے لیکن احادیث سے اس طرف رہنمائی ہوتی ہے کہ یہ ہر قسم کے شہید کو عام ہے۔

(فائدہ) ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ "**بذل الماعون فی فضل الطاعون**" میں یقین سے کہا کہ' طاعون سے مرنے والا بھی سوال قبر سے مستثنیٰ ہے کیوں کہ وہ معرکہ میں شہید ہونے والے کی طرح ہے کیوں کہ جو اس مرض میں صبر کرتا ہے وہ یقین کر لیتا ہے کہ اس کو وہ مصیبت ہی پہنچ سکتی ہے جو اللہ کی طرف سے مقدر ہوتی ہے۔ اس طرح اس کے ضمیر کی صداقت اور حقانیت ظاہر ہو جاتی ہے پھر اس سے دوبارہ سوال کی کیا حاجت۔ حکیم ترمذی نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے اس سے سوال ساقط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو اللہ کے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے روک

رکھتا ہے۔ اب جب کہ وہ اسی حالت پر مر گیا تو اس کے ضمیر کی صداقت ظاہر ہو جائے گی اور فتنہ قبر سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور جو شخص جمعہ کو مرتا ہے اس پر ان انعامات سے حجابات اٹھ جاتے ہیں۔ جو اللہ نے اس کے لئے تیار کئے ہیں' کیونکہ جمعہ کے روز جہنم بھڑکایا نہیں جاتا اور نہ ہی جہنم کے دروازے کھلتے ہیں۔ تو اس دن اللہ تعالیٰ کا کسی مومن کی روح کو قبض کرنا اس کے سعادت مند ہونے کی کافی دلیل ہے جو شخص جمعہ کو مرتا ہے اس کو شہید کا سا اجر ملتا ہے نیز قیامت کے دن اس پر شہید کی مہر ہو گی۔

(۱) حضرت ایاس بن بکیر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کو مرا اسے شہید کا اجر ملے گا اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

(فائدہ) حضرت عطاء بن یسار نے روایت مذکورہ مع اضافہ کے کی' لیکن اگر شہید میں مزید تعمیم کر دی جائے تو بہت ہی اچھا ہو کیوں کہ شہداء تیس سے زائد ہیں۔ میں نے ان کو ایک مستقل رسالے میں لکھا ہے۔ یہ سوال بہ کثرت کیا جاتا ہے کہ کیا قبر میں بچوں سے بھی سوال ہو گا؟ تو اس مسئلہ کو ابن قیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الروح میں ذکر کرتے ہوئے حنابلہ کے دو قول نقل کئے ہیں' پہلا تو یہ کہ سوال ہو گا' کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دعا کی کہ اے اللہ تو اس کو عذاب قبر سے بچانا۔ قرطبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس پر یقین ظاہر کیا ہے اور کہا کہ اس وقت ان کی عقل مکمل کر دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ اپنی نیک بختی کو پہچان سکیں۔ اور ان کو سوالات کے جوابات بھی بذریعہ الہام بتا دیئے جاتے ہیں۔ ضحاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہی کہا۔ ابن جریر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جوہبر سے روایت کی کہ ضحاک بن مزاحم کا چھ روز کا بچہ مر گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب میرے بچے کو اس کی قبر میں رکھو تو اس کے چہرے کو کھول دینا اور گرہ بھی کھول دینا کیوں کہ میرے بیٹے کو بٹھایا جائے گا اور سوال کیا جائے گا میں نے پوچھا کہ اس سے کیا سوال ہو گا؟ تو انہوں نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں جو اقرار لیا

گیا تھا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ سوال نہ ہوگا۔ کیوں کہ سوال تو اس سے ہوگا جو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے بھیجنے والے کو سمجھتا ہو، تو اس سے پوچھا جائے گا کہ اس نے ان کی اطاعت کی یا نہیں؟ اور حدیث کا جواب یہ ہے کہ عذاب قبر سے مراد نہ قبر کا عذاب ہے اور نہ سوال، بلکہ وہ تکلیف ہے جو غم اور حسرت اور وحشت کی وجہ سے ہوگی۔ اور یہ بچوں کو بھی ہے، یہ قول صحیح اور صواب ہے۔ نسفی نے "بحر الکلام" میں کہا کہ انبیاء علیہم السلام اور مومنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بچوں سے حساب و کتاب نہ ہوگا اور نہ ہی منکر نکیر کا سوال ہوگا۔ ہمارے علمائے شافعیہ نے فرمایا کہ دفن کے بعد بچہ کو تلقین نہ کی جائے، یہ صرف بالغ کے لئے ہے۔ چنانچہ علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الروضہ میں بھی ذکر کیا اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ بچوں سے سوال نہ ہوگا اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

فائدہ۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً روایت کی کہ جو شخص داڑھی میں خضاب[1] لگاتا تھا وہ مر گیا تو اس سے منکر نکیر سوال نہ کریں گے۔ منکر کہے گا اے نکیر میں اس شخص سے کیوں کر سوال کروں کہ جس کے چہرے پر اسلام کا نور درخشاں ہے۔

---

[1] یعنی وہ خضاب جو سنت ہے اور وہ مہندی وغیرہ کا ہے، نہ کہ کالا، کیونکہ کالا خضاب جس کو لوگوں نے لگایا [illegible] مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی تصنیف سیاہ خضاب میں ہے۔

باب

قبر کی گھبراہٹ لیکن مومن کیلئے فراخ اور آسان

احادیث مبارکہ (۱)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہانی نے روایت کی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو جاتی تو ان سے کہا جاتا کہ آپ جنت کا ذکر کرتے ہیں اور نہیں روتے' لیکن قبر کو دیکھ کر روتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ قبر پہلی منزل ہے' جس نے اس سے نجات پائی تو بعد والی منازل اس کے لئے آسان ہیں اور اگر اس نے نجات نہ پائی تو بعد والی منازل اس سے بھی زیادہ کٹھن اور دشوار ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کا منظر ہر منظر سے زیادہ ہولناک ہے۔

(۲) حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازہ میں شریک تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر کے کنارے پر بیٹھے اور خود بھی روئے اور دوسروں کو بھی رلایا' حتیٰ کہ مٹی بھیگ گئی۔ پھر فرمایا کہ اے بھائیو اس کے لئے تیاری کرو۔

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ 'ایک شخص کا مدینہ میں انتقال ہو گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کاش کہ اس کا انتقال اس کی جائے پیدائش میں نہ ہوتا تو لوگوں نے عرض کی کہ وہ کیوں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ جب انسان اپنے مولد کے سوا کہیں اور مرتا ہے تو اس کو جنت میں اس قدر ہی مسافت دیدی جائے گی۔ (ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے)۔

(۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "قبر یا تو جہنم کا گڑھا ہے یا جنت کا ایک ٹکڑا ہے" (ابن ابی شیبہ نے بھی یہی روایت کی)۔

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اپنی قبر میں ستر ہاتھ کے سبزہ زار میں پھرتا رہتا ہے اور چودھویں کے چاند کی طرح قبریں ہوتی ہیں۔

(۶) حضرت بن معبد معاذ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ بتائیے کہ مردے کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ مومن ہے تو اس کی قبر چالیس ہاتھ بڑھادی جاتی ہے قرطبی نے کہا کہ یہ معاملہ ضغطہ قبر اور سوال کے بعد ہوگا اور کافر کی قبر مسلسل تنگ ہی رہے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ روضة من رياض الجنة او حفرة من حفرة النار ہمارے نزدیک حقیقت پر محمول ہے۔ اس سے مجازی معنی مراد نہیں اور مومن کی قبر سبزہ سے بھر جاتی ہے اور بعض علما نے اس کے مجازی معنی مراد لئے یعنی مومن پر سوال کا آسان ہو جانا اور راحت و عیش سے رہنا گویا کہ حد نگاہ تک وسعتیں پھیلی ہوئی ہیں' قرطبی کہتے ہیں صحیح پہلی بات ہی ہے۔

(۷) حضرت وہب بن منبہ نے روایت کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریین کے ہمراہ ایک قبر پر کھڑے تھے' تو لوگوں نے قبر کی وحشت' تاریکی اور تنگی کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم اس سے بھی زائد تنگ جگہ میں تھے' یعنی ماں کے پیٹ میں۔

حکایت

حضرت ابوامامہ کے ساتھی ابو غالب نے روایت کی کہ شام میں ایک شخص کی موت کا وقت آگیا تو اس نے اپنے چچا سے کہا کہ اگر مجھ کو اللہ (عزوجل) میری ماں کی طرف لوٹا دے تو بتائیے کہ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی؟ انہوں نے کہا کہ بخدا وہ تم کو جنت میں داخل کردے گی۔ تو اس شخص نے کہا کہ

اللہ (عزوجل) مجھ پر والدہ سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ پھر اس نوجوان کا اس گفتگو کے بعد انتقال ہو گیا تو میں اس کے چچا کے ساتھ قبر میں داخل ہوا تو اچانک ایک اینٹ گر پڑی تو اس کا چچا دوڑ کر آگے بڑھا۔ پھر رک گیا۔ میں نے کہا کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس کی قبر نور سے بھرپور ہے نیز حد نگاہ تک وسیع ہے۔

حکایت

حمید نے کہا کہ میری ایک بھتیجی تھی۔ اور انہوں نے بھی (ایک روایت) مذکورہ بالا حکایت کی طرح سنائی۔ لیکن انہوں نے یہ کہا کہ میں نے قبر میں جھانک کر دیکھا تو وہ میری حد نگاہ تک وسیع تھی' تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا تم کو بھی وہ نظر آیا جو مجھ کو نظر آیا تھا تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ تم کو مبارک ہو۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ بنو حضرمی کے بزرگوں میں ایک بزرگ شخص بصرہ میں رہتا تھا اس کا ایک بھتیجا تھا جو فاحشہ عورتوں کی صحبت میں رہتا تھا بوڑھا ہمیشہ اپنے اس بھتیجے کو نصیحت کرتا تھا۔ اتفاقاً وہ نوجوان مر گیا جب اس کو قبر میں اتار دیا گیا تو کچھ شبہ ہوا۔ چنانچہ ایک اینٹ سرکا کر اندر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس کی قبر بصرہ کے گھوڑ دوڑ کے میدان سے بھی زیادہ وسیع ہے اور وہ درمیان میں کھڑا ہے پھر اینٹ کو واپس لگا دیا گیا اور گھر آ کر اس کی بیوی سے اس کے اعمال کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ یہ جب مؤذن کی شہادت کو سنتا تھا تو کہتا تھا کہ "جس کی تو گواہی دیتا ہے اس کی گواہی میں بھی دیتا ہوں" اور دوسروں سے بھی کہتا تھا کہ یہی کہو۔

حکایت

عبدالرحمن بن احمد ؒ عجلی نے اپنی سند سے بیان کیا کہ میں نے کوفہ میں ایک

جوان کی نماز جنازہ میں شرکت کی اب جو میں اس کی قبر درست کرنے کو داخل ہوا تو اینٹیں لگاتے میں ایک اینٹ گر گئی تو مجھے اندر رعب اور طوفان کا منظر نظر آیا۔

حکایت

ابو اسحاق ابراہیم بن ابی سفیان نے کہا کہ مجھے ایک قبر کھودنے والے نے بتایا کہ میں دو قبریں کھود چکا تو تیسری قبر میں لگ گیا۔ دھوپ بہت سخت تھی تو میں نے گڑھے کے اوپر چادر ڈال دی اور میں اندر بیٹھ گیا۔ اتنے میں دو شخص گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے اور پہلی قبر پر کھڑے ہو گئے' پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ لکھو اس نے کہا کہ کیا لکھوں؟ کہا کہ لکھو "فرسخ فی فرسخ" میں بیٹھ کر جنازوں کا انتظار کرنے لگا۔ تو ایک جنازہ تھوڑے سے انسانوں کے ساتھ آیا اور پہلی قبر پر روک دیا گیا۔ میں نے کہا کہ یہ کس کی میت ہے؟ جواب ملا کہ ایک بہشتی ہے (پانی بھرنے والا) بیر السلال تھا مر گیا' ہم نے چندہ کیا اور اس کے دفن کا انتظام کر دیا۔ میں نے کہا میں کچھ نہ لوں گا یہ اس کے بچوں کو دے دینا۔ میں نے اس کو انکے ساتھ لے کر دفن کرا دیا۔ پھر دوسرا جنازہ آیا اس کے ساتھ صرف اس کے اٹھانے والے ہی تھے۔ یہ اس (قبر) پر جس کے بارے میں کہا گیا تھا کہ حد نگاہ تک رکا میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک مسافر ہے جو گھوڑے پر مر گیا تھا اور اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ میں نے اس سے بھی کچھ نہ لیا۔ پھر تیسرے کا انتظار کرنے لگا۔ اب عشاء کے قریب ایک سردار کی عورت کو لائے۔ میں نے دفن کر کے پیسے مانگے تو انہوں نے میرے سر پر جوتے مارے اور چل دیئے۔

(فائدہ) مروی ہے کہ ایک شخص ایسے وقت آیا جب کہ میت کو اس کی قبر میں اتارا جا رہا تھا تو اس نے کہا کہ جو ماں کے پیٹ میں بچے پر آسانی کرتا ہے وہ تجھ پر بھی آسانی کر سکتا ہے۔

(حدیث ۸) مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کی تاریکی اور تنگی کا کیا حال ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ انسان جس حال پر ہوتا ہے اسی حال پر اس کی وفات ہوتی ہے۔

(حکایت) ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے بحرین میں ایک میت کو غسل دیا تو اس کے گوشت پر لکھا تھا کہ طوبی لک یا عریب میں نے غور سے دیکھا تو یہ تحریر کھال اور گوشت کے درمیان تھی۔

(حکایت) عقبہ بن ابی معیط کہتے ہیں کہ میں احنف بن قیس کے جنازہ میں شریک ہوا اور ان کی قبر میں اترا تو میں نے دیکھا کہ اس کو حد نظر تک فراخ کر دیا گیا ہے تو میں نے ساتھیوں کو بتایا۔ لیکن جو میں نے دیکھا وہ نہ دیکھ سکے۔ حجاج نے ابن جبیر کو ان کے دروازے پر سولی دی کیونکہ اس کی عادت تھی کہ قاریوں کو ان کے دروازے پر ہی سولی دیا تھا تو ہم رات کے وقت وہاں روشنی دیکھتے تھے۔

(فائدہ) حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ جب نجاشی کا انتقال ہو گیا تو ہم اس کی قبر پر مسلسل نور دیکھتے تھے۔

(حکایت) مغیرہ بن حبیب نے روایت کی کہ عبداللہ بن غالب دانی ایک جنگ میں شہید ہو گئے جب ان کو دفن کیا گیا تو ان کی قبر سے مشک کی مہک آئی۔

(حکایت) ایک مرتبہ ان کے کسی بھائی نے انکو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کیا برتاؤ ہوا؟ کہا کہ بہت اچھا پھر پوچھا کیا ٹھکانہ ملا؟ کہا جنت پھر پوچھا کس سبب سے؟ کہا کہ "حسن یقین" اور "تہجد کی نماز" اور پیاسا رہنا۔ پوچھا کہ خوشبو تمہاری قبر میں کیسی آتی ہے؟ کہا کہ یہ تلاوت اور روزہ کی وجہ سے ہے۔

(حکایت) حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ میں عبداللہ بن غالب کی قبر میں اترا اور اس کی تھوڑی سی مٹی ہاتھ میں لی تو وہ مشک کی طرح تھی۔ اب لوگ اس قبر کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہوئے تو اس کو پاٹ دیا گیا۔

(فائدہ) فردوس دیلمی میں ہے کہ آخرت کے انصاف کی پہلی منزل قبر ہے جس میں شریف و کمین کی کچھ تمیز نہیں۔

(حدیث ۹) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کی سب سے زائد قابل رحم حالت وہ ہوتی ہے

جب اس کے گھر والے اس کو دفن کر کے واپس جاتے ہیں۔

(حدیث ۱۰) حضرت ابو عاصم حنبلی نے مرفوعاً روایت کی کہ سب سے پہلا تحفہ مومن کو اس کی قبر میں یہ ملتا ہے کہ تو خوش ہو جا کہ جن لوگوں نے تیرے جنازہ کا ساتھ دیا ان کی مغفرت ہوئی۔ (جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے)

اسی مضمون کی بہت سی احادیث دوسرے حضرات سے مروی ہیں۔

باب

(۱۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال پر فرمایا کہ "اے اللہ ان کے لئے فراخی پیدا فرما اور ان کی قبر کو منور فرما۔"

(۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبریں تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہیں' اللہ تعالیٰ لوگوں پر میری دعا کرنے کی وجہ سے ان کو منور فرمائے گا۔

(۱۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ مسجد میں ہنسنا قبر میں تاریکی کا باعث ہے۔

(۱۴) حضرت ساری بن لحیہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ' جب تم کہیں سفر پر جاتے ہو تو کتنی تیاری کرتے ہو' تو قیامت کے سفر کی تیاری کا کیا عالم ہو گا۔ اے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جو تم کو نفع دے۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان ہوں بتائیے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخت گرمی کے موسم میں حشر کیلئے روزہ رکھو اور رات کی تاریکی میں دو رکعتیں پڑھنا' تاکہ قبر میں روشنی ہو۔

(۵) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر دن سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین پڑھا تو وہ فقر سے محفوظ رہے گا، قبر میں وحشت نہ ہو گی اور جنت کے دروازے اس کے لئے کھل جائیں گے۔ (خطیب نے بھی اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عالم مر جاتا ہے تو اس کا علم قیامت تک قبر میں اس کو مانوس کرنے کے لئے متشکل ہو کر رہتا ہے اور زمین کے کیڑوں کو دفع کرتا ہے۔

(۷) حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ خیر اور بھلائی کی باتیں خود بھی سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ کیونکہ میں خیر کے سیکھنے اور سکھانے والوں کی قبر کو منور کروں گا تاکہ ان کو وحشت نہ ہو۔

حکایت

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ میں نے ایک جنازہ کو اٹھایا تو کہا اللہ (عزوجل) میرے لئے موت میں برکت دے۔ تو وہاں بولنے والا میت کے تخت پر سے بولا۔ اور موت کے بعد بھی۔ یہ سن کر مجھ پر بہت خوف طاری ہوا۔ جب لوگ دفن کر چکے تو میں قبر کے پاس متفکر ہو کر بیٹھ گیا کہ اچانک قبر سے ایک شخص نمودار ہوا جس کے کپڑے صاف تھے حسین چہرہ تھا اور خوشبو مہک رہی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا اے ابراہیم! میں نے کہا کہ لبیک! آپ کون ہیں خدا آپ پر رحم فرمائے۔ اس نے کہا کہ تخت پر سے "موت کے بعد بھی" کہنے والا میں ہی ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میرا نام سنت ہے میں دنیا میں انسان کی ہولی ہوں اور قبر میں نور و مونس و غمخوار ہوں اور قیامت میں جنت کی طرف رہنما اور قائد فتح ہوں گا۔

(۱۹) حضرت امام جعفر بن محمد باقر سے انہوں نے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی مومن کو خوشی کی بات سناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو خدا کی عبادت اور توحید بیان کرتا ہے اور جب یہ بندہ مرتا ہے تو خوشی کا یہ فرشتہ اس کی قبر میں آتا ہے۔ اور دریافت کرتا ہے کہ کیا تم مجھ کو پہچانتے ہو؟ تو وہ بندہ پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں؟ وہ کہتا ہے میں اس خوشی کی شکل ہوں جو تو نے فلاں مومن کو عطا کی تھی اب میں تیری وحشت میں تیرا مونس ہوں اور میں تجھے تیری حجت بتاؤں گا اور اور قول ثابت سے تجھ کو ثابت قدمی عطا کروں گا اور قیامت میں تیرے پاس آؤں گا اور تیرے لئے شفاعت کروں گا اور تیرا مقام تجھ کو جنت میں دکھاؤں گا۔

(۲۰) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرفوعاً روایت کی کہ جس نے اللہ کی مساجد کو روشن کیا اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو روشن فرمائے گا اور جس نے اس میں خوشبوئیں رکھیں تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے خوشبو مہیا فرمائے گا۔

(۲۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ مریض کی عیادت کرنے والے کو کیا اجر ملے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے لئے دو فرشتے مقرر کئے جائیں گے جو قبر میں ہر روز اس کی عیادت کریں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔

(۲۲) حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ قبر میں بھی حساب ہے اور آخرت میں بھی حساب ہے تو جس کا حساب قبر میں ہو گیا اسے نجات ہوگی اور جس کا نہ ہوا اسے قیامت میں عذاب ہوگا۔ تو مومن کا حساب قبر میں ہوتا ہے کہ کل میدان حشر میں آسانی ہو۔

(۲۳) حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہ ہوگا کہ اس کا حساب حشر میں ہو اور اس کی مغفرت کی جائے مسلم اپنا عمل قبر ہی میں دیکھ لے گا۔

(۲۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے و قدرت میں میری جان ہے کہ جو شخص قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذرہ برابر رغبت رکھے گا اور وہ دجال کا زمانہ پائے گا تو اس پر ایمان لائے گا ورنہ وہ اس پر قبر میں ایمان لائے گا۔

باب

بیانِ عذابِ قبر

نعوذ باللہ من عذاب القبر ہم عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں

بعض فرقے سابق زمانہ میں اور ہمارے دور میں نیچری اور منکرین حدیث وغیرہ عذاب و ثواب قبر کے منکر ہیں ان کے رد میں امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عذاب قبر کا ذکر قرآن مجید میں جا بجا ہے۔ جیسا کہ میں نے اپنی کتاب اکلیل فی استنباط التنزیل میں بیان کیا ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے کہ اللھم انی اعوذ بک من عذاب القبر

(۲) بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عذاب قبر حق ہے۔

(۳) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوۃ السلام بنو نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے اور ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ راستے میں وہ خچر شوخی کرنے لگا اب جو دیکھا تو چھ یا پانچ یا چار قبریں اس کے قریب تھیں۔ حضور علیہ الصلوۃ السلام نے دریافت کیا کہ ان قبر والوں کو کون پہچانتا ہے؟ تو ایک شخص بولا کہ میں پہچانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کب مرے؟ تو اس نے کہا کہ حالت شرک میں مرے تو آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ اگر تمہارے مر جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں دعا کرتا کہ یہ عذاب تم کو سنا دیا جاتا۔ احمد اور بزار نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی روایت کی۔

(۴) حضرت شیخین نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر والوں کو ایسا عذاب دیا جاتا ہے جس کو چوپائے سنتے ہیں۔

(۵) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر پر اس کی قبر میں قیامت تک کے لئے ننانوے اژدہے مقرر کئے جاتے ہیں جو اسے کاٹتے رہتے ہیں۔

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی قبر میں باغ ہوتا ہے اور قبر ستر گز اس کے لئے فراخ کر دی جاتی ہے اور اس میں چودھویں کے چاند کی طرح روشنی ہوتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو یہ آیت فان له معيشة ضنكا معلوم ہے کہ کس بارے میں نازل ہوئی؟ تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اللہ و رسوله اعلم تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کافر کے عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔ قسم ہے اس کی کہ جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے کافر پر اس کی قبر میں ننانوے اژدہے مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو قیامت تک اس پر پھنکارتے رہیں گے اور اسے ڈستے رہیں گے۔

(۷) حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر پر دو سانپ مقرر ہوں گے ایک سر کی جانب سے اور دوسرا پیر کی جانب سے وہ اس کو قیامت تک کاٹتے رہیں گے۔

(۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیشاب کی چھینٹوں سے بچو کہ عموماً عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۹) حضرت شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے معاملے میں نہیں ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر قبر میں ایک ایک لگا دی۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیوں کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ شاید جب تک یہ خشک نہ ہوں اللہ ان کے عذاب میں کمی فرمائے۔

(فائدہ) نبی علیہ السلام کا لفظ لعلہ یقیناً تحقیق کے طور ہوتا ہے۔

(۱۰) انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھجور کے باغ میں چل رہے تھے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پیچھے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا تم وہ سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ اس قبر والے کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ پس اس کے بارے میں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ یہودی تھا۔

(۱۱) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عذاب قبر میں تین چیزوں سے ہوتا ہے۔ ۱۔ پیشاب ۲۔ غیبت ۳۔ چغل خوری۔

(۱۲) عکرمہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے قول کمایئس الکفار من اصحاب القبور کی تفسیر یہ بیان کی کہ کفار جب قبر میں رسواکن عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو رحمت الٰہی سے محروم ہو جائیں گے۔

حکایت

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ میں بدر کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص گڑھے سے نکلا جس کی گردن میں زنجیر تھی۔ اس نے مجھے پکار کر کہا اے عبداللہ مجھے پانی پلاؤ۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ اس نے میرا

نام لے کر پکارا یا عرب کے طریقہ پر پکارا اس کے پیچھے ایک آدمی کوڑا لئے ہوئے نکلا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اے عبداللہ تم اس کو پانی نہ پلانا کیوں کہ یہ کافر ہے۔ پھر اس کو کوڑے سے مارا حتی کہ وہ اپنے گڑھے کی طرف واپس لوٹ گیا۔ تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کو دیکھا؟ میں نے کہا ہاں۔ تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالی کا دشمن ابو جہل تھا اور یہ عذاب قیامت تک ہوگا۔

حکایت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کی کہ میں ایک سفر کے موقع پر زمانہ جاہلیت کے قبرستان پر گزرا تو ایک قبر سے ایک آدمی نکلا جس پر آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور گلے میں آگ کی زنجیر تھی۔ میرے پاس پانی کا ایک برتن تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا اے عبداللہ! مجھے سیراب کرو۔ اتنے میں اس کے پیچھے ایک آدمی قبر سے اور نکلا اور اس نے کہا اے عبداللہ! تم اس کو سیراب نہ کرنا کیوں کہ یہ کافر ہے پھر اس نے اس کو کوڑے سے مارا اور کھینچ کر قبر میں دھکیل دیا پھر میں نے رات ایک بڑھیا کے پاس گزاری جس کے گھر کے قریب ایک قبر تھی تو میں نے قبر سے آواز سنی کہ بول وما بول شن وما شن میں نے بوڑھیا سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ میرا شوہر ہے جب پیشاب کرتا تھا تو اس کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا میں اس سے کہتی تھی کہ اللہ جب پیشاب کرتا ہے تو چھینٹوں سے نہیں بچتا ہے۔ لیکن وہ نہ سنتا تھا۔ تو اب جب سے مرا ہے کہہ رہا ہے کہ بول وما بول میں نے کہا کہ الشن وما الشن کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس کے پاس ایک پیاسا شخص آیا۔ تو اس نے کہا مجھے پانی پلاؤ۔ اس نے کہا کہ مشکیزہ لے لو۔ جب اس شخص نے مشکیزہ اٹھایا تو وہ خالی تھا۔ وہ شخص اس کو خالی دیکھ کر بے ہوش ہو گیا اور پھر مر گیا تو یہ اس دن

(ترجمہ) بول: پیشاب ہے۔ [illegible]

ہی سے پکار رہا ہے۔ "عطشنیہ واعطشنیہ" پھر جب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے تنہا سفر کرنے کی ممانعت فرمادی۔

حکایت

حضرت حویرث بن رباب نے بالکل اسی طرح واقعہ بیان کیا' اس میں اتنے الفاظ مزید ہیں کہ جب میں اس عجیب و غریب واقعہ کو دیکھ چکا تو صبح کو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا کہ بخدا میں تیری تکذیب نہیں کرتا تو نے مجھے سچا واقعہ سنایا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند بزرگوں کو بلایا جو زمانہ جاہلیت پاچکے تھے۔ جب وہ آئے تو آپ نے حویرث سے کہا کہ پورا واقعہ ان بزرگوں کو سناؤ چنانچہ انہوں نے سنایا۔ وہ بزرگ سن کر کہنے لگے کہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! قبر والے آدمی کو ہم نے پہچان لیا ہے۔ بنو غفار کا ایک شخص ہے جو زمانہ جاہلیت میں مر چکا تھا' یہ شخص مہمانوں کا کوئی حق اپنے اوپر نہ رکھتا تھا۔

حکایت

حضرت ابو رافع نے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بقیع میں گزرا' تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اف' اف" تو میں نے گمان کیا کہ شاید آپ میرا ارادہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس قبر والے شخص کو میں نے بنو فلاں کے پاس زکوٰۃ وصول کرنے بھیجا تھا تو اس نے ایک زرہ بطور خیانت بچالی۔ اب وہ زرہ آگ کی ہو گئی ہے اور اس کو پہنا دی گئی ہے۔

حکایت

حضرت عمر بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ایک ایسا شخص

انتقال کر گیا جس کو لوگ متقی سمجھتے تھے۔ جب وہ اپنی قبر میں آیا تو فرشتوں نے کہا کہ ہم تجھ کو اللہ کے عذاب کے سو کوڑے ماریں گے۔ اس نے کہا کہ کیوں مارو گے حالانکہ میں تو ورع و تقویٰ کو اختیار کئے ہوئے تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ اچھا چلو پچاس ہی مار دیں گے۔ پھر وہ برابر بحث کرتا رہا حتیٰ کہ وہ فرشتے ایک کوڑے پر آ گئے اور انہوں نے ایک کوڑا مارا جس سے تمام قبر بھڑک اٹھی۔ اور وہ شخص جل کر خاکستر ہو گیا پھر اس کو زندہ کیا گیا تو اس نے دریافت کیا کہ اب یہ تو بتاؤ کہ تم نے یہ کوڑا کیوں مارا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک روز تو نے بے وضو نماز پڑھ لی تھی اور ایک روز ایک مظلوم تیرے پاس فریاد لے کر آیا۔ مگر تو نے فریاد رسی نہ کی۔

نبوی خواب اور عذابیوں پر عذاب

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسا اوقات دریافت فرماتے 'کیا تم میں کسی نے آج خواب دیکھا ہے' تو ایک روز آپ نے فرمایا کہ آج رات میرے پاس دو شخص آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو' میں ان کے ساتھ ہو لیا وہ مجھ کو ارض مقدسہ میں لے آئے اور ہم نے دیکھا کہ ایک شخص لیٹا ہے اور اس کے سرہانے ایک شخص پتھر اٹھائے کھڑا ہے اور پے در پے پتھروں سے اس کے سر کو کچل رہا ہے' سر ہر مرتبہ کچلنے کے لئے ٹھیک ہو جاتا ہے میں نے ان فرشتوں سے کہا کہ سبحان اللہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلئے چنانچہ ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو گدی کے بل سو رہا تھا اور ایک لوہے کا چمٹا لئے ہوئے اس پر کھڑا تھا اور وہ اس کی باچھیں ایک طرف سے پکڑ کر اس کی گدی کی طرف کھینچتا تھا اور اس کے نتھنے اور آنکھیں بھی گدی کی طرف اور پھر دوسری جانب سے بھی ایسا ہی کرتا تھا ابھی ایک جانب سے وہ اپنا کام مکمل کر پاتا تھا کہ دوسری طرف ٹھیک ہو جاتی۔ پھر وہ اسی کام میں لگ جاتا۔ میں نے ان سے

دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا آگے چلے۔ ہم آگے چل کر ایک تنور پر پہنچے جس میں سے شور شغب کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ہم نے اندر جھانک کر دیکھا تو اس میں مرد اور عورت ننگے تھے نیچے سے ان کی طرف شعلے لپکتے تھے جب شعلے ان کی جانب بڑھتے تھے تو وہ شور مچاتے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا کہ آگے چلے۔ ہم آگے چل کر ایک نہر پر پہنچے جو سرخ خون کی تھی۔ نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور کنارے پر بہت سے پتھر لئے ایک آدمی کھڑا تھا۔ یہ تیرنے والا شخص اس کنارے والے شخص کے سامنے آ کر منہ پھاڑتا تھا تو یہ اس کے منہ میں ایک پتھر ڈال دیتا تھا۔ پھر وہ کچھ دیر تیر کر واپس آتا تھا اور منہ پھاڑتا تھا اور یہ پھر اس کے منہ میں پتھر رکھ دیتا تھا۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری تھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلئے۔ پھر ہم آگے چل کر ایک بدترین شکل کے آدمی کے پاس پہنچے۔ اس کے پاس آگ تھی وہ اس کے گرد پھر رہا تھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ آگے چلے۔ پھر ہم ایک سرسبز باغ میں پہنچے جس میں فصل بہار کا ہر پھول تھا اور باغ میں ایک شخص اس قدر لمبا تھا کہ اس کا سر آسمان سے لگتا تھا اور اس کے پاس بچے تھے جن کو میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آگے چلے تو ہم ایک عظیم باغ میں پہنچے کہ اس سے بڑا باغ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ ہی اس سے زیادہ حسین و جمیل باغ کبھی نگاہ سے گزرا تھا انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس میں چلے۔ ہم اس کے اندر داخل ہوئے تو ہم ایک ایسے شہر میں پہنچ گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ ہم نے شہر کے دروازے پر پہنچ کر اس کو کھلوایا۔ جب اندر داخل ہوئے تو وہاں کے لوگ کچھ عجیب ہی تھے ان کا آدھا جسم تو حسین ترین اور آدھا بدترین تھا۔ دو فرشتوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں داخل ہو جاؤ۔ سامنے ایک نہر تھی جس کا پانی خالص سپید تھا۔ وہ اس میں داخل ہو گئے۔ جب واپس آئے تو ان کی بدصورتی حسن میں تبدیل ہو چکی تھی۔ ان دو فرشتوں نے کہا کہ یہ "جنات عدن" ہے اور یہ آپ کا ٹھکانہ ہے۔ اب جو میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک محل سپید بادل کی مانند تھا۔ میں نے ان سے کہا:

یا رسول اللہ اب مجھ کو چھوڑ دو تاکہ میں اپنے محل میں داخل ہو جاؤں۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ داخل تو ہوں گے لیکن ابھی نہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ تمام چیزیں جو رات دیکھی تھیں ان کی تشریح کرو۔ انہوں نے کہا کہ پہلا شخص جو آپ نے دیکھا تھا وہ تھا جس نے قرآن پڑھ کر چھوڑ دیا تھا اور فرض نمازوں کے وقت سو جانے کا عادی تھا۔ اس کے ساتھ یہ برتاؤ قیامت تک ہوگا اور دوسرا شخص جھوٹا تھا اس کے ساتھ یہ برتاؤ قیامت تک ہوگا۔ اور ننگے مرد اور عورتیں زانی اور زانیہ عورتیں تھیں۔ اور نہر میں تیرنے والا سود خوار تھا اور وہ آگ کے پاس گھومنے والا شخص مالک ہے جو جہنم پر مقرر ہے اور باغ میں کھڑا ہونے والا دراز قد شخص ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے پاس کھڑے ہونے والے بچے وہ ہیں جو فطرت پر مر گئے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ان میں مشرکین کے بچے بھی شامل ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ اور وہ لوگ جو آدھے خوبصورت اور آدھے بد صورت تھے وہ اچھے برے دونوں کام کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر فرمایا۔ اور میں جبرئیل علیہ السلام ہوں اور یہ میرے ساتھی میکائیل علیہ السلام ہیں۔

قاعدہ

علماء فرماتے ہیں کہ یہ خواب "عذاب برزخ" میں نص ہے کیوں کہ انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے۔

خواب کا مزید مضمون

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کچھ ایسے اشخاص دیکھے جن کی زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں میں نے دریافت کیا کہ 'یہ کون ہیں؟ تو بتایا گیا' یہ وہ لوگ ہیں جو ایسی چیزوں سے زینت حاصل کرتے تھے جو ان کے لئے جائز نہ

تھیں۔ نیز میں نے ایک گڑھا دیکھا جس میں چیخ و پکار کی آوازیں آ رہی تھیں۔ میں نے دریافت کیا کہ "یہ کیا ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو ناجائز اشیاء سے زینت حاصل کرتی تھیں۔ اور کچھ لوگ ایسے دیکھے جو آب حیات میں غسل کر رہے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے اور برے دونوں قسم کے اعمال کئے تھے۔

(فائدہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ "وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو ایک دن فجر کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رات میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھے آسمان دنیا کی طرف لے گئے۔ الا آخر (اس حدیث میں تقریباً انہیں عذابوں کا ذکر ہے جو گزشتہ طویل حدیث میں گزرا)

عذاب قبر کا منظر

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ "نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث معراج میں بیان فرمایا کہ پھر میرا گزر ایسے مقام سے ہوا جہاں کچھ خوان رکھے تھے" جن میں بہترین گوشت تھا لیکن اس کے پاس کوئی نہ پھٹکا تھا اور سامنے ہی دوسرے خوانوں میں کچھ سڑا ہوا گوشت رکھا تھا جس کو بہت سے لوگ کھا رہے تھے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ "یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑ کر حرام کی طرف آتے ہیں۔ پھر میں آگے بڑھا تو میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کے پیٹ کمرے کی مانند بڑے تھے۔ جب ان میں سے کوئی کھڑا ہوتا تو فوراً گر پڑتا اور کہتا کہ اے میرے رب قیامت قائم نہ کر۔ یہ لوگ قوم فرعون کی گزرگاہ پر پڑے ہوئے ہیں جب کوئی قوم گزرتی ہے تو ان کو روند ڈالتی ہے۔ وہ خدا کی بارگاہ میں آہ و زاری کر رہے ہیں" میں نے دریافت کیا کہ اے جبرائیل علیہ السلام یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے سود خور ہیں۔ پھر میں آگے بڑھا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اونٹوں کے سے ہونٹ والے ہیں"

اپنے منہ کھول رہے ہیں اور آگ کھا رہے ہیں پھر وہ آگ ان کے نیچے سے نکل رہی ہے میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ' یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں۔ پھر کچھ آگے چل کر دیکھا کہ کچھ عورتیں ہیں جن کے پستان لٹکے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ زانیہ عورتیں ہیں۔ پھر میں آگے چلا تو دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے پہلوؤں پر سے گوشت کاٹا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ "یہ اسی طرح کھا جس طرح تو اپنے بھائی کا گوشت کھاتا تھا" میں نے کہا کہ' یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا یہ غیبت کرنے والے اور عیب جوئی کرنے والے ہیں۔

شب معراج اور عذاب کا منظر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے کچھ لوگ دیکھے جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں' میں نے دریافت کیا کہ' یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز پڑھنے سے بوجھل ہوتے تھے۔ پھر میں نے ایسے لوگ دیکھے جن کے آگے اور پیچھے شرمگاہ پر کچھ چیتھڑے لپٹے ہوئے' وہ زقوم[1] اور کانٹے دار درخت اس طرح چر رہے ہیں' جیسے اونٹ یا گائے' بیل چرتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے صدقات ادا نہیں کرتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کے پاس آیا جن کے پاس ایک ہانڈی میں کچھ پکا ہوا گوشت تھا اور دوسری ہانڈی میں کچا گوشت تھا تو انہوں نے پکا ہوا گوشت چھوڑ دیا اور کچا کھانے لگے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ ان مردوں اور عورتوں کی مثال ہے جو پاک بیبیوں اور شوہروں کے ہوتے ہوئے غیروں کے پاس رات گزارتے ہیں۔ پھر ایک شخص کو دیکھا جو لکڑیوں کا گٹھا اٹھا رہا تھا لیکن وہ اس سے اٹھ نہیں سکتا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص وہ ہے جس کے پاس

[1] زقوم' یہ زہریلا خاردار درخت دوزخیوں کی غذا میں شامل ہوگا۔ ۱۲

لوگوں کی امانتیں ہوں اور وہ ان کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر بھی مزید امانتیں لئے جاتا ہے۔ پھر ایسے لوگ دیکھے جن کی زبانیں لوہے کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ فتنہ پرداز خطیب و مقرر ہیں۔

(فائدہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن لوہے کے تھے۔ وہ اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی آبرو ریزی کرتے تھے۔

گستاخ صحابہ پر عذاب

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کو گالی دیتا ہوا مرا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک جانور مسلط کر دے گا جو اس کا گوشت کھائے گا اور وہ اس کی تکلیف قیامت تک پائے گا۔

عذابی لوگ

ابو امامہ نے روایت کی کہ انہوں نے کہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز فجر کے بعد فرمایا کہ میں نے آج ایک خواب دیکھا ہے اور وہ سچ ہے تم اسے خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ آج رات کو ایک آنے والا میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک لمبے چوڑے پہاڑ کے پاس لے آیا اور مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھیے۔ میں نے کہا کہ میرے بس کی بات نہیں۔ اس نے کہا کہ آپ چڑھیے تو میں آسان کر دوں گا۔ پھر میں اس پر چڑھنے لگا یہاں تک کہ ہم پہاڑ کے درمیانی حصے پر پہنچ گئے تو میں نے کچھ ایسے مرد اور عورتیں دیکھیں جن کے منہ چرے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ ہیں جو کہتے تھے اور اس کو کرتے

تھے پھر میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کی آنکھیں اور کان کیلوں سے ٹھکے ہوئے تھے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وہ دیکھتے ہیں' آپ دیکھتے اور وہ سنتے ہیں جو آپ نہیں سنتے۔ پھر میں نے کچھ ایسی عورتیں دیکھیں جن کے سرین لٹکے ہوئے اور سر جھکے ہوئے تھے۔ ان کے پستانوں کو سانپ ڈس رہے تھے۔ معلوم کرنے سے پتہ چلا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔ پھر میں نے کچھ ایسے مرد اور عورتیں ملاحظہ کیں جن کی رسیاں لٹکی ہوئی تھیں اور سر جھکے ہوئے تھے اور تھوڑا سا پانی چاٹ رہے تھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ وقت سے پہلے افطار کر لیتے ہیں۔ پھر میں نے کچھ لوگ دیکھے جو بہت بد صورت بدلباس اور بے حد بدبودار تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ زانی اور زانیہ عورتیں ہیں۔ پھر میں نے کچھ مردے دیکھے جو بہت ہی پھولے ہوئے اور بدبودار تھے' دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ کافروں کے مرے ہوئے لوگ ہیں پھر میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ درختوں کے سایہ تلے ہیں' دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مسلمانوں کے مردے ہیں۔ پھر ہم آگے چلے تو دیکھا کہ کچھ لڑکے اور لڑکیاں دو نہروں کے درمیان کھیلنے میں مصروف ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ مومنین کی اولاد ہے پھر ہم نے حسین چہرے' عمدہ کپڑے اور بہترین حسین خوشبو والے انسان دیکھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں۔

(فائدہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو قوم لوط کا سا کام کرتا رہا اور مر گیا تو اس کا حشر انہیں کے ہمراہ ہو گا۔

لوطی کے عذاب کا حال

حضرت عمرو بن اسلم دمشقی سے مروی ہے کہ ہمارے یہاں سرحد کے پاس ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس کو وہیں دفنا دیا گیا پھر تیسرے دن کھودا گیا تو معلوم ہوا کہ قبر کی اینٹیں اسی طرح لگی ہوئی ہیں اور وہ شخص غائب ہے تو وکیع بن جراح

سے اس سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ جو لوط کی قوم کا سا کام کرتا ہے اس کو اس کی قبر سے منتقل کردیا جاتا ہے اور لوطیوں کے پاس پہنچ دیا جاتا ہے تاکہ اس کا حشر انہیں کے ساتھ ہو۔

عذاب ہی عذاب

حضرت مسروق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ جو شخص چوری' شراب خوری اور زنا میں مبتلا ہو کر مرتا ہے تو اس پر دو سانپ مقرر کردیئے جاتے ہیں جو اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے رہتے ہیں۔

(فائدہ) حضرت واثلہ بن اسقع نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر فرقہ قدریہ یا مرجیہ میں سے کسی مردے کی قبر تین روز بعد کھودی جائے تو اس کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا ملے گا۔

حکایت

حضرت عوام بن حوشب سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں ایک قبیلہ میں آیا اس قبیلہ کے ایک طرف ایک مقبرہ تھا' عصر کے بعد اس مقبرے کی ایک قبر پھٹتی تھی اور اس سے ایک شخص نمودار ہوتا تھا جسکا سر گدھے کی طرح ہوتا تھا اور جسم انسان کی طرح۔ وہ گدھے کی مانند تین دفعہ گدھے کی سی آواز نکال کر پھر قبر میں غائب ہو جاتا تھا۔ میں نے اس کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا۔ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ شراب کا عادی تھا جب یہ شراب پیتا تھا تو اس کی ماں کہتی کہ "اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ سے ڈر" تو وہ جواب دیتا کہ تو گدھے کی طرح ہنکتی رہتی ہے' تو وہ عصر کے بعد مر گیا تو ہر روز عصر کے بعد نکلتا ہے اور تین مرتبہ ہنکتا ہے اور پھر غائب ہو جاتا ہے۔

حکایت

حضرت مرشد بن حوشب نے روایت کی کہ میں یوسف بن عمرو کے پاس بیٹھا تھا اور ان کے پہلو میں ایک شخص بیٹھا تھا جس کے چہرے کا تھوڑا سا حصہ لوہے کا بنا ہوا تھا تو یوسف نے اس سے کہا مرشد کو بتاؤ جو کچھ بھی تم نے دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک شخص کی قبر کھودی رات کے وقت' جب لوگ اس کو دفن کر کے چلے گئے تو دو سفید رنگ کے پرند آئے جو شکل و شباہت میں اونٹ کی مانند تھے۔ ایک تو سر کی جانب گر پڑا اور دوسرا پیر کی جانب پھر اس کو کھود کر ایک تو قبر میں داخل ہو گیا اور دوسرا کنارے پر کھڑا رہا۔ میں قبر کے قریب آ گیا تاکہ ماجرا دیکھوں۔ میں نے سنا کہ وہ پرند صاحب قبر سے کہہ رہا ہے کہ اے انسان کیا تو وہی نہیں جو قیمتی بناوٹ کے کپڑے پہن کر تکبر سے چلتا ہوا اپنی سسرال جاتا تھا۔ اس نے کہا کہ میں اس کو برداشت کرنے سے قاصر ہوں۔ تو اس نے ایک ایسی ضرب لگائی کہ قبر کا پانی اور تیل تک نکل آیا اور اسی طرح تین مرتبہ مارا۔ پھر اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا کہ دیکھو وہ کہاں بیٹھا ہوا ہے' خدا اسے ذلیل کرے۔ پھر اس نے میرے منہ پر ایک طرف چوٹ ماری تو میں رات بھر بے ہوش پڑا رہا۔ اب جب صبح اٹھا تو یہ حشر تھا جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

حکایت

حضرت ابو جریس نے اپنی ماں سے روایت کی کہ جب ابو جعفر نے کوفہ کی خندق کھودی تو لوگوں نے اپنے مردوں کو منتقل کرنا شروع کیا تو ایک نوجوان قبر میں اس حالت میں تھا کہ اپنے ایک ہاتھ پر کاٹ رہا تھا۔

حکایت

حضرت ابو اسحاق نے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک میت کو غسل دیا۔ اب جو میں نے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو اس کی گردن میں ایک سانپ لپٹا ہوا

ب تو لوگوں نے بتایا کہ یہ صحابہ کرام کو گالیاں دیتا تھا (معاذ اللہ)

حکایت

حضرت ابو اسحق فزاری نے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں قبریں کھودنے پر مامور تھا اب بعض قبریں ایسی دیکھیں کہ جن میں مردوں کے منہ قبلے سے منحرف تھے تو میں نے اوزاعی سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سنت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اس عذاب میں گرفتار ہیں۔

حکایت

حضرت عبدالمومن بن عبداللہ بن عیسیٰ نے روایت کی کہ ایک کفن چور نے توبہ کر لی تو اس سے دریافت کیا کہ تو نے اس زمانے میں جو عجیب تر چیز دیکھی ہو وہ بیان کر۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک شخص کی قبر کھودی تو اس کے تمام جسم میں کیلیں لگی ہوئی تھیں۔ اور ایک بڑی کیل سر میں پیوست تھی۔ اور دوسری دونوں ٹانگوں میں دوسرے کفن چور سے دریافت کیا گیا تو اس نے بتایا کہ میں نے ایک کھوپڑی دیکھی جس میں سیسہ پگھلا کر بھرا گیا تھا۔

حکایت

فضل بن یونس نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمہ بن عبدالملک سے کہا کہ اے مسلمہ تیرے باپ کو کس نے دفن کیا؟ تو اس نے کہا کہ میرے فلاں غلام نے۔ پھر انہوں نے دریافت کیا کہ ولید کو کس نے دفن کیا؟ اس نے کہا کہ میرے فلاں غلام نے تو آپ نے کہا کہ اب میں تم کو وہ بتاتا ہوں جو اس دفن کرنے والے نے مجھے بتایا۔ اس نے مجھے بتایا کہ جب اس نے تیرے باپ اور ولید کو قبر میں رکھا اور ان کی گرہ کھولنی چاہی تو دیکھا کہ ان کے منہ گدیوں کی طرف پھر گئے تھے۔

حکایت

حضرت عبدالحمید بن محمود نے روایت کی کہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا تو ان کے پاس کچھ لوگ آئے اور انہوں نے بتایا کہ ہم حج کو گئے۔ ہمارے ساتھ ہمارا ایک ساتھی بھی تھا جب ہم ذات الصفاح کے مقام پر پہنچے تو اس کا انتقال ہو گیا تو ہم نے اس کے غسل و دفن کا انتظام کیا۔ جب قبر کھودی تو سانپوں سے بھری ہوئی تھی۔ تو ہم نے وہ قبر چھوڑ کر دوسری قبر کھودی تو وہ بھی اسی طرح بھری ہوئی تھی۔ تو ہم اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اس کینہ کی وجہ سے ہے جو وہ اپنے دل میں رکھتا تھا۔ اور بیہقی کے الفاظ یہ ہیں کہ یہ اس کے اعمال کی سزا ہے۔ جاؤ تم اسے ان دونوں میں سے کسی ایک میں دفن کر دو کیوں کہ خدا کی قسم اگر تم اس کے لئے تمام زمین بھی کھود ڈالو تو بھی وہ انہیں قبروں میں منتقل کر دیا جائے گا۔ تو ہم نے اس کو وہیں جا کر دفن کر دیا۔ واپس آ کر ہم نے اس کی عورت سے اس کے اعمال کے بارے میں سوال کیا تو اس نے بتایا کہ یہ کھانا بیچتا تھا اور اس میں سے اپنے گھر والوں کے لئے کچھ نکال لیتا تھا اور کمی کو پورا کرنے کے لئے اس میں اتنی ہی ملاوٹ کر دیتا تھا۔

حکایت

حضرت خالد نے اپنے مشائخ سے روایت کی کہ ہم ایک مرتبہ حج کو جا رہے تھے کہ راستے میں ہمارا ایک ساتھی چل بسا۔ ہم نے کسی سے ایک پھاوڑا مانگا۔ قبر کھودی اور اس کو اس میں دفن کر دیا اور پھاوڑا بھی قبر ہی میں رہ گیا۔ تو ہم نے قبر کھودی تاکہ پھاوڑا نکالیں۔ اب جو اندر دیکھا تو اس شخص کے ہاتھ پیر پھاوڑے کے حلقہ میں داخل ہیں۔ ہم نے قبر فوراً بند کر دی اور پھاوڑے والے کو کچھ دے کر جان چھڑائی پھر جب ہم واپس آئے تو اس کی بیوی سے اس کے اعمال کے بارے میں سوال کیا تو اس نے بتایا کہ ایک مرتبہ اس کے ہمراہ ایک مال دار

شخص نے سفر کیا۔ راستے میں اس نے اس کو مار ڈالا اب یہ حج اور جہاد سے سب پتہ اسی کے مال سے کر تا رہا ہے۔

حکایت

حضرت اعمش نے روایت کی کہ ایک شخص نے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر پاخانہ کر دیا تو وہ دیوانہ ہو گیا اور کتوں کی طرح بھونکتا پھرتا تھا۔ پھر وہ مر گیا لیکن اس کی قبر سے بھی اسی طرح کی آوازیں آتی رہتی تھیں۔

حکایت

حضرت یزید ابن زیاد اور عمارہ بن عمیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھی قتل ہو گئے تو ان کے سر لائے گئے تو ایک بہت بڑا سانپ آیا لوگ ڈر کر ایک طرف کو ہو گئے۔ وہ عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہوا اور منہ سے نکلا۔ اس طرح کئی مرتبہ کیا۔ پھر پتہ نہ چلا کہ کدھر سے آیا اور کدھر گیا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ صحیح ہے۔

مسلم بن عقبہ پر عذاب

محمد بن سعید نے روایت کی کہ مسلم بن عقبہ مری مدینہ آیا اور لوگوں کو یزید کی بیعت کی دعوت دی اور کہا کہ تم سب اللہ کی اطاعت اور نافرمانی میں غلام محض ہو تو لوگ اس کی دعوت کی طرف آئے ایک شخص جو قریشی تھا اور اس کی ماں ام ولد تھی اس نے کہا کہ صرف اللہ کی اطاعت میں۔ لیکن مسلم بن عقبہ نے اس کی بات نہ مانی اور اسے قتل کر دیا تو اس کی ماں نے قسم کھائی کہ اگر مسلم زندہ یا مردہ مل گیا تو وہ اسے جلادے گی جب مسلم مدینہ سے نکلا تو اس کی بیماری زور کر آئی اور وہ مر گیا' تو قریشی زادہ کی ماں اپنے غلاموں کو ساتھ لے کر اس کی قبر کی طرف گئی اور کھودنے کا حکم دیا اب جو اندر دیکھا تو ایک اژدہا اس کی گردن میں لپٹا

ہوا تھا اور اس کی ناک کو چوس رہا تھا۔ یہ حال دیکھ کر لوگ ہٹ گئے۔

حکایت

عصمہ بن عباد کہتے ہیں کہ میں کسی جنگل میں گھوم رہا تھا کہ میں نے ایک گرجا دیکھا گرجا میں ایک محراب کے اندر ایک راہب تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم نے جس مقام پر سب سے زائد عجیب چیز دیکھی ہو وہ مجھ کو بتاؤ اس نے کہا کہ سنو! میں ایک روز یہاں تھا کہ میں نے ایک پرند سفید رنگ کا شتر مرغ کے برابر دیکھا۔ وہ اس پتھر پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے قے کی' اس میں ایک سر نکلا' وہ اسی طرح قے کرتا رہا اور انسانی اعضاء نکلتے رہے اور بجلی کی سی سرعت کے ساتھ وہ ایک دوسرے سے جڑتے رہے یہاں تک کہ وہ مکمل آدمی بن گیا۔ اب جب اس نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو پرند نے اس کے ٹھونگ ماری اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور پھر نگل گیا اور وہ کئی روز تک اس عمل میں مصروف رہا اور میرا یقین خدا کی قدرت پر بڑھ گیا اور میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ مار کر جلانے پر قادر ہے۔ ایک دن میں اس پرند کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے دریافت کیا کہ اے پرند میں تجھے اس ذات کی قسم دے کر کہتا ہوں جس نے تجھ کو پیدا کیا کہ اب جب وہ انسان مکمل ہو جائے تو اس کو باقی رہنے دینا تاکہ میں اس سے اس کے عمل کے بارے میں دریافت کر سکوں؟ تو فرشتے نے بزبان فصیح عربی میں مجھ کو جواب دیا کہ میرے رب کے لئے ہی بادشاہت اور بقا ہے ہر چیز فانی ہے اور وہی باقی ہے میں اس کا ایک فرشتہ ہوں میں اس پر مسلط کیا گیا ہوں تاکہ اس کے گناہ کی سزا دیتا رہوں میں اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور دریافت کیا کہ' اے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے انسان تیرا قصہ کیا ہے اور تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں عبدالرحمن بن ملجم ہوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل۔ جب میں مر گیا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے میری روح حاضر ہوئی اس نے میرا نامہ اعمال مجھ کو دیا جس میں میری پیدائش سے لے کر قتل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ہر نیکی اور بدی لکھی ہوئی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ کو میرے عذاب دینے کا قیامت

تک ختم ہو گیا۔ یہ کہہ کر وہ چپ ہو گیا اور پرندے نے اس پر ٹھونگیں ماریں اور اس کو نکل گیا اور چلا گیا۔ اس حکایت کو بہت سے اکابر نے بیان کیا اور اس میں قیل وقال کی۔ حضرت عبداللہ نامی ایک شخص نے روایت کی کہ وہ اور اس کی قوم کے چند اور افراد سمندری سفر پر روانہ ہوئے اتفاقاً چند روز تک سمندری راستہ ان پر تاریک رہا۔ چند دن بعد روشنی ہوئی تو ایک بستی آ گئی۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں پانی کی تلاش میں روانہ ہوا تو بستی کے دروازے بند تھے۔ میں نے بہت آوازیں دیں کوئی جواب نہ آیا۔ اسی اثناء میں دو شہسوار نمودار ہوئے ان میں سے ہر ایک کے نیچے ایک سفید چادر تھی۔ انہوں نے کہا کہ اے عبداللہ اس گلی میں داخل ہو جاؤ تو تمہیں پانی کا ایک حوض ملے گا اس میں سے پانی لے لینا اور وہاں کے منظر کو دیکھ کر خوف زدہ نہ ہونا۔ تو میں نے ان سے ان بند دروازوں کے بارے میں دریافت کیا جن میں ہوائیں چل رہی تھیں۔ تو انہوں نے بتایا کہ یہ مردوں کی روحیں ہیں۔ میں حوض پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص کے بل پانی پر لٹکا ہوا ہے۔ اور اپنے ہاتھ سے پانی لینا چاہتا ہے لیکن ناکام ہو جاتا ہے مجھے دیکھ کر پکارنے لگا کہ اے عبداللہ مجھے پانی پلاؤ۔ میں نے برتن لے کر ڈبو دیا تاکہ اسے پانی پلا سکوں۔ لیکن کسی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ اے بندہ خدا تو نے دیکھ لیا کہ میں نے اپنی طرف سے کوشش کی تھی کہ تجھ کو پانی پلاؤں لیکن میرا ہاتھ پکڑ لیا گیا تو تو مجھے اپنا واقعہ بتا۔ اس نے کہا کہ میں آدم علیہ السلام کا لڑکا ہوں جس نے دنیا میں سب سے پہلا خون بہایا۔

حکایت

حضرت زید بن اسلم نے روایت کی کہ ایک شخص کشتی میں جا رہا تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی۔ تو وہ ایک تختے سے چمٹ گیا۔ تختے نے اس کو ایک ایسے مقام پر جا پہنچایا جو جزیرہ تھا۔ اس نے دیکھا کہ پانی ایک وادی کی طرف جا رہا ہے یہ بھی پانی کی سمت پر چلا آیا۔ آخر میں اس نے دیکھا کہ ایک شخص کو زنجیروں سے جکڑ کر پانی پر لٹکایا ہوا ہے لیکن اس کا منہ باوجود سخت کوشش کے پانی تک نہیں پہنچتا۔ اس

مجھ سے درخواست کی کہ میں اسے پانی پلاؤں میں نے کہا کہ تیری حالت یہ کیوں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں آدم علیہ السلام کا لڑکا ہوں' سب سے پہلے میں نے ہی اپنے بھائی کا خون بہایا۔ اب جو کوئی بھی خون بہاتا ہے مجھے ضرور سزا ملتی ہے۔

حکایت

ابن جوزی نے "کتاب عیون الحکایات" میں اپنی سند سے روایت کی کہ ابو سنان کہتے ہیں کہ میں ایک شخص کے پاس اس کے بھائی کی تعزیت کو گیا تو دیکھا کہ وہ بہت گھبرایا ہوا ہے' دریافت کرنے پر بتایا کہ جب میں اسے دفن کر کے فارغ ہوا تو میں نے قبر سے کراہنے کی آواز سنی۔ میں نے جلدی سے قبر کو کھولا تو مجھے کسی نے آواز دی کہ اے بندہ خدا قبر نہ کھول۔ چنانچہ میں نے پھر مٹی اسی طرح ڈال دی۔ ابھی تھوڑی دور ہی جانے پایا تھا کہ پھر وہی آواز آئی۔ پھر میں نے جا کر تھوڑی سی مٹی ہٹائی' لیکن آواز آئی کہ اے بندہ خدا قبر کو نہ کھول۔ پھر جب واپس آنے لگا تو وہی آواز آئی۔ میں نے کہا کہ بخدا اب ضرور کھولوں گا۔ اب جو میں نے قبر کھول کر دیکھی تو اس کی گردن میں آگ کا ہار تھا اور تمام قبر آگ سے روشن تھی۔ تو میں نے چاہا کہ یہ ہار اس کی گردن سے دور کر دوں۔ تو میں نے جب اپنا ہاتھ مارا تو میری انگلیاں جل کر خاکستر ہو گئیں۔ اس نے پھیر اپنا ہاتھ دکھایا تو اس کی چار انگلیاں غائب تھیں۔ تو میں نے اوزاعی سے یہ تمام ماجرا کہا اور اعتراض کیا کہ یہودی' نصرانی اور مجوسی مرتے ہیں تو ان کا یہ حال نہیں دیکھا جاتا اور گنہگار مسلمان کا یہ حال ہے تو آپ نے فرمایا کہ' ان کے جہنمی ہونے میں تو کوئی شک نہیں' لیکن اہل توحید میں یہ حالت دکھائی جاتی ہے تا کہ وہ عبرت حاصل کریں۔

حکایت

حافظ ابو محمد خلال نے "کتاب کرامات الاولیاء" میں اپنی سند سے روایت کی'

کہ مجھ سے عبداللہ بن ہاشم نے کہا کہ میں ایک میت کو نہلانے گیا۔ جب میں نے اس کے جسم سے کپڑا کھولا تو اس کی گردن میں سانپ لپٹے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کو اس پر مسلط کیا گیا ہے اور غسل دینا ہمارے ہاں مسنون ہے تو اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس کو غسل دے دیں اور پھر آپ اپنی جگہ واپس آ جائیں' تو وہ سانپ ہٹ کر ایک کونے میں ہو گئے۔ اور جب ہم غسل سے فارغ ہوئے تو وہ اپنی جگہ واپس آ گئے۔ یہ شخص بے دینی میں مشہور تھا۔

حکایت

ابن جوزی نے عبداللہ بن محمد مدنی سے روایت کی' وہ اپنے ایک دوست سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنی زمین پر گیا تو ایک قبرستان کے پاس مغرب کا وقت ہو گیا میں نے وہاں نماز مغرب ادا کی تھوڑی دیر بعد ایک طرف سے رونے کی آواز آئی۔ میں اس قبر کے پاس گیا جس سے آواز آتی تھی کوئی کہہ رہا تھا کہ "ہائے میں نماز پڑھتا تھا اور روزہ رکھتا تھا" میں اپنے ساتھی کے قریب ہوا تو اس نے بھی وہی آواز سنی پھر میں اپنی زمین پر واپس آ گیا اور دوسرے روز پھر اسی جگہ جا کر نماز پڑھی جہاں پہلے روز پڑھی تھی' اور مغرب کا انتظار کرنے لگا اور پھر وقت مقررہ پر قبر سے وہی آواز آنے لگی۔ اب جب میں گھر واپس لوٹا تو دو ماہ تک میں بیمار پڑا رہا۔

ہشام بن عمار نے "کتاب البعث" میں اپنی سند سے روایت کی کہ' ایک شخص جس کا آدھا سر اور آدھی داڑھی سپید تھی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنے کی وجہ دریافت کی۔ اس نے بتایا کہ' میں بنی فلاں کے قبرستان سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص آگ کا کوڑا لئے ہوئے دوسرے شخص کو پکڑ رہا ہے۔ اور جب وہ اس کو پکڑ لیتا تھا تو مارتا تھا' جب وہ مارتا تھا تو سر سے لے کر پیر تک آگ میں" انسان ڈوب جاتا تھا۔ وہ شخص دوڑ کر میری پناہ میں آیا اور کہا کہ' اے اللہ کے بندے میری فریاد رسی کر' تو پکڑنے والے نے کہا کہ' اے بندہ خدا اس کی مدد

کرنا کیوں کہ یہ بہت ہی برا کافر ہے' تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسی لئے تو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا سفر کرنے کی ممانعت کی ہے۔

حکایت

حضرت ابن ابی الدنیا نے عمرو بن دینار سے روایت کی کہ مدینہ میں ایک شخص کی بہن مر گئی اور وہ اس کو دفن کر آیا۔ جب گھر پہنچا تو گھر والوں سے کہا کہ میرے پاس ایک تھیلی تھی جو میں قبر میں بھول آیا ہوں۔ اب جو تھوڑی سی قبر کھودی تو قبر آگ سے بھڑک رہی تھی۔ اس نے قبر کو اسی طرح بند کر دیا اور اپنی ماں کے پاس آ کر بہن کے بارے میں سوال کیا تو اس نے بتایا کہ نماز وقت پر نہ پڑھتی تھی بلکہ میرا گمان ہے کہ بے وضو پڑھتی تھی اور رات کو لوگوں کے دروازوں پر کھڑے ہو کر ان کی باتیں سنتی تھی۔

حکایت

حضرت حافظ ابن رجب اور ثعم بن عدی نے اپنی سند سے عبداللہ بجلی سے روایت کی کہ ہمارا ایک پڑوسی مر گیا تو ہم اس کے کفن و دفن میں شریک ہوئے۔ جب قبر کھودی گئی تو اس میں بلے کی طرح کوئی چیز تھی۔ ہم نے اس کو مارا تو وہ نہ ہٹی' قبر کھودنے والے نے ایک ڈھیلا اس کے سر پر مارا تب بھی نہ ہٹی' چنانچہ دوسری قبر کھودی گئی تو اس میں بھی وہی بلا موجود تھا اس کے ساتھ بھی وہی کیا گیا جو پہلے کے ساتھ کیا گیا تھا۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ تو لوگوں نے مشورہ دیا کہ اب اس کو اسی میں دفن کر دو۔ جب اس کو دفن کر دیا گیا تو قبر میں بہت زوردار آواز سنی گئی تو ہم اس کی بیوی کے پاس گئے اور اس سے اس کے عمل کے بارے میں دریافت کیا کہ اسکا عمل کیا تھا؟ اس نے بتایا کہ وہ اکثر و بیشتر غسل جنابت نہ کرتا تھا۔

حکایت

حضرت ابن فارسی نے اپنی تاریخ میں روایت کی کہ انہوں نے ۴۰۵ھ میں بغداد کے اندر ایک سڑا ہوا مردہ پایا۔ اس میں ہڈیوں کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اس کے ہاتھ پیروں میں لوہے کی زنجیریں تھیں۔ ایک کیل اس کی ناف میں اور ایک اس کی پیشانی میں پیوست تھی وہ نہایت ہی بد صورت اور موٹی ہڈیوں والا تھا۔ اس کے نکلنے کی وجہ یہ ہوئی کہ تل احمر کے پاس پانی کی زیادتی سے وہ لاش نکل آئی۔

حکایت

ابن قیم نے کتاب الروح میں اپنی سند سے روایت کیا کہ ایک شخص بغداد کے لوہاری بازار میں آیا اور چھوٹی چھوٹی کیلیں فروخت کیں۔ لوہار نے ان کو پگھلانے کی بے حد کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ بالآخر اس نے بیچنے والے کو تلاش کیا اور دریافت کیا یہ کیلیں تم کو کہاں سے ملیں؟ پہلے تو اس نے بتانے میں پس و پیش کی اور پھر بعد میں اس نے بتایا کہ میں نے ایک قبر کھلی ہوئی دیکھی اس میں ایک مردے کی ہڈیوں سے یہ کیلیں لگی ہوئی تھیں۔ میں نے نکالنے کی کوشش کی لیکن نہ نکلیں بالآخر میں نے پتھر سے ہڈیوں کو توڑا اور یہ کیلیں جمع کر لیں۔

حکایت

ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے ابو عبداللہ حرانی سے روایت کی کہ وہ عصر کے بعد اپنے گھر سے (جو آمد میں تھا) بستان کی طرف نکلے مغرب سے کچھ پہلے ان کا گزر قبرستان میں ہوا تو ایک قبر لوہار کی بھٹی کی مانند سرخ تھی اور مردہ اس کے درمیان تھا۔ میں نے صاحب قبر کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مکاس ( ) تھا۔ جو آج ہی مرا ہے۔

حکایت

حضرت حافظ ابو محمد قاسم نے اپنی سند سے اپنی تاریخ میں ذکر کیا کہ عبدالکافی نے بیان کیا کہ وہ ایک جنازے میں شریک ہوئے تو ایک کالے رنگ کا آدمی ان کے ہمراہ جنازے میں شریک تھا۔ پھر جب ہم نے نماز پڑھی تو اس نے نہ پڑھی اور میری طرف سے دیکھ کر کہا میں اس کا عمل ہوں۔ یہ کہہ کر وہ قبر میں داخل ہو گیا اور پھر مجھے کچھ نظر نہ آیا۔

حکایت

حضرت حافظ شرف الدین دمیاطی نے ابو اسحاق ابراہیم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک اندھا کفن چور تھا لوگوں سے بھیک مانگتا تھا اور کہتا تھا جو مجھے کچھ دے گا میں اسے ایک عجیب بات سناؤں گا اور جو زائد دے گا اسے میں عجیب چیز دکھاؤں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ کسی نے اس کو کچھ دیا تو میں پاس کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی آنکھیں دکھائیں میں نے دیکھا تو وہ گدی تک دھنسی ہوئی تھیں اس کے منہ سے گدی کے پیچھے کا منظر نظر آتا تھا۔ پھر اس نے بتایا کہ میں اپنے شہر کا کفن چور تھا اور لوگ مجھ سے ڈرتے تھے۔ میں کسی کی پروا نہ کرتا تھا۔ اتفاقاً قاضی شہر بیمار پڑ گیا اور اس کو بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو اس نے سو دینار میرے پاس بھیجے اور کہلا بھیجا کہ میں اپنی پردہ دری تجھ سے ان سو دینار کے عوض خریدنا چاہتا ہوں۔ میں نے وہ لے لئے۔ اتفاقاً وہ تندرست ہو گیا اور پھر بیمار ہو کر مر گیا۔ میں نے کہا کہ وہ عطیہ تو پہلے مرض کا تھا۔ اس لئے میں نے اس کی قبر کھودی تو قبر میں عذاب کے سے آثار تھے اور قاضی پراگندہ بال سرخ آنکھوں سے بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک میں نے اپنے گھٹنوں میں درد محسوس کیا اور کسی نے میری آنکھوں میں انگلیاں ڈال کر مجھے اندھا کر دیا اور کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو اللہ کے بھیدوں پر کیوں مطلع ہوتا ہے۔

حکایت

حضرت بیہقی نے "کتاب عذاب القبر" میں اپنی سند سے یزید بن عبداللہ سے روایت کی کہ ایک شخص ایک قبر کے پاس پہنچا تو اس نے آہ آہ کی آواز سنی۔ جب اس نے کان لگا کر سنا تو آواز آ رہی تھی کہ تجھ کو تیرے عمل نے رسوا کیا۔

حکایت

تاریخ مقریزی میں ہے کہ ۱۹۹ھ میں ایک قاصد آیا کہ ایک شخص جو ساحلی علاقہ میں رہتا تھا اس کی بیوی مر گئی وہ اس کو دفن کر کے آیا لیکن ایک رومال جس میں کچھ درہم تھے قبر ہی میں بھول گیا۔ چنانچہ اس نے شہر کے فقیہ کو اپنے ساتھ لیا کہ قبر کھود کر رومال نکالے۔ فقیہ کنارے پر کھڑا ہو گیا۔ اب جو قبر کھود کر دیکھی تو عورت کی دو ٹانگیں اس کے بالوں سے بندھی ہوئی ہیں۔ اب اس نے بے حد کوشش کی کہ اس کو کھول دے لیکن ناکام رہا جب بہت زائد کوشش کی تو اس کو اور اس کی بیوی کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور فقیہ ایک دن اور ایک رات تک وہیں بے ہوش پڑا رہا۔ پھر بادشاہ نے اس حادثہ کی اطلاع شیخ تقی الدین بن دقیق العید کو بھیجی تو وہ آئے اور انہوں نے خود بھی دیکھا اور لوگوں کو بھی دکھایا۔

(فائدہ) علماء نے فرمایا کہ عذاب قبر دراصل عذاب برزخ ہی کو کہتے ہیں لیکن قبر کی طرف اضافت اس لئے کی گئی ہے کہ بالعموم لوگ قبر ہی میں مدفون ہوتے ہیں' ورنہ خواہ کوئی شخص جل جائے یا ڈوب جائے یا اسے کیڑے مکوڑے کھا جائیں یا ہواؤں میں اڑا دیا جائے' سب پر عذاب برزخ ہو گا۔ اہل سنت کا اتفاق ہے کہ عذاب و ثواب روح اور جسم دونوں کے لئے ہیں۔

(فائدہ) ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ "عذاب قبر" کی دو قسمیں ہیں '۱۔ دائمی' جو کافروں اور بعض گنہگاروں کے لئے ہے' ۲۔ غیر دائمی' ...

[illegible]

ہونے والا یہ کم گنہ گاروں کے لئے ان کے جرائم کے مطابق ہوگا پھر ختم ہو جائے گا یہ دعا اور صدقہ وغیرہ سے بھی اٹھ جاتا ہے۔

جمعہ کی فضیلت

امام یافعی کہتے ہیں کہ مردوں کو جمعہ کے روز عذاب نہیں ہوتا کیوں کہ یہ اس دن کی شرافت کا صدقہ ہے لیکن یہ بات کافروں کے لئے نہیں ہے بلکہ گنہگار مسلمانوں کے لئے ہے۔ لیکن نسفی نے اسے عام رکھا اور کہا کہ جمعہ کے دن اور رات میں نیز پورے رمضان کے مہینہ میں کافر سے بھی عذاب ختم ہو جاتا ہے اور گنہگار مسلمان کیلئے جمعہ کے دن اور رات میں عذاب اٹھ جاتا ہے ----- اور پھر قیامت تک دوبارہ نہیں ہوتا اور جو جمعہ کے دن یا رات میں مرتا ہے اس کو تھوڑی دیر عذاب ہوتا ہے اور پھر ہمیشہ کے لئے منقطع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح تھوڑی دیر کے لئے ضغطہ قبر ہوتا ہے اور پھر ختم ہو جاتا ہے لیکن یہ تمام چیزیں محتاج دلیل ہیں۔

عذاب قبر کب تک

ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "بدائع" میں کہا کہ میں نے ابو یعلیٰ کو خط سے نقل کیا کہ "عذاب قبر" منقطع ہونا ضروری ہے کیوں کہ یہ عذاب بھی دنیا سے متعلق ہے اور دنیا و مافیہا منقطع ہونے والی ہے لیکن معلوم نہیں کہ یہ کس مدت میں منقطع ہوگا۔ اس کی تائید ہناد بن سری کی روایت سے ہوتی ہے انہوں نے کہا کہ کافروں کو اونگھ آئے گی جس میں وہ قیامت تک نیند کا مزہ محسوس کریں گے جب قبور کو پکارا جائے گا تو کافر کہے گا کہ ہائے افسوس ہمیں ہماری خواب گاہ سے کس نے اٹھایا؟ تو جو مومن اس کے قریب ہوگا وہ کہے گا کہ یہ وہی وعدہ ہے جو رحمٰن نے کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا۔

(فائدہ) بدائع میں ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کیا کہ جب کوئی نصرانیہ مر جائے کہ جس کے پیٹ میں مسلمان بچہ ہو تو اس قبر میں عذاب بھی

نازل ہوتا ہے اور نعمت بھی' عذاب ماں کے لئے اور نعمت بچہ کے لئے اور اس میں کوئی تعجب نہیں' یہ تو ایسا ہی ہے جیسے ایک قبر میں مومن اور کافر اکٹھے دفن کر دیے جائیں تو اس قبر میں عذاب اور نعمت دونوں ہی ہوں گے۔

باب

وہ اعمال صالحہ جن کی برکت سے عذاب قبر سے نجات ملتی ہے

احادیث مبارکہ

(۱) عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ ایک شخص کی روح قبض کرنے ملک الموت تشریف لائے۔ لیکن اس کا ماں باپ کا اطاعت کرنا سامنے آگیا اور وہ بچ گیا اور ایک شخص پر عذاب چھا گیا لیکن اس کے وضو نے اسے بچا لیا ایک شخص کو شیاطین نے گھیر لیا لیکن اللہ تعالیٰ کے ذکر نے اسے بچا لیا اور ایک شخص کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر لیا لیکن اسے نماز نے بچا لیا ایک شخص نے دیکھا کہ پیاس کی شدت سے زبان نکالے ہوئے تھا اور ایک حوض پر پانی پینے جاتا تھا مگر لوٹا دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اس کے روزے آگئے اور اس کو سیراب کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ انبیاء علیہم السلام حلقے بنائے بیٹھے تھے وہ ان کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن دھتکار دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اس کا غسل جنابت آیا اور اس کو میرے پاس بٹھا دیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی تو اس کا حج و عمرہ آگیا اور اس کو منور کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہے لیکن کوئی اس کو منہ نہیں لگاتا تو صلہ رحمی آکر مومنین سے کہتی ہے کہ تم اس سے کلام کرو۔

ایک شخص کے جسم اور چہرے کی طرف آگ بڑھ رہی ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے بچا رہا ہے تو اس کا صدقہ آ گیا اور اس کو بچا لیا۔ ایک شخص کو زبانیہ☆ نے چاروں طرف سے گھیر لیا لیکن اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آیا اور اسے بچا لیا اور رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیا' ایک شخص کو دیکھا جو گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے' لیکن اس کے اور خدا کے درمیان حجاب ہے مگر اس کا حسن خلق آیا اور بچا لیا اور خدا سے ملا دیا۔ ایک شخص کو اس کا صحیفہ بائیں طرف سے دیا گیا تو اس کا خدا سے ڈرنا آ گیا اور اس کا صحیفہ سیدھے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ ایک شخص کا وزن ہلکا رہا' مگر اس کا سخاوت کرنا آ گیا اور نیکیوں کا وزن بڑھ گیا۔ ایک شخص جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا' لیکن اللہ سے ڈرنا آ گیا اور وہ بچ گیا ایک شخص جہنم میں گر گیا' لیکن اس کے وہ آنسو آ گئے جو اس نے خشیت الٰہی میں بہائے اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص پل صراط پر کھڑا تھا اور ٹہنی کی طرح لرز رہا تھا' لیکن اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن آیا اور اسے بچا لیا اور وہ پل صراط سے گزر گیا' ایک شخص جنت کے دروازے تک پہنچ گیا لیکن جنت کا دروازہ بند ہو گیا تو توحید کی شہادت آئی اور دروازہ کھل گیا اور وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ چند لوگوں کے ہونٹ کاٹے جا رہے تھے میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا یہ لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنے والے ہیں۔ چند لوگوں کو ان کی زبانوں سے لٹکا دیا گیا تھا میں نے جبرئیل علیہ السلام سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں پر بلا وجہ الزام گناہ لگانے والے ہیں۔ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث بہت ہی عظیم ہے اس میں ایسے مخصوص اعمال کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو خاص آفات سے محفوظ رکھیں گے۔

(۲) حضرت مقدام بن معدی کرب نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید کو خدا کے یہاں چھ چیزیں ملیں گی' ۱۔خون کے پہلے ہی قطرہ میں اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ لیتا ہے' ۲۔ عذاب قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے' ۳۔ فزع اکبر سے محفوظ ہو جاتا ہے' ۴۔ اس

☆ خاص قسم کے فرشتے ۱۲

کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے وہ تاج ایسا ہوتا ہے کہ اس کا ایک یا قوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا ہے۔ ۵- اور بہتر حور عین سے شادی ہوتی ہے اور ستر رشتہ داروں کے حق میں ۶- اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

(۳) خالد بن عرفطہ سے روایت کی اور ان دونوں نے کہا کہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پیٹ کی بیماری میں مرا جنت میں داخل ہو گا' ابن ماجہ نے اسے حسن کہا۔

(۴) حضرت سلمان نے روایت کی کہ ان کو کسی یہودی نے بتایا کہ نماز میں زیادہ دیر قیام کرنے سے پل صراط پر امن ملتا ہے اور لمبا سجدہ کرنے سے عذاب قبر سے حفاظت ہوتی ہے۔

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ' انہوں نے ایک شخص سے کہا' کیا میں تم کو ایک حدیث کا تحفہ دوں جس سے تم خوش ہو جاؤ' اس نے کہا کہ کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سورہ ملک خود بھی پڑھو اور اپنے بیوی' بچوں' اور گھر میں رہنے والے بچوں نیز پڑوسیوں کو بھی سکھاؤ کیوں کہ یہ نجات دلانے والی ہے' اور رب سے مخاصمہ کر کے نجات دلائے گی۔

(۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی' سورہ ملک مانعہ ہے یعنی عذاب الٰہی کو روکتی ہے۔ جب عذاب قبر سر کی جانب سے آتا ہے تو اسے روک دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس نہ آ۔ کیوں کہ اس نے سورہ ملک یاد کی ہے جب عذاب پیروں کی طرف سے آتا ہے تو کہتی ہے کہ اے عذاب تو لوٹ جا کیونکہ یہ مجھ کو ان پیروں پر کھڑے ہو کر پڑھتا تھا۔

(۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ' جس نے سورہ تبارک ہر رات پڑھی خدا اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔ اور ہم اس سورت کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مانعہ کہتے تھے۔

(۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص مر گیا اور اسے سورہ تبارک کے علاوہ کچھ قرآن یاد نہ تھا۔ اب فرشتہ عذاب قبر میں آیا تو وہ سورت نمودار ہوئی۔ تو فرشتہ عذاب نے

کہا کہ چونکہ تو موجود ہے اس لئے میں واپس جاتا ہوں لیکن میں نہ تو تیرے لئے نہ اپنے لئے اور نہ اس شخص کے لئے نفع نقصان کا مالک ہوں اگر تو اس کی نجات چاہتی ہے تو بارگاہ خداوندی میں جا اور اس کی شفاعت کر۔ تو سورت بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوتی ہے اور عرض پرداز ہوتی ہے کہ "اے میرے رب اس شخص نے مجھ ہی کو تیری کتاب میں سے منتخب کر لیا تھا تو مجھ سے سیکھ اور پڑھا تو کیا تو اس کو جہنم رسید فرمانا چاہتا ہے اگر تو اس کے ساتھ ایسا کرنے والا ہے تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے" تو خدا فرمائے گا کہ تو شدید ناراض ہو گیا۔ قرآن کہے گا کہ مجھے ناراض ہونے کا حق ہے۔ خدا فرمائے گا۔ جا میں نے اس کے حق میں تیری شفاعت قبول کی' چنانچہ وہ فرشتہ کو قبر میں آ کر یہ اطلاع دیتا ہے اور فرشتہ بلا عذاب دیئے چلا جاتا ہے وہ سورت آ کر اس شخص کے منہ پر اپنا منہ رکھتی ہے اور کہتی ہے کہ اے منہ تجھے خوش خبری ہو کیوں کہ تو مجھے بہت پڑھتا تھا اور سینے کو خوش خبری ہو کہ یہ مجھے یاد رکھتا تھا اور خوش خبری ان قدموں کو کہ یہ مجھے کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اور وہ اس کو قبر میں مانوس کرنے کے لئے رہتی ہے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو ہر چھوٹے بڑے آزاد اور غلام سب ہی نے اسے یاد کر لیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سورت کا نام منجیہ رکھا (یعنی نجات دینے والی)

(۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے گرد آگ جلائی جاتی ہے۔ تو آگ کے قریب جو حصہ ہوتا ہے وہ اسے جلا دیتی ہے اور اگر کوئی شخص مر جائے اور اس نے صرف سورہ تبارک پڑھی ہو تو جب فرشتے سر کی جانب سے آئیں گے تو وہ کہے گی کہ یہ تو مجھ کو پڑھتا تھا اور پیروں کی جانب سے آئے گی تو وہ کہے گی کہ یہ مجھے پڑھتے ہوئے کھڑا رہتا تھا اور پیٹ کی طرف آئے گی تو وہ کہے گا کہ یہ مجھے یاد رکھتا تھا۔

(۱۰) حضرت خالد بن معدان نے روایت کی کہ تبارک قبر میں قبر والے کی طرف سے جھگڑا کرے گی کہ اے اللہ اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما۔ اور اگر میں تیری کتاب سے نہیں تو مجھے اپنی کتاب

سے مٹا دے۔ اور وہ پرند کی مانند ہو کر اپنے پر اس پر پھیلائے گی۔ اور سورہ تبارک کے بارے میں بھی یہی روایت ہے اور خالد ان کو پڑھے بغیر نہ سوتے تھے۔
(۹) ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الم تنزیل اور سورہ تبارک پڑھے بغیر نہ سوتے تھے۔

حکایت

روض الریاحین میں بعض یمنی صالحین سے مروی ہے کہ وہ ایک مردہ کو دفن کر کے واپس ہونے لگے تو انہوں نے قبر میں مارنے اور کوٹنے کی آواز سنی۔ پھر قبر سے ایک کالا کتا نمودار ہوا' شیخ نے کہا کہ تیری خرابی ہو تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں میت کا عمل ہوں۔ شیخ نے کہا کہ کیا تیری پٹائی ہو رہی تھی؟ یا اس مردے کی؟ اس نے کہا کہ سورہ یٰس اور دوسری سورتیں اس کے پاس تھیں وہ میرے اور اس کے درمیان حائل ہو گئیں اور مجھ کو مار بھگایا۔
(۱۲) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ 'جس نے جمعہ کے دن مغرب کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور اذا زلزلت پندرہ مرتبہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس پر سکرات اور عذاب قبر آسان فرمائے گا اور قیامت کے روز وہ بہ آسانی پل صراط پر سے گزر جائے گا۔
(۱۳) ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'جمعہ کے روز مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔
(۱۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رمضان المبارک میں عذاب قبر مردوں پر نہیں ہوتا۔

حکایت

روض الریاحین میں کسی بزرگ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک روز خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ انہیں اہل قبور کے مقامات دکھا دے۔ تو ایک روز کیا دیکھا

ہوں کہ قبریں پھٹ گئیں اب ان میں کچھ مردے تو ریشم پر سو رہے تھے اور کچھ دیبا پر' کچھ پھولوں کی سیج پر اور کچھ تختوں پر' کچھ ہنس رہے ہیں تو کچھ رو رہے ہیں۔ تو میں نے عرض کی کہ اے اللہ اگر تو چاہتا تو ان سب کو ایک ہی مقام عطا فرما دیتا۔ تو قبر والوں ہی میں سے کسی نے پکار کر کہا کہ اے فلاں یہ قبریں اعمال کی منازل ہیں' جو "سندس نشین" ہیں وہ خوش خلق تھے۔ جو "حریر و دیبا نشین" ہیں وہ شہداء ہیں۔ جو "پھولوں کی سیج" پر سونے والے ہیں اور وہ روزہ دار ہیں۔ اور "تخت والے" اللہ کے بارے میں محبت کرنے والے ہیں' رونے والے گنہگار ہیں' ہنسنے والے توبہ شعار ہیں۔

باب

قبور میں اہل قبور کے حالات

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ مردے زندوں کے ساتھ مانوس ہوتے ہیں' نماز پڑھتے ہیں' تلاوت کرتے ہیں زیارت کرتے خوش ہوتے اور لباس پہنتے ہیں۔

احادیث مبارکہ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلمہ گو لوگوں پر نہ موت کے وقت وحشت ہو گی نہ قبر میں نہ حشر میں۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ مسلمان کے لئے موت کے وقت' قبر میں اور قبر سے نکلنے کے وقت باعث انس ہے۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

(۴) امام مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب میں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث کو بہت سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کیا۔

(۵) حضرت عفان بن مسلم نے کہا کہ ہم سے حماد بن سلمہ نے کہا کہ ثابت بنانی نے دعا کی کہ "اے اللہ تعالیٰ" اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق دے تو مجھ کو دے۔"

(۶) حضرت عطیہ نے کہا کہ میں نے حضرت ثابت کو حمید طویل سے کہتے ہوئے

سنا کہ اے حمید کیا تمہیں کوئی ایسی حدیث معلوم ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ دیگر لوگ بھی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پھر ثابت نے دعا مانگی کہ "اے اللہ اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے تو ثابت کو ضرور دینا" جبیر کہتے ہیں کہ میں خدائے وحدہ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ثابت بنانی کو قبر میں اتارا، میرے ساتھ حمید بھی تھے۔ جب ہم اینٹیں رکھ چکے تو اچانک ایک اینٹ گر پڑی اور میں نے ثابت کو دیکھا کہ وہ قبر میں اپنی نماز پڑھ رہے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کی دعا کو رد نہ فرمایا۔

(۷) حضرت ابراہیم بن صمہ مہلبی نے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھے سحری کے وقت قبر کے قریب سے گزرنے والوں نے بتایا کہ جب ہم ثابت بنانی کی قبر کے پاس سے گزرتے ہیں تو قرآن پڑھنے کی آواز آتی ہے۔

(۸) ابن مندہ نے اپنی سند سے بیان کیا کہ ابو عاصم جو ایک متقی گورکن تھے انہوں نے بتایا کہ جمعہ کے روز دوپہر کو میں قبرستان میں گیا تو جس قبر سے گزرا قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔

حکایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی قبر پر اپنا خیمہ لگایا اور ان کو پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے تو انہوں نے سنا کہ اندر کوئی شخص سورہ ملک پڑھ رہا ہے جب وہ پوری سورہ ملک پڑھ چکا۔ تو وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عذاب سے نجات دلانے والی اور عذاب کو روکنے والی ہے۔

(فائدہ) ابو القاسم سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس امر پر مہر تصدیق ثبت فرما دی کہ میت قبر میں قرآن پڑھتی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس صحابی کی

تردید نہ فرمائی۔

(فائدہ) امام کمال الدین بن زملکانی نے "کتاب العمل المقبول فی زیارۃ الرسول" میں فرمایا کہ "یہ حدیث اس سلسلہ میں کہ میت قبر میں قرآن کی تلاوت کرتی ہے اور اس روایت میں بعض اولیاء کا قبروں میں تلاوت کرنا اور نماز پڑھنا وارد ہے" تو جب اولیاء اللہ کا یہ حال ہے تو انبیاء علیہم السلام کا کیا مقام ہو گا۔

(فائدہ) حافظ زین الدین بن رجب نے "کتاب اہل القبور" میں لکھا کہ "بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بعض نیک بندوں کو قبروں میں اعمال صالحہ کی توفیق دیتا ہے لیکن اس پر ثواب مرتب نہیں ہوتا کیونکہ دراصل عمل منقطع ہو چکا ہے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی یاد اور اس کی اطاعت سے لذت حاصل کرے جیسا کہ ملائکہ کرام علیہم السلام اور اہل جنت، جنت میں حاصل کریں گے، کیوں کہ ذکر الٰہی اہل جنت کے لئے عظیم تر نعمتوں میں سے ہے۔

حکایت

ابوالحسن بن براء نے "کتاب الروضہ" میں اپنی سند سے روایت کی کہ ابراہیم گورکن نے مجھے اطلاع دی کہ مجھے قبر کھودتے وقت ایک اینٹ ملی، اب جو میں نے اسے سونگھا تو اس میں مشک کی خوشبو مہک رہی تھی۔ میں نے قبر کے اندر دیکھا تو ایک بوڑھا بیٹھا ہوا قرآن پڑھ رہا تھا۔

حکایت

حضرت ابن رجب نے سند سے بیان کیا کہ ابوالحسن سامری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ایک متقی آدمی تھے اور سامرہ کے خطیب تھے، انہوں نے سامرہ کے قبرستان میں ایک قبر دکھاتے ہوئے کہا کہ ہم یہاں سے مسلسل سورہ تبارک اور الملک پڑھنے کی آواز سنتے تھے۔

حکایت

حضرت حافظ ابو بکر خطیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے روایت کی کہ عیسیٰ بن محمد نے کہا میں نے ایک روز ابو بکر بن مجاہد کو خواب میں دیکھا کہ وہ پڑھ رہے ہیں' میں نے کہا کہ آپ تو مردہ ہیں' کیسے پڑھ رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں ہر نماز کے بعد اور ختم قرآن کے بعد دعا کرتا تھا کہ اے اللہ تو مجھے قبر میں تلاوت قرآن کی توفیق دینا اس لئے میں پڑھتا ہوں۔

(فائدہ) خلال نے کتاب السنہ میں اپنی سند سے ابن عباس کا قول نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ مومن کو قبر میں ایک مصحف دیا جاتا ہے جس میں دیکھ کر وہ پڑھتا ہے۔

حکایت

حافظ ابو العلاء ہمدانی کو انکی وفات کے بعد کسی نے ایک ایسے شہر میں دیکھا کہ جس کے در و دیوار سب کتابوں کے بنے ہوئے ہیں تو ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ جس طرح میں دنیا میں علم میں مصروف ہوں اسی طرح آخرت میں بھی مصروف رکھنا' تو اب یہ مصروفیت یہاں بھی مجھ کو مل گئی ہے۔

حکایت

حضرت طلحہ بن عبداللہ نے کہا کہ میرا اپنا مال جنگل میں تھا چنانچہ میں وہاں گیا اتفاقات ہو گئی تو میں عبداللہ بن عمرو بن حزام کی قبر کے پاس لیٹ گیا تو میں نے بے نظیر تلاوت کلام پاک کی آواز سنی۔ میں نے یہ واقعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز تھی' کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی روحیں قبض فرما کر یاقوت و زبرجد کی قندیلوں میں لے کر جنت کے بیچ میں لٹکا دی ہیں۔ جب

رات ہوتی ہے تو ان کی روحیں واپس کر دی جاتی ہیں اور پھر صبح کو ان کو ان کے مقام پر واپس کر دیا جاتا ہے۔

حکایت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو گیا تو اپنے آپ کو جنت میں پایا' تو میں نے ایک قاری کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کذالک البر اور وہ اپنی ماں کے پیٹ ہی فرماں بردار تھے۔

حکایت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ایک مرتبہ خواب میں اپنے آپ کو میں نے جنت میں دیکھا۔ میں جنت ہی میں تھا کہ میں نے قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں اور اسی طرح فرماں بردار شخص کو جزا ملتی ہے۔

قبر میں درس و تدریس

حضرت یزید رقاشی نے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ جب مومن مر جاتا ہے اور قرآن کا کچھ حصہ پڑھنے سے باقی رہ جاتا ہے' تو اللہ تعالیٰ فرشتے اس پر مقرر فرما دیتا ہے کہ وہ قیامت تک قرآن یاد کرائیں تاکہ وہ قیامت کے دن مع اپنے اہل و عیال کے اٹھے اس قسم کی دیگر روایات بھی درج ہیں۔

حکایت

حضرت عاصم سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے بلخ میں ایک قبر کھودی تو اس میں ایک سوراخ تھا' اس میں سے جب دیکھا تو ایک شیخ جو سبزہ سے ڈھکا ہوا تھا تلاوت قرآن میں مصروف تھا۔

حکایت

ابو المنذر نیشاپوری ایک گورکن تھے اور متقی آدمی تھے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قبر کھودی' لیکن اس میں دوسری قبر کی طرف رستہ نکل آیا تو میں نے دیکھا کہ حسین و جمیل عمدہ کپڑے اور بہترین خوشبو والا جوان اس میں پالتی مارے بیٹھا ہے اور قرآن پڑھ رہا ہے۔ نوجوان نے میری طرف دیکھ کر کہا کہ "کیا قیامت برپا ہو گئی؟" میں نے کہا کہ نہیں' تو اس نے کہا کہ "جہاں سے مٹی ہٹائی گئی وہیں رکھ دو" تو میں نے مٹی وہیں رکھ دی۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو ابن نجار نے تاریخ بغداد میں ذکر کیا۔

(فائدہ) ابو نعیم نے مجاہد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے "فلا نفسھم یمھدون" کی تفسیر یہ بیان کی کہ وہ اپنے ہی نفسوں کے لئے قبر میں بچھاتے ہیں۔

(فائدہ) ابن ابی الدنیا نے "قبور" میں اپنی سند سے روایت کی کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی' قبر اس کے لئے بہترین ٹھکانہ ہے۔

حدیث شریف

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ قبروں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں۔ صحیح مسلم میں بھی اس قسم کی روایت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ وہ سپید' پاک و صاف ہو' قیمتی نہ ہو۔ کیوں کہ حدیث شریف میں زائد قیمتی کفن کی ممانعت فرمائی ہے۔

(فائدہ) امام بیہقی نے حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان کہ کفن تو پیپ وغیرہ کے لئے ہے' احادیث سے متعارض نہیں' کیوں کہ ہماری نظر میں تو ایسا ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو جیسا چاہے گا اپنے علم کے مطابق فرمادے گا جیسے کہ شہداء کا معاملہ ہے کہ ہماری نگاہ ظاہر میں

ہیں وہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں مگر علم الٰہی میں وہ اس طرح ہیں جیسے کہ اللہ نے ان کے متعلق خبر دی اور اگر ان کا باطنی حال ہم پر منکشف ہو جاتا تو ایمان بالغیب ہی ختم ہو جاتا۔

حکایت

راشد بن سعد نے روایت کی کہ ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو اس نے خواب میں بہت سی عورتیں دیکھیں لیکن اس کی بیوی ان میں نہ تھی اس نے اس عورت کے نہ آنے کا سبب دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ 'تم نے اس کے کفن میں کوتاہی کی اس لئے وہ اب آنے میں شرم محسوس کرتی ہے۔ وہ شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ کسی ثقہ آدمی کا خیال رکھنا۔ اتفاقاً ایک انصاری کی موت کا وقت آ گیا اس نے انصاری سے کہا کہ میں اپنی بیوی کا کفن دینا چاہتا ہوں۔ نصاریٰ نے کہا کہ اگر مردہ مردے کو پہچان سکتا ہے تو میں پہنچا دوں گا چنانچہ یہ شخص دو زعفرانی رنگ کے کپڑے لایا اور انصاری کے کفن میں رکھ دیئے۔ اب جو رات کو خواب میں دیکھا تو وہ عورت وہ کپڑے پہنے کھڑی ہے۔ یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن اس کی اسناد میں کچھ حرج نہیں۔

حکایت

حضرت عمیر بن اسود سے روایت کی کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی کے لئے وصیت کر کے چلے گئے' وہ مر گئیں۔ لوگوں نے ان کو دو کپڑوں میں کفنا کر دفن کر دیا۔ اب جب وہ آئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ "کیا کفن پہنایا؟" کہا کہ پرانے دو کپڑے کفن میں دیئے۔ تو انہوں نے نکال کر ان کو اچھا کفن دیا اور کہا کہ اپنے مردوں کو اچھا کفن دو کیوں کہ یہ اسی کفن میں اٹھیں گے۔

(فائدہ) حضرت شعبی نے روایت کی کہ جب میت کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے مرے ہوئے رشتے دار اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں و فلاں کو

کس حال میں چھوڑا؟

اولاد صالح

مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ جب کسی مردے کا بچہ صالح ہوتا ہے تو قبر میں مردے کو اس کی بشارت دے دی جاتی ہے۔ سدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم کی تفسیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شہید کے پاس ایک کتاب لائی جائے گی جس میں ان لوگوں کے نام درج ہوں گے جو اس سے ملاقات کرنے کے لئے جلد ہی آنے والے ہوں گے۔ وہ یہ دیکھ کر خوش ہوگا بالکل اسی طرح جیسے دنیا والے اپنے کسی مسافر کی آمد سے خوش ہوتے ہیں۔

(فائدہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ مومن سے قبر میں کہا جائے گا۔ تو متقین کی طرف ہو جا۔

حکایت

سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ طائف میں انتقال فرما گئے تو میں ان کے جنازے میں جا کر شریک ہوا تو میں نے ایک سفید پرند دیکھا جو ان کے ہمراہ قبر میں داخل ہو گیا اور پھر میں نے اسے نکلتے ہوئے نہ دیکھا جب وہ مدفون ہو گئے تو کسی نے یہ آیت پڑھی کہ یاایھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اور پڑھنے والا نظر نہ آیا۔ عام طور پر اس قسم کے پرند کو مردے کے عمل کی مثالی صورت سمجھا جاتا ہے۔

دیدار جبرئیل علیہ السلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

☆ یعنی وہ مردے ان لوگوں کی خوش خبریاں پاتے ہیں جو ان سے ابھی تک نہیں ملے ۱۲

وسلم دحیہ کلبی سے کلام فرمارہے ہیں تو میں نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گفتگو کو قطع کر دوں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری نگاہ جاتی رہے گی اور موت کے قریب اللہ تعالیٰ واپس کر دے گا۔ چنانچہ جب ان کو غسل کے تختہ پر رکھا گیا تو ایک پرندہ بے حد سپید آیا اور کفن میں داخل ہو گیا تو عکرمہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حیرت سے کہا یہ کیا ہے؟ جب ان کو دفن کر دیا گیا تو یہ آیت سنی گئی کہ یاایھا النفس المطمئنۃ الخ اسی حدیث کی دیگر روایات میں ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ ان کی آخر عمر میں ٹھیک ہو گئی۔

حکایت

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ کفن کے لئے دو کپڑے خرید لینا زیادہ مہنگے نہ ہوں اگر میں نیک ہوں گا تو ان سے اچھے پہنا دیئے جائیں گے ورنہ وہ بھی جلد ہی چھین لئے جائیں گے۔

وصیت عمر رضی اللہ عنہ

حضرت یحییٰ بن راشد نے روایت کی کہ عمر بن خطاب نے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میرا کفن درمیانہ درجہ کا رکھنا۔ کیوں کہ اگر میں عنداللہ نیک ہوں گا تو مجھے اس سے اچھا دے دیا جائے گا ورنہ یہ بھی جلد چھین لیا جائے گا۔ اور قبر کھودنے میں زیادتی نہ کرنا کیوں کہ اگر اللہ نے میرے لئے بھلائی لکھی ہے تو اسے حد نگاہ تک وسیع کر دیا جائے گا ورنہ اتنا تنگ کیا جائے گا کہ میری پسلیاں ایک طرف سے دوسری طرف نکل جائیں گی۔

وصیت ابو بکر رضی اللہ عنہ

حضرت عبادہ نے روایت کی کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت

کی کہ میرے ان دونوں کپڑوں کو دھو لینا اور انہیں میں کفنا دینا کیوں کہ تمہارے باپ کو یا تو اس سے اچھے کپڑے دے دیئے جائیں گے یا یہ بھی چھین لئے جائیں گے۔

مردے نے کفن واپس کر دیا

حضرت سعید بن منصور نے عائشہ بنت ابان بن غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میرے باپ نے ان کو قمیص ہی میں دفن کر دیا۔ اب جو صبح کو دیکھا تو وہ قمیص کھونٹی پر لٹکی ہوئی ہے۔ طبرانی میں بھی یہ روایت موجود ہے مگر اس میں بجائے عائشہ کے عدیثہ بنت ابان ہے۔

حضرت خلف بردانی نے روایت کی کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ جب کفنوں میں سے ایک کفن اس کے لئے منتخب کیا گیا تو وہ پتہ بڑھا ہوا تھا لوگوں نے اتنی مقدار میں کاٹ دیا۔ تو اسے کسی نے خواب میں دیکھا وہ کہہ رہا تھا کہ تم نے کفن میں بخل کیا۔ لیکن میرے رب نے مجھے لمبا کفن دے دیا۔ یہ کہہ کر اس نے کفن واپس کر دیا۔ اب صبح کو جب دیکھا گیا تو دوسرے کفنوں میں وہ کفن بھی پایا گیا جو اس کو پہنایا گیا تھا۔

حکایت

حضرت مسلمہ جندی نے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ طاؤس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ جب تم مجھ کو دفن کر دو تو تھوڑی دیر بعد مجھ کو قبر میں دیکھنا۔ اگر اس میں نہ پاؤ تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا۔ ورنہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ دینا۔ تو ان کے صاحبزادے نے بتایا کہ میں نے حسب وصیت ان کو دیکھا تو ان کو نہ پایا اور لڑکے کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے۔

حکایت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر تیار کیا اور اس پر علاء بن حضرمی کو سپہ سالار مقرر کیا میں بھی اس جنگ میں شریک تھا۔ جب ہم واپس ہوئے تو ان کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے ان کو دفن کر دیا۔ جب دفن سے فارغ ہوئے تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ یہ زمین مردوں کو قبول نہیں کرتی ہے پھینک دیتی ہے۔ ایک دو میل کے فاصلہ پر دفن کر دو تو اچھا ہے چنانچہ ہم نے ان کو نکالنا شروع کیا اب جب لحد تک پہنچے تو وہ وہاں نہ تھے اور قبر حد نگاہ تک وسیع تھی نیز نور سے معمور تھی ہم نے مٹی اسی طرح ڈال دی اور ہم نے کوچ کیا' ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی یہی واقعہ مروی ہے۔

حکایت

ابوالحسن بن بشران نے اپنی سند سے عبدالعزیز بن ابی وارد سے حکایت کی کہ مکہ میں ایک عورت ہر روز بارہ ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتی تھی۔ جب وہ مر گئی تو لوگ اس کو قبر تک لے گئے۔ جب قبر کے پاس پہنچے تو وہ لوگوں کے ہاتھوں پر سے غائب ہو گئی۔

حکایت

ابونعیم نے روایت کی کہ جب کرز بن وبرہ کا انتقال ہو گیا تو ایک شخص نے دیکھا کہ مردے قبروں پر نئے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے ہیں تو اس نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ قبر والوں کو کرز کی آمد کی خوشی میں نئے کپڑے پہنائے گئے ہیں۔

حکایت

حضرت مسکین بن بکر نے روایت کی کہ مداد عجلی کو جب دفن کرنے کے واسطے لے گئے تو تمام قبر میں پھول ہی پھول بچھے ہوئے تھے چند لوگوں نے اس میں سے پھول اٹھا لیے تو وہ ستر روز تک تر و تازہ رہے اور لوگ ان کو دیکھتے رہے

جب یہ معاملہ ان تک پہنچا تو انہوں نے لوگوں کو منتشر کر دیا اور وہ پھول اپنے قبضہ میں لے لئے لیکن ان کے پاس سے وہ غائب ہو گئے اور پتہ نہ چلا کہ کہاں گئے اور کیسے گئے۔

حکایت

حافظ ابو بکر خطیب نے محمد بن مخلد سے روایت کی کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا تو میں ان کو قبر میں اتارنے کے لئے اترا تو میں نے دیکھا کہ پاس والی قبر سے کچھ حصہ کھل گیا ہے تو مجھے ایک شخص نظر آیا جو نئے کفن میں ملبوس تھا اور اس کے سینہ پر چنبیلی کے پھولوں کا ایک گلدستہ رکھا تھا' تو میں نے اسے اٹھایا تو وہ بالکل تر و تازہ تھے میرے ساتھ دوسرے حضرات نے بھی سونگھا۔ پھر ہم نے اس کو وہیں رکھ دیا اور اس سوراخ کو بند کر دیا۔

حکایت

حافظ ابو الفرج بن الجوزی نے اپنی سند سے روایت کی کہ امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر کے پاس ایک قبر کھودی تو ایک مردے کے سینے پر پھول رکھے ہوئے تھے اور وہ ہل رہے تھے۔ انہوں نے اپنی تاریخ میں روایت کی کہ بصرہ میں ایک ٹیلہ گر گیا' اس میں حوض کی طرح ایک جگہ تھی اس میں سات آدمی مدفون تھے ان میں سے ہر ایک کفن اور بدن درست تھا اور مشک کی خوشبو مہک رہی تھی' ان میں سے ایک نوجوان تھا جس کے سر پر بال تھے اور اس کے ہونٹ تر تھے گویا کہ اس نے ابھی پانی پیا ہے۔ اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا۔ اس کی کوکھ میں تلوار کا ایک نشان تھا تو بعض لوگوں نے اس کا بال لینا چاہا تو وہ بال زندہ انسان کے بال کی طرح مضبوط تھا۔

حکایت

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی' انہوں نے فرمایا کہ میں

نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کھودنے میں شرکت کی۔ جب ہم قبر کھودتے تھے تو مشک کی خوشبو مہکتی تھی۔

حکایت

حضرت محمد بن شرحبیل بن حسنہ نے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے ایک مٹھی مٹی لی اور قبر میں اس کو غور سے دیکھا تو وہ مشک تھی۔

حکایت

حضرت مغیرہ بن حبیب نے روایت کی۔ ایک شخص کو خواب میں کسی نے دیکھا اس شخص کی قبر سے خوشبوئیں آتی تھیں۔ اس سے دریافت کیا گیا کہ یہ خوشبوئیں کیسی ہیں' اس نے کہا کہ یہ تلاوت قرآن اور روزوں کی خوشبوئیں ہیں۔

حکایت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے۔ اس روایت میں ہے کہ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ وہ اپنی سواری پر سے گر پڑا اور مر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھکا کم اور نعمتیں زائد حاصل کیں' میرا خیال ہے کہ یہ بھوکا مر گیا۔ بے شک میں نے اس کی دونوں بیویوں کو جنت میں دیکھا جو کہ حوریں تھیں وہ اس کے منہ میں جنت کے پھل رکھ رہی تھیں۔

جعفر طیار

ترمذی و حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت

میں فرشتوں کے ہمراہ اڑتے دیکھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرشتوں کے ساتھ اڑ رہے ہیں اور حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹیک لگائے بیٹھے ہیں اور چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مزید تذکرہ کیا۔

حکایت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ وہ ایک قبرستان گئے تو دیکھا کہ ایک کھوپڑی ظاہر ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو چھپا دیا جائے پھر آپ نے فرمایا کہ ان ابدان کو کوئی چیز مضر نہیں' یہ تو ارواح ہی ہیں جن کو عذاب و ثواب ہوتا ہے۔

عبد اللہ بن زبیر پھانسی پر

حضرت بی بی صفیہ بن شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس تھی جب کہ حجاج نے میرے بیٹے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھانسی دی تو عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ آئے اور تعزیت کے طور پر کہا کہ تم صبر کر دکیوں کہ یہ جسم کچھ بھی نہیں' بے شک روحیں اللہ کے پاس ہیں۔ تو میں نے کہا" میں صبر کیوں نہ کروں' یحیٰی بن زکریا علیہ السلام کا سر ایک زانیہ کو بطور تحفہ پیش کیا۔"

حکایت

حضرت خالد بن معدان نے روایت کی کہ جنگ اجنادین کے موقعہ پر جب رومی شکست خوردہ ہو کر ایسی منزل پر پہنچ گئے جہاں عبور کرنا ممکن نہ تھا تو ہشام بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جگہ پہنچ گئے اور ان سے جہاد کیا اور اس طرف سے ان کے حملے بند کر دیئے لیکن کچھ دیر بعد خود شہید ہو گئے۔ جب مسلمان

اس مقام پر پہنچے جہاں ان کی لاش تھی تو مسلمانوں کو اس بات کا خطرہ ہوا کہ کہیں ان کی لاش کو گھوڑے نہ روند ڈالیں' تو عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ نے ان کو شہید کر دیا ہے اور ان کی روح کو اٹھا لیا ہے اور اب یہ جثہ کچھ نہیں ہے اس لئے اگر اس کو گھوڑے روند ڈالیں تو کچھ حرج نہیں۔ پھر خود انہوں نے اور ان کے بعد دوسرے سپاہیوں نے ان کی لاش کو روند ڈالا اور پل کو عبور کر لیا۔ ابن رجب نے کہا کہ ان آثار کا مقصد یہ نہیں کہ روح اجسام سے جدا ہونے کے بعد کبھی ان سے ملتی ہی نہیں بلکہ ان کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ مرنے کے بعد جس کو انسانوں یا کیڑے مکوڑوں کے تکلیف پہنچانے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ کیوں کہ عذاب قبر دنیا کے عذاب کی طرح نہیں وہ تو اللہ کی مشیت کے مطابق اور اس کی قدرت سے میت تک پہنچتا ہے۔

(باب)[۱]

احادیث مبارکہ

(۱) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' ابھی شہید کا خون زمین پر گرنے کے بعد خشک ہونے بھی نہیں پاتا کہ اس کی جنتی دونوں بیبیاں اس کا استقبال کرتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں جنتی حلے ہوتے ہیں جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتے ہیں۔

(۲) حضرت یزید بن شجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ خون شہید کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کی دو بیبیاں حوریں آ کر اس کے چہرے کی مٹی صاف کرتی ہیں پھر اس کو سو حلے جنتی گھاس سے بنے ہوئے پہنائے جاتے ہیں وہ اتنے لطیف ہوتے ہیں کہ اگر دو

---

[۱] امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو بابوں میں جیسے امام بخاری علیہ الرحمۃ کی عادت ہے ... یہ باب سابق کا تتمہ ہے۔ ۱۲ ... غفرلہ

انگیٹھیوں میں رکھے جائیں تو ان میں سما جائیں۔

(۳) حاکم نے بروایت صحیحہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک سیاہ فام شخص حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آیا اور دریافت کیا کہ اگر میں جنگ کروں حتیٰ کہ مارا جاؤں تو بتایئے میرا مقام کیا ہو گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں تو اس نے جنگ کی حتیٰ کہ شہید ہو گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور کہا کہ "خدا تعالیٰ نے تیرے چہرے کو منور کر دیا اور تیرے اندر خوشبو پیدا فرما دی" پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کے بارے میں (یا کسی دوسرے کے بارے میں) فرمایا کہ میں نے اسے جنت میں دیکھا کہ اس کی حور بیوی اس کے اونی جبہ کے بارے میں اس سے دل لگی کر رہی تھی اور کبھی وہ اس کے جبہ میں چھپ جاتی تھی۔

بیہقی نے بہ سند حسن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے شہید ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سرہانے خوش ہو کر بیٹھ گئے اور مسکرانے لگے پھر اس سے منہ پھیر لیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلے میں سوال کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوش ہونا تو اس لئے تھا کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا مرتبہ کس قدر بلند فرمایا اور میرا منہ پھیرنا اس لئے ہوا کہ اس کی بیوی حور اسکے پاس ہے۔

حکایت

حضرت قاسم بن عثمان بن جدمی سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو طواف کرتے دیکھا' میں اس کے پاس آیا تو اسے یہ لفظ کہتے ہوئے پایا کہ "[1] اللهم قضيت حاجة المحتاجين وحاجتي لم تقض" وہ تو بس دعا مانگتا تھا اس سے زائد نہ کرتا تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ بھئی اس سے زائد دعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس نے کہا کہ جناب اس کے پس منظر میں بھی

---

[1] یعنی اے اللہ تو نے محتاجوں کی حاجت کو پورا فرمایا، میری حاجت کو تو نے پورا نہ فرمایا۔ ۱۲

ایک واقعہ عظیم ہے اور وہ یہ کہ ہم مختلف شہروں کے رہنے والے سات دوست تھے۔ ہم نے دشمن کی زمین میں پہنچ کر جنگ کی تو انہوں نے ہم کو قید کر لیا اور ہم کو علیحدہ علیحدہ کر دیا' تاکہ مار ڈالا جائے تو میں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ سات جنتوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ہر دروازے پر ایک حور ہے۔ غرض کہ ہمارے ایک ساتھی کی گردن مار دی گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک حور اتری جس کے ہاتھ میں ایک رومال تھا۔ حتیٰ کہ میرے چھ ساتھی شہید ہوئے۔ میں بھی بچ رہا اور میرا دروازہ بھی اب جب مجھے گردن مارنے کے لئے پیش کیا گیا تو مجھ کو بادشاہ سے کسی نے مانگ لیا۔ تو میں نے حور کو کہتے ہوئے سنا کہ "اے محروم انسان تجھ سے بہت بڑی چیز فوت ہو گئی" یہ کہہ کر اس نے دروازہ بند کر لیا تو اے بھائیو اسی کی حسرت میں اپنے دل میں رکھتا ہوں۔ قاسم بن عثمان کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ شخص ان سب سے افضل تھا کہ اس نے وہ چیز دیکھی جو انہوں نے نہ دیکھی اور شوق و محبت سے سرگرم عمل صالح ہو گیا۔

باب

زیارۃ القبور

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ مردے اپنی زیارت کرنیوالوں کو پہچانتے اور دیکھتے ہیں

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان کی زیارت پر پہنچتا ہے تو وہ اس سے انس حاصل کرتا ہے اور اس کی باتوں کا جواب دیتا ہے۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے متعارف شخص کی قبر سے گزرتا ہے اور اس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اس کو جواب دیتا ہے نیز اسے پہچان کر سلام کرتا ہے۔ نیز ابن ابی الدنیا سے "قبور" میں یہ روایت کی اور ابن عبدالبر نے کتاب الاذکار میں اور تمہید میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی روایت کی۔

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی' انہوں نے کہا۔ رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں قبرستان سے گزرتا ہوں تو کیا کوئی کلام ہے جو میں مردوں سے کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ کہہ دیا کرو کہ " السلام علیکم یا اهل القبور

من المسلمين والمومنين انتم لنا سلف ونحن لكم تبع وانا ان شاء الله بكم لا حقون "☆ ابورزین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ سنتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنتے ہیں' مگر جواب نہیں دے سکتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابورزین کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ ان کے بجائے انہیں کی تعداد میں فرشتے تم کو جواب دیں۔ اور جواب نہیں دے سکنے سے مراد ایسا جواب ہے جس کو انسان اور جنات نہ سنیں' ورنہ وہ جواب ضرور دیتے ہیں۔

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ' میں اپنے حجرے میں کپڑا اتار کر داخل ہو جاتی اور کہتی کہ ان میں ایک میرے شوہر ہیں اور دوسرے باپ لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون ہوئے تو میں احتیاط سے کپڑا اوڑھ کر داخل ہونے لگی اور یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرم کرنے کی بنا پر تھا۔

(۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد سے واپسی پر حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمیر اور ان کے ساتھیوں کی قبروں پر ٹھہرے اور فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہو۔ تو اے لوگو ان سے ملاقات کرو اور انہیں سلام کرو' کیوں کہ یہ قیامت تک جواب دیتے ہیں۔

(۶) حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو سب سے زیادہ انس اس شخص کے آنے سے ہوتا ہے جو اس کا دنیا میں بہترین دوست ہو۔

(۷) محمد بن واسع نے روایت کی کہ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ میت کو اپنے زیارت کرنے والوں کا علم جمعہ کے دن اور اس سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد تک ہوتا ہے۔

☆ یعنی اے قبر والو مسلمانو اور مومنو تم پر سلام ہو تم ہمارے پیش رو اور ہم تمہارے تابع اور بیشک ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ ۱۲

(۸) ضحاک رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی، جس نے سنیچر کے روز طلوع آفتاب سے پہلے کسی زیارت کی، تو میت کو اس کا علم ہوتا ہے۔ ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اس لئے کہ ابھی تک جمعہ کے اثرات باقی رہتے ہیں۔

(فائدہ) علامہ سبکی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد قبر میں روح کا اپنے جسم میں واپس آنا ہر مردے کے لئے ہے۔ روایت صحیحہ ثابت ہے اور شہداء کا تو کیا ہی کہنا۔ لیکن گفتگو اس امر میں ہے کہ آیا وہ ارواح جسم میں باقی رہتی ہیں یا نہ، اور پھر یہ زندگی دنیا کی زندگی کی طرح ہوتی ہے یا اس سے مختلف؟ یوں کہ زندگی کے لئے روح کا ہونا یہ ایک امر عادی ہے امر عقلی نہیں۔ اب اگر اس بات پر کوئی دلیل قطعی قائم ہو جائے کہ جسم کو دنیاوی زندگی جیسی مل جاتی ہے تو اس کو مان لیا جائے گا۔ چنانچہ علماء کی ایک جماعت نے اسی قول کو لیا ہے۔ نیز موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا اس پر دلیل ہے کیونکہ نماز پڑھنا ایک زندہ جسم ہی کی صفت ہے۔ پھر اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے بارے میں شب معراج میں جن صفات کا تذکرہ ہے ان کا تقاضا بھی یہی ہے لیکن اس جسمانی زندگی سے جسمانی عوارض، مثلاً کھانے پینے وغیرہ کا پایا جانا ضروری نہیں، بلکہ ان کے احکام بدل جاتے ہیں۔ البتہ اور ادراکات مثلاً علم اور سننا تو یہ بلاشبہ شہداء اور غیر شہداء سب کے لئے ثابت ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ شہداء کی جسمانی زندگی کے معنی یہ ہیں کہ ان پر گلنا اور سڑنا نہیں آتا۔

دلائل حیوۃ الانبیاء (علی نبیاء علیہم السلام

(۱) بیہقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے "کتاب الاعتقاد" میں کہا کہ وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو واپس کر دیا گیا ہے اور وہ شہداء کی مانند اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ نے ارواح کی باہمی ملاقات کا مسئلہ ذکر کرتے ہوئے کہا ارواح کی دو قسمیں ہیں۔ کچھ ارواح تو وہ ہیں جن پر عذاب ہو رہا

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی وفات و حیات میں کچھ فرق نہیں ان کے ساتھ ہم آزندگی وہ سلوک کرنا چاہیے۔ ۱۲

ہے ان کو تو ملاقات کی اجازت نہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جو انعامات و اکرامات الٰہیہ میں ہیں تو وہ آزاد ہیں ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں اور دنیا میں جو کچھ ہو چکا اس سے بحث کرتی ہیں اور جو دنیا والے کرتے ہیں اس کے بارے میں بھی گفتگو کرتی ہیں اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح رفیق اعلیٰ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کے انعام یافتہ حضرات انبیاء صدیقین' شہداء اور صالحین کے ہمراہ ہوں گے اور یہ حضرات بہت ہی اچھے ساتھی ہیں یہ ساتھ دنیا میں بھی ہے برزخ میں بھی اور آخرت میں بھی۔ انسان ان تینوں ادوار میں اسی کے ہمراہ ہو گا' جس سے اس کو محبت ہو گی۔

(۲) شیدلہ نے کتاب البرہان میں کہا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے انہیں تم ہرگز مردہ نہ سمجھو' بلکہ وہ زندہ ہیں۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ مردہ بھی ہوں اور زندہ بھی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے جسم کے کسی حصہ میں روح ڈال دے' جس سے وہ عذاب اور لذت دونوں کو محسوس کریں۔ یہ بالکل اسی طرح ہے' جسم کے کسی حصے میں اگر گرمی یا سردی کا اثر ہو تو اس کا پورے جسم پر اثر ہوتا ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ان کی حیات سے مراد یہ ہے کہ ان کے جسم کے جوڑ نہیں کھلیں گے اور نہ ہی ان کا جسم گلے گا یا سڑے گا تو گویا وہ اپنی قبور میں زندہ کی طرح ہیں۔ ابو حیان نے کہا کہ حیات شہداء کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا۔ بعض تو کہتے ہیں کہ ان کی روحیں باقی رہتی ہیں اور اجسام فنا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات ہمارے مشاہدہ میں آتی ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ شہید جسم اور روح دونوں زندہ ہوتا ہے اور ہمارا عام شعور اس سلسلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا یہ تو بالکل ایسا ہی ہے جیسے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم پہاڑوں کو جما ہوا دیکھو گے حالانکہ وہ بادل کی طرح چل رہے ہوں گے یا جس طرح سونے والے کو ہم ایک ہی حالت پر دیکھتے ہیں حالانکہ وہ آرام اور تکلیف ہر چیز کو محسوس کرتا ہے اور کہاں کہاں جاتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ اسی لئے حیات

شہداء میں اللہ تعالیٰ نے قید لگا دی کہ ولکن لا تشعرون گویا اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرما دی کہ ان شہداء کی حیات میں بھی فرق ہے۔ پھر اگر شہید کی زندگی سے مراد اس کی روحانی زندگی ہوتی تو اس میں اور دوسروں میں مابہ الامتیاز کیا رہ جاتا؟ نیز ولکن لا تشعرون ☆ کی قید لگانے کا کچھ فائدہ نہ رہتا اور کبھی اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو بذریعہ کشف انکی زندگی مشاہدہ کرا دیتا ہے۔

(۳) بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے ایک قبر کھودی' اس میں ایک روشن دان دوسری قبر کی طرف کھل گیا۔ اب جو انہوں نے دیکھا تو ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور انکے سامنے قرآن عظیم رکھا ہوا ہے اور اس کے سامنے ہی سبز رنگ روضہ ہے۔ یہ سرزمین احد کا واقعہ ہے اور یہ شخص شہید تھا کیونکہ اس کے چہرے پر زخم تھے۔ ابو حیان اور یافعی نے بھی اسی قسم کا واقعہ نقل کیا۔

(۴) شیخ نجم الدین اصبہانی نے کہا کہ میں ایک شخص کی تدفین کے وقت حاضر تھا میت کو کلمہ کی تلقین کے لئے ایک شخص بیٹھا اور اسے تلقین کرنے لگا تو میت کہنے لگا۔ "کہ اے لوگو! تعجب ہے اس بات پر کہ ایک مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔"

حکایت

ابن رجب نے اپنی سند سے معافی بن عمران کے بارے میں نقل کیا کہ ایک شخص ان کی قبر پر تلقین کے لئے کلمہ پڑھنے لگا تو قبر سے بھی کلمہ کی آواز آنے لگی۔

حکایت

یافعی نے محب طبری (کہ شوافع کے ائمہ میں سے ہیں) سے روایت کی کہ میں شیخ اسماعیل حضرمی کے ساتھ زبیدہ کے قبرستان میں تھا تو مجھ سے شیخ نے کہا کہ' اے محب تم مردوں کے کلام کرنے پر ایمان رکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں۔

☆ یعنی تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔"

تو انہوں نے کہا کہ یہ قبر والا کہتا ہے کہ میں اہل جنت سے ہوں۔

حکایت

انہیں شیخ اسماعیل حضرمی سے روایت کی کہ وہ قبرستان سے گزرے اور ایک قبر پر کھڑے ہو کر بہت روئے اور تھوڑی دیر بعد بے ساختہ ہنسنے لگے۔ تو انسے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس قبرستان والوں کا حال معلوم ہوا تو پتہ چلا کہ ان لوگوں پر عذاب ہو رہا ہے' تو میں نے ان کے بارے میں اللہ تعالی سے آہ و زاری کی' تو مجھ سے کہا گیا کہ جاؤ ہم نے ان لوگوں کے بارے میں تمہاری شفاعت قبول کر لی۔ تو اس قبر والی عورت بولی کہ 'اے فقیہ اسماعیل میں ایک گانے بجانے والی عورت تھی کیا میری بھی مغفرت ہوئی؟ تو میں نے کہا ہاں اور تو بھی انہیں میں ہے۔ یہی چیز میری ہنسی کا باعث ہوئی۔

حکایت

شیخ عبدالغفار نے "توحید" میں لکھا کہ مجھے قاضی بہاؤالدین نے خبر دی کہ شیخ امین الدین جبریل ان کے ہمراہ تھے وہ قاہرہ میں داخل ہونے سے پہلے فوت ہو گئے۔ اب جب ان کی میت کو لے کر قاہرہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو شہر والوں نے داخل ہونے کی اجازت نہ دی کہ ہم مردوں کو داخل نہیں ہونے دیتے ' تو شیخ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر انگلی اٹھا دی اور ہم شہر میں داخل ہو گئے۔

یافعی نے ایک شخص سے روایت کی کہ اس نے کہا کہ قرافہ کے مقام پر میں نے ایک نوجوان کے ساتھ بد فعلی کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ میں یہاں ہرگز کوئی گناہ نہ کروں گا۔ کیوں کہ میں نے ایک مرتبہ ایسا کیا تھا تو ایک قبر پھٹ پڑی تھی اور مردے نے کہا کہ کیا خدا سے بھی حیا نہیں کرتے؟

حکایت

یافعی نے حکایت کی کہ ' عبدالرحمن زبیدی فرماتے ہیں کہ جب وہ منصورہ میں

تھے اور دشمنوں نے مسلمانوں کو گرفتار کر لیا تو عبدالرحمن نے ایک روز یہ آیت پڑھی لا تحسبن الذین قتلوا الخ پھر آپ شہید ہو گئے۔ جب شہید ہو گئے تو ایک انگریز آیا اور اس کے پاس ایک چھوٹا نیزہ تھا وہ اس نے آپ کے جسم پر مارا اور کہا کہ اے مسلمانو کے عالم تو کہتا تھا کہ شہداء زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ تو عبدالرحمن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا سر اٹھا کر کہا کہ ہاں کعبہ کے رب کی قسم شہداء زندہ ہیں۔ تو انگریز اپنے گھوڑے سے اترا اور شیخ کا منہ چوما اور اپنے ساتھی سے کہا کہ ان کی میت کو وطن لے چلو۔

رسالہ قشیری میں ان کی سند سے شیخ ابو سعید از سے مروی ہے کہ میں نے باب بنی شیبہ کے پاس ایک نوجوان کو مردہ حالت پر پایا۔ جب میں نے اسے دیکھا' تو وہ میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگا اور کہنے لگا کہ اے ابو سعید شہداء زندہ ہیں وہ تو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں۔

حکایت

اسی رسالہ میں شیخ علی رودباری سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک فقیر کو دفن کیا تو انہوں نے اس کے سر سے کفن ہٹایا اور اس کا سر مٹی پر رکھا تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی غربت پر رحم کرے تو اس نے آنکھیں کھول کر مجھ کو دیکھا اور کہا کہ' جناب مجھ کو اس کے سامنے ذلیل نہ کیجئے جس نے مجھ کو رو دکھائی ہے۔ تو میں نے کہا کہ اے میرے سردار کیا مرنے کے بعد زندگی؟ تو اس نے کہا کہ میں بھی زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر محب زندہ ہے اور کل میں تمہاری مدد کروں گا۔

حکایت کفن چور

رسالہ قشیری میں ہے کہ' ایک کفن چور تھا۔ ایک عورت کا انتقال ہو گیا' وہ اس کے جنازہ میں شامل ہوا تاکہ ساتھ جا کر اس کی قبر کا پتہ لگائے۔ جب رات ہو گئی تو اس نے بڑھیا کی قبر کو کھودنا شروع کیا' تو وہ عورت بول اٹھی کہ سبحان

یہ ایک مغفور شخص عورت کا کفن چراتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری بھی مغفرت کر دی اور ان تمام لوگوں کی جنہوں نے میرے جنازے کی نماز پڑھی اور تو بھی ان میں شریک تھا۔ یہ سن کر اس نے قبر پر فوراً مٹی ڈال دی اور سچے دل سے تائب ہو گیا۔

اسی رسالہ میں ہے کہ ابراہیم بن شیبان نے فرمایا کہ ایک اچھا نوجوان میرا ساتھی بنا اور جلد ہی اس کا انتقال ہو گیا تو مجھے بہت رنج ہوا اور اس کے غسل دینے کا بہ نفس نفیس ارادہ کر لیا تو میں نے دہشت کی وجہ سے اس کے الٹی طرف سے نہلانا شروع کیا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے دایاں حصہ دیا۔ میں نے کہا کہ اے بیٹے تو حق پر ہے اور غلطی پر میں ہی تھا۔

حکایت

اسی رسالہ میں ابو یعقوب سوسی سے مروی ہے کہ میں نے ایک مردہ کو غسل دیا تو اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا تو میں نے کہا کہ اے بیٹے میرا انگوٹھا چھوڑ دو کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ یہ مرنا نہیں ہے بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے۔

حکایت

اور اسی رسالہ میں اسی راوی سے ہے کہ میرا ایک مرید مکہ سے آیا اور مجھ سے کہا کہ اے استاد میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا تو یہ دینار لو آدھے میں قبر اور آدھے میں میرے کفن کا انتظام کرنا۔ جب دوسرے روز ظہر کا وقت آیا تو اس نے آخر طواف کیا اور پھر دور کھڑا ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد مر گیا۔ جب میں نے اسے قبر میں رکھ دیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں' تو میں نے اس سے کہا کہ' مرنے کے بعد بھی زندگی ہوتی ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کا محب ہوں اور اللہ کا ہر محب ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔

حکایت

امام قشیری کہتے ہیں کہ میں نے استاذ علی دقاق کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابو عمر بیکندی ایک گلی سے گزر رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ چند لوگ ایک نوجوان کو اس کے بد چلن ہونے کی وجہ سے گھر سے گھسیٹ کر نکال رہے ہیں اور اس کی ماں رو رہی ہے اور ان سے سفارش کر رہی ہے۔ تو آپ نے کہا کہ اس شخص کو میری طرف سے اس عورت کو ہبہ کر دو۔ چند دن بعد آپ نے اس کی ماں کو دیکھا تو اس نوجوان کا حال دریافت کیا۔ تو اس نے بتایا کہ وہ تو مر گیا اور اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اس کے مرنے کی اطلاع پڑوسیوں کو نہ دوں تاکہ وہ میرے مر جانے سے خوش نہ ہوں اور جب میں مر جاؤں تو میرے حق میں رب سے سفارش کرنا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب میں اس کی قبر سے چلنے لگی تو میں نے اس کی آواز سنی کہ وہ کہہ رہا ہے کہ ماں اب تو چلی جا کیوں کہ میں کرم کرنے والے رب کے پاس آ گیا ہوں۔

حکایت

یافعی نے "روض الریاحین" میں لکھا کہ ایک نیک شخص نے مجھے بتایا کہ میں کبھی اپنے والد کی قبر پر جاتا ہوں تو ان سے گفتگو کرتا ہوں۔

حکایت

یافعی نے کہا کہ یہ بہت مشہور بات ہے کہ فقیہ احمد بن موسیٰ بن عجیل کو ان کے بعض شاگردوں نے قبر میں سورۂ نور پڑھتے ہوئے سنا۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے "کتاب القبور" میں اپنی سند سے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک قبرستان پر گزرے تو کہا "السلام علیکم یا اھل القبور" نئی خبریں یہ ہیں کہ تمہاری عورتوں نے نئی شادیاں رچالی ہیں۔ تمہارے گھر میں

دوسرے لوگ بس چکے ہیں اور تمہارے مال تقسیم ہو چکے ہیں تو ایک ہاتف نے آواز دی کہ اے عمر ہماری نئی خبریں یہ ہیں کہ ہم نے جو نیک اعمال کیے ان کا بدلہ یہاں ملا اور جو خدا کی راہ میں خرچ کر دیا اس کا نفع ملا اور جو چھوڑ آئے اس میں نقصان اٹھایا۔

حکایت

حاکم نے تاریخ نیشا پور میں بیہقی نے اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اپنی سند سے سعید بن مسیب رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی طالب کے ہمراہ مدینہ کے قبرستان میں گئے تو آپ نے کہا کہ السلام علیکم یا اہل القبور ورحمۃ اللہ کیا تم ہم کو اپنی خبریں سناتے ہو یا ہم تم کو اپنی خبریں سنا دیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے ایک قبر کے اندر سے آواز سنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا امیر المومنین آپ ہمیں بتائیے کہ ہمارے بعد کیا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا کہ تمہاری بیویاں نئی شادیاں کر چکی ہیں' تمہارے مال بٹ چکے ہیں اور اولاد یتیموں کے زمرہ میں شامل ہے وہ گھر جو تم نے پختہ بنائے تھے' اب ان میں تمہارے دشمن رہتے ہیں۔ اب تم اپنا حال سناؤ۔ تو ایک قبر سے آواز آئی کہ کفن پھٹ چکے' بال بکھر گئے' کھالیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں اور آنکھیں رخساروں پر بہہ گئیں اور نتھنوں کا پیپ بن گیا' جیسا کیا ویسا پایا اور جو چھوڑ کر آئے اس میں نقصان اٹھایا اور اعمال کے بدلے رہن ہیں۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے قبور میں یونس بن ابی فرات سے روایت کی کہ ایک شخص کی قبر کھود کر اس کے سائے میں بیٹھ گیا کہ اتنے میں تیز ہوا چلی وہ لیٹ گیا۔ اس نے قریب ہی دیکھا کہ ایک چھوٹا سا سوراخ ہے۔ اس نے اپنی انگلی سے اس کو وسیع کیا تو اس میں ایک قبر تھی اور حد نگاہ تک فراخ تھی اور اس میں ایک بوڑھا خضاب لگائے بیٹھا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کنگھی کرنے والوں نے ابھی اس سے

اپنے ہاتھ اٹھائے ہیں۔

حکایت

ابن جریر نے "تہذیب الآثار" میں اور ابن ابی الدنیا نے "کتاب من عاش بعد الموت" میں اور بیہقی نے "دلائل" میں عطاف بن خالد سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ میری خالہ نے مجھ کو بتایا کہ ایک روز میں شہداء کے قبرستان میں گئی۔ اور یہ میرا معمول تھا۔ میں سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے پاس جا کر ٹھہری اور اس کے پاس نماز پڑھی' وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب دینے والا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوئی تو میں نے کہا کہ السلام علیکم تو میں نے سلام کے جواب کی آواز سنی۔ اور مجھ کو اتنا یقین ہے جتنا کہ اس بات کا کہ اللہ نے مجھ کو پیدا کیا رات اور دن کے وجود کا۔ یہ حال دیکھ کر میرے جسم کا بال بال کانپنے لگا۔

حکایت

حاکم نے بروایت صحیحہ بیان کیا اور بیہقی نے دلائل میں اپنی سند سے روایت کی کہ عبداللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کی زیارت کی اور کہا کہ اے اللہ تیرا بندہ اور نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہداء اور جس نے ان کی زیارت کی یا ان کو سلام علیک کی تو یہ قیامت تک اس کا جواب دیتے رہیں گے۔

حکایت

بیہقی نے واقدی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی قبور کی زیارت کو تشریف لے جاتے تھے جب گھاٹی پر پہنچتے تھے تو بآواز بلند فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور یہی معمول ابو بکر، عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رہا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی

کر دعا کرتی تھیں۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص بھی آ کر سلام کرتے اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ ان حضرات کو سلام کرو جو تمہارے سوال کا جواب دیتے ہیں۔

سیدنا حمزہ نے مزار میں جواب دیا

فاطمہ خزاعیہ نے کہا کہ میں اور میری بہن غروب آفتاب کے وقت ایک قبرستان میں تھے تو میں نے کہا کہ اے میری بہن آ کہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر سلام کریں تو اس نے کہا کہ اچھا۔ تو ہم نے انکی قبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ السلام علیك یا عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم نے قبر سے جواب سنا کہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حکایت

بیہقی نے اپنی سند سے روایت کی کہ ہاشم بن محمد عمری نے کہا کہ مجھے میرے والد جمعہ کے روز فجر کے وقت قبور شہداء کی زیارت کے لیے لے گئے۔ جب ہم قبرستان میں پہنچے تو انہوں نے بہ آواز بلند کہا کہ سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار تو جواب آیا کہ وعلیکم السلام یا ابا عبداللہ تو میرے باپ نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم نے جواب دیا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی دائیں طرف کر لیا اور پھر دوبارہ سلام کیا' تو دوبارہ جواب دیا۔ آپ نے تین مرتبہ ایسا ہی کیا اور تینوں مرتبہ جواب آیا یہ سن کر میرے والد سجدہ شکر بجا لائے۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے عبدالواحد بن زیاد سے روایت کی کہ' ہم ایک جہاد میں گئے تھے۔ جب واپس ہوئے تو ہمارے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی گم تھا

[illegible]

جب ہم نے تلاش کیا تو وہ درختوں کے جھنڈوں میں مقتول پڑے ہوئے تھے، اور ان کے سر پر کچھ لڑکیاں کھڑی ہو کر دف بجا رہی ہیں۔ جب ہم قریب پہنچے تو وہ غائب ہو گئیں اور ہم نے ان کو پھر نہ دیکھا۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے سعید بن مسیب رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ حرہ کی جنگ کے موقعہ پر میں روضہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی حاضر تھا تو جب بھی نماز کا وقت ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے اذان کی آواز آتی تھی۔ زبیر بن بکار نے اخبار المدینہ میں بھی یہی روایت کی' اس میں اتنا زائد ہے کہ جب لوگ واپس آگئے اور موذن بھی واپس ہو گئے لیکن پھر اذان نہ سنی گئی۔

حکایت

لالکائی نے "سنت" میں یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ' ایک گورکن نے مجھ کو بتایا کہ قبروں میں سب سے عجیب چیز جو' میں نے دیکھی وہ یہ تھی کہ ایک قبر سے ایسی آواز آتی تھی جیسے کسی مریض کے کراہنے کی ہوتی ہے نیز ایک قبر سے موذن کی اذان کے جواب کی آواز آتی اور صاف سنی جاتی تھی۔

حکایت

لالکائی نے حرث بن اسد محاسبی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک قبرستان میں تھا کہ ایک قبر سے آواز سنی کہ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے عذاب سے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کا واقعہ

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اپنی سند سے روایت کی کہ منہال بن عمرو نے کہا کہ میں دمشق میں تھا تو بخدا میں نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سر کو لے جاتے ہوئے دیکھا سر کے سامنے ایک شخص سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا

جب وہ اس آیت پر پہنچا کہ [1] "ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من ایتنا عجبا" تو اللہ تعالیٰ نے سر کو قوت گویائی عطا فرمائی۔ وہ بزبان فصیح بولا۔ [2] اعجب من اصحاب الکہف قتلی و حملی۔

حکایت

ذہبی نے تاریخ میں بیان کیا کہ احمد بن نصر خزاعی جو فن حدیث کے امام گزرے ہیں ان کو خلیفہ واثق باللہ نے خلق قرآن کا قول کرنے پر مجبور کیا۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا خلیفہ نے حکم دیا کہ ان کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا جائے اور ایک شخص کو مقرر کیا جو ان کے منہ کو قبلہ سے منحرف کرتا رہے تو جو شخص اس کام پر معین تھا اس نے بیان کیا کہ وہ سر ہر رات کو قبلہ کی طرف پھر جاتا تھا اور بزبان فصیح سورہ یٰسین پڑھتا تھا۔ یہ حکایت متعدد وجوہ سے مروی ہے۔

حکایت

ابن عساکر نے اپنی سند سے ابو ایوب خزاعی سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا جو ہمہ وقت مسجد میں مصروف عبادت تھا اور حضرت عمر کو وہ بہت ہی پسند تھا۔ اس کا ایک بوڑھا باپ تھا۔ رات کو وہ اپنے باپ کے پاس چلا جاتا تھا۔ راستہ میں ایک فاحشہ عورت کا گھر تھا۔ وہ اس پر عاشق ہو گئی۔ چنانچہ وہ روزانہ اس کے راستہ میں کھڑی ہو جاتی تھی۔ حتیٰ کہ ایک روز وہ اس کو اپنے دروازے پر لے گئی جب وہ داخل ہونے لگا تو اس کو خدا کی یاد آئی اور اس کی زبان سے بے ساختہ یہ آیت نکل گئی کہ [3] "ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطٰن تذکروا فاذاھم مبصرون" یہ آیت

---

[1] ترجمہ - کیا تم سمجھتے ہو کہ غار والے اور کتبے والے ہماری نشانیوں میں سے عجیب تھے۔

[2] یعنی اصحاب کہف کے واقعہ سے عجیب تر میرا قتل اور اٹھایا جانا ہے۔

[3] یقیناً بے شک متقی لوگ وہ ہیں کہ جب شیطان کا کوئی وسوسہ ان کے پاس آتا ہے تو وہ خدا کو یاد کرتے ہیں اور درست راہ پر آ جاتے ہیں۔

پڑھتے ہی نوجوان بے ہوش ہو کر گر گیا۔ اس عورت نے اپنی باندی کو بلایا اور دونوں گھسیٹ کر اس کو اس کے دروازے پر پھینک آئے۔ اب جب باپ اس کی تلاش میں نکلا تو دیکھا کہ وہ دروازہ پر بے ہوش پڑا ہے تو وہ اس کو اٹھوا کر اندر لے گیا۔ رات گئے اس کو ہوش آیا۔ باپ نے دریافت کیا کہ اے بیٹے کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ خیریت ہے۔ باپ نے کہا کہ میں تجھ کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں بتا کہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے سب واقعہ بتایا۔ باپ نے دریافت کیا کہ کون سی آیت پڑھی تھی؟ اس نے وہی آیت دوبارہ پڑھی۔ اور اب وہ پڑھتے ہی پھر بے ہوش ہو گیا۔ لوگوں نے اسے ہلایا' جلایا تو معلوم ہوا کہ وہ مر گیا ہے چنانچہ لوگوں نے اسے راتوں رات دفن کر دیا۔ صبح کو یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا۔ آپ اس کے باپ کے پاس تعزیت کو گئے اور فرمایا کہ تو نے مجھ کو اطلاع کیوں نہ دی؟ اس نے کہا کہ اے امیر المومنین! رات کا وقت تھا آپ کو تکلیف ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی قبر پر لے چلو۔ چنانچہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت اس کی قبر پر آئے اور کہا:" **یا فلان! ولمن خاف مقام ربہ جنتان**" تو نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا' یا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ **قد اعطانیھما ربی فی الجنۃ مرتین**[2]

حکایت

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اپنی سند سے ابن بیثاء سے روایت کی کہ میں ایک روز قبرستان میں داخل ہوا اور دو رکعت پڑھ کر لیٹ گیا۔ ابھی میں جاگ ہی رہا تھا تو میں نے سنا کہ قبر میں سے کوئی کہہ رہا ہے کہ اٹھو تم نے مجھ کو تکلیف پہنچائی۔ تم لوگ کام کرتے ہو اور جانتے نہیں' ہم جانتے ہیں لیکن عمل نہیں کر سکتے۔ بخدا اگر میں تیری طرح نماز پڑھتا تو یہ میرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر اور اچھا ہوتا۔

---

[1] اے فلاں جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔
[2] بے شک میرے رب نے ...... دو جنتیں مجھ کو عطا فرما دیں۔

حکایت

ابو نعیم نے اپنی سند سے "حلیہ" میں یونس بن حبیس سے روایت کی کہ میں دمشق کے قبرستان سے جمعہ کے دن صبح کے وقت گزر رہا تھا تو کوئی قبر سے کہہ رہا تھا کہ یہ یونس بن حبیس ہیں جو ہجرت کرکے آئے ہیں ہم ہر ماہ حج و عمرہ کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں تم عمل کرتے ہو اور جانتے نہیں، ہم جانتے ہیں، عمل نہیں کرسکتے۔ تو یونس متوجہ ہوئے اور سلام کیا لیکن جواب نہ آیا تو یونس نے کہا کہ سبحان اللہ، میں تمہاری بات چیت سنتا ہوں مگر تم سلام کا جواب نہیں دیتے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تمہارا سلام سنا مگر جواب دینا ایک نیکی ہے اور اب نیکی بدی ہم سے روک دی گئی ہے۔

حکایت

ابن مبارک نے اوزاعی سے روایت کی کہ میسرہ بن حبیس باب توما کے قبرستان سے گزرے ہوں کہ آپ نابینا تھے اس لئے ایک شخص آپ کے ہمراہ تھا تو انہوں نے کہا کہ السلام علیکم یا اهل القبور انتم لنا سلف ونحن تبع ورحمنا الله وایاکم وغفرلنا ولکم تو قبرستان میں سے ایک مردہ بول اٹھا کہ اے اہل دنیا تم کو خوش خبری ہو کہ تم ایک ماہ میں چار مرتبہ حج کرتے ہو۔ میں نے کہا وہ کیسے؟ کہا کہ کیا تم کو پتہ نہیں کہ ہر جمعہ پر تم کو حج مبرور کا ثواب ملتا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ تمہارا سب سے عمدہ عمل کونسا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ استغفار۔ لیکن اب نہ تو ہماری کوئی نیکی زیادہ ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی برائی دور ہوتی ہے۔

حکایت

ابن مبارک نے اپنی سند سے عمیرہ بن حباب سلمی سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میں اور میرے آٹھ ساتھیوں کو بنو امیہ کے زمانے میں رومیوں نے قید کر

لیا۔ بادشاہ روم نے میرے آٹھ ساتھیوں کے سر قلم کرا دیئے پھر مجھے قتل کئے جانے کے لئے پیش کیا گیا تو ایک رومی سردار اٹھا اور اس نے بادشاہ کے ہاتھ پیر چوم کر مجھے معاف کرا دیا اور مجھے اپنے گھر لے گیا وہاں جا کر اس نے مجھے اپنی حسینہ جمیلہ لڑکی دکھائی اور اپنا بہترین مکان دکھایا اور کہا کہ تم جانتے ہو کہ بادشاہ کے یہاں میری کیا قدر ہے؟ اگر تم میرے دین میں داخل ہو جاؤ تو میں اپنی لڑکی کی شادی تمہارے ساتھ کر دوں گا اور یہ سب نعمتیں تمہارے لئے ہو جائیں گی۔ میں نے کہا کہ میں اپنا دین' بیوی اس دنیا کے واسطے نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ شخص کئی روز تک مجھے اپنا دین پیش کرتا رہا۔ ایک رات اس کی بچی نے مجھے تنہائی میں اپنے باغ کے اندر بلایا اور دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم میرے باپ کی پیش کردہ شرائط کو قبول نہیں کرتے میں نے وہی جواب دیا کہ ایک عورت کی خاطر میں اپنا دین نہیں چھوڑ سکتا۔ تو اس نے پوچھا کہ' اب تم کیا چاہتے ہو آیا ہمارے پاس ٹھہرنا چاہتے ہو یا اپنے وطن جانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا اپنے وطن جانا چاہتا ہوں۔ تو اس نے مجھے آسمان کا ایک ستارہ دکھا کر کہا کہ تم اس ستارہ کو دیکھ کر رات کو چلتے رہو اور دن کو چھپتے رہو' اپنے ملک پہنچ جاؤ گے پھر اس نے مجھے کچھ زادِ راہ دیا اور میں چل دیا میں تین راتیں اس کی حسب ہدایت چلتا رہا' چوتھے روز میں چھپ بیٹھا تھا کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز معلوم ہوئی۔ بس میں نے سمجھ لیا کہ اب تو پکڑا گیا' اب جو غور سے دیکھا تو میرے شہید ساتھی اور ان کے ہمراہ سفید گھوڑوں پر چند اور لوگ بھی تھے انہوں نے پاس آکر کہا کیا تم عمیر ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں میں تو عمیر ہوں' تم بتاؤ کہ تم تو قتل ہو چکے تھے؟ انہوں نے کہا کہ بے شک ہم قتل ہو چکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے شہداء کو اٹھایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازے میں شرکت کریں۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ' اے عمیر! ذرا اپنا ہاتھ مجھے پکڑاؤ۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور اس نے مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ تھوڑی دیر چل کر اس نے مجھے پھینک دیا میرے چوٹ نہ لگی۔ اب جو دیکھا تو میرا گھر بالکل قریب تھا۔

حکایت

ابن جوزی نے "عیون الحکایات" میں اپنی سند سے ابو علی الضریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی تین شامی بھائی رومیوں سے جہاد کرتے تھے ایک مرتبہ رومی بادشاہ انہیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا کہ میں اپنی حکومت میں تم کو حصہ دار کر دوں گا اور اپنی لڑکیاں تمہارے نکاح میں دوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ تم عیسائی بن جاؤ۔ مگر ان تینوں نے صاف انکار کر دیا۔ پھر بادشاہ نے تین دیگیں تیل کی تین روز تک آگ پر چڑھائے رکھیں' اور ان کو ڈرانے کے لئے روزانہ وہ دیگیں دکھائیں لیکن وہ اپنی بات پر ڈٹے رہے' بالآخر بڑے کو اس تیل میں ڈال دیا گیا پھر دوسرے کو بھی اسی طرح' اب تیسرے کی باری تھی بادشاہ نے اس وقت بھی ورغلانے کی پوری کوشش کی مگر اس کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی ایک رومی سردار کھڑا ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ! میں اس کو اس کے دین سے توبہ کرا سکتا ہوں' یہ عرب والے عورتوں کو بہت پسند کرتے ہیں' میں اپنی بیٹی کے سپرد اس کو کر دوں گا وہ خود اس کو بہکا لے گی۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کو سردار کے حوالے کیا۔ سردار سب معاملہ بیٹی کو بتا کر اس مجاہد کو بیٹی کے سپرد کر گیا۔ کئی دن بعد باپ نے بیٹی سے دریافت کیا کہ کیا تو اپنے ارادہ میں کامیاب ہوئی؟ اس نے کہا کہ نہیں میرا خیال ہے کہ چونکہ اس کے دونوں بھائی اس شہر میں قتل کئے گئے ہیں اس لئے یہاں اس کا دل نہیں لگتا۔ اس لئے ہم دونوں کو کسی دوسرے شہر میں منتقل کیا جائے اور ہمیں مزید مہلت دی جائے چنانچہ ان کو دوسرے شہر میں منتقل کر دیا۔ لیکن وہ جوان دن بھر روزے سے اور رات بھر نماز میں مشغول رہتا اور اس کی توجہ قطعاً لڑکی کی طرف نہ ہوتی۔ لڑکی نے جب اس کی اس دیانت کو دیکھا تو وہ مشرف بہ اسلام ہو گئی۔ چنانچہ وہ دونوں ایک گھوڑے پر بیٹھ کر وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے' دن میں چھپتے اور رات کو چلتے' ایک دن ان دونوں نے اچانک گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی۔ اب جو غور سے دیکھا تو مجاہد کے دونوں شہید بھائی ملائکہ کی جماعت کے ساتھ آرہے ہیں۔

اس شخص نے سلام کر کے ان سے حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ بس تھوڑی دیر کی تکلیف ہوئی جو تم نے دیکھی پھر ہم کو فردوس میں بھیج دیا گیا اور اب ہمیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تمہاری شادی اس لڑکی سے کر دیں۔ چنانچہ وہ لوگ شادی کر کے چلے گئے اور یہ نوجوان شام پہنچا اور ان کے ساتھ یہ واقعہ مشہور تھا چنانچہ اسی سلسلہ میں بعض شعراء نے لکھا کہ

سیعطی الصادقین بفضل صدق نجاۃ فی الحیوۃ وفی الممات[1]

حکایت

ابن عساکر نے اپنی سند سے معاویہ بن یحییٰ سے روایت کی کہ حمص کا ایک بوڑھا شخص مسجد کو چلا اس کا خیال تھا کہ صبح ہو گئی لیکن در حقیقت ابھی رات ہی تھی۔ جب وہ قبر کے نیچے پہنچا تو اس نے گھوڑوں کے گھنگروؤں کی آوازیں سنیں۔ اب جو اس نے دیکھا تو چند سوار ہیں جو آپس میں ملاقات کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ کہاں سے آئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ کیا تم ہمارے ساتھ نہ تھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں! انہوں نے جواب دیا کہ ہم بدیل خالد بن معدان کے جنازے میں شرکت کر کے واپس آ رہے ہیں۔ انہوں نے حیرانی سے کہا "وہ انتقال کر گئے؟ ہم کو ان کی موت کی اطلاع نہ ہوئی؟" صبح کو شیخ نے لوگوں کو یہ واقعہ بتایا اور دوپہر کے وقت ایک قاصد آیا کہ بدیل کا انتقال ہو گیا۔

حکایت

حضرت ابن ابی الدنیا نے "قبور" اور ابن عساکر نے شعبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ 'صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امیہ جمحی ایک قبرستان میں بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ آیا تو انہوں نے قبر سے ایک غمگین شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا

---

[1] یعنی سچوں کو ان کے سچ کے سبب زندگی اور موت دونوں میں نجات دی جائے گی۔ ۱۲

انعم اللہ بالظعینۃ عینا ومسراک یا امین الینا

جزعا ما جزعت من ظلمۃ القبر دوان مسک التراب امینا[1]

جب لوگوں کو اطلاع دی گئی تو وہ اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں پھر انہوں نے کہا کہ امینہ کون ہے تو معلوم ہوا کہ امینہ وہی عورت ہے کہ جس کا جنازہ آ رہا ہے۔ صفوان کہتے ہیں کہ میں سمجھتا تھا کہ میت نہیں بولتی، مگر یہ آواز کہاں سے آئی۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے سعید بن ہاشم سلمی سے روایت کی کہ قبیلہ کے ایک آدمی نے اپنے لڑکے کی شادی کی اور اس سلسلہ میں ایک محفل لہو و لعب قائم کی۔ ان لوگوں کے مکانات قبروں کے قریب تھے۔ جب رات کو یہ لوگ لہو و لعب میں مصروف تھے تو انہوں نے ایک مہیب آواز سنی کہ

یا اھل لذۃ لھو لا تدوم لھم ان المنایا تبید اللھو واللعبا

کم من رایناہ مسرورا بلذتہ امسی فریدا من الاھلین مغتربا[2]

راوی کہتے ہیں کہ بخدا چند ہی روز بعد دولہا کا انتقال ہو گیا۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے صالح مری سے روایت کی کہ ایک روز سخت گرمی کے موسم میں، میں قبرستان میں گیا تو میں نے کہا سبحان اللہ، تمہاری روحوں اور جسموں کو منتشر کرنے کے بعد کون جمع کرے گا اور اس طرح گلنے سڑنے کے بعد تم کو کیوں کر زندہ کیا جا سکے گا، تو ایک گڑھے سے آواز آئی کہ اے صالح اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان و زمین اپنی جگہ پر اسی کے حکم سے

۱۔ اے امینہ تیری وجہ سے میری آنکھوں کی ٹھنڈک معدوم ہو گئی۔ اے امینہ ہمارے پاس آ تو قبر کی تاریکی سے نہ گھبرا اگرچہ تم کو مٹی ہی کیوں نہ لگ جائے۔

۲۔ اے لہو و لعب کی لذتوں میں منہمک ہونے والو! موت لہو و لعب کو ختم کر دیتی ہے۔ بہت سے ایسے لوگ جو لذت و خوشی میں مصروف تھے وہ اپنے اہل و عیال سے دور کر دیے گئے۔

قائم ہیں۔ پھر جب وہ تم کو زمین سے بلائے گا تو تم اس کی طرف جمع کر دیئے جاؤ گے' تو بخدا میں بے ہوش ہو کر اپنے منہ کے بل گر گیا۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے ثابت بنانی سے روایت کی کہ وہ قبرستان میں بیٹھے ہوئے دل ہی دل میں باتیں کر رہے تھے کہ اچانک انہوں نے آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ' اے ثابت تم ان کو خاموش دیکھتے ہو حالانکہ ان میں بہت سے مغموم ہیں۔ پھر انہوں نے متوجہ ہو کر ادھر ادھر دیکھا تو کسی کو نہ پایا۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے بشر بن منصور سے روایت کی کہ مجھ سے عطاء ارزق نے کہا کہ جب تم قبرستان میں جاؤ تو تم اپنے قلب کو مردہ کر کے جاؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ' میں قبرستان میں تھا کہ اچانک میں نے آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا کہ اے نعمتوں اور نازو انداز میں غافل ہو جانے والے انسان۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے سوار بن مصعب ہمدانی سے روایت کی اور انہوں نے اپنے والد سے' کہ ہمارے پڑوس میں دو بھائی تھے اور وہ آپس میں شدید محبت رکھتے تھے۔ اتفاقاً بڑا اصفہان چلا گیا۔ اس کے پیچھے چھوٹے کا انتقال ہو گیا۔ جب بڑا واپس آیا اور اس کی قبر پر پہنچ کر رویا تو سات ماہ تک اس کو یہ اشعار قبر سے سننے میں آئے۔

یا ایها الباکی علی غیره	نفسک اصلاحها ولا تبکه
ان الذی نبکی علی اثره	یوشک ان تسلک فی سلکه[1]

پھر انہوں نے دیکھنا چاہا تو کوئی نہ تھا۔ اس شخص پر کپکپی طاری ہوئی اور تین روز بعد

[1] اے دوسرے انسان پر رونے والے اس کو نہ رو بلکہ اپنی اصلاح کر جس کے پیچھے تو رو رہا ہے قریب ہے کہ تو بھی اس کی صف میں شامل ہو جائے۔

مر گیا اور اس کو اس کے بھائی کے پاس دفن کیا گیا۔

حکایت

امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے "زہد" میں اور ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کی کہ یزید بن شریح تیمی نے قبر سے یہ آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اے لوگو! آج تم ہم جیسوں کی زیارت کو آئے' ہم بھی تمہاری ہی طرح تھے اور زندگی میں تمہاری شکل تھے' اب اس جنگل میں ہماری شکلیں ہوا کے ساتھ اڑ رہی ہیں اور ہم ایک کوٹھری میں ہیں تمہارے پاس نہیں آ سکتے۔ اب ہم میں کا کوئی لوٹ نہیں سکتا۔ اب یہی گھر تمہارا ٹھکانہ بننے والا ہے۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے سلیمان بن یسار حضرمی سے روایت کی کہ کچھ لوگ قبرستان کے پاس سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے قبرستان سے یہ شعر سنے کہ:

یا ایھا الرکب سیروا - من قبل ان لا تسیروا - فھذہ الدارحقا - فیھا الیا المصیر
کم منعم فی نعیم - وتسلبہ اللحود - واخر فی عذاب - لبئس ذاک المصیر

پس جیسے تم ہو ایسے ہی ہم تھے'
اب جیسے ہم ہیں ایسے ہی تم ہو جاؤ گے۔

حکایت

ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں اپنی سند سے محمد بن عباس وراق سے روایت کی کہ ایک شخص اپنے بیٹے کے ہمراہ گیا۔ راستہ میں باپ کا انتقال ہو گیا۔ بیٹے نے ایک درخت کے نیچے باپ کو دفن کر دیا اور اپنے سفر پر چل دیا۔ پھر واپسی میں اسی جگہ سے رات کے وقت اس کا گزر ہوا تو وہ اپنے باپ کی قبر پر نہ اترا' تو کسی ہاتف نے کہا کہ:

۲ زعینك نطوی الدوم لیلا ولا تری — علیك باهل الدوم ان تتكلما

وما الدوم نار لو ثویت مكانه — باهل الدوم عاج مسلما

حکایت

ابو نعیم اور ابن عساکر نے عکرمہ سے روایت کی کہ خالد بن معدان ہر دن چالیس ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے اور تلاوت قرآن اس کے علاوہ جب ان کو تختے پر نہلانے کو رکھا گیا تو وہ اپنی انگلی اسی طرح ہلانے لگے جیسے تسبیح میں ہلائی جاتی ہے۔

حکایت

ابن عساکر نے ابو عبداللہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہمارے والد کا انتقال ہو گیا تو ہم نے ان کو تختے پر رکھا اور ان کا چہرہ کھولا تو وہ مسکرا رہے تھے تو لوگ شک میں پڑ گئے کہ کہیں زندہ تو نہیں۔ لوگوں نے طبیب کو بلایا اور ہم نے ان کا چہرہ ڈھک دیا جب طبیب آیا اور اس نے نبض دیکھی تو کہا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ پھر ہم نے چہرہ دیکھا تو وہ ہنس رہے تھے طبیب نے کہا کہ میں حیران ہوں کہ ان کو زندہ کہوں یا مردہ۔ جب بھی کوئی ان کو غسل دینے کے لئے آگے بڑھتا طبیب پیچھے ہٹ جاتا حتی کہ فضل بن حسن جو بڑے عارف تھے آئے اور انہوں نے غسل دیا اور نماز پڑھ کر دفن کر دیا۔

---

۱ [illegible] ۱۲

۲ [illegible] ٹھکانا ہے ۱۲

۳ [illegible] سلام کرے ۱۲

کو مسیلمہ کذاب نے قتل کیا ان میں سے ایک شخص مقتول ہونے کے بعد کہنے لگا کہ "محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں' ابوبکر صدیق' عمر شہید' عثمان رحیم۔" پھر خاموش ہو گیا۔

حکایت

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن مندہ نے اپنی سند سے عبداللہ بن عبید اللہ انصاری سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس شماس جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تو ان کے دفن کرنے والوں میں میں بھی شریک تھا۔ جب ہم نے ان کو ان کی قبر میں داخل کر دیا تو وہ فرمانے لگے کہ "محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں' ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق ہیں' عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہیں' عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ امین و رحیم ہیں" تو ہم نے ان کو غور سے دیکھا۔ لیکن وہ مر چکے تھے۔

حضرت طبرانی نے "کبیر" میں اپنی سند سے عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت کی کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بتایا کہ ہم میں سے ایک شخص جس کا نام خارجہ بن زید تھا ہم نے اس کو کفن وغیرہ پہنا دیا' اب میں نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا تو میں نے آواز سنی تو پیچھے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان میں حرکت پائی گئی ہے' وہ فرما رہے تھے کہ قوم میں سب سے زائد طاقتور اور بہتر عمر ہیں جو جسم اور ایمان دونوں کے پختہ ہیں اور عثمان امیر المومنین پاک دامن اور معاف کرنے والے ہیں دو راتیں گزر چکی ہیں اور چار باقی ہیں۔ لوگوں میں اختلاف ہو گیا اور اب ان کا کوئی نظام نہیں رہا۔ اے لوگو! اپنے امام کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو' یہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کے جانشین اور خلیفہ) ہیں۔ اور رواحہ کا بیٹا۔ پھر اس نے کہا کہ زید بن خارجہ کا کیا حال ہے؟ (یعنی اپنے باپ کا) پھر وہ کہتے ہیں کہ میں بیر اریس کے پیچھے ہو گیا تو آواز ختم ہو گئی۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے ابو عبداللہ شامی سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ہم رومیوں سے جنگ کے لئے نکلے تو ہماری جماعت کے لوگ دشمن کے تعاقب میں چل دیئے تھے تو دو آدمی جماعت سے بچھڑ گئے۔ ان میں سے ایک نے بتایا کہ ہم کو رومیوں کا ایک سردار ملا اور اس نے ہم کو دعوت جنگ دی تھوڑی دیر ہم لڑے تھے ایک ساتھی قتل ہو گیا اور میں بھاگ کھڑا ہوا اور اپنی جماعت کی تلاش شروع کر دی۔ راستہ میں مجھ کو میرے نفس نے ملامت شروع کر دی کہ تیرا ساتھی تجھ سے پہلے ہی جنت میں چلا گیا اور تو بھاگتا پھرتا ہے۔ چنانچہ میں واپس آیا اور اس شخص سے دوبارہ لڑنے لگا۔ اس نے مجھ کو ایسی چوٹ ماری کہ میں گر گیا۔ وہ سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور کوئی چیز لے کر مجھ کو قتل کرنے لگا۔ اتنے میں میرا ساتھی شہید آ گیا اور اس نے اس شخص کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ لیا اور اس کے قتل پر میری اعانت کی اور ہم نے مل کر اس کو قتل کر دیا۔ پھر وہ میرے ساتھ درخت تک چلتا رہا اور وہاں پہنچ کر گر پڑا اور حسب معمول مقتول ہو گیا۔ پھر میں اپنے ساتھیوں میں واپس آیا اور ان کو اطلاع دی۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے عبدالرحمن بن یزید بن اسلم سے روایت کی کہ کچھ لوگ رومیوں سے جنگ کرتے رہتے تھے اتفاقاً وہ گرفتار کر لئے گئے۔ ان کا بادشاہ آیا اور اس نے ان کو حکم دیا کہ وہ عیسائیت قبول کریں۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے ان کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔ بادشاہ ایک ٹیلہ پر نہر کے کنارے بیٹھ گیا اور ایک شخص کو قتل کرا دیا اور اس کا سر نہر میں ڈال دیا۔ لیکن اس کا سر نہر میں کھڑا ہو گیا اور ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔[1] **یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی**

---

[1] [illegible]

حکایت

ابن ابی الدنیا نے سعید نمی سے روایت کی کچھ لوگ سمندر میں جہاد کے لئے نکلے تو ایک نوجوان آیا اور اس نے درخواست کی کہ اس کو بھی سوار کر لیں لیکن انہوں نے منع کر دیا۔ جب اس نے بہت اصرار کیا تو انہوں نے سوار کر لیا اب جب دشمن سے مڈ بھیڑ ہوئی تو اس نے اپنی جواں مردی کے جوہر دکھائے اور شہید ہو گیا۔ شہید ہونے کے بعد اس کا سر کھڑا ہو گیا اور کشتی والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ تلك الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين[1] پھر وہ سر ڈوب کر غائب ہو گیا۔

حکایت

حافظ ابو محمد خلال نے "کتاب کرامات الاولیاء" میں اپنی سند سے روایت کی کہ ابو یوسف غسولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ ایک روز ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شام میں میرے پاس آئے اور کہا کہ آج میں نے ایک عجیب تر چیز دیکھی ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں ایک قبر کے پاس کھڑا تھا کہ اچانک وہ پھٹ گئی اور اس میں سے خضاب لگائے ہوئے ایک بزرگ برآمد ہوئے اور مجھ سے کہا کہ مانگو کیونکہ میں تمہارے لئے ہی کھڑا ہوں میں نے کہا کہ بتاؤ خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں خدا کی بارگاہ میں برے اعمال کے ساتھ گیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تین کاموں کی وجہ سے مجھ کو بخش دیا۔ ایک تو یہ کہ جو خدا سے محبت رکھتا تھا میں نے اس سے محبت رکھی دوم یہ کہ نشہ آور چیز کبھی نہ پی۔ سوم یہ کہ تو میرے پاس اس حال میں آیا کہ تیری داڑھی میں خضاب تھا اور مجھے خضاب والے سے حیا آتی ہے کہ میں اس کو جہنم میں داخل کروں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر قبر حسب معمول بند ہو گئی پھر ابراہیم نے کہا کہ اے غسولی تعجب ہے کہ خدا کریم کیسے معاف کرتا ہے۔

---

[1] [illegible] ۱۲

حکایت

بیہقی نے شعب الایمان میں اپنی سند سے قاضی نیشاپور ابراہیم سے روایت کی کہ ان کے پاس ایک شخص آیا جس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ شخص ان کو ولی عجیب بات بتانا چاہتا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ پہلے میں کفن چراتا تھا ایک دن ایک عورت کا انتقال ہو گیا تو میں اس کے کفن چرانے کی غرض سے گیا۔ جب قبر کھود کر میں نے اس کے کفن پر ہاتھ ڈالا تو اس نے کہا کہ " سبحان اللہ ایک جنتی آدمی ایک جنتی عورت کا کفن چھین رہا ہے" میں نے کہا وہ کیسے؟ تو اس نے کہا کہ کیا تو نے میرے جنازے کی نماز نہ پڑھی تھی؟ میں نے کہا کہ ہاں عورت کہنے لگی کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جو بھی میری نماز جنازہ پڑھے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

حکایت

محاملی نے اپنی "امالی" میں عبدالعزیز بن عبداللہ سے روایت کی کہ ایک شخص اپنی بیوی کے ہمراہ شام میں تھا ان کا ایک لڑکا شہید ہو چکا تھا۔ ایک دن اس شخص نے اچانک ایک سوار کو آتے دیکھا۔ اس شخص نے آکر اپنی بیوی سے کہا کہ 'اے فلانہ'! میرا اور تیرا بیٹا" تو عورت نے کہا کہ تو اپنے سے شیطان کو دور رکھ۔ میرا بیٹا تو ایک عرصہ ہوا شہید ہو چکا۔ تیرے دماغ میں کچھ خرابی ہے چل اپنا کام کر۔ وہ شخص استغفار کرتے ہوئے اپنے کام میں مشغول ہو گیا لیکن تھوڑی دیر بعد سوار قریب آچکا تھا۔ اب جو غور سے دیکھا تو شبہ دور ہوا واقعی وہ ان کا شہید بیٹا تھا۔ باپ نے کہا کہ اے بیٹے کیا تو شہید نہیں ہوا تھا؟ اس نے کہا کہ جی ہاں' مگر عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا ہے شہداء نے اللہ تعالیٰ سے اجازت چاہی ہے کہ وہ ان کے جنازے میں شرکت کریں میں نے اپنے رب سے آپ کو سلام کرنے کی اجازت حاصل کی ہے پھر وہ ان کو دعا دے کر چلا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ واقعی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال

اسی وقت ہوا تھا۔

فائدہ

یہ دو روایت ہیں جو ائمہ حدیث نے اپنی کتب میں نقل فرمائی ہیں۔ میں نے ان کو یہاں اس لئے لکھا ہے کہ علامہ یافعی نے اپنی کتاب میں جو فرمایا ہے اس کی تائید ہو جائے۔

فائدہ

یافعی نے فرمایا کہ مردوں کا اچھی یا بری حالت میں دیکھنا ایک قسم کا کشف ہے جس سے کبھی بشارت اور کبھی نصیحت مراد ہوتی ہے یا کبھی اس میں میت کے فائدے کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اس کو ایصال ثواب کیا جائے یا اس کا قرض اتارا جائے یا اس کے علاوہ وغیرہ اور پھر مردوں کا دیکھنا بالعموم بحالت خواب ہوتا ہے اور کبھی کبھی جاگتے میں بھی ہوتا ہے اور یہ کرامت اولیاء اللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہوتا ہے نیز دوسرے مقام پر فرمایا کہ بعض اوقات روحیں علیین یا سجین سے آکر اپنے جسموں کے ساتھ قبر میں متعلق ہو جاتی ہیں بالخصوص جمعہ کی رات کو اور روحیں آپس میں بیٹھتی اور کلام کرتی ہیں۔ اہل نعمت پر انعام ہوتا ہے اور عذاب کے مستحقین پر عذاب ہوتا ہے۔

فائدہ

حضرت یافعی نے کہا کہ جب ارواح علیین یا سجین میں ہوتی ہیں تو عذاب و ثواب صرف ارواح کو ہوتا ہے لیکن جب تک ارواح قبور میں ہوتی ہیں تو عذاب و ثواب جسم مع الروح کو ہوتا ہے۔

قبر والے کا علم

ابن قیم کہتے ہیں کہ احادیث و آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جب

---

[1] یعنی اس مرد کو دور سے وہ سو روپیہ نظر آیا کہ گویا وہ ان دونوں کا لوکا ہے۔ ۱۲

کوئی شخص کسی قبر پر آتا ہے تو صاحب قبر کو اس کی آمد کا علم ہوتا ہے اور وہ اس کا کلام سنتا ہے نیز انس حاصل کرتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور یہ بات شہداء اور غیر شہداء کو عام ہے پھر اس میں کسی وقت کی بھی تخصیص نہیں اور یہ قول ضحاک کے اس قول سے اصح ہے جس میں وقت کی قید ہے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل قبر کو سننے اور دیکھنے والوں کا سا سلام کرنے کا حکم دیا ہے۔

<u>حدیث</u>

مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان کی طرف گئے اور فرمایا کہ السلام علیکم دار قوم مومنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون

<u>حدیث</u>

نسائی اور ابن ماجہ نے بریدہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ ہم جب قبرستانوں میں جائیں تو یوں کہیں کہ السلام علیك اہل الدیار من المسلمین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون انتم لنا فرطاً ونحن لکم تبع اسال اللہ لنا و لکم العافیہ

<u>حدیث</u>

مسلم رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں قبرستان میں جا کر کیا کہوں تو آپ نے فرمایا کہ تم یہ کہا کرو کہ السلام علی اہل الدیار من المسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منا و المستاخرین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون[1]

---

[1] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کے پیچھے [illegible] اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم تم سے مل جانے والے ہیں۔

حدیث

ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قبرستان سے گزرتے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لکم انتم لنا سلف ونحن بالاثر۔

حدیث

طبرانی نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب سے روایت کی کہ وہ قبروں کے قریب گئے اور فرمایا کہ السلام علیکم یا اهل الدیار من المومنین والمسلمین انتم لنا سلف فارط و نحن لکم تبع عما قلیل لاحق اللهم اغفرلنا ولهم و تجاوز بعفوك عنا و عنهم

حدیث

ابن ابی شیبہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب وہ اپنی زمین سے واپس ہوتے تو شہداء کی قبور پر گزر ہوتا تو فرماتے۔ السلام علیکم وانا ان شاء الله بکم لاحقون اور اپنے ساتھیوں سے بھی فرماتے کہ تم شہداء کو سلام کیوں نہیں کرتے ان کو سلام کرو کیونکہ یہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔۔۔۔

حدیث

ابن ابی شیبہ نے روایت کی کہ حضرت عمر جب بھی قبروں سے گزرتے خواہ دن ہو یا رات ہو سلام کرتے۔

حدیث

ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب تم جان

[illegible]

حکایت

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے عاصم جحدری کے خاندان کے ایک شخص سے روایت کی کہ انہوں نے عاصم کی موت کے کئی سال بعد ان کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے پوچھا کیا آپ مر نہیں چکے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اب کہاں قیام پذیر ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بخدا میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ہوں اور میں میرے ساتھی ہر جمعہ کی رات کو اور صبح کو بکر بن عبداللہ مزنی کے پاس جمع ہوتے ہیں اور تم لوگوں کی چیزیں معلوم کرتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہارے جسم آتے ہیں یا ارواح؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں صرف روح ہی جمع ہوتی ہے جسم تو سڑ گل گیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ جب ہم تمہارے پاس زیارت کو آتے ہیں تو کیا ہم کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس چیز کا پتہ جمعہ کے تمام دن اور رات کو ہوتا ہے اور سنیچر کو طلوع آفتاب کے وقت تک۔ انہوں نے دریافت کیا کہ صرف ان ایام کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ جمعہ کی فضیلت ہے۔

حکایت

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے بشر بن منصور سے روایت کی کہ ایک شخص کا معمول تھا کہ وہ قبرستان میں آکر بیٹھ جاتا اور جب بھی کوئی جنازہ آتا اس کی نماز پڑھتا اور شام کے وقت قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہتا کہ 'خدا تم کو انس عطا کرے اور تمہاری غربت پر رحم کرے' تمہارے گناہ معاف کرے اور نیکیاں قبول کرے۔ بس یہی کلمات کہتا تھا' وہی شخص روایت کرتا ہے کہ 'ایک شام کو میں اپنا معمول پورا نہ کر سکا اور گھر آ گیا۔ میں سو رہا تھا کہ ایک بڑی مخلوق آ گئی۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ لوگ کون ہیں اور کیوں آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم قبرستان والے ہیں' آپ نے عادت کر لی تھی کہ گھر آتے وقت ہم کو ہدیہ دیتے تھے اور آج نہ دیا۔ میں نے کہا کہ وہ ہدیہ کیا تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ ہدیہ

دعاؤں کا تھا۔ میں نے کہا کہ اچھا اب یہ ہدیہ میں تم کو پھر دوں گا۔ پھر میں نے اپنے اس معمول کو کبھی ترک نہ کیا۔

حکایت

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے روایت کی کہ مطرف کا کوڑا جمعہ کی رات کو روشن ہو جاتا تھا تو وہ رات کو قبرستان میں آتے اور اپنے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اونگھنے لگتے تو ان کو ایسا معلوم ہوتا کہ سب قبر والے اپنی اپنی قبروں میں بیٹھے ہیں۔ قبر والے کہتے ہیں کہ دیکھو یہ مطرف ہے جو جمعہ کے روز تمہارے پاس آتے ہیں۔ تو وہ کہتے کہ کیا تم بھی جانتے ہو کہ جمعہ بھی کوئی دن ہے' وہ کہتے کہ ہاں ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ پرندے اس روز کیا کہتے ہیں؟ پرندے اس روز کہتے ہیں" سلام سلام یوم صالح!

حکایت

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اپنی سند سے سفیان بن عیینہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہو گیا تو میں نے بہت آہ و بکا کی اور میں ان کی قبر پر روزانہ آتا تھا پھر چندے کمی کر دی تو ایک روز خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ اے بیٹے تم نے کیوں تاخیر کی؟ میں نے دریافت کیا کہ کیا آپ کو میرے آنے کا علم ہو جاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں ہر مرتبہ تمہارے آنے کو معلوم کر لیتا تھا اور جب بھی تم آتے تھے تو میں تم کو دیکھ کر خوش ہوتا تھا اور میرے آس پاس والے بھی تمہاری دعا سے خوش ہوتے تھے۔ چنانچہ میں نے پابندی سے جانا شروع کر دیا۔

حکایت

بیہقی نے ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ ایک عالم نے مجھے بتایا کہ میں اپنے باپ کی قبر پر جانے کا عادی تھا۔ پھر چند روز بعد

۱؎ عادی ہو جانا ہے ۱۲

کہا کہ:

علیك سلام من امیر و بارکت [1]   ید اللہ فی ذاك الادیم الممزق [2]

نیز یہ طرز اہل عرب کے کلام میں عموماً تھا۔ مگر کسی امر واقعی کی خبر دینا اس کے جواز کو بھی ثابت نہیں کرتا تو استحباب کیوں کر ثابت ہونے لگا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ سنت طریقہ یہی ہے مردوں کو سلام ہو یا زندوں کو لفظ سلام بہر حال مقدم ہے۔

فائدہ

ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ زندہ انسانوں کو سلام کرتے وقت لفظ سلام اس لئے مقدم کرتے ہیں کہ ان سے جواب کی توقع ہے اس لئے دعا کو مدعو لہ پر مقدم کر دیا گیا لیکن مردے سے یہ توقع نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مردے میں بھی جواب کی توقع ہے' جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوا۔

نکتہ عجیبہ

دعائے خیر میں دعا کے لفظ کو اس شخص کے ذکر پر مقدم کیا جاتا ہے جس کے لئے دعا کی جاتی ہے جیسے سلام علی نوح [3] سلام علی ابراھیم [4] سلام علیکم بما صبرتم [5] اور بد دعا میں اس شخص کا ذکر پہلے کرتے ہیں کہ جس کے واسطے بد دعا ہو' جیسے وان علیك لعنتی [6] وعلیھم دائرۃ السوء [7] وعلیھم غضب [8]

---

1. آپ پر سلام ہو اے قیس بن عاصم۔
2. اے میر آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ پھٹی ہوئی کھال میں برکت عطا فرمائے۔
3. نوح علیہ السلام پر سلام ہو۔ 4. سلام ہو ابراہیم علیہ السلام پر۔
5. تمہارے صبر کی وجہ سے تم پر سلامتی ہو۔ 6. اور اے شیطان بے شک تجھ پر میری لعنت ہو۔
7. اور ان پر برائی کا پھیرا ہے۔ 8. اور ان پر غضب ہے۔

موت کے بعد ارواح کے ٹھہرنے کا مقام

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ 'خدا وہ ہے جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا فرمایا' پس کچھ ٹھہرے ہوئے ہیں اور کچھ امانت کے طور پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے ٹھہرنے کی جگہ اور ان کی امانت کی جگہ جانتا ہے۔

فائدہ

یعنی جب وہ اپنے باپوں کی پیٹھ میں ہوتے ہیں یا جب وہ مرنے کے بعد امانت ہو جاتے ہیں۔

احادیث مبارکہ

(۱) ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہداء کی ارواح اللہ تعالیٰ کے پاس سبز پرندوں کے پوٹوں میں جنت کی نہروں میں جہاں چاہتی ہے سیر کرتی ہیں' پھر ان قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں جو عرش کے نیچے لٹک رہی ہیں۔

(۲) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ساتھی جنگ احد میں شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں رکھ دیا کہ وہ جنت کی نہروں پر آئیں اور وہاں پھل کھائیں۔ پھر وہ ایسے قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں جو عرش کے نیچے لٹکی ہوئی ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم سے بھی یہی مروی ہے۔ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا "کیا ان نعمتوں سے بھی زائد کوئی نعمت اچھی ہے؟" تو شہید کہے گا "ہاں مولیٰ تعالیٰ میں پسند کرتا ہوں کہ میرے جسم میں

میری روح واپس کر دی جائے اور پھر میں تیری راہ میں قتل کیا جاؤں"

فائدہ

ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ بچوں کی روحیں جنت کی چڑیاں کے پوٹوں میں ہوتی اور سیر کرتی ہیں۔

(۳) ابی بن کعب نے روایت کی کہ شہداء جنت کے باغ میں بنے ہوئے قبوں میں ہوں گے۔ پھر ان کے پاس مچھلی اور بیل بھیجا جائے گا یہ دونوں آکر آپس میں لڑیں گے تو اہل جنت ان کو دیکھ کر خوش ہوں گے۔ اور جب ان کو کسی چیز کے کھانے کی ضرورت ہو گی۔ تو ان میں سے ایک دوسرے کو مار ڈالے گا اور وہ جب ان میں سے کسی چیز کو کھائیں گے تو جنت کی ہر چیز کا مزہ اس میں پائیں گے۔

(۴) بخاری نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو ان کی ماں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو معلوم ہے کہ مجھ کو حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتنی محبت تھی' تو اگر وہ جنت میں ہوں تو بتا دیجئے کہ میں صبر کر لوں اور اگر وہ وہاں نہ ہوں تو پھر بتایئے کہ میں کیا کروں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنتیں بہت ہیں' وہ سب سے بلند مرتبہ "جنت الفردوس" میں ہیں۔

(۵) کعب نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی جان جنت کے پرند کے پوٹے میں ہو کر درخت سے لٹک جاتی ہے پھر قیامت کے دن اس کے جسم میں واپس کر دی جائے گی۔

(۶) حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا ہم مرنے کے بعد ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے؟ تو آپ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد جان پرند کے پوٹے میں ہو کر درخت سے لٹک جاتی ہے اور قیامت کے روز پھر وہ اپنے جسم میں داخل ہو جائے گی۔

(۷) بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے دریافت کیا کہ یہ بتایئے کہ مرنے کے بعد لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں یا نہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مطمئن ارواح جنت میں سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں اور یہ پرند جنتی درختوں کی شاخوں پر ہوتے ہیں' تو جس طرح پرند ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اسی طرح یہ ارواح بھی ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں۔

(۸) جب کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو بشر کی ماں ان کے پاس آئیں اور کہا کہ اے ابو عبدالرحمن اگر تمہاری ملاقات فلاں سے ہو تو اس کو سلام کہہ دینا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ 'اے ام بشر! خدا تم پر رحم کرے' ہمیں اس کام کی فرصت نہیں' تو انہوں نے کہا کہ کیا تم نے یہ حدیث نہیں سنی کہ مومن کی روح جنت میں جہاں چاہتی ہے پھرتی ہے اور کافر کی روح سجین میں ہوتی ہے۔

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مومن کی روح کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔ اور کفار کی روحیں مقید ہیں۔

(۱۰) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ سورج کی کرنوں میں جنت طے کر کے رکھی ہوئی ہے۔ ہر سال دو مرتبہ اسے کھولا جاتا ہے اور مومنین کی ارواح ایک مخصوص قسم کے پرندوں کے پوٹوں میں ہیں۔

(۱۱) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنین کے بچوں کی روحیں جنت کے ایک پہاڑ پر ہیں جن کی کفالت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ کرتے ہیں اور وہ قیامت کے دن ان کو ان کے والدین کے سپرد فرمادیں گے۔

(۱۲) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہو کر مر جائے تو وہ جنت میں شکم سیر اور سیراب رہتا ہے اور وہ دعا کرتا ہے کہ "اللہ! میرے والدین کو میرے پاس بھیج دے۔

(۱۳) خالد بن معدان نے روایت کی کہ "جنت میں ایک درخت ہے جسے "طوبےٰ" کہتے ہیں، جس میں تھن ہیں، تو جو بچہ مر جاتا ہے اس کو ان تھنوں سے دودھ ملتا ہے اور اس کی پرورش کرنے والے ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

(۱۴) مکحول رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنین کے بچوں کی ارواح سبز رنگ کی چڑیوں کے پوٹوں میں ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام ان کی پرورش کرتے ہیں۔

• (۱۵) خالد بن معدان کی مذکورہ روایت میں یہ بھی بیان کیا کہ اگر کوئی بچہ ساقط ہو جائے تو وہ جنت کی نہروں میں تیرتا رہتا ہے اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا ہے، حتیٰ کہ قیامت کے دن وہ چالیس سالہ ہو کر آئے گا۔

(۱۶) ہناد بن سری نے "زہد" میں روایت کی۔ آل فرعون کی روحیں سیاہ رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں ہیں، وہ آگ پر آتے جاتے ہیں اور یہی مراد ہے ان کے صبح و شام جہنم پر پیش کیے جانے سے، اور شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں ہیں، اور مسلمانوں کے بچوں کی روحیں جنتی چڑیوں کے پوٹوں میں ہیں، جہاں چاہتی ہیں وہ گھومتی پھرتی ہیں۔

(۱۷) ابن ابی شیبہ نے عکرمہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے قول ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات الخ کی تفسیر میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ "شہداء کی روحیں چتکبرے سفید پرند ہیں۔

(۱۸) قتادہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ شہداء کی ارواح سفید رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں عرش الٰہی کے نیچے ہیں۔

(۱۹) ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی کہ کافروں کی ارواح ساتویں زمین میں ہیں۔

(۲۰) ام کبشہ بنت معرور نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے سوال کیا کہ "یہ ارواح کہاں جاتی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا بیان کیا کہ گھر والے رونے لگے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنین کی روحیں جنت میں سبز پرندوں کے پوٹوں میں داخل ہو کر کھاتی پیتی

رہتی ہیں اور عرش الٰہی کے نیچے لٹکے ہوئے قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں اور دعا کرتی ہیں کہ اے اللہ ہمارے بھائیوں کو ہم سے ملا دے اور جو تو نے وعدہ فرمایا ہے' وہ عطا فرما دے' اور کافروں کی ارواح سیاہ رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں جہنم سے کھاتی پیتی رہتی ہیں اور جہنم ہی کی ایک کوٹھری میں بسیرا کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ 'اے ہمارے رب! ہمارے بھائیوں کو ہم سے نہ ملانا اور جس چیز سے تو نے ڈرایا ہے وہ ہم کو نہ دینا۔

(۲۱) ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ 'معراج کی رات میرے پاس ایک حسین و جمیل سیڑھی لائی گئی' یہ وہی سیڑھی ہے جس کو دیکھ کر میت کی آنکھیں پھٹی رہ جاتی ہیں' اور یہ اس کے حسن کی وجہ سے ہے پھر میں اور جبرئیل علیہ السلام اوپر چڑھ کر پہلے آسمان پر گئے' دروازہ کھلوایا' تو آدم علیہ السلام پر ان کی مومن اولاد کی ارواح پیش کی جا رہی تھیں اور وہ فرما رہے تھے کہ یہ پاک ارواح اور پاک نفس ہے اس کو علیین میں پہنچا دو پھر ان کی فاجر ذریت کی ارواح پیش کی گئیں۔ آپ نے ترش روئی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ خبیث روح اور خبیث نفس ہے' اس کو سجین میں ڈال دو۔

(۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'مومنوں کی ارواح ساتویں آسمان پر ہیں۔ اور اپنے جنتی ٹھکانے دیکھتی ہیں۔

(۲۳) وہب بن منبہ نے روایت کی کہ ساتویں آسمان پر ایک گھر ہے جس کا نام "دار بیضاء" (سفید گھر) ہے۔ اس میں مومنین کی روحیں جمع ہوتی ہیں اور جب کوئی نئی روح آتی ہے تو یہ اس کا استقبال کرتی ہیں اور اس سے دنیا والوں کے حالات اس طرح دریافت کرتی ہیں جس طرح دنیا میں مسافر سے کئے جاتے ہیں۔

(۲۴) عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالمطلب نے روایت کی کہ مومنین کی ارواح جبرئیل علیہ السلام کے پاس ہیں اور ان سے کہہ دیا جاتا ہے کہ تم قیامت تک ان کے ذمہ دار اور محافظ ہو۔

(۲۵) مغیرہ بن شعبہ نے روایت کی کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سلام سے ہوئی تو

انہوں نے ان سے کہا کہ اگر تم پہلے مرو تو مجھے خبر دینا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا اور اگر میں پہلے مروں گا تو تم کو اطلاع دوں گا۔ تو انہوں نے دریافت کیا کہ "مگر مرنے کے بعد ہم ایک دوسرے کو خبر کیسے دے سکتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ "روح جسم سے جدا ہونے کے بعد زمین آسمان کے درمیان رہتی ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن اپنے اصلی جسم میں واپس ہوتی ہے۔ تو اتفاق یہ ہوا کہ سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو خواب میں دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ "یہاں تم نے سب سے بہتر کس چیز کا صلہ پایا؟" تو انہوں نے کہا کہ توکل کا۔

(۲۶) سعید بن مسیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلمان سے روایت کی کہ مومنین کی ارواح زمین کے برزخ میں ہیں جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں۔ اور کافروں کی ارواح سجین میں ہیں۔

فائدہ

ابن قیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ "برزخ" کے معنی دنیا اور آخرت کے درمیان حجاب کے ہیں۔

(۲۷) مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ "مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مومنین کی ارواح آزاد ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

(۲۸) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ کافروں کی ارواح برہوت سبحہ میں حضرموت کے علاقے میں جمع ہوتی ہیں اور مومنین کی ارواح جابیہ برہوت میں۔

(۲۹) عروہ بن رویم نے روایت کی کہ جابیہ میں ہر پاک روح آتی ہے۔

(۳۰) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب نے روایت کی کہ لوگوں کی سب سے بہتر وادی' وادی مکہ ہے اور بدترین وادی احقاف ہے جو حضرموت کے قریب ہے اور برہوت کہتے ہیں۔

(۳۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ مومنین کی ارواح

زمزم کے کنوئیں میں ہیں۔

(۳۲) کعب احبار نے ایک قاصد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ پوچھ کر آئے کہ مسلمانوں کی روحیں کہاں رہتی ہیں اور مشرکین کی کہاں رہتی ہیں تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مومنین کی ارواح اریحا میں رہتی ہیں اور مشرکین کی ارواح صنعاء میں رہتی ہیں' تو کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تصدیق کی۔

(۳۳) صفوان نے عامر بن عبداللہ سے یمن میں دریافت کیا کہ 'کیا مومنین کی ارواح کہیں جمع ہوتی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ زمین میں جمع ہوتی ہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصلحون قیامت تک مومنین کی ارواح یہاں جمع رہیں گی۔

(۳۴) وہب بن منبہ نے روایت کی کہ مومنین کی ارواح ایک فرشتے کے سپرد کر دی جاتی ہیں' جس کا نام رمیائیل اور وہ ارواح مومنین کا خازن ہے۔

(۳۵) ابان بن ثعلب نے روایت کی کہ جس فرشتے کے سپرد کافروں کی روحیں کی جاتی ہیں اس کا نام دومہ ہے۔

(۳۶) خالد بن معدان نے کعب سے روایت کی خضر بحر اعلیٰ اور بحر اسفل کے درمیان ایک نورانی نہر پر ہیں اور سمندری جانوروں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان کی اطاعت کریں اور صبح و شام ان پر ارواح پیش کی جاتی ہیں۔

فائدہ

ابن قیم کہتے ہیں کہ ارواح کے جمع ہونے کا مسئلہ بہت ہی عظیم ہے اس میں عقل کو دخل نہیں' اس کا علم تو شرعی نصوص سے ہی ہو سکتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ تمام مومنین کی ارواح خواہ وہ شہید ہوں یا غیر شہید' جنت میں ہیں۔ ہاں اگر اس سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہو جائے جو اسے نعمت سے محروم کر دے تو ان کا مستقر جنت نہیں رہتا جیسا کہ کعب اور ام ہانی وغیرہ کی احادیث سے ظاہر ہوتا ہے اور خود قرآن میں ہے کہ: فاما ان کان من المقربین فروح و ریحان وجنۃ نعیم

نے دوسرے مقام پر ہے۔ یایها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضية فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔[2] اللہ تعالیٰ نے ارواح کی بدن سے جدا ہونے کے بعد تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ "مقربین" وہ جنت میں ہیں۔

۲۔ "دائیں بازو والے" وہ عذاب سے مامون و محفوظ رہیں گے۔

۳۔ "جھٹلانے اور گمراہ کرنے والے" ان کو جہنم کی دعوت ملے گی اور داخل جہنم ہوں گے۔

نیز قرآن حکیم میں ہے۔ مومن آل فرعون سے کہا گیا کہ ادخل الجنة تو جنت میں داخل ہو جا۔ تو اس نے کہا کہ یالیت قومی یعلمون یعنی اے کاش کہ میری قوم کو اس انعام و اکرام کا پتہ چل جاتا۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ احادیث شہداء کے ساتھ مخصوص ہیں جیسا کہ دوسری روایت سے ثابت ہے۔

فائدہ

ابن حزم کہتے ہیں کہ یہ روحیں اسی جگہ واپس چلی جائیں گی' جہاں یہ بدن سے متعلق ہونے سے پہلے تھیں' یعنی آدم علیہ السلام کے دائیں طرف یا بائیں طرف۔ اس قول پر بھی قرآن سے استدلال کیا گیا ہے' مثلاً: واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم اور یاد کرو کہ جب تمہارے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی ذریت کو نکالا۔ دوسرے مقام پر ہے۔ ولقد خلقنکم ثم صورنا کم الخ اور ہم نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو صورت عطا کی۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو ایک دم پیدا فرما دیا۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "روحوں کا لشکر ہے جو آپس میں ایک دوسرے کو جانتی ہیں وہ مل جاتی ہیں اور جو نہیں جانتیں وہ جدا ہو جاتی ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ارواح سے عہد ربوبیت لیا ہے اور ان کو گواہ بنایا ہے' حالانکہ ابھی ان کو قالب جسمانی بھی

۱۔ پس اگر مرنے والا مقربین سے ہے تو راحت اور پھول ہیں اور نعمت والی جنت ہے۔۱۲

۲۔ اے مطمئن نفس تو اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ جا اور میرے بندوں میں شامل ہو اور میری جنت میں داخل ہو جا۔۱۲

عطا نہ کیا گیا تھا۔ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ ان کو یکدم پیدا کر دیا گیا تھا اور وہ عاقل تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو برزخ میں جگہ عطا کی۔ اور اجسام سے جدا ہونے کے بعد پھر وہ برزخ ہی طرف لوٹا دی جائیں گی۔ اب روحیں عالم برزخ سے رفتہ رفتہ ان اجسام کی طرف آ جاتی ہیں جو تولیدی مادوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ارواح جسم سے متعلق ہونے سے قبل بھی علم و عقل کی مالک ہیں۔ مرنے کے بعد پھر ان کو برزخ ہی میں واپس کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں ارواح کو عالم برزخ میں ملاحظہ فرمایا۔ نیک بختوں کی روحیں آدم علیہ السلام کے دائیں طرف اور بد بختوں کی روحیں بائیں طرف اور یہ مقام عالم عناصر سے وراء الوراء تھا مومن بلندی کی جانب تھے اور کافر پستی کی جانب اس لئے دونوں میں برابری کا خیال نہ کیا جائے۔ لیکن انبیاء و شہداء کی روحیں جنت میں ہوتی ہیں۔ محمد بن نصر مروزی نے اسحاق بن راہویہ سے روایت کی۔ یہی ہمارا قول ہے اور اس پر اہل علم نے اتفاق کیا۔ اور ابن حزم نے کہا کہ اسی پر اہل اسلام کے ائمہ کا اجماع ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے عین مطابق ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ

فاصحاب الميمنة ما اصحاب الميمنة و اصحاب المشئمة ما اصحاب المشئمة والسابقون السابقون اولئك المقربون في جنت النعيم	دائیں طرف والے کون ہیں' دائیں طرف والے اور بائیں طرف والے کون ہیں بائیں طرف والے سبقت لے جانے والے' آگے بڑھ جانے والے وہی مقرب ہیں نعمت والی جنتوں میں ہیں

تو فاما ان کان من المقربین الخ سے ثابت ہوتا ہے کہ ارواح یہاں ٹھہری رہیں گی اور تھوڑی تھوڑی اجسام کی طرف منتقل ہوتی رہیں گی حتیٰ کہ جب سب کی تعداد پوری ہو جائے گی تو قیامت قائم ہو جائے گی اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ اجرام و اجسام کی طرف لوٹا دے گا۔ اور یہی "حیات ثانیہ" ہے۔ یہاں تک ابن حزم کا کلام ختم۔

ارواح قبروں پر

بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ ارواح اپنی اپنی قبروں کے کناروں پر ہوتی ہیں۔ ابن عبدالبر نے اس قول کو اصح ترین قرار دیا اور اس کی دلیل سوال قبر، عذاب قبر، جنت و جہنم وغیرہ کا محل قبور پیش کیا جانا اور قبور کی زیارت کا استحباب اور ان کو سلام کرنا اور حاضر و عاقل کی طرح ان کو خطاب کرنا، یہ سب امور اس پر دلالت کرتے ہیں کہ ارواح قبور ہی سے متعلق رہتی ہیں۔ ابن قیم نے کہا کہ اگر اس قول سے مراد آپ کی یہ ہے کہ ارواح ہمیشہ قبروں سے متعلق رہتی ہیں۔ تو یہ بات کتاب و سنت کے مخالف ہے اور غلط ہے۔ رہا یہ کہ قیام گاہ کا پیش کیا جانا تو یہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ روح قبر میں ہے یا اس کے قریب ہے۔ بلکہ یہ تو اس وقت بھی ممکن ہے جب کہ روح کو ایک خاص قسم کا تعلق بدن سے ہو جائے کیوں کہ یہ ہو سکتا ہے کہ روح رفیق اعلیٰ میں ہونے کے باوجود بدن سے بھی متعلق ہو سکتی ہے۔ مثلاً جب مسلمان سلام کرتے ہیں تو صاحب قبر ان کے سلام کا جواب دیتا ہے حالاں کہ وہ اپنے مقام پر رفیق اعلیٰ میں رہتی ہے۔ اور جبریل علیہ السلام کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے جن میں دو بازوؤں نے توافق کو پاٹ دیا تھا۔ پھر وہ آپ سے اتنے قریب ہو گئے کہ انہوں نے اپنے گھٹنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھٹنوں پر رکھ دیئے اور اپنے ہاتھ ان کی رانوں پر۔ اور مومنین مخلصین کے دل اس چیز پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت جبریل باایں ہمہ قرب و نزدیکی اپنے ہی مقام پر تھے اور حدیث شریف میں ہے کہ جب میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ جبریل علیہ السلام آسمان و زمین کے درمیان کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یا محمد انت رسول اللہ وانا جبریل اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میں جبریل علیہ السلام ہوں۔ اب میں جس طرف نگاہ اٹھاتا تھا جبریل ہی جبریل نظر آتے تھے۔ اور یہی تاویل اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا پر نزول کی ہے یا اسی قسم کی دیگر نصوص کی۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ حرکت و انتقال سے پاک ہے۔ اس سلسلہ میں وہ لوگ غلطی پر ہیں جو غائب (اللہ) کو حاضر (دنیا) پر قیاس کرتے ہیں۔ مثلاً روح کو بھی

جسم کی طرح سمجھتے ہیں کہ اگر وہ ایک جگہ ہو گی تو دوسری جگہ سے غائب ہو گی۔

موسیٰ علیہ السلام مزار میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں اور پھر چھٹے آسمان پر بھی دیکھا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ کی روح جسم مثالی میں قبر کے اندر موجود تھی اور اسے ایک خاص قسم کے جسم سے اتصال حاصل ہے کہ وہ نماز بھی ادا کریں اور سلام کرنے والوں کو جواب بھی دے سکیں اور دونوں باتوں میں کوئی منافات نہیں۔

مثال

بعض حضرات نے اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے آفتاب اور اس کی شعاعوں کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے کہ آفتاب آسمان پر ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں زمین پر لیکن یہ مثال کچھ چسپاں نہیں ہوتی۔ کیوں کہ شعاعیں آفتاب کے لئے عرض ہیں لیکن روح تو خود زمین پر اترتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام شب معراج میں

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج میں انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا اجسام مثالیہ کے ساتھ تھا۔ نیز احادیث میں انبیاء علیہم السلام کا قبر میں زندہ ہونا اور نماز پڑھنا ثابت ہے۔

درود شریف سے استدلال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا تو میں اس کا درود خود بخود سن لیتا ہوں اور جو دور رہ کر درود پڑھتا ہے اس کا درود میرے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔[1]

[illegible]

ایک فرشتہ سب کا درود سنتا ہے

بیہقی نے شعب میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو تمام دنیا کی قوت سماعت رکھتا ہے۔ قیامت تک جتنے لوگ مجھ پر درود بھیجیں گے' وہ فرشتہ اس درود کو اس کے اور اس کے باپ کے نام سے مجھ تک پہنچا دیتا ہے۔

فائدہ

ایک طرف تو یہ احادیث جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح قبر مبارک میں ہے اور دوسری طرف یہ بھی قطعی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اعلیٰ علیین میں رفیق اعلیٰ میں ہے۔ تو پتہ چلا کہ روح کا جنت میں یا اعلیٰ علیین میں ہونا اور اس کے ساتھ قبر میں ہونا' سلام سننا اور جواب دینا' ان امور میں کوئی منافات نہیں' ان تمام چیزوں میں جو کچھ بعد ہے وہ اس لئے ہے کہ عالم مشہدات میں کوئی چیز مثال کے طور پر نہیں۔ یہ ابن قیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی گفتگو تھی۔

روح کا جسم سے تعلق

ایک دوسرے مقام پر آپ نے کہا کہ' روح کا تعلق جسم سے پانچ قسم کا ہے ۱۔ ماں کے پیٹ میں' ۲۔ ولادت کے بعد' ۳۔ سونے کی حالت میں' ۴۔ برزخ میں' یہاں ایک قسم کا تعلق ہے' ۵۔ قیامت کے روز' وہ تعلق اکمل ترین تعلق ہو گا۔ اس لئے کہ اس تعلق کے بعد جسم نہ تو نیند کو اور نہ موت کو اور نہ فساد کو قبول کرتا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ' روح بہت ہی سریع حرکت رکھتی اس لئے ایک ہی لمحہ میں آسمان سے زمین پر آکر اپنے جسم سے متعلق ہو جاتی ہے اور مثال سونے والے کی روح کو سمجھنا چاہیے کہ سونے میں انسان کی روح ساتوں آسمان سے پار ہو کر عرش الٰہی کے نیچے سجدہ ریز ہوتی ہے اور پھر

تھوڑی دیر میں واپس آ جاتی ہے۔

حکایت

ابن قیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکایت نقل کی کہ ایک شخص نے وادی برہوت میں گزاری تو اس نے یہ شور سنا کہ "یادومہ یادومہ" یعنی اے دومہ' سلیمان کہتے ہیں کہ ہم نے حضرمین سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ اس مقام پر کوئی شخص رات کو نہیں سو سکتا۔

حکایت

ابن ابی الدنیا نے "کتاب القبور" میں عمرو بن سلیمان سے روایت کی۔ ایک یہودی جس کے پاس مسلمان کی امانت تھی' مر گیا۔ یہودی کا لڑکا مسلمان تھا اسے پتہ نہ چلا کہ امانت کہاں رکھی ہے تو اس نے شعیب جبائی کو آ کر اطلاع دی۔ اس نے کہا برہوت کے چشمہ پر جاؤ اور سنیچر کے دن وہاں پہنچ کر اپنے باپ سے جو پتہ معلوم کرنا چاہو معلوم کر لینا۔ چنانچہ وہ شخص چشمہ برہوت پر آیا اور دو یا تین مرتبہ اس نے باپ کو پکارا اور کہا کہ فلاں کی امانت کہاں رکھی ہے؟ تو اندر سے جواب آیا کہ دروازے کی چوکھٹ کے نیچے ہے' اس کی امانت دے ڈالو اور تم جس دین پر ہو اس پر قائم رہو۔

فائدہ

ابن قیم کہتے ہیں کہ ان اقوال کو نہ تو قطعی طور پر صحیح کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کی تغلیط کی جا سکتی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ ارواح اپنے مقامات کے لحاظ سے برزخ میں مختلف مقامات پر رہتی ہیں اس لئے دلائل میں کوئی تعارض نہیں۔ کیوں کہ جہاں اختلاف ہے وہ اس لئے ہے کہ اس میں فرق مراتب کے لحاظ سے ارواح کی قیام گاہ کا پتہ دیا گیا ہے مثلاً انبیاء علیہم السلام کی ارواح ملاء اعلیٰ میں علیین میں ہیں اور پھر وہ بھی فرق مراتب رکھتے ہیں جیسا کہ حدیث اسراء سے

ظاہر ہے۔ اور کچھ سبز رنگ کے جنتی پرندوں کے پوٹوں میں ہیں اور یہ بعض شہداء کی ارواح ہیں کیوں کہ بعض شہداء جنت میں داخل ہونے سے روک دیئے جاتے ہیں' قرض وغیرہ کی وجہ سے۔ جیسے کہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور دریافت کیا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو مجھ کو کیا اجر ملے گا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت۔ جب وہ جانے لگا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' سوائے قرض کے کہ' جبریل علیہ السلام نے مجھے ابھی بتایا کہ مقروض کو جنت میں جانے سے روک دیا جائے گا۔ اور بعض جنت کے دروازے پر ہوں گے۔ جیسے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔ اور بعض جنت میں داخل ہونے سے روک دیئے جائیں گے جیسے کہ حدیث شملہ میں ہے۔ کہ اس پر قبر میں آگ روشن کرائی جاتی ہے اور بعض وہ ہیں جن کو زمین ہی میں مقید کر دیا جاتا ہے اور اس کی روح ملاء اعلیٰ کی طرف نہیں جاتی۔ کیوں کہ وہ سفلی روح ہے اور وہ علوی روح کے پاس نہیں جا سکتی کیوں کہ روح جسم سے جدا ہونے کے بعد اپنے ہم عمل سے مل جاتی ہے۔ کچھ روحیں زانیوں کے تنوروں میں ہوتی ہیں اور کچھ روحیں خون کی نہر میں ہوتی ہیں۔ تو تمام روحوں کا ایک ہی مستقر (ٹھہرنے کی جگہ) نہیں ہے۔ لیکن اپنے مقامات کے جدا ہونے کے باوجود ایک قسم کا تعلق اپنے اجسام سے رکھتی ہیں تاکہ عذاب و ثواب کو حاصل کر سکیں۔ یہاں تک ابن قیم کی گفتگو ختم ہوئی۔

ضرقیل علیہ السلام کا قصہ

ابن قیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کی تائید کہ ارواح کا تعلق اجسام سے ہوتا ہے' امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس روایت سے ہوتا ہے کہ وہب بن منبہ نے کہا کہ' جناب ضرقیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اور اس نے مجھ کو ایک چٹیل زمین پر لے جا کر بٹھا دیا۔ وہاں دس ہزار مقتولین اس طرح پڑے تھے کہ ان کا جوڑ' جوڑ علیحدہ تھا تو میں نے ان کو پکارا'

میرے پکارتے ہی ہر جوڑا اپنے ساتھی سے مل گیا۔ پھر ان پر گوشت اگ آیا اور ان گوشت پر کھال آ گئی۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ ان کی روحوں کو آواز دوں میں نے آواز دی تو ہر روح اپنے جسم کی طرف واپس آ گئی۔ جب وہ بیٹھ گئے تو میں نے دریافت کیا کہ آپ لوگ کس حال میں تھے؟ انہوں نے کہا کہ جب ہم مر گئے اور ہماری روحیں جسموں سے جدا ہو گئیں تو ہمارے پاس ایک فرشتہ آیا جس کا نام میکائیل تھا۔ اس نے کہا کہ اپنے اعمال لو اور ان کا بدلہ لو کیوں کہ ہمارے یہاں کا اصول یہی تم سے پہلے لوگوں میں تھا اور یہی تم میں ہے اور یہی تمہارے بعد والوں میں ہو گا۔ تو ہمارے اعمال دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ہم نے بت پرستی کی اس لئے ہم پر کیڑوں کو مسلط کر دیا گیا اور اس طرح ہماری روح کو تکلیف پہنچائی گئی۔ اور روحوں پر غم مسلط کیا گیا جس کی وجہ سے جسم تکلیف محسوس کرنے لگے۔ ابھی ہم پر یہی عذاب ہو رہا تھا کہ آپ نے ہم کو پکارا۔

فائدہ

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بالخصوص شہداء کی ارواح ہی جنت میں ہیں اور حدیث کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ بھی اس پر محمول ہے اور دوسرے لوگوں کی ارواح تو کبھی آسمان پر ہوتی ہیں کبھی قبر پر اور یہ بھی قول ہے کہ وہ ہر جمعہ کو ہمیشہ اپنی قبروں میں آتی ہیں۔ ابن عربی کہتے ہیں کہ حدیث بریدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح قبور میں ثواب و عذاب میں جمع ہیں۔

نیز امام قرطبی کہتے ہیں کہ بعض شہداء کی ارواح جنت سے خارج بھی ہیں اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ ان پر حقوق العباد میں سے کوئی حق رہ جاتا ہے۔

قرض کی اہمیت

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب گناہوں سے بڑا گناہ کبائر کے بعد یہ ہے کہ "انسان مقروض مر جائے اور ادائیگی کے لئے مال نہ چھوڑے"

فائدہ

قرطبی کہتے ہیں کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ 'تمام مومنین کی ارواح "جنت الماویٰ" میں ہیں اسی لئے اس جنت کو جنت الماویٰ کہتے ہیں۔ یہ جنت عرش کے نیچے ہے اس کے رہنے والے اس کی لذتوں اور ہواؤں سے مستفید ہوتے رہتے ہیں قرطبی کہتے ہیں کہ پہلی بات ہی صحیح ہے۔

فائدہ

حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی فتاویٰ میں کہا کہ مومنین کی ارواح علیین میں ہیں اور کافرین کی سجین میں ہیں اور ہر روح کو جسم سے ایک قسم کا تعلق ہے جو دنیاوی تعلق سے مختلف ہے۔ اس کی مثال سونے والا ہے کہ روح کا اتصال اس کے جسم سے باقی رہتا ہے' بلکہ صاحب قبر سے جو اتصال ہے وہ اس اتصال سے زیادہ قوی ہے۔ اس تقریر سے تمام احادیث کا تعارض رفع ہو جاتا ہے کہ ارواح خواہ علیین میں ہوں یا سجین یا قبروں کے پاس لیکن ان کو اس امر کی اجازت ہے کہ وہ اپنے اجسام سے متعلق ہو جاتی ہیں' اب اگر میت کو ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کریں یا اس کے اجزاء منتشر ہو جائیں' تب بھی یہ اتصال باقی رہتا ہے۔ ارواح کے علیین میں رہنے کی تائید ابن عساکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی۔

فائدہ

ابن عساکر کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے کے بعد فرمایا کہ 'آج رات میرے پاس جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے' وہ ملائکہ کی ایک جماعت کے پیچھے اڑ رہے تھے۔ ان کے دو بازو تھے جن کا اگلا حصہ خون سے رنگین تھا۔ یہ لوگ یمن کے شہر بیشہ کی طرف پرواز کر رہے تھے۔

(۳۷) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملائکہ کی جماعت میں دیکھا وہ بیشہ والوں کے پاس بارش کی بشارت لے کے جا رہے تھے۔

(۳۸) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ان کے نزدیک اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھیں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اچانک سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اے اسماء یہ جعفر ہیں' جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کے ہمراہ جا رہے تھے' تو ہم کو سلام کیا اور مشرکین کے ساتھ جنگ کا حال بتایا۔ انہوں نے بتایا کہ میں فلاں دن مشرکین سے برسرپیکار ہوا تو میرے جسم میں تہتر نیزے اور تلوار کی چوٹیں آئیں' جھنڈا میرے دائیں ہاتھ میں تھا جب وہ کٹ گیا تو میں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لیا' وہ بھی کٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے عوض مجھے دو بازو دیئے کہ میں جبریل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام کے ساتھ پرواز کر سکوں اور جنت میں جہاں چاہوں اتر سکوں اور جنت کے پھلوں میں سے جو چاہوں کھا سکوں تو حضرت اسماء نے کہا مبارک ہو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔ لیکن مجھ کو خطرہ ہے کہ لوگ اس کی تصدیق نہ کریں گے۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر اس واقعہ کو بیان کیا۔

(۳۹) قرطبی نے حدیث کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کہا کہ نسمة المومن طائر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مومن کی روح بذات خود پرند بن جاتی ہے یہ نہیں کہ وہ کسی پرند میں داخل ہو جاتی ہے' اگرچہ اس سلسلہ میں روایات کے الفاظ مختلف ہیں۔ مثلاً ابن ماجہ میں ہے کہ: ارواح[1] الشهداء عند الله كطير حضر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے[2] تحول فی طیر حضر اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ[3] فی صور طیر بیض اور کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ یہ ہیں کہ[4] ارواح الشهداء طیر خضر

---

[1] شہداء کی روحیں اللہ کے نزدیک مثل سبز پرندوں کے ہیں۔ [2] ارواح مومنین سبز پرندوں میں گھومتی پھرتی ہیں۔ [3] ارواح مومنین سفید پرندوں میں گھومتی ہیں۔ [4] ارواح شہداء سبز پرند ہیں۔ ۱۲

قرطبی کے نزدیک یہ جو بتاتی ہیں کہ ارواح بذات خود پرند بن جاتی ہیں ان روایات سے اصح ہیں جن میں یہ ہے کہ ارواح پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔

(۳۰) قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علماء نے فی اجواف طیور خضر کی روایت کا انکار کیا ہے کیوں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ وہ قید بند میں ہوں اور تنگی میں ہوں، لیکن اس کی تردید اس طور پر کی گئی ہے کہ یہ روایت صحیح ہو سکتی ہے اور وہ اس طرح کہ فی کو بہ معنی علی کر کے تقدیر عبارت کی جائے علی اجواف طیور خضر اور یہ تاویل صحیح ہے کیونکہ فی قرآن میں بہ معنی علی مستعمل ہے جیسے ولا صلبنکم فی جذوع النخل یعنی علی جذوع النخل اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خود پرند کو "جوف" کہہ دیا جائے کیوں کہ وہ جوف پر مشتمل ہے یہ تاویل عبدالحق نے کی۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ باوجود اس کے کہ ارواح پرندوں کے پوٹوں میں ہیں اللہ تعالیٰ پرندوں کے پوٹوں کو فضا سے کہیں زائد وسیع فرمادے۔

(۳۱) ابن دحیہ نے "التنویر"[1] میں فرمایا کہ وہ روایت جس میں لفظ فی ہے منکر ہے کیوں کہ ایک جسم میں دو روحیں نہیں ہو سکتیں۔ یہ کہنے والے متکلمین ہیں لیکن یہ ان کی حماقت سے بدذوقی کی علامت ہے اور اہل سنت و جماعت پر اعتراض ہے۔ اس حدیث کے معنی تو بالکل واضح ہیں کہ اللہ تعالیٰ شہید کی روح کو جو اس کے جسم کے جوف میں تھی دوسرے جوف میں رکھ دے گا اور وہ جس جسم کا ہو گا وہ پرند کی سی شکل کا ہو گا اور برزخ کے زمانے تک ہو گا۔ حتی کہ قیامت کے دن اس کو اس کے اصل جسم میں لوٹا دیا جائے گا۔ اور اس تقریر پر کوئی اشکال نہیں کیوں کہ محال تو یہ ہے کہ دو زندگیاں ایک ہی جوہر کے ساتھ قائم ہوں اور اس جوہر کو ان سے حیات حاصل ہو لیکن مطلق دو روحوں کا ایک جسم میں ہونا کچھ محال نہیں، یہ تو ایسا ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ اب ایک جسم میں دو روحیں یقیناً ہیں لیکن جس روح سے ماں زندہ ہے وہ اور ہے اور جس سے

---

[1] ابن دحیہ کی یہ کتاب میلاد شریف کی بہترین کتاب ہے، اس کا پورا نام "التنویر فی مولد البشیر" ہے اس کا مفصل حال [illegible] میں ملاحظہ ہو۔ ۱۲

بچہ کی زندگی ہے وہ اور ہے حدیث میں قولہ اجواف طیر خضر ہے جس کے معنی ہیں کہ "وہ روحیں پرندوں کی صورت والے جانوروں کے پوٹوں میں ہوں گی جیسے کہتے ہیں کہ میں نے فرشتہ انسان کی شکل میں دیکھا۔ اس سلسلہ میں انتہائی گفتگو یہ تھی۔

(۴۲) شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے اپنی امالی میں زیر تشریح ولا تحسبن الذین قتلوا الخ فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ حال تو تمام مردوں کا ہے تو اس میں شہداء کی کیا تخصیص ہوئی؟ تو جواب یہ ہے کہ سب کا حال یکساں نہیں' کیوں کہ موت کے معنی تو ہیں روح کا جسم سے نکال لینا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اللہ موت کے وقت روح کو پورے طور پر لے لیتا ہے۔ اور مجاہد شہید کی روح اس کے جسم سے دوسرے جسم کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ رہی حدیث کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہ مجاہدین پر محمول کی جائے گی۔ کیوں کہ روایات میں آیا ہے کہ مردے پر قبر میں اس کی قیام گاہ پیش کی جاتی ہے خواہ وہ جنت ہو یا جہنم پھر اہل قبور پر سلام کا حکم دیا گیا ہے تو اگر روح کو ادراک نہ ہوتا تو سلام کا کیا فائدہ ہوتا۔ تو گویا شیخ کے نزدیک پسندیدہ قول یہی ہے۔ تو وہ روحیں پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں' یہ نہیں کہ وہ خود پرند بن جاتی ہیں۔ اس کی تائید اثر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتی ہے جو موقوف ہونے کے بعد باوجود حکم میں مرفوع کے ہے۔ کیوں کہ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں رائے کو کوئی دخل نہیں۔ لیکن میں نے اس سلسلہ میں ایک مرفوع شاہد دیکھی ہے۔

(۴۳) ہناد بن سری نے کتاب الزہد میں اپنی سند سے بعض اہل علم سے روایت کی کہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' شہداء تین قسم کے ہیں' کم سے کم مرتبہ والا وہ شخص ہے کہ جو بادل ناخواستہ نکلا' اس کا ارادہ نہ تو قتل کرنے کا تھا نہ قتل ہونے کا' کہ اچانک ایک تیر آکر لگا تو اس کے جسم کے پہلے قطرہ کے نکلتے ہی اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک آسمانی جسم اتارے گا اور اس کی روح اس جسم میں امانت رکھی جائے گی۔ پھر وہ جسم آسمان پر سے گزرے گا۔ جس آسمان پر پہنچے گا فرشتے اس کا پیچھا کریں گے'

حتی کہ وہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے گا اور وہاں پہنچ کر سجدہ ریز ہو جائے گا پھر اس کو حریر جنتی لباس پہنائے جائیں گے پھر کہا جائے گا کہ اس کو اس کے جنتی بھائیوں کی طرف لے جاؤ اور ان کے ساتھ اس کو بھی چھوڑ دو۔ جب یہ ان کے پاس پہنچے گا تو وہ جنت کے دروازے کے پاس سبز قبوں میں ہوں گی اور ان کی غذا جنت سے آ رہی ہو گی۔ جب یہ ان کے پاس پہنچے گا تو وہ اس سے بالکل اسی طرح سوالات کریں گے جیسے گھر لوٹنے والے مسافر سے سوالات ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ دریافت کریں گے کہ فلاں کس حال میں ہے؟ تو یہ جواب دے گا کہ وہ تو مفلس ہو گیا۔ وہ پوچھیں گے کہ اس نے اپنے مال کا کیا کیا وہ تو بہت ہی ہوشیار تاجر تھا۔ اور روپیہ پیسہ جوڑنے والا تھا۔ پھر وہ کہیں گے کہ مفلس ہمارے نزدیک وہ نہیں کہ جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو' مفلس تو وہ ہے جس کا دامن اعمال سے خالی ہو۔ وہ پوچھیں گے' فلاں شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ وہ کہے گا کہ اس نے طلاق دے دی۔ وہ پوچھیں گے کہ اس کو تو اپنی بیوی سے بہت محبت تھی تو پھر طلاق کیوں دی؟ پھر پوچھیں گے کہ' اور فلاں شخص نے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ وہ تو مجھ سے بہت پہلے مر چکا ہے۔ تو وہ کہیں گے کہ بخدا وہ تو ہماری طرف سے نہ گزرا کیوں کہ راہیں دو ہیں' جب کوئی اچھا شخص مرتا ہے تو وہ ہماری طرف سے گزرتا ہے ورنہ اسے دوسرے راستے سے لے جاتے ہیں۔

(۴۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' شہید جب شہید ہوتا ہے تو فوراً ہی ایک آسمانی جسم نازل ہوتا ہے اور اس کی روح سے کہا جاتا ہے کہ اس میں داخل ہو جا تو وہ اپنے پہلے جسم کی طرف دیکھتی ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا اور گفتگو کرتا ہے' وہ یہ سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی گفتگو کو سن رہے ہیں اور وہ ان کی طرف دیکھتی ہے اور سمجھتی ہے کہ لوگ اس کو دیکھ رہے ہیں' اتنے میں حوریں آکر اس کو لے جاتی ہیں۔

(۴۵) صاحب افصاح کہتے ہیں کہ نعمت والی روحیں مختلف حالات میں ہیں' کچھ تو جنت میں پرندے ہیں اور کچھ سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں' اور کچھ عرش

کے نیچے قندیلوں میں ہیں' اور کچھ سفید پرندوں کے پوٹوں میں ہیں' اور کچھ چڑیوں کے پوٹوں میں ہیں' اور کچھ روشن جنتی صورتوں والے اشخاص میں ہیں' اور کچھ اپنے اعمال صالحہ کی صورتوں میں ہیں' اور کچھ اپنے جسموں میں آتی جاتی رہتی ہیں' اور کچھ مردوں کی روحوں سے ملاقات کرتی ہیں' کچھ میکائیل علیہ السلام کی کفالت میں ہیں' کچھ ابراہیم علیہ السلام کی کفالت میں ہیں' قرطبی کہتے ہیں کہ یہ قول اچھا ہے کہ اس سے تمام احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید حدیث اسراء سے بھی ہے جس کو بیہقی نے "دلائل" میں اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ' پھر میں دوسرے آسمان پر پہنچا تو یحیٰی و عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی۔ ان کے ساتھ ان کی امت کے کچھ لوگ تھے تیسرے پر یوسف علیہ السلام سے ملاقات کی۔ ان کے ہمراہ ان کی امت کے کچھ لوگ تھے چوتھے پر ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ان کے ہمراہ ان کی امت کے کچھ افراد تھے پانچویں پر ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' ان کے ہمراہ ان کی امت کے کچھ افراد تھے' چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کے کچھ افراد تھے اور ساتویں پر ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے ساتھ ان کی امت کے کچھ افراد تھے پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کا مقام ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی کہ۔ ان اولی الناس بابراھیم اللذین اتبعوہ وھذا النبی واللذین امنوا (ترجمہ) بیشک ابراہیم علیہ السلام کے زائد مستحق ہیں وہ لوگ جنہوں نے ان کی اتباع کی اور یہ نبی علیہ السلام نیز ایمان والے۔ ۱۲) میری امت کے دو حصے تھے' کچھ تو کاغذ کی مانند سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور کچھ پر مٹی کے کپڑے تھے تو حدیث ارواح کے مقامات کا مختلف ہونا واضح ہے نیز یہ کہ ہر آسمان پر ایک قوم ہے۔

ارواح گھومتی پھرتی ہیں

حکیم ترمذی کہتے ہیں تمام ارواح برزخ میں گھومتی پھرتی ہیں اور دنیا کے

حالات کا مشاہدہ کرتی ہیں نیز فرشتوں کے احوال کا بھی مشاہدہ کرتی ہیں کچھ روحیں عرش کے نیچے ہیں اور کچھ جنت میں پھرتی رہتی ہیں۔ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جو شہداء کے متعلق ہے اسے ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ بخاری نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا جب انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو جنت میں دودھ پلانے کے لئے ایک دایہ ملے گی تو اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو جنت البقیع میں مدفون ہیں' وہ جنت میں دودھ پئیں گے۔

فائدہ

ابن قیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں کہ' روح پرند بن کر جنت کے درخت پر بیٹھ جاتی ہے اور اس حدیث میں کہ قبر میں مردے کی قیام گاہ کو پیش کیا جاتا ہے' بلکہ روح جنت کی نہروں نہروں ہے اور پھل کھاتی ہے' کچھ تعارض نہیں کیوں کہ وہ جنت میں یوم الجزاء سے پہلے داخل نہ ہو گی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یوم جزاء میں جو ارواح کی قیام گاہ ہو گی' آج برزخ میں وہ ان کو حاصل نہیں ہے۔ جنت میں مقصد مکمل انسان کا ہو گا اور یہ ارواح کا داخل ہونا ایک علیحدہ چیز ہے۔

ارواح چار قسم

نسفی کی "بحر الکلام" میں ہے کہ ارواح چار قسم ہیں:

(۱) انبیاء علیہم السلام کی ارواح کہ ان کے جسم سے نکل کر انہیں کے جسم کے مثل بن جاتی ہیں' جیسے مشک وکافور' اور جنت میں جا کر کھاتی پیتی ہیں اور رات کو ایسے قندیلوں میں آرام کرتی ہیں جو عرش کے نیچے معلق ہیں۔

(۲) فرماں بردار مومنین کی ارواح' یہ جنت کے صحن میں ہوتی ہیں مگر کھاتی پیتی نہیں مگر جنت میں دیکھتی بھالتی ہیں۔

(۳) نافرمان مومنین کی ارواح' یہ آسمان و زمین میں ہوا کے اندر معلق رہتی ہیں۔

(۴) کفار کی ارواح' یہ سجین میں رہتی ہیں ان کو ساتویں زمین کے نیچے سیاہ رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں کر دیا جاتا ہے لیکن ان کا ایک گونہ تعلق جسم کے ساتھ رہتا ہے تاکہ یہ تکلیف و عذاب کا احساس کر سکیں۔ یہ تعلق ایسا ہی ہے جیسا کہ آسمان پر سورج ہوتا ہے مگر اس کی شعاعیں زمین پر ہوتی ہیں۔

ارواح انبیاء علیہم السلام

حافظ ابن رجب نے "احوال قبور" میں نویں باب میں (جہاں ارواح کی برزخی قیام گاہ کا ذکر کیا ہے) فرمایا کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح اللہ تعالیٰ کے پاس اعلیٰ علیین میں ہیں۔ اس لئے صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری بات یہی فرمائی کہ 'اے اللہ مجھ کو رفیق اعلیٰ عطاء فرمانا۔

فائدہ

ایک شخص نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح وفات کے بعد کہاں گئی؟ تو آپ نے فرمایا کہ' جنت میں۔

ارواح شہداء

شہداء کے بارے میں اکثر علماء کا قول ہے کہ وہ جنت میں ہیں۔ اور اس سلسلہ میں بہ کثرت احادیث وارد ہیں' مثلاً حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھا خواب بہت اچھا معلوم ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں سے دریافت فرماتے تھے کہ کیا تم نے آج کوئی خواب دیکھا ہے؟ چنانچہ ایک دن ایک عورت حاضر ہوئی اور اس نے عرض

کی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں جنت میں داخل ہوئی تو وہاں میں نے ایک آواز سنی جس سے جنت لرزا اٹھی حتی کہ میرے پاس بارہ افراد آئے۔ اور واقعہ یہ تھا کہ اس خواب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کافروں سے جہاد کے لئے ایک جماعت روانہ فرمائی تھی۔ چنانچہ اس عورت نے بتایا کہ ان بارہ آدمیوں کو جنت میں لایا گیا۔ ان پر اطلس کے کپڑے تھے اور ان کی گردن کی رگیں پھڑک رہی تھیں۔ حکم دیا گیا کہ ان کو نہر بیدخ میں ڈبو دو۔ چنانچہ انہیں ڈبو دیا گیا اب جو نکالا گیا تو ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند چمک دار ہو گئے پھر ان کے لئے سونے کی کرسیاں لائی گئیں۔ اور ان پر وہ لوگ بیٹھے پھر سنہری طباق میں کھجوریں پیش کی گئیں جو انہوں نے کھائیں اور میں نے بھی ان کے ساتھ کھائیں۔ اتنے میں اس جماعت کی طرف سے قاصد آیا اور اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں فلاں فلاں معاملہ در پیش آیا اور بارہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت کو لاؤ۔ جب وہ آئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب بیان کرو۔ تو جب اس شخص نے خواب سنا تو کہا کہ یہ عورت سچ کہتی ہے۔

فائدہ

حضرت مجاہد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ شہداء جنت میں نہیں ہیں لیکن جنت کے رزق سے انہیں ملتا ہے۔

(۳۶) آدم بن ایاس نے مجاہد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے قول ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ الخ کی تفسیر میں روایت کی کہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ جنت کے میووں سے ان کو پھل دیئے جاتے ہیں ان کو جنت کی خوشبوئیں پہنچتی ہیں۔ اس سلسلہ میں حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ الشہداء علی نہر بارق بباب الجنۃ (ترجمہ) شہداء نہر بارق کے کنارے پر ہوں گے اور یہ نہر جنت کے دروازے پر

واضح ہے۔

فائدہ

یہ ممکن ہے کہ یہ عام شہداء کے بارے میں ہو اور خاص شہداء عرش کے نیچے قندیلوں میں ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں شہداء سے مراد حقیقی شہید نہ ہو' بلکہ وہ شہید ہوں جو حکما شہید ہیں' مثلاً طاعون سے مرنے والا یا پیٹ کی بیماری سے مرنے والا' ڈوب کر مرنے والا وغیرہم' یا عام مومن کیوں کہ سچے مومن کو شہید کہہ سکتے ہیں کیوں کہ اس کے ایمان کی صحت کی شہادت دی گئی ہے جیسے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہر مومن صدیق اور شہید ہے۔ لوگوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا کہتے ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت کو پڑھو کہ **والذین امنو باللہ ورسولہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم** (ترجمہ) اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے وہی صدیق اور شہید ہیں اپنے رب کے پاس۔ ۱۲ نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے مومن شہداء ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھی شہداء کے علاوہ باقی مومنین جیسے مومنین کے بچے۔ تو جمہور کے نزدیک یہ جنت میں ہیں۔

اجماع امت

امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی قول پر اجماع نقل کیا۔ اسی طرح امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس قول پر اجماع ہے اور یہی صریح طور پر ثابت ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ مومنین کے بچے جنت میں جائیں گے لیکن یہ ضروری نہیں کہ کوئی مخصوص بچہ جنت میں جائے گا اور نہ اس کی شہادت دی جا سکتی ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اس بچے سے

ایمان کی شہادت نہیں ملتی کیوں کہ اس کا ایمان باپ کے ایمان کے تابع ہے اور باپ ماں کے ایمان کی بھی شہادت نہیں دی جا سکتی تو ان کے ایمان میں توقف' ان کے والدین میں توقف کی بنا پر ہے۔ ائمہ میں یہ قول صراحت سے کلام میں نہیں پایا گیا۔ غالباً اس سے ان کی مراد مشرکین کے بچے ہیں۔ شہداء کے علاوہ دوسرے مکلف مومن کی ارواح کے بارے میں شروع سے ہی اختلاف ہے۔ چنانچہ امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح کی ہے کہ مومنین کی ارواح جنت میں ہیں اور کفار کی دوزخ میں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے متعدد احادیث سے استدلال کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ "علیین" اور "سجین" کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ علیین ساتویں زمین پر شیطان کے رخسار کے نیچے ہے اس میں کافروں کی ارواح ہیں۔ دلائل سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جنت ساتویں آسمان کے اوپر ہے جب کہ جہنم ساتویں زمین کے نیچے۔ اس سلسلہ میں اس حدیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ طبرانی میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کو جنت کے ایک محل میں دیکھا چنانچہ طبرانی میں بہ سند منقطع حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہماری ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کس حال میں ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ موتیوں اور ہیروں کے گھر میں آسیہ اور فرعون کی بیوی کے ساتھ ہیں۔ نیز احمد' ترمذی' ابن ماجہ اور ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس اسلمی شخص کو سنگسار کیا جس نے خود زنا کا اعتراف کیا تھا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے مجھ کو اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ وہ جنت کی نہروں میں غوطے کھا رہے ہیں۔ نیز احمد' ترمذی اور

ارواح مومنین

ابن ماجہ نے بہ روایت ثوبان نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے روایت کی کہ ' جو شخص تین چیزوں سے بچتا رہا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا' ۱- تکبر سے' ۲- خیانت سے' ۳- اور قرض سے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ارواح زمین میں ہیں۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ وہ قبروں کے صحنوں میں ہوتی ہیں' جیسا کہ وضاح اور ابن حزم نے اسے اصحاب حدیث کا مذہب کہا۔ لیکن ابن عبدالبر نے اس قول کو ترجیح دی کہ شہداء کی ارواح جنت میں ہیں اور عام مومنین کی قبروں کے صحنوں میں' وہ جہاں چاہتی ہے آتی جاتی ہیں اور اس سلسلہ میں متعدد احادیث سے استدلال کیا ہے۔ اور وہ احادیث جن میں مردے پر اس کی قیام گاہ پیش کے جانے کا ذکر ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ مردے کے جسم پر اس کی قیام گاہ پیش کی جاتی ہے اگرچہ روح جنت میں ہوتی ہے تاہم اسے ایک گونہ تعلق جسم سے ہوتا ہے۔ اسی طرح قبور پر سلام کرنا اس امر کی دلیل نہیں کہ سب روحیں مستقل قبر ہی میں رہتی ہیں کیونکہ سلام تو انبیاء و شہداء کی قبور پر بھی ہوتا ہے' حالانکہ ان کی ارواح اعلی علیین میں ہوتی ہیں تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جب کوئی سلام کرتا ہے تو روح فوراً جسم سے متصل ہو جاتی ہے اور یہ اتصال اس سرعت سے ہوتا ہے کہ اس کی حقیقت اللہ تعالی ہی کو معلوم ہے اور بس۔

فائدہ

اس مسئلہ پر ان احادیث سے روشنی پڑتی ہے' جن میں مذکور ہے کہ سونے والے کی روح کو عرش پر لے جایا جاتا ہے' لیکن جب اس کو بیدار کیا جاتا ہے تو چشم زدن میں وہ جسم سے متعلق ہو جاتی ہے۔ تو جب ارواح متصلہ بالجسم کی یہ قوت ہے تو ارواح مجردہ من الجسم بہ طریق اولی یہ قوت رکھتی ہیں' وہ آسمان پر جا سکتی ہیں اور اس سرعت سے واپس آ سکتی ہیں۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ ارواح زمین کے ایک حصہ میں جمع ہو جاتی ہیں مومنین کی ارواح جابیہ میں اور کفار کی ارواح

برہوت کے کنوئیں میں قاضی ابو یعلی حنبلی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اگرچہ ان کا قول امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصریح کے مخالف ہے کہ ارواح کفار آگ میں چلی جاتی ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ برہوت کے کنوئیں کو جہنم سے گزرگاہ سے کچھ اتصال ہو اور اس طرح تطبیق ہو جائے گی۔ احمد بن محمد نیشاپوری کی "کتاب الحکایات" میں ان کی سند سے یحییٰ بن سلیم سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مکہ میں ہمارے پاس ایک خراسانی تھا وہ لوگوں کی امانتیں اپنے پاس رکھتا تھا اور پھر واپس کر دیتا تھا۔ تو ایک شخص نے اس کے پاس دس ہزار دینار رکھوائے اور غائب ہو گیا۔ اتفاق بات کہ خراسانی کی موت کا وقت قریب آ گیا۔ اس نے اپنی اولاد میں سے کسی کو اہل نہ سمجھا کہ یہ امانت اس کے پاس رکھوائے۔ اس نے وہ امانت کہیں دفن کر دی' اب وہ شخص آیا اور اس نے اس کی اولاد سے وہ امانت مانگی' انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس نے اس سلسلہ میں بہت سے علماء مکہ سے رجوع کیا۔ تو انہوں نے بتایا کہ وہ شخص جنتی ہے اور جنتی لوگوں کی روحیں چاہ زم زم میں ہوتی ہیں' تو جب تہائی یا آدھی رات گزر جائے تو تم اس شخص کو کنوئیں کے کنارے پر کھڑے ہو کر آواز دینا' وہ تم کو جواب دے گا۔ چنانچہ وہ تین راتوں تک جاتا رہا' جواب نہ ملا' اس نے علماء کو معاملہ کی نوعیت بتائی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ: انا للہ و انا الیہ راجعون ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا ساتھی جہنمیوں میں ہے' تم یمن میں برہوت کے کنوئیں پر جاؤ اس میں جہنمیوں کی ارواح ہیں' وہاں اسی وقت جا کر آواز دینا جس طرح زم زم پر دی تھی۔ چنانچہ اس نے حسب ہدایت آواز دی۔ اس نے پہلی ہی آواز میں جواب دے دیا۔ پھر کیا ہوا؟ اصل کتاب[1] میں اس کا تذکرہ نہیں۔

فائدہ

حضرت صفوان بن عمرو کہتے ہیں کہ عامر بن عبداللہ نے ابو الیمان سے دریافت کیا کہ کیا مومنین کی ارواح کہیں جمع ہوتی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ

---

[1] یہ احتمال ہے کہ اس نے امانت کا مقام بتا دیا ہو گا۔ ۱۲

مومنین کی ارواح اسی زمین میں جمع ہوتی ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان الارض یرثہا عبادی الصلحون بے شک میری زمین کے نیک بندے وارث ہوں گے' حتیٰ کہ قیامت آ جائے گی حضرت ابن مندہ نے اپنی سند سے روایت کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ یہ بتایئے کہ اہل جنت اور اہل نار کی ارواح کہاں رہتی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ اہل جنت کی ارواح جابیہ میں ہیں اور اہل نار کی حضر موت میں۔ اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ 'ارواح اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ اور یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہ سند صحیح مروی ہے حضرت ابن مندہ نے اپنی سند سے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ 'ارواح اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور اپنے بدلے کے دن کی منتظر ہیں۔ اس قول میں اور گزشتہ اقوال میں کچھ تناقض نہیں۔

فائدہ

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ارواح اپنے باپ آدم علیہ السلام کے دائیں بائیں ہیں جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ جب ہم اوپر کو گئے تو دیکھا۔ ایک شخص بیٹھا ہے جس کے دائیں جانب کچھ سیاہ ذریت ہے اور بائیں جانب بھی کچھ سیاہ ذریت ہے جب وہ دائیں طرف دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب بائیں جانب دیکھتا ہے تو روتا ہے' دائیں جانب والے اہل جنت تھے۔

فائدہ

اس حدیث سے بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی ارواح بھی آسمان پر ہیں۔ لیکن قرآن کے خلاف ہے نیز دیگر احادیث سے بھی معارض ہے' مثلاً یہ حدیث کہ "آسمان کفار کی ارواح کے لئے نہ کھولا جائے گا" بعض احادیث میں اس قسم کے الفاظ ہیں جن سے یہ تعارض خود بخود اٹھ جاتا ہے' مثلاً یہ کہ "آدم علیہ السلام پر جب مومن کی روح پیش کی جاتی تھی تو آپ علیہ السلام فرماتے

تے کہ یہ پاک روح ہے اس کو علیین میں داخل کر دو اور جب کافر کی روح پیش کی جاتی تو فرماتے کہ خبیث روح ہے اسے سجین میں داخل کر دو" تو اس سے پتہ چلا کہ آدم علیہ السلام پر آسمان میں ارواح کو پیش کیا جاتا ہے۔ وہ ارواح کے رہنے کی جگہ نہیں رہنے کی جگہ آدم علیہ السلام متعین کرتے ہیں۔

ابن حزم کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اجسام کو پیدا کرنے سے قبل ارواح کو عالم برزخ میں پیدا فرما دیا اور یہ برزخ وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں سے عالم عناصر منقطع ہوتا ہے پھر جب اجسام پیدا ہوئے تو یہ ارواح ان میں داخل ہونے لگیں۔ اور جب اجسام ختم ہو جائیں گے تو یہ اپنی پہلی جگہ برزخ میں واپس چلی جائیں گی۔ البتہ انبیاء علیہم السلام و شہداء کو جنت میں بھیج دیا جاتا ہے' یہ قول کسی اور مسلم فرقہ نہیں کیا۔ یہ محض فلسفیانہ بات ہے۔

غلط قول

بعض حضرات سے منقول ہے کہ ارواح اجسام ہی کے ساتھ مر جاتی ہیں۔ یہ قول معتزلہ کی طرف منسوب ہے' اور اندلس کے فقہاء کا بھی یہی قول ہے مثلاً عبدالاعلیٰ بن وہب' سہیلی' ابو بکر بن عربی' لیکن علماء نے اس قول کی بڑی شدت سے تردید کی حتی کہ سحنون وغیرہ نے کہا کہ یہ بدعتیوں کا قول ہے۔ نیز وہ صریح احادیث اور نصوص جن میں بقاء ارواح کا بیان ہے اس کی تردید کو کافی ہے۔ شہداء اور دیگر جنتی مومنین کی حیات میں فرق یہ ہے کہ شہداء کے لئے سبز پرندوں کے اجسام پیدا کر دیئے جاتے ہیں جن کے پوٹوں میں رہ کر وہ پوری طرح لذتیں حاصل کرتی ہیں اور تلذذ ارواح مجردہ عن الاجساد کے تلذذ سے زائد ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ شہداء نے اپنے اجسام کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ تو ان کو اس کے بدلے میں یہاں یہ اجسام دے دیئے گئے دوسری بات یہ کہ شہداء کو جنت کا رزق دیا جاتا ہے اور یہ باتیں دیگر مومنین کے لئے ثابت نہیں۔

السلام علیکم یا اہل القبور

رہی وہ روایت جو ابن سنی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قبرستان میں داخل ہوتے تو فرماتے کہ السلام علیکم ایها الارواح الفانیه والا بدان البالیه والعظام النخرة التی خرجت من الدنیا وھی باللہ مومنه اللھم ادخل علیھم روحا منك وسلاما منا[1] (ترجمہ) اے فانی روحوں اور گلتے ہوئے جسموں اور پراگندہ ہڈیوں جو دنیا سے بحالت ایمان گئی ہو تم پر سلام ہو۔ اے اللہ! تو ان پر اپنی رحمت کو داخل فرما اور ہمارا سلام ان کو پہنچا۔ ۱۲ تو یہ ضعیف ہے اور پھر اس میں یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ فنا کے معنی جسم سے غائب ہو جانا ہے۔

فائدہ

ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ نفس کے چار ادوار ہیں، ہر دوسرا دور پہلے دور سے بڑھ کر ہے، ۱- ماں کے پیٹ میں، یہ قید و بند، غم اور تین تاریکیوں کا زمانہ ہے، ۲- یہ دنیا کا دور ہے جس میں نفس پایا جس سے نفس نے محبت کی اور خیر و شر کو حاصل کیا۔ ۳- برزخ یہ زائد وسیع اور فراخ ہے اور اس کی نسبت دنیا سے وہی ہے جو دنیا کو ماں کے پیٹ سے تھی۔ ۴- دار القرار، اس کے بعد نہ کوئی دور ہے نہ والا ہے، نفس کے احکام ہر دور کی نسبت بدلتے رہتے ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں اس حدیث روشنی ملتی ہے جو ابن ابی الدنیا وغیرہ نے روایت کی کہ مومن کا حال دنیا میں ایسا ہے جیسے جنین[2] کا اپنی ماں کے پیٹ میں جب وہ اپنی ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے تو روتا ہے لیکن جب روشنی کو دیکھتا ہے تو اتنا خوش ہوتا ہے کہ دنیا سے جانے پر راضی نہیں ہوتا اور جب دنیا سے رخصت ہو کر دار آخرت میں پہنچتا ہے تو وہاں سے واپس آنا نہیں چاہتا جیسے جنین اپنی ماں

---

[1] ہمارے دور میں اکثر بد مذہب یہی عقیدہ رکھتے ہیں وہابی اگرچہ اس عقیدہ کا زبان سے اقرار نہیں کرتے لیکن عملاً اس عقیدہ کا پرچار کرتے ہیں۔ ۱۲ اویسی غفرلہ

[2] ماں کے پیٹ کا بچہ۔ ۱۲

کے پیٹ میں واپس نہیں جانا چاہتا۔

(۴۶) ابن قیم نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص دنیا سے رخصت ہوا تو اگر اس سے اللہ راضی ہو گا تو یہ دنیا کی طرف لوٹنا پسند نہ کرے گا جیسے تم میں سے کوئی اپنے ماں کے پیٹ میں لوٹنا نہیں چاہتا۔

(۴۷) حکیم ترمذی نے نوادر میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کے دنیا سے رخصت ہونے کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے پیٹ سے فارغ ہو کر دنیا کی روشنی اور وسعتوں میں آجائے۔

حکایت

یافعی نے ''کفایت المعتقد'' میں شیخ عمر بن فارض سے روایت کی کہ ایک ولی کا جنازہ آیا۔ جب ہم نے اس پر نماز پڑھ لی تو تمام فضائے آسمانی سبز پرندوں سے بھر گئی اور ایک بڑا پرندہ آیا اور اس کو نگل گیا۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا تو مجھے ایک شخص نے بتایا (یہ شخص ہوا میں سے آکر نماز میں شریک ہوا تھا) کہ آپ تعجب نہ کریں کیونکہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں اور جنت میں کھاتی پھرتی ہیں یہ تلوار کے شہیدوں کا حال ہے' لیکن شہیدان محبت کے جسم بھی روحانی ہو جاتے ہیں۔

حکایت

اسی کے مشابہ واقعہ ہے جو ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کی کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص عزلت نشین ہو گیا۔ اس زمانے کے لوگوں پر جب کبھی قحط آتا تھا تو وہ اس کے وسیلے سے دعا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ ان کو سیراب فرما دیتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو لوگ اس کی تجہیز و تکفین کی تیاری میں مصروف تھے۔ ابھی وہ تیاری ہی کرتے تھے کہ ایک تخت رف رف کا آسمان سے آیا اور ایک

شخص نے ان کو اٹھا کر اس تخت پر رکھ دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے تخت نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

عامر بن فہیرہ کی آسمان پر پرواز

عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیر معونہ کے واقعہ میں شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری کو قید کر لیا گیا۔ عامر بن طفیل نے ان سے کہا کہ کیا آپ اپنے ساتھیوں کو پہچان سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ آپ شہداء کو دیکھنے کے لئے چل دیئے۔ عامر بن طفیل آپ سے ان کے نسب کے بارے میں پوچھتا رہا۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو گم پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ والا پتہ نہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان کو تمہارے درمیان کیا حیثیت تھی؟ انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے درمیان افضل ترین تھے۔ تو عامر بولا کہ میں آپ کو ان کا واقعہ بتاتا ہوں۔ ان کو اس شخص نے اپنے نیزے سے مارا اور زور کر اپنا نیزہ کھینچ لیا جونہی نیزہ نکالا وہ آسمان کی طرف بلند ہو کر غائب ہو گئے۔ ان کا قتل کرنے والا شخص جبار بن سلمی تھا۔ پھر وہ ضحاک بن سفیان کے پاس آیا اور مشرف با سلام ہو کر کہنے لگا کہ میرے اسلام کی وجہ عامر بن فہیرہ کی شہادت کا واقعہ ہے۔ چنانچہ ضحاک نے جبار کے اسلام لانے کا پورا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ کر بھیج دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ نے ان کو چھپا لیا اور جنت میں داخل کر دیا۔ اس کو بخاری میں بھی ذکر کیا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ پھر ان کو دنیا میں لوٹا دیا گیا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے جسم کو ملائکہ نے چھپا لیا۔ چنانچہ احمد و ابو نعیم و بیہقی نے عمرو بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت کی ہے اس سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ عمرو بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کو سولی پر سے اتارنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ میں

---

(۱) عامر بن فہیرہ [illegible]

ڈرتے ڈرتے خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم تک پہنچا اور سولی پر سے ان
کو کھول دیا۔ جونہی وہ زمین پر گرے ان کا جسم زمین میں داخل ہو گیا اور میں
تھوڑی دیر ٹھہرا لیکن زمین سے وہ نکل چکی تھی۔

فائدہ

اس کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو وہ زمین میں چلے گئے یا ان کو آسمان پر اٹھا لیا
گیا جیسا کہ ابو نعیم کا خیال ہے' چنانچہ جہاں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے معجزات اور دیگر انبیاء کے معجزات کا تقابل کیا ہے' وہاں انہوں نے ذکر کیا
ہے کہ اگر عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے کئی خادموں کو اٹھا لیا گیا۔ پھر انہوں نے عامر بن فہیرہ' خبیب بن
عدی اور علاء بن حضرمی کے واقعات ذکر کئے رجیع والوں کے واقعہ کی تائید میں
نسائی' بیہقی' طبرانی' ابو نعیم' جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ طلحہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ جب میری انگلیاں کٹ گئیں تو میں نے کہا اچھا
ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم بسم اللہ کہہ دیتے تو تم کو
فرشتے اٹھا کر آسمان میں داخل کر دیتے' اور لوگ دیکھتے رہ جاتے۔ اسی رجیع والی
کی مناسبت سے

اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال کے بعد غائب

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کسی سفر میں پیٹ کی بیماری ہوئی
اور وہ وفات پا گئے جب ان کے توشہ دان کو دیکھا گیا تو اس میں دو کپڑے تھے جو
دنیا کے کپڑوں کی جنس سے نہ تھے' دو آدمی دوڑ کر قبر کھودنے کو گئے لیکن فوراً ہی
واپس آئے اور کہا کہ ہم کو ایک قبر کھدی ہوئی مل گئی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے
ان کو کفنا کر دفن کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب لوگوں نے دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ
تھا۔ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس کو "زہد" میں روایت کیا۔

حکایت

پرندوں کے قصے سے مشابہ یہ قصہ ہے جس کو ابن عساکر نے ابو بکر بن بیان سے روایت کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں مصر میں غلہ کے حمام کے پاس گزرا تھا کہ اتنے میں ذوالنون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازے کو اٹھایا گیا تو میں نے دیکھا کہ سبز پرندے ان پر منڈلا رہے ہیں' حتیٰ کہ ان کو قبر میں لے جا کر دفن کر دیا گیا' تو وہ پرندے غائب ہو گئے۔

حکایت

"کتاب السر المصون فیما اکرم بہ المخلصون" جو طاہر بن محمد کی تصنیف ہے انہوں نے علامہ کتانی کے حالات میں لکھا کہ انہوں نے اپنی وفات کے سال' دن اور وقت تک پتہ بتا دیا اور وہ اسی مقررہ وقت پر انتقال کر گئے اور ان کے جنازے پر سفید پرندے منڈلانے لگے حتیٰ کہ ان کے ساتھ ان کی قبر میں داخل ہو گئے۔ ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس قسم کی کرامتیں صالحین کی قبروں پر اور انکے جنازوں پر کوئی نئی چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ یہ چیز ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے۔

حکایت

مالک بن علی قنازی کے تذکرہ میں ہے کہ جب ان کا انتقال ہو گیا اور ان کو تخت پر رکھا گیا کہ ان کی نماز ادا کی جائے تو حد نگاہ تک جنگلات' پہاڑ وغیرہ ایسے لوگوں سے پر ہو گئے جو بہت ہی سفید کپڑوں میں ملبوس تھے' انہوں نے بھی ان کی نماز جنازہ ادا کی۔

حکایت

ابو خالد سے مروی ہے کہ جب عمرو بن قیس کا انتقال ہوا تو جنگل کو انسانوں سے بھرپور دیکھا گیا۔ یہ لوگ سفید پوش تھے' جب انکی نماز جنازہ ہو چکی' تو وہ

سب غائب ہو گئے۔

حکایت

ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں اپنی سند سے عبداللہ بن المبارک سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں قبرستان میں تھا کہ میں نے ایک غمزدہ انسان کی آواز سنی جو اپنے رب کو پکار رہا تھا کہ "اے میرے مولا! تیرے بندے کی روح کا ارادہ تیری طرف ہے اور اس کی باگ ڈور تیرے ہاتھ ہے اور اس کا شوق تیری طرف ہے' رات بھر تیرا بندہ بیدار رہتا ہے اور دن بھر مضطرب اور بے چین' اس کی آنتیں جل رہی ہیں اور آنسو بے ساختہ بہہ رہے ہیں وہ تیرے دیدار کا مشتاق ہے تیرے بن اس کو کچھ راحت نہیں اور تیرے علاوہ اس کی کوئی امید نہیں۔ پھر وہ آسمان کی جانب نظر کر کے رونے لگے اور ایک چیخ ماری۔ میں نے اس کو ہلا کر دیکھا تو دیکھا کہ وہ تو مر چکا تھا۔ میں ابھی اس کی نگرانی ہی کر رہا تھا کہ اچانک چند لوگ نمودار ہوئے۔ انہوں نے اس کو غسل دیا کفن دیا اور پھر نماز جنازہ پڑھ کر اس کو دفن دیا پھر وہ حضرات آسمان کی طرف چلے گئے۔

حکایت

ابن جوزی نے اپنی سند سے حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ایک غار پر پہنچا' دیکھا تو ایک نوجوان مصروف عبادت ہے' ایک درندہ غار کے منہ پر چوکیداری کر رہا ہے۔ میں نے کہا کہ اے نوجوان تو اس درندے سے نہیں ڈرتا؟؟ تو اس نے جواب دیا کہ اے شخص کیا ہی اچھا ہوتا کہ تو اس کے بجائے اس کے خالق سے ڈرتا۔ پھر وہ اس درندے کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اے درندے تو اللہ کے کتوں میں سے ایک کتا ہے اگر اللہ نے رزق کے بارے میں کچھ حکم دیا ہے تو میں منع نہیں کرتا' ورنہ تو چلا جا' تو وہ دم دبا کر بھاگ گیا پھر اس نوجوان نے چیخ کر کہا کہ "اے میرے مولا! میں تیری عزت کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اگر میرے لئے تیرے

پاس خیر ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔" ابھی وہ شخص اپنی بات بھی پوری نہ کرنے پایا تھا کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ میں نے اپنے ایک دوستوں کو جمع کیا تا کہ اس کی تجہیز و تکفین کی جائے۔ جب ہم غار کے پاس پہنچے تو اس میں کوئی نہ تھا۔ البتہ ایک غیبی آواز آ رہی تھی کہ "اے ابو سعید لوگوں کو واپس کر دو یوں کہ نوجوان کو اٹھا کر لے جایا جا چکا ہے۔

عجیب و غریب کہانی

ابو سعید نے "شرف المصطفیٰ" میں اپنی سند سے روایت کیا کہ حسن بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ارد گرد دوسرے لوگ تھے کہ اچانک ایک شخص آیا جس کی نگاہیں سبز تھیں۔ تو حسن نے دریافت کیا کہ تم کیا پیدائشی طور پر ایسے ہی ہو یا یہ کوئی بیماری ہے؟ تو اس نے کہا کہ اے ابو سعید کیا تم مجھ کو نہیں جانتے؟ انہوں نے کہا کہ آپ اپنا تعارف کرا دیجئے جب انہوں نے اپنا تعارف کرایا تو اہل مجلس میں سے ہر ایک نے ان کو پہچان لیا۔ لوگوں نے کہا کہ تمہارا قصہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ ایک روز میں نے اپنا تمام مال جمع کر کے ایک کشتی پر لاد دیا اور یمن کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں تیز آندھی چلی اور کشتی ڈوب گئی۔ میں ایک تختہ پر بیٹھ کر کسی ساحل پر پہنچ گیا اور میرے پاس کھانے کو سوائے پتوں اور گھاس کے کچھ نہ تھا اسی طرح چار مہینے گزرے۔ میں نے کہا کہ چاہے کچھ بھی ہو میں اپنا سفر جاری رکھوں گا خواہ ہلاک ہو جاؤں یا زندہ بچ جاؤں' تھوڑی دیر کے بعد میں ایک محل پر پہنچ گیا جو چاندی سے بنا ہوا تھا۔ میں نے اس کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ اس کی ہر الماری میں ایک موتیوں کا صندوق رکھا ہے۔ اور ان الماریوں میں تالے پڑے ہیں مگر ہر ایک کی چابی سامنے ہی ہے۔ اب جو میں نے الماریاں کھول کر ان میں رکھے ہوئے صندوق کو دیکھا تو ان میں سے عجیب خوشبو مہکنے لگی اور ہر صندوق میں کچھ لوگ ریشمی کپڑوں میں لپٹے ہوئے تھے۔ میں نے ان میں سے بعض کو ہلا کر دیکھا تو وہ مردہ تھے۔ اگرچہ بظاہر زندہ معلوم ہوتے تھے۔ میں صندوق کو اسی طرح رکھ کر محل کا دروازہ بند کر کے چل دیا ابھی کچھ

فائدہ

اس واقعہ کو علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "اصابہ فی معرفۃ الصحابۃ" میں حضرت خضر علیہ السلام کے مقدمہ میں ذکر کیا۔

میت پر ہر روز اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے

قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ صبح و شام اس کے پاس لائے جاتے ہیں۔

احادیث مبارکہ

(۱) ہذیل نے روایت کی کہ آل فرعون کی ارواح سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں صبح و شام آگ پر پیش کی جاتی ہیں۔ لالکائی اور اسماعیلی اور ابن ابی حاتم نے بھی یہی روایت کی۔

(۲) شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو اس کی اصل قیام گاہ صبح و شام قیامت تک اس پر پیش کی جاتی ہے۔ اگر وہ اہل جنت سے ہے تو جنت اور اگر اہل جہنم سے ہے تو جہنم۔ قرطبی کہتے ہیں کہ جنت اس کو دکھائی جائے گی جس کو عذاب ٹھکانہ ہو گا اور وہ جس کو عذاب ہو گا وہ جنت اور جہنم دونوں کا مشاہدہ کرے گا خواہ ایک وقت ہو یا دو وقتوں میں۔ پھر یہ پیش کیا جانا یا تو صرف روح پر ہو گا یا روح پر اور جسم کے بعض حصے پر یا روح مع الجسم پر۔

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان پر قبر میں صبح و شام اس کی قیام گاہ پیش کی جاتی ہے۔

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر روز صبح و شام دو مرتبہ بہ آواز

بلند فرماتے۔ صبح کے وقت فرماتے۔ رات گئی اور دن آ گیا آل فرعون کو جہنم پر پیش کیا جا رہا ہے اور رات کے ابتدائی حصہ میں فرماتے تھے کہ دن گیا اور رات آ گئی اور آل فرعون کو جہنم پر پیش کیا جا رہا ہے۔ پس جو بھی ان کی آواز سن پاتا وہ عذاب سے پناہ مانگتا۔

(۵) حضرت اوزاعی سے ذکر کیا کہ' ان سے عسقلان کے ساحل پر ایک شخص نے دریافت کیا کہ ابو عمرو ہم جو سیاہ پرندوں کو سمندر سے نکلتے دیکھتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو سپید نکلتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ان پرندوں کے پوٹوں میں آل فرعون کی ارواح ہیں' ان کو آگ پر پیش کیا جاتا ہے اور آگ ان کے پروں کو سیاہ کر دیتی ہے۔ پھر یہ ان پروں کو گرا دیتے ہیں اور قیامت تک اسی طرح ہوتا رہے گا پھر قیامت کے روز کہا جائے گا کہ ادخلوا آل فرعون اشدا العذاب (ترجمہ) فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔ ۱۲ (کنز الایمان)

زندہ لوگوں کے اعمال مردوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے مردہ عزیز و اقارب پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر اچھا عمل ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں ورنہ وہ دعا کرتے ہیں کہ اللهم لا تمتهم حتی تهديهم كما هديتنا (ترجمہ) اے اللہ انہیں نہ مار یہاں تک کہ انہیں اس طرح ہدایت دے جیسے تو نے ہمیں ہدایت دی۔ اسی طرح طیالسی اور ابن مبارک نے روایت کیا۔

(۲) حضرت ابراہیم بن میسرہ نے روایت کی کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسطنطنیہ میں جنگ کی تو وہ قاص پر گزرے تو وہ کہہ رہے تھے کہ

جب کوئی شخص صبح کو عمل کرتا ہے تو اس کے جان پہچان کے مردوں پر پیش کیا جاتا ہے' اسی طرح شام کا عمل پیش کیا جاتا ہے۔ تو ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ غور کرو کہ کیا کہتے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ میں بالکل سچ عرض کر رہا ہوں۔ تو ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ 'اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں تو مجھ کو عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے تو ذلیل نہ کرنا۔ تو قاص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو امور کی ولایت سپرد فرماتا ہے تو اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے اور اس کے اعمال حسنہ کی ثنا بیان فرماتا ہے۔

(۳) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'پیر اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں اور جمعہ کے روز ماں باپ پر۔ جب مردوں کو اپنے رشتہ داروں سے کسی نیک عمل کی اطلاع ملتی ہے تو ان کے چہرے خوشی سے کھل جاتے ہیں تو اے بندگان خدا اپنے رشتہ داروں کو تکلیف اور ایذا نہ دو۔ ابن ابی الدنیا اور ابن مبارک وغیرہما سے بھی اس قسم کی روایات مروی ہیں۔

(۴) ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کی کہ ایک قبر کھودنے والے نے بتایا کہ میں بنی اسد کے قبرستان میں تھا کہ ایک شخص کے پکارنے کی آواز آئی' کوئی قبرستان سے کہہ رہا تھا کہ یا عبد اللہ' ایک شخص دوسری قبر سے کہنے لگا' پھر کہنے لگا کہ اے جابر کل تو ہمارے پاس آئے گا۔ تھوڑی دیر بعد میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے شخص میرے لئے اس قبر کے پاس قبر کھودو' جس سے آواز آ رہی تھی۔ میں نے نووارد سے دریافت کیا کہ کیا اس قبر والے کا نام عبد اللہ اور اس کا جابر ہے اس نے کہا کہ 'ہاں۔ پھر شخص نے کہا کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اس پر نماز نہ پڑھوں گا۔ مگر اب میں اس پر نماز پڑھوں گا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دوں گا۔

(۵) ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کرو جن سے تمہارے والد صلہ رحمی کرتے تھے۔

(۶) ابن حبان نے ابن عمر سے نقل کیا کہ جو شخص اپنے والد کے ساتھ صلہ رحمی کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے والد کے دوستوں اور بھائیوں سے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

(۷) ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ کیا صلہ اور نیکی کر سکتا ہوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں جو والدین کے حقوق سے تم پر باقی ہیں۔ ۱۔ ان کے حق میں دعا کرنا ۲۔ اور ان کے وعدوں کو پورا کرنا ۳۔ اور ان کے دوستوں کی تعظیم و تکریم کرنا ۴۔ اور ان کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا۔

وہ اعمال سیئہ جو ارواح کو اچھے مقام سے روکتے ہیں

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نفس مومن اس کے قرض کی وجہ سے معلق رہتا ہے[۱] حتی کہ وہ اس قرض کو ادا نہ کر دے۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ "کیا اس پر دین (قرض) ہے؟" تو لوگوں نے کہا کہ "ہاں" تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ایسے شخص پر میں نماز پڑھ کر کیا کروں جس کی روح قبر میں اس کے دین کے بدلے رہن ہے اور آسمان پر نہیں جاتی" تو اگر کوئی شخص اس کے دین کا

[۱] یعنی وہ روح اس عالی مقام تک واصل نہیں ہوتی جب تک قرض ادا [illegible]

ذمہ دار ہو جائے تب میرا اس پر نماز پڑھنا مفید ہو گا۔"

(۳) حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا فرما کر دریافت فرمایا کہ کیا یہاں فلاں خاندان کے لوگوں میں سے کوئی ہے اگر ہو تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اس کے خاندان کے ایک شخص کو جنت کے دروازے پر اس لئے روک لیا گیا ہے کہ اس پر دین تھا تو اگر تم چاہو تو اس کا فدیہ دے کر چھڑا لو اور اگر چاہو تو عذاب میں گرفتار رہنے دو۔

(۴) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور اس پر دو دینار کا قرض تھا۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز پڑھانے سے انکار کر دیا تو ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ذمہ داری لی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی پھر ایک دن بعد دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دونوں دینار ادا کر دیئے گئے ہیں تب آپ نے فرمایا کہ اب اس کو قبر میں ٹھنڈک حاصل ہوئی۔

(۵) سعید اطول کہتے ہیں کہ ہمارے والد کا انتقال ہوا اور انہوں نے ترکہ میں تین سو درہم چھوڑے۔ تو میں نے سوچا کہ یہ ان کے اہل و عیال پر خرچ کر دوں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارے باپ اپنے دین کی وجہ سے مقید ہیں ان کا دین ادا کرو۔

(۶) حضرت شیبان بن حسن کہتے ہیں کہ میرے باپ اور عبدالواحد بن زید ایک جہاد میں گئے تو انہوں نے ایک کنواں دیکھا جس میں سے آوازیں آ رہی تھیں۔ اندر دیکھا تو ایک شخص چند تختوں پر بیٹھا ہے اور اس کے نیچے پانی ہے تو انہوں نے دریافت کیا کہ جن ہو یا انسان؟ تو اس نے کہا کہ انسان۔ پھر انہوں نے دریافت کیا کہ کہاں کے رہنے والے ہو؟ تو اس نے کہا کہ میں انطاکیہ کا رہنے والا ہوں۔ میرے رب نے مجھے وفات دے دی اور اب مجھ کو اس کنویں میں قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند کر دیا ہے اور انطاکیہ کے چند لوگ ہیں جو میرا ذکر کرتے ہیں مگر میرا دین نہیں چکاتے۔ چنانچہ یہ لوگ انطاکیہ گئے اور اس کا دین چکا کر واپس آئے تو وہ شخص غائب ہو چکا تھا اور خود کنواں بھی وہاں سے غائب

تھا۔ چنانچہ یہ لوگ پھر کنوئیں کے مقام پر سوار ہے۔ رات کو خواب میں وہی شخص آیا اور اس نے کہا کہ جزاکم اللہ خیرا میرے رب نے میرا قرض ادا ہونے کے بعد مجھ کو جنت کے فلاں حصہ میں منتقل فرما دیا ہے۔

وصیت کا بیان

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت ابن حبان نے "کتاب الوصایا" میں اپنی سند سے روایت کی کہ جس نے وصیت نہ کی اس کو مردوں کے ساتھ ہم کلام ہونے کی اجازت نہ ہوگی لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مردے بھی کلام کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں بلکہ وہ ملاقات بھی کرتے ہیں۔

(۲) ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کی کہ ایک شخص بصرہ میں قبریں کھودنے کا کام کرتا تھا تو اس نے بتایا کہ ایک روز میں نے قبر کھودی اور اسی کے قریب سو گیا تو خواب میں دو عورتیں آئیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے عبداللہ! میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ تو اس عورت کو مجھ سے دور کر دے۔ میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ ایک عورت کا جنازہ لایا جا رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے کہا تم دوسری قبر پر چلے جاؤ۔ وہ چلے گئے اور جب رات ہوئی تو پھر وہی عورتیں آئیں اور انہوں نے کہا کہ جزاک اللہ تم نے ہم سے بہت لمبی برائی کو دور کر دیا۔ میں نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تو مجھ سے کلام کرتی ہے مگر تیرے ساتھ والی عورت کلام نہیں کرتی اس کا سبب کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ بلا وصیت کے مر گئی تھی اور جو بلا وصیت کے مرے تو وہ قیامت تک کلام نہیں کر سکتا۔

(۳) انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دو عورتوں کو دیکھا ان میں سے ایک کلام کرتی ہے اور دوسری خاموش ہے حالانکہ دونوں جنتی ہیں۔ میں نے دریافت کیا تو

بتایا کہ ایک بار وصیت میری تھی اس لئے کلام نہیں کرتی اور قیامت تک نہیں کرے گی۔

مردے زندوں کو خواب میں ملنے آتے ہیں

امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ مندرجہ ذیل دلائل نقل فرماتے ہیں

(۱) اس سلسلہ میں مشاہدہ احساس ہے اور شرعی دلیل اس سے زائد کیا ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی (پ ۲۴ الزمر ۴۲) (ترجمہ) اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں ان کے سوتے میں پھر جس پر موت کا حکم فرمادیا اسے روک رکھتا ہے دوسری ایک اور میعاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے (کنزالایمان) اس کی تفسیر میں صدر الافاضل رحمتہ اللہ نے لکھا کہ یعنی اس کی موت کے وقت تک (خزائن) اویسی غفرلہ۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت مذکورہ کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ زندہ اور مردہ لوگوں کی نیند میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں اور ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کرتی ہیں تو مردوں کی ارواح کو اللہ روک لیتا ہے اور زندہ لوگوں کی ارواح ان کے اجسام کی طرف واپس فرمادیتا ہے۔

(۳) حضرت ابن عباس نے آیت مذکورہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسی مشرق سے مغرب تک تنی ہوئی ہے زندہ اور مردہ لوگوں کی ارواح اس کی طرف پرواز کرتی ہیں اور زندہ کی روح مردہ کی روح سے ملاقات کرتی ہے۔ پھر زندہ کو اپنے جسم کی طرف جانے کا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنا رزق مکمل کر لے اور مردہ کو روک لیا جاتا ہے۔

(۴) فردوس میں ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کی روح کو ایک ماہ تک

اس کے گھر کے گرد گھمایا جاتا ہے اور ایک سال تک اس کی قبر کے گرد گھمایا جاتا ہے پھر اس کو اس رسی پر پہنچا دیا جاتا ہے جہاں ارواح موت والوں کی ملاقات ہوتی ہے۔

(۵) ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ مردہ لوگوں سے ملاقات پر ایک دلیل یہ ہے کہ زندہ مردہ کو خواب میں دیکھتا ہے اور وہ مردہ اس زندہ کو امور غیبیہ کی خبر دیتا ہے اور وہ بات اسی طرح ہوتی ہے جیسی کہ اس نے خبر دی ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن سیرین نے فرمایا کہ جو بات مردہ بتائے وہ حق ہوتی ہے کیونکہ وہ حق کے گھر میں ہے۔

(۶) ابن ابی الدنیا اور ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں اپنی سند سے روایت کیا کہ صعب بن جثامہ اور عوف بن مالک آپس میں ایک دوسرے کے منہ بولے بھائی تھے تو صعب نے عوف سے کہا کہ اے بھائی ہم میں جو بھی پہلے انتقال کر جائے تو ..... دوسرے کو خواب میں دکھے۔ عوف نے کہا' کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟ صعب نے کہا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے چنانچہ صعب کا انتقال ہو گیا اور ان کو عوف نے خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہوا؟ انہوں نے کہا کہ بعد تکلیف میرے رب نے میری مغفرت کر دی۔ لیکن عوف کہتے ہیں کہ میں نے ان کی گردن میں ایک سیاہ چمدار پٹی دیکھی تو دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ وہ دس دینار ہیں جو میں نے ایک یہودی سے قرض لئے تھے' وہ آج میرے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیے گئے ہیں۔ اگر تم ان کو ادا کر دو تو اچھا ہے۔ میرے گھر والوں کے جتنے واقعات ہوئے اور ہوتے ہیں وہ سب مجھ کو بتائے جاتے ہیں حتیٰ کہ چند دن ہوئے کہ ہماری بلی مری' تو اس کی بھی اطلاع مل گئی اور یہ بھی تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میری بچی چھ روز بعد مر جائے گی' تم اس کو اچھی طرح رکھو اور اچھا برتاؤ کرو' عوف کہتے ہیں کہ صبح کو میں صعب کے گھر آیا تو ایک برتن میں دس دینار پائے اور وہ لے کر یہودی کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ کیا صعب پر تمہارا کچھ قرض ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں دس دینار تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین صحابی تھے اللہ ان پر رحم کرے۔ میں

نے دینار اس کی طرف بڑھائے۔ وہ کہنے لگا کہ واللہ یہ تو وہی دینار ہیں جو میں نے دیئے تھے۔ میں نے گھر والوں سے دریافت کیا کہ کیا صعب کی وفات کے بعد آپ لوگوں کے یہاں کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے؟ تو انہوں نے وقعت شمار کرانے شروع کئے حتیٰ کہ بلی کے مرنے کا واقعہ بتایا۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ میری بھتیجی کہاں ہے انہوں نے کہا کہ کھیل رہی ہے۔ میں نے اس کو چھو کر دیکھا تو وہ بخار میں مبتلا تھی میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اس کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کرنا۔ پھر وہ چھ روز بعد مر گئی۔

(۷) ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زہد میں عطیہ سے روایت کیا کہ عوف بن مالک اشجعی نے ایک صاحب سے دوستی کی ہوئی تھی' انکا نام محلم تھا۔ جب محلم کا وقت رحلت قریب آیا تو عوف ان کے پاس آئے اور کہا کہ جب تمہاری رحلت ہو جائے تو تم مجھ کو خبر دینا کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر مجھ جیسے شخص کے لئے یہ ممکن ہو گا تو آؤں گا۔ چنانچہ محلم کا انتقال ہو گیا اور ایک سال بعد عوف نے ان کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم کو ہمارے اعمال کی پوری پوری جزاء دے دی گئی۔ انہوں نے پوچھا کیا سب کو جزاء دے دی گئی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں مگر احراض کہ ان کا ہوا بد کار تھا۔ پھر انہوں نے کہا کہ بخدا میں نے اس بلی کے اجر کو بھی پایا جو میرے مرنے سے ایک رات قبل گم ہو گئی تھی۔ صبح کو عوف محلم کے گھر گئے تو ان کی بیوی نے عوف کو خوش آمدید کہا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کیا تم نے کبھی خواب میں محلم کو دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں' آج رات دیکھا ہے وہ مجھ سے اپنی بچی کے لے جانے کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے۔ پھر عوف نے اپنا خواب بیان کیا تو ان کی بیوی نے اپنے خادموں کو بلا کر دریافت کیا۔ تو انہوں نے بتایا کہ محلم کی وفات سے ایک روز قبل بلی کھو گئی تھی۔

(۸) ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الوصایا میں اور حاکم نے "مستدرک" میں اور بیہقی نے دلائل میں' عطاء خراسانی سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ مجھے

ثابت بن قیس بن شماس (صحابی رضی اللہ عنہ) کی صاحبزادی نے بتایا کہ غزوہ یمامہ میں ثابت شہید ہو گئے ان پر ایک قیمتی چادر تھی کسی مسلمان نے وہ اٹھا لی ایک مسلمان سو رہا تھا اس کو ثابت خواب میں نظر آئے اور چادر کا حال بتایا کہ جو شخص چادر لے گیا ہے اس کا خیمہ بالکل آخر میں ہے اور اس کے خیمہ کے پاس ایک گھوڑا بندھا ہوا ہے۔ اس شخص نے چادر پر ہانڈی ڈھک دی ہے اور ہانڈی پر کجاوہ رکھ دیا ہے۔ تو تم خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کو کہہ دو کہ وہ میری چادر لے لیں اور جب تم مدینہ میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ تو ان سے کہنا کہ مجھ پر اتنا قرض ہے اور فلاں حضرات کا چنانچہ اس شخص نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تمام واقعہ کہہ سنایا اور انہوں نے واپسی پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تمام ماجرا کہہ دیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی وصیت پوری کی ہمارے علم میں ثابت بن قیس بن شماس ہی کی ایک ایسی ہستی ہے جس نے مرنے کے بعد وصیت کی اور اس کی وصیت پوری کی گئی۔

(۹) حاکم نے "مستدرک" میں اور بیہقی نے "دلائل" میں کثیر بن صلت سے روایت کی کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شہادت کی رات کو غنودگی طاری ہوئی تو خواب میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ تم ہمارے ساتھ نماز جمعہ ادا کرو گے۔ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ روزہ افطار کرو گے چنانچہ آپ جمعہ کے روز بہ حالت روزہ شہید کر دیئے گئے اور آپ کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔

(۱۰) حاکم نے حسین بن خارجہ سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ فتنہ اولیٰ (قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے وقت میں بہت ہی سخت پریشان ہو گیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خداوند مجھے ایسی راہ دکھا جس میں سلامتی ہو۔ چنانچہ مجھ کو خواب میں دنیا و آخرت دکھائی دی اور ان کے درمیان دیوار تھی لیکن وہ

کچھ لمبی نہ تھی میں نے ارادہ کیا کہ میں اس دیوار کو عبور کر کے اس پر جاؤں اور
اشجع کے مقتولین کو دیکھوں اور ان سے دریافت کروں کہ ان کا کیا حال ہے۔
چنانچہ میں دیوار کے پار گیا تو دیکھا کہ کچھ حضرات سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے
ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ شہداء ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں ہم
تو فرشتے ہیں' شہداء تو بلند درجات پر پہنچ چکے ہیں درجہ بدرجہ بلند ہوتا گیا حتیٰ کہ
ایک بہت ہی بلند درجہ پر پہنچ گیا۔ اس کی عظمت و وسعت کی خبر اللہ تعالیٰ ہی کو
ہے۔ وہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ان کے قریب ہی ابراہیم
علیہ السلام تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام سے کہہ رہے
تھے کہ میری امت کے واسطے دعائے مغفرت کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کو پتہ
نہیں کہ آپ کے بعد آپ کی امت نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے اپنے خون بہائے
ہیں۔ اور اپنے امام کو شہید کر دیا ہے' کہ وہ بھی ایسا ہی طریقہ اختیار کرتے' جیسے
کہ میرے دوست سعد نے اختیار کیا۔ پس یہ خواب دیکھ کر میں خوش ہوا اور
دل میں کہا کہ اب میں سعد کو دیکھوں گا اور ان کے ساتھ ہو جاؤں گا کیوں کہ
ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ان کو اپنا خلیل بتایا ہے چنانچہ میں سعد کے پاس
آیا اور ان کو خواب کہہ سنایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جو ابراہیم علیہ
السلام کا خلیل نہ بنا اس نے نقصان اٹھایا۔ میں نے سعد سے دریافت کیا کہ آپ
کون سی جماعت کے ساتھ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ کسی کے ساتھ نہیں۔ میں نے
کہا کہ اب آپ مجھ کو کیا حکم دیتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کیا تمہارے پاس بھیڑ
بکریاں ہیں' میں نے کہا کہ نہیں' انہوں نے فرمایا کہ کچھ بکریاں خرید لو اور وہ لے
کر کہیں چلے جاؤ۔

(۱۱) حاکم و بیہقی نے دلائل میں سلمیٰ سے روایت کی کہ میں ام سلمہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئی تو ان کو روتا ہوا پایا۔ میں نے دریافت کیا کہ
کیوں روتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب

ا اس سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد امت کے اعمال پر مطلع
رہتے ہیں جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام کو پتہ چل گیا۔ یہ بہت اہم بات ہے۔ (مترجم)

میں دیکھا کہ آپ اشک بار ہیں اور سر اقدس اور داڑھی گرد آلود ہیں۔ میں نے
عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا معاملہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مقتل حسین سے آرہا ہوں۔

(۱۲) حاکم نے معمر سے روایت کی کہ مجھ سے ایک شخص نے روایت کی کہ
ایک عورت جس کا ہاتھ شل تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات
میں سے کسی ایک بیوی کے پاس آئی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے کہ وہ
میرے اس ہاتھ کو درست کر دے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت کیا
تمہارا ہاتھ شل کیوں کر ہو گیا؟ اس نے اپنا واقعہ بتایا کہ میرا والد ایک مالدار مخیر
آدمی تھا اور میری ماں کے پاس کچھ نہ تھا اس نے کبھی کچھ صدقہ نہ کیا البتہ ایک
مرتبہ ہمارے ہاں ایک گائے ذبح ہوئی تو اس کی تھوڑی چربی اس نے ایک مسکین
کو دی اور ایک چیتھڑا اسے پہنا دیا۔ پھر میرے باپ اور ماں دونوں کا انتقال ہو گیا
میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک نہر پر ہیں اور لوگوں کو سیراب
کر رہے ہیں میں نے دریافت کیا کہ اے باپ کیا آپ نے میری ماں کو بھی دیکھا
ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تمہاری ماں کو نہیں دیکھا۔ بڑی تلاش کے بعد ملی وہ
ننگی تھی اس کے جسم پر وہ پھٹا ہوا کپڑا تھا جو اس نے صدقہ کیا تھا۔ اور اس
کے ایک ہاتھ میں چربی کا وہ ٹکڑا تھا جو اس نے صدقہ کیا تھا۔ وہ اس کو اپنے ایک
ہاتھ میں لے کر دوسرے ہاتھ پر مارتی تھی اور اس کا جو اثر دوسرے ہاتھ پر ہوتا
تھا اس کو چوس کر اپنی پیاس کو تسکین دیتی تھی اور پکار رہی تھی کہ "پیاس پیاس"
میں نے اپنی ماں کو اس حالت میں دیکھ کر کہا کہ اے ماں کیا میں تجھ کو سیراب نہ
کروں؟ اس نے کہا کہ ہاں چنانچہ میں نے ایک برتن باپ سے لیا اور اس کو پلایا۔
اتنے میں جو لوگ اس پر مقرر تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ جس نے اس
عورت کو پانی پلایا ہے خدا اس کے ہاتھ کو شل کر دے۔ سو میرا ہاتھ شل ہو گیا۔

موت کے بعد ارواح زندہ اور آزاد ہیں

امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اس بارہ میں مندرجہ ذیل (۸) نکل لکھتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ اس فصل میں یہ بتایا جائے گا کہ بحالت نیند روح نکل کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے جاتی ہے اور دوسری روحوں سے ملتی ہے۔

(۱) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو آپ نے دریافت کیا کہ ابوالحسن کیا بات ہے؟ کہ آدمی خواب دیکھتا ہے پھر ان میں سچے نکلتے ہیں اور پھر جھوٹے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب بھی کوئی مرد یا عورت سوتا ہے تو اس کی روح کو عرش کی طرف لے جایا جاتا ہے تو اب جو عرش پر پہنچ کر جا سکتا ہے اس کا خواب سچا ہوتا ہے اور جو اپنی روح کے عرش تک پہنچنے سے قبل ہی بیدار ہو جاتا ہے اس کا خواب جھوٹا ہوتا ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ خواب میں ارواح کو آسمان پر لے جایا جاتا ہے اور عرش کے پاس سربسجود ہونے کا حکم دیا جاتا ہے تو جو پاک روح ہوتی ہے وہ عرش کے پاس سجدہ کرتی ہے اور جو پاک نہیں ہوتی وہ عرش سے دور سجدہ کرتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جو پاک نہیں ہوتی اسے سجدہ کی اجازت نہیں ہوتی۔

(۳) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن خواب میں اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہے۔

(۴) حضرت خزیمہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں نے اس چیز کی اطلاع آپ کو دے دی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک

ایک روح دوسری روح سے ملاقات کرتی ہے۔

فائدہ

شیخ عزالدین بن سلام نے کہا کہ روح یقظہ ایک روح ہے کہ جب وہ جسم میں ہوتی ہے تو جسم جاگتا ہے اور جب جسم سے خارج ہوتی ہے تو جسم سو جاتا ہے اور یہ سب بطور عادت ہے۔ پھر یہ روح خواب دیکھتی ہے اور جب آسمان پر پہنچ کر یہ مشاہدہ کرتی ہے تو وہ خواب سچا ہو جاتا ہے کیوں کہ آسمان پر شیطان کا تصرف ممکن نہیں۔ اور اگر آسمان کے نیچے رہ کر خواب دیکھتی ہے تو شیطان مداخلت کی بنا پر وہ خواب سچا ہو جاتا ہے کیوں کہ آسمان پر شیطان کا تصرف ممکن نہیں۔ اور اگر آسمان کے نیچے رہ کر خواب دیکھتی ہے تو شیطان مداخلت کی بنا پر وہ خواب سچا نہیں ہوتا اور علامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب انسان سو جاتا ہے تو اس کی روح ایک رسی کے ذریعہ چمٹی رہتی ہے حتیٰ کہ جب وہ بیدار ہوتا ہے تو رسی کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ اس رسی کا سر چشمہ بدن انسان ہوتا ہے بالکل اس طرح جیسے کہ آفتاب کی شعاعیں کہ وہ ہر چیز پر گرتی ہیں لیکن اس کا سر چشمہ قرص آفتاب ہے۔

اعجوبہ

ابن مندہ نے بعض علماء سے نقل کیا کہ روح سونے والے انسان کے نتھنوں سے نکل کر آسمان کی طرف چلی جاتی ہے لیکن اس کی جڑ بدن ہے۔ اگر وہ بدن سے بالکل منقطع ہو جائے تو انسان مر جاتا ہے۔ جیسے چراغ کی بتی اگر اس میں سے بالکل نکال دی جائے تو چراغ بجھ جاتا ہے' جس طرح چراغ کی بتی چراغ میں رہتی ہے لیکن اس کی روشنی سے تمام کرہ منور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کی روح کا تعلق بدن سے رہتا ہے لیکن اس کے باوجود تمام چیزوں کا ادراک کرتی ہے۔ اور اس کو ایک فرشتہ جو ارواح پر موکل ہے تمام چیزیں دکھاتا ہے۔ پھر وہ

۱۔ یہ بحث مصنف حق [illegible] (دہلوی [illegible]) قبر کی [illegible] میں ہے مزید فقیر کی کتاب زندوں سے اہل قبور کی ملاقاتیں کا مطالعہ کیجئے۔ (اویسی غفرلہ)

اپنے بدن کی طرف لوٹ آتی ہے۔

(۵) حضرت عکرمہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ اس کا سبب کیا ہے کہ ایک شخص ان دیکھے مقامات کی سیر کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ روح ہے جو ہر جگہ آتی جاتی رہتی ہے۔

خواب میں مردوں کی ملاقات اور انکی عجیب و غریب کہانیاں

اولیاء تابعین و صحابہ کرام کی کہانیاں

(۱) مصعب بن حارث نے عبداللہ بن عائذ صحابی سے وفات کے وقت کہا کہ اگر آپ وفات کے بعد ہم کو اپنے حالات پر مطلع کر سکیں تو ضرور کریں چنانچہ وہ ایک زمانے کے بعد ان سے خواب میں ملے اور کہا کہ ہم کو نجات مل گئی اگرچہ امید بہت ہی کم تھی۔ ہمارا رب بہت ہی مغفرت اور رحم کرنے والا ہے۔ البتہ احراض کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ یہ احراض کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ احراض وہ لوگ ہیں جو گناہ میں اتنے مشہور ہیں کہ ہر طرف سے ان پر انگشت نمائی کی جاتی ہے۔

(۲) عبدالاعلیٰ بن عدی ابن ابی بلال خزاعی کے پاس عیادت کو آئے اور کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سلام عرض کرنا اور اگر ہو سکے تو ہم کو اپنے حالات سے مطلع فرما دیں۔ اتفاقاً ان کا انتقال ہو گیا تو ان کے خاندان کی ایک عورت نے ان کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے اس عورت سے کہا کہ میری بچی جلد ہی میرے پاس آنے والی ہے اور تم عبدالاعلیٰ سے کہہ دو کہ میں نے ان کا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔

(۳) حضرت یحییٰ بن ایوب نے روایت کی کہ دو اشخاص نے آپس میں معاہدہ کر لیا کہ ہم میں جو پہلے مر جائے گا وہ دوسرے کو اپنے حالات سے مطلع

کرے گا چنانچہ ان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا تو وہ حسب وعدہ خواب میں نظر آیا تو زندہ نے پوچھا کہ حسن کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ جنت میں بادشاہ ہیں کوئی ان کی نافرمانی نہیں کرتا۔ پھر ان سے پوچھا کہ ابن سیرین کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ انہیں حسب منشاء سب نعمتیں حاصل ہیں لیکن پھر بھی دونوں کے مرتبے میں بہت فرق ہے۔ زندہ نے پوچھا کہ فرق کیوں ہے تو اس نے بتایا کہ حسن پر شدت خوف کا غلبہ تھا۔

(۴) اصمعی نے سلمہ بن تمیل سے کہا کہ ہم میں سے جو پہلے مر جائے وہ خواب میں دوسرے کو مطلع کر دے سلمہ اصمعی سے پہلے انتقال کر گئے اور اصمعی کو خواب میں نظر آئے تو اصمعی نے ان سے کہا کہ تم نے اپنے رب کو کیسا پایا۔ انہوں نے کہا کہ بہت ہی مہربان پایا۔ اصمعی نے پوچھا کہ سب سے اچھا عمل کونسا پایا؟ انہوں نے کہا کہ نماز تہجد سے بہتر کوئی عمل نہ پایا۔ اصمعی نے پوچھا کہ معاملہ کیسا رہا؟ انہوں نے فرمایا کہ [illegible]

(۵) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے دوست تھے جب ان کا انتقال ہو گیا تو ایک سال تک میں دعا کرتا رہا کہ مجھے ان کی زیارت ہو جائے۔ آخر ایک سال پورا ہونے کے بعد ان کی زیارت نصیب ہوئی تو دیکھا کہ آپ پیشانی سے پسینہ صاف فرما رہے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ حساب وکتاب سے اب فارغ ہوا ہوں۔ اور اگر میرا رب رؤف و رحیم نہ ہوتا تو میری بے عزتی ہو جاتی۔

(۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بے حد شوق تھا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاملہ پر مطلع ہوں۔ ایک روز خواب میں میں نے ایک محل دیکھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کا ہے؟ ابھی میں دریافت ہی کر رہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں سے

[illegible]

لگے آپ ایک چادر اوڑھے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ غسل فرما کر آ رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ معاملہ کیسا رہا؟ تو آپ نے بتایا کہ اگر میرا رب رؤف و رحیم نہ ہوتا تو میری بے عزتی ہو جاتی بارہ سال تم سے جدا ہوئے ہو گئے ہیں اور آج حساب سے فارغ ہوا ہوں۔

(۷) مطرف نے حضرت عثمان بن عفان کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بھلائی کی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کونسا دین بہتر ہے؟ کہا دین قیم۔

(۸) حضرت مسلمہ بن عبدالملک نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا اے امیر المومنین! مجھے شوق ہے کہ کسی طرح مجھے معلوم ہو کہ مرنے کے بعد اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے مسلمہ' میں ابھی حساب کتاب سے فارغ ہوا ہوں۔ مسلمہ نے پوچھا کہ آپ کہاں ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ "جنت عدن میں" دیگر ائمہ ہدیٰ کے ساتھ ہوں۔

(۹) محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ابن قلابہ کو دیکھا یا یہ کہا کہ کثیر بن افلح کو دیکھا۔ یہ جنگ حرہ میں شہید ہو چکے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا آپ شہید نہ ہوئے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں شہید نہیں ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے کیسا معاملہ کیا؟ میں نے کہا کہ شہدا آپ ہی کے زمرے میں ہیں؟ تو انہوں نے کہا نہیں کیوں کہ جب آپس میں مسلمان لڑتے ہیں اور ان میں کوئی مقتول ہو جاتا ہے تو وہ شہدا نہیں بلکہ ندماء ہیں۔

(۱۰) ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہو رہا ہوں وہاں خیمے لگے تھے' میں نے پوچھا کہ یہ کس کے ہیں؟ تو جواب ملا کہ ذی کلاع اور حوشب کے' یہ دونوں حضرات' حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں میں تھے اور قتل ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی کہاں ہیں؟ تو جواب ملا کہ وہ بھی تمہارے

سامنے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ انہوں نے ایک دوسرے کو
قتل کر دیا تو جواب ملا کہ یہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے تو اسے بہت ہی زیادہ
مغفرت کرنے والا پایا۔ میں نے پوچھا کہ خارجیوں کا کیا ہوا؟ تو جواب ملا کہ انہوں
نے غم اور حزن کو پایا۔

(۱۱) ابو بکر خیاط نے ایک رات پہلے خواب میں دیکھا کہ میں قبرستان میں
ہوں اور قبر والے ٹیک لگائے ہوئے اپنی قبروں کے اوپر بیٹھے ہیں' ان کے سامنے پھول
ہیں' اتنے میں میں نے دیکھا کہ محفوظ (شاید کسی شخص کا نام ہے) ان کے درمیان
آ جا رہے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ کا انتقال نہیں ہوا تو
انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

موت التقی حیاۃ لانفاد لہا　　　قدمات قوم وھم فی الناس احیاء

ترجمہ: پرہیزگار کی موت ایک ایسی زندگی ہے جس کو فنا نہیں' کچھ لوگ اگرچہ مر
چکے ہیں مگر درحقیقت وہ زندہ ہیں۔

(۱۲) سلمہ بصری نے فرمایا کہ میں نے ایک رات بزیع بن مسور عابد کو
خواب میں دیکھا' آپ خدا اور موت کو بہت یاد کرنے والے تھے' میں نے دریافت
کیا کہ آپ کو کیا ملا؟ تو جواب میں انہوں نے یہ شعر پڑھ دیا۔

(ترجمہ) قبر کا حال کوئی نہیں جانتا یا خدا جانتا ہے یا پھر مردہ۔

(۱۳) بشر بن مفضل نے فرمایا کہ میں نے خواب میں بشر بن منصور کو دیکھا
تو دریافت کیا کہ "ابو محمد تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟" تو
انہوں نے جواب دیا کہ "میں جو سوچتا تھا معاملہ اس سے آسان پایا"۔

(۱۴) حفص معبی نے فرمایا کہ میں نے خواب میں داؤد طائی کو دیکھا تو
دریافت کیا کہ اے ابو سلیمان تم نے آخرت کی بھلائی کو کیسا پایا؟ تو انہوں نے
فرمایا کہ میں نے اسے کثیر پایا۔ پھر میں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا
تو انہوں نے فرمایا کہ الحمد للہ' میرے ساتھ بھلائی کا معاملہ ہوا۔ میں نے ان سے
دریافت کیا کہ کیا آپ کو سفیان بن سعید کا کچھ علم ہے کیوں کہ وہ خیر اور اہل
خیر کو بہت پسند کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کی خیر پسندی نے ان کو

اہل خیر کے مرتبہ پر پہنچا دیا۔

(۱۵) ضمرہ نے فرمایا کہ خواب میں میری ملاقات میری پھوپھی سے ہوئی تو دریافت کیا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے کہا میں خیر سے ہوں اور اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ لیا حتی کہ مجھ کو اس مالیدہ کا ثواب بھی ملا جو ایک روز میں نے غریب کو کھلایا تھا۔

(۱۶) عبدالملک لیثی فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالقیس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ تم نے کیا پایا؟ تو انہوں نے کہا کہ بھلائی پائی۔ میں نے دریافت کیا کہ سب سے بہتر کونسا عمل پایا؟ تو انہوں نے کہا کہ سب سے بہتر وہ عمل تھا جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کیا گیا۔

(۱۷) ابو عبداللہ الجزری نے کہا کہ میں نے اپنے چچا کو خواب میں دیکھا تو وہ فرما رہے تھے کہ دنیا دھوکہ ہے اور آخرت جہنوں کے لئے سرور ہے اور یقین سے بہتر کوئی چیز نہیں خدا اور مسلمانوں کی خیر خواہی بہت اچھی چیز ہے کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو جب کوئی نیک کام کرو تو سمجھو کہ حق ادا نہ ہوا۔

(۱۹) اصمعی نے فرمایا کہ میں نے ایک بصری شیخ کو دیکھا وہ یونس بن عبید کے ساتھیوں میں تھے ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ میں نے خواب میں ان سے دریافت کیا کہ آپ کہاں سے آ رہے ہیں تو فرمانے لگے کہ یونس طیب کے پاس سے میں نے کہا کہ یونس طیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ وہ فقید البیت ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا وہ ابن عبید ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ ان کا مقام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ جنتی حوروں کے ساتھ ہیں۔

(۱۹) میمون کردی نے کہا کہ میں نے عروہ بن ہزار کو خواب میں دیکھا تو وہ فرمانے لگے کہ فلاں پانی بھرنے والے کا ایک درہم مجھ پر ہے اور وہ درہم گھر کے فلاں طاق میں رکھا ہے اس کو دے دو۔ صبح اٹھ کر میں نے بہشتی سے دریافت کیا کہ آیا اس کا کچھ عروہ کے ذمہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہاں ایک درہم۔ چنانچہ وہ درہم میں نے ان کے گھر سے لا کر اس کو دے دیا۔

(۲۰) ابن ابی الدنیا نے ایک شخص سے روایت کی اس نے کہا کہ میں نے

سوید بن عمرو کلبی کو خواب میں دیکھا۔ وہ بہت اچھی حالت میں تھے۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا کہ میں کلمہ کی کثرت کرتا تھا تم بھی اس کی کثرت کرو۔ پھر کہا کہ داؤد طائی اور محمد بن نضر حارثی اپنے معاملے میں کامیاب ہو گئے۔

(۲۱) ابراہیم بن منذر حزامی نے کہا کہ میں نے ضحاک بن عثمان کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا تو انہوں نے کہا کہ آسمان میں کچھ کنڈے ہیں' جس نے کلمہ طیبہ پڑھا وہ ان میں لٹک گیا اور جس نے نہ پڑھا وہ گر گیا۔

(۲۲) محمد بن عبدالرحمن نے فرمایا کہ ایک شخص نے ابن عائشہ تیمی کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سے محبت کے صلہ میں بخش دیا۔

(۲۳) ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے ایک قزوینی سالک سے روایت کی کہ ایک چاندنی رات میں مجھے شوق عبادت پیدا ہوا تو میں مسجد میں گیا' نماز پڑھی دعا کی اور پھر مجھے اچٹ نیند آ گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک جماعت جو انسانوں کی نہ تھی اپنے ہاتھوں میں طباق لئے ہے اور ہر طباق میں برف کی مانند سپید چپاتیاں ہیں اور ہر چپاتی پر موتی رکھا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ کھاؤ۔ میں نے کہا کہ میرا ارادہ تو روزہ کا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس گھر والے کا حکم ہے کہ تم یہ کھاؤ۔ چنانچہ میں نے کھا لیں۔ پھر میں نے وہ موتی اٹھانا چاہا تو مجھ سے کہا گیا کہ اسے ہم بو دیں گے تاکہ اس سے بہتر موتی تمہارے لئے نکل آئیں میں نے کہا اس کا درخت کہاں لگاؤ گے؟ انہوں نے کہا ایسے گھر میں جو کبھی ویرانہ نہ ہو گا اور جس کے پھل کبھی خراب نہ ہوں گے' غرض کہ انہوں نے کہا کہ ہم اس کو جنت میں لگا دیں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ دو جمعوں کے بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا۔ سدی کہتے ہیں' اس کے مرنے کے بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا وہ کہہ رہا تھا کہ کیا تم اس درخت سے تعجب نہیں کرتے جو میں نے لگایا تھا اب اس میں ناقابل بیان پھل لگ رہے ہیں۔

(۲۴) اسماعیل بن عبداللہ بن میمون نے روایت کی کہ میں نے علی بن محمد بن عمران کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کون سا عمل بہتر پایا تو انہوں نے فرمایا کہ "معرفت" میں نے پوچھا کہ آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو کہتا ہے "خدا تھا" یا "اکبر تھا" تو آپ نے فرمایا کہ میں فرادیہ سمجھتا ہوں۔

(۲۵) مالک بن دینار کے بعض ساتھیوں نے روایت کی کہ انہوں نے خواب میں مالک کو دیکھا تو دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ بہت اچھا۔ ہم نے عمل صالح، صحابہ، سلف، صالحین اور صالحین کی مجالس سے بہتر کسی چیز کو نہ پایا۔

(۲۶) عبدالوہاب بن یزید کندی کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ابو عمر ضریر کو دیکھا تو دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اچھا معاملہ ہوا اور میری مغفرت ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ سب سے اچھی کون سی چیز پائی تو انہوں نے کہا کہ سنت اور علم جس پر تم عمل پیرا ہو۔ میں نے دریافت کیا کہ دونوں میں بہتر کونسا عمل پایا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اہواء سے بچو۔ میں نے کہا کہ اس کا کیا مطلب تو انہوں نے فرمایا کہ قدریہ، معتزلہ، مرجیہ اور پھر انہوں نے اہل بدعت کے اسماء گنانا شروع کر دیئے۔

(۲۷) ابوبکر مروزی نے روایت کی کہ ایک شخص جو ابوبکر و عمر کو گالیاں دیتا تھا مر گیا اور فرقہ جہمیہ سے عقیدہ رکھتا تھا۔ ایک شخص نے اس حال میں دیکھا کہ مادر زاد ننگا ہے اور سر پر ایک چیتھڑا ہے اور ایک چیتھڑا شرمگاہ پر ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا تو اس نے جواب دیا کہ اس نے مجھے بکر قیس اور فرعون بن ولید کے ساتھ کر دیا۔ یہ دونوں عیسائی تھے۔

(۲۸) ابن ابی الدنیا نے ایک شخص سے روایت کی کہ میرا ایک پڑوسی جو ان مسائل میں بہت الجھتا تھا جو اہل بدعت نے نکالے ہیں، مر گیا میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ کانا ہے۔ میں نے پوچھا کہ بھئی یہ کیا معاملہ ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں عیب نکالے۔ اللہ نے مجھ کو عیب دار کر دیا اور اس نے اپنی پھوٹی ہوئی آنکھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

(۲۹) ابو جعفر مدینی فرماتے ہیں' میں نے محمود بن حمید کو اپنے خواب میں دیکھا۔ وہ بہت متقی آدمی تھے۔ وہ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا کہ موت کے بعد کیا حال ہوا؟ تو وہ میری طرف دیکھ کر فرمانے لگے کہ

نعم المتقون فی الخلد حقا بحوار نو اهدا بکار

ترجمہ: متقی لوگ جنت میں اٹھتی جوانی والی پاکیزہ عورتوں کے قرب میں خوب ہیں اور یہ حق ہے۔

فائدہ

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بہ خدا یہ شعر پہلے میں نے کسی سے نہ سنا تھا۔

(۳۰) مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے قبرستان میں ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز جلدی جلدی پڑھی۔ پھر مجھے اونگھ آ گئی تو میں نے دیکھا کہ صاحب قبر مجھ سے بات کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تم نے نماز تو پڑھی مگر اچھی طرح نہ پڑھی۔ میں نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا ایسا ہی ہوا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تم لوگ عمل کرتے ہو مگر جانتے نہیں اور ہم جانتے ہیں مگر عمل نہیں کر سکتے۔ پھر کہا کہ کاش اگر یہ دو رکعت تمہارے بجائے میں ادا کرتا۔ تو یہ میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتیں میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہاں کون لوگ مدفون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ سب مسلمان ہیں اور سب کو خیر ملی ہے۔ میں نے کہا کہ ان میں سب سے افضل کون ہے؟ تو انہوں نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے خدا سے دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ ان کو تو میرے لئے نکال دے تاکہ میں ان سے ہم کلام ہو سکوں۔ تو قبر سے ایک نوجوان نکلا۔ میں نے پوچھا کہ تم نے یہ مرتبہ کس سبب سے پایا۔ تو اس نے جواب دیا کہ حج و عمرہ کی زیادتی سے' جہاد فی سبیل اللہ سے اور عمل صالح سے' میں مصیبتوں میں گھر گیا مگر مجھ کو صبر کی توفیق ہوئی' اور اس طرح یہ مقام پایا۔

(۳۱) ایاس بن دغفل روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو العلا یزید بن عبداللہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ موت کا مزہ کیسا پایا تو کہنے لگے کہ کڑوا میں

نے پوچھا کہ موت کے بعد کیا حال ہوا؟ تو کہا کہ میاں مجھ کو خوشبو اور پھول اور راحتیں سب ملا۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے بھائی مطرف کا کیا ہوا؟ تو کہا کہ وہ اپنے یقین کے باعث مجھ پر فوقیت لے گئے۔

(۳۲) ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کی کہ ایک شخص نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ جب تم کو قبر میں رکھ دیا گیا تو پھر کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ ایک شخص آگ کا کوڑا لے کر میری طرف دوڑا۔ اگر دعا کرنے والے میرے لئے دعا نہ کرتے تو وہ میرے مار ہی دیتا۔

(۳۳) منکدر بن محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسجد نبوی شریف میں داخل ہو رہا ہوں۔ ایک روضہ پر لوگوں کا جمگھٹ لگا ہوا ہے' وہ ایک آدمی ہے میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ تو معلوم ہوا کہ یہ ایک شخص ہے جو آخرت سے ہو کر آ رہا ہے اور لوگوں کو ان کے مردوں کے حالات بتا رہا ہے۔ اب میں نے غور سے دیکھا تو وہ شخص صفوان بن سلیم تھا۔ لوگ اس سے سوالات کر رہے تھے اور وہ جواب دے رہا تھا۔ پھر انہوں نے دریافت کیا کہ کیا یہاں محمد بن منصور کی خیریت دریافت کرنے والا کوئی نہیں۔ لوگوں نے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہاں ان کے بیٹے موجود ہیں۔ لوگوں نے مجھے راہ دی' میں قریب ہوا اور دریافت کی تو فرمایا کہ اے بیٹے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی ایسی جنت عطا فرمائی ہے اور اب ان کو مستقل جنتی بنا دیا ہے اب ان پر موت نہیں آئے گی۔

(۳۴) ابو کریمہ نے کہا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو آج جنت میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے جب میں جنت میں پہنچا تو اس میں ایک جگہ روضہ تھا جس میں ایوب' یونس' ابن عوف اور تیمی تھے۔ میں نے کہا سفیان ثوری کہاں ہیں؟ تو کہنے لگے کہ ہم ان کا دیدار اس طرح کرتے ہیں کہ گویا ہم ستارہ کو دیکھ رہے ہیں۔

(۳۵) مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن واسع کو جنت میں دیکھا

ا تفصیل دیکھئے القبر و عذابہ عرفی ص ۲۲۴ (غزالی)

اور محمد بن سیرین کو تو پوچھا کہ حسن (بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تو جواب دیا کہ مدہوا بہشتی کے پاس ہیں۔ (محمد بن سیرین و حسن بصری معاصر بھی ہیں اور دونوں کے مزارات بھی ایک گھر میں ہیں۔)

(۳۶) یزید بن ہارون فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یزید واسطی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مغفرت کر دی۔ میں نے پوچھا مغفرت کیوں ہوئی؟ تو فرمایا کہ ایک مرتبہ ابو عمرو بصری جمعہ کے دن ہمارے پاس بیٹھے اور دعا کی تو ہم نے آمین کہا بس اس لئے مغفرت ہو گئی۔

(۳۷) محمد بن سالم نے کہا کہ میں نے خواب میں قاضی یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے بتایا کہ خدا نے مجھ کو اپنے روبرو کھڑا کیا اور کہا کہ اے بد عمل بڈھے اگر تیری داڑھی سپید نہ ہوتی تو میں تجھ کو آگ میں جلاتا۔ بس پھر کیا تھا میرا وہی حال ہوا جو ایک غلام بے دام کا اپنے آقا کے حضور ہوتا ہے میں بے ہوش ہو گیا۔ تو پھر مجھے اسی طرح خطاب کیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ جب مجھ کو ہوش آیا تو میں نے عرض کی کہ اے مولیٰ تیرا فرمان جو مجھ تک پہنچا ہے اس میں تو ایسا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ فرمان کیا ہے؟ (حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے) میں نے عرض کی کہ مجھ سے عبدالرزاق بن ہمام نے بیان کیا انہوں نے معمر بن راشد سے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے انہوں نے جبریل علیہ السلام سے انہوں نے تجھ سے کہ تو نے فرمایا کہ جو شخص حالت اسلام میں بوڑھا ہوا میں اس کو عذاب دینے سے حیاء فرماتا ہوں (یعنی اسے عذاب نہیں دیتا) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا عبدالرزاق نے سچ کہا معمر نے سچ کہا زہری نے سچ کہا انس نے سچ کہا میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ کہا جبریل علیہ السلام نے سچ کہا میں نے ہی یہ وعدہ فرمایا ہے چلو اے فرشتو میرے اس بندے کو جنت کی طرف لے جاؤ۔

۱۔ ای پیر محبت حق چندی دو یدی کے کہتے ہیں کہ محبوب خدا کا دید کا اصلی چیز ہے۔ (اویسی غفرلہ)

(۳۸) ابو بکر فزاری کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائیوں میں سے کسی نے ان کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو اپنے حضور میں بلا کر کھڑا کر کے فرمایا کہ اے احمد! تو نے کوڑے کھائے اور صبر کا دامن نہ چھوڑا اور یہی کہتا رہا کہ میرے رب کا نازل کردہ کلام مخلوق نہیں۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اس کے بدلے میں قیامت تک تجھے اپنا کلام سناتا رہوں گا تو اب میں مسلسل اپنے رب کا کلام سنتا ہوں۔

(۳۹) محمد بن مفضل نے فرمایا کہ میں نے منصور بن عمار کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس نے مجھے اپنے حضور کھڑا کیا اور فرمایا کہ تو اگرچہ برے عمل بھی کرتا تھا لیکن چوں کہ تیرے دل میں میری محبت تھی اس لئے میں تیری مغفرت کرتا ہوں اب تو کھڑا ہو اور فرشتوں کے جھرمٹ میں میری عظمت بیان کر۔ چنانچہ میرے لئے کرسی رکھی گئی اور میں نے ملائکہ کی جماعت کے ساتھ خدا کی بڑائی بیان کی۔

(۴۰) محمد بن عوف نے کہا کہ میں نے محمد بن حسن کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بہت اچھا ہوں میں دن میں ایک یا دو مرتبہ اپنے رب کی زیارت کرتا ہوں میں نے کہا کہ ابو عبداللہ تم دنیا میں بھی متبع سنت تھے اور آخرت میں بھی صاحب سنت ہو۔ تو مسکرانے لگے۔

(۴۱) ابن عساکر نے ابو الحسن شعرانی نے منصور بن عمار کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم ہی منصور بن عمار ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں پھر اس نے دریافت فرمایا کہ کیا تم ہی تھے جو لوگوں کو دنیا میں زہد کی رغبت اور آخرت کی محبت دلاتے تھے؟ میں نے عرض کی مولا ایسا ہی تھا اور جب بھی میں کسی مجلس میں بیٹھتا تو اس کو تیرے ذکر سے شروع کرتا۔ پھر تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجتا' پھر تیرے بندوں کو نصیحت کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے آسمان میں

کرسی بچھو دو تاکہ جس طرح یہ دنیا میں میری پاکی اور عظمت بیان کرتا تھا اسی طرح آسمانوں میں بھی بیان کرے۔

(۴۲) سلمہ بن منصور بن عمار فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ "کیا حال ہے؟" انہوں نے فرمایا کہ "مجھ کو میرے رب نے قریب بلایا اور فرمایا کہ "اے بد عمل بوڑھے میں تجھ کو معاف کرتا ہوں مگر تو جانتا ہے کہ کیوں معاف کرتا ہوں؟" میں نے عرض کی کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز تو نے لوگوں کو جمع کیا اور میرا ذکر کیا تو وہ روئے اور ان میں ایک ایسا آدمی بھی رویا جو میرے ڈر سے آج کے علاوہ کبھی نہ رویا تھا۔ میں نے اسے بخش دیا اور اس کے صدقے میں تمام اہل مجلس کو بخش دیا۔

(۴۳) سلمہ بن عفان نے کہا کہ میں نے وکیع کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جنت میں داخل کر دیا۔ پوچھا کیوں؟ تو جواب دیا کہ علم دین کی وجہ سے۔

(۴۴) ابو یحییٰ حمانی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ ہمام کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ ان پر بہت قندیلیں لگی ہوئی ہیں تو دریافت کیا کہ اے ابو ہمام! ان قندیلوں کو تم نے کیسے پایا؟ تو کہا کہ یہ قندیل حدیث حوض کے سبب ملی اور یہ حدیث شفاعت کے سبب اور یہ فلاں حدیث کے سبب اور اسی طرح چند حدیثیں شمار فرمائیں۔

(۴۵) سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ میں نے ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو کہا مجھے کچھ وصیت فرما دیجئے تو فرمایا کہ لوگوں سے میل جول کم کر دو۔ میں نے کہا کچھ اور فرمائیے تو فرمایا کہ جب آؤ گے تو خود پتہ چل جائے گا۔

(۴۶) ابو الربیع الزہرانی فرماتے ہیں کہ میرے ایک پڑوسی نے بتایا کہ میں نے آج خواب میں ابن عون کو دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ تو فرمایا کہ ابھی آفتاب غروب نہ ہونے پایا تھا کہ میرا نامہ اعمال میرے

سامنے پیش کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرما کر میری مغفرت فرما دی۔ آپ کی وفات جمعہ کے دن ہوئی تھی۔

(۴۷) ابو عمرو خفاف فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں محمد بن یحییٰ ذہلی کو دیکھا تو پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو جواب دیا کہ میری بخشش فرما دی۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے اعمال کیا کیا ہوا؟ تو فرمایا کہ سنہرے پانی سے لکھ کر ان کو علیین میں اٹھا لیا گیا۔

(۴۸) استاذ ابن ابی الولید فرماتے ہیں کہ میں نے ابو العباس اصم کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں ابو یعقوب بویطی اور ربیع بن سلیمان اور ابو عبداللہ شافعی کے پڑوس میں رہتا ہوں۔ ہم ہر دن دعوت میں جمع ہوتے ہیں۔

(۴۹) سہیل فرماتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار کو ان کی وفات کے بعد دیکھا تو پوچھا کہ آپ خدا کے پاس کیا لے کر پہنچے؟ انہوں نے جواب دیا کہ پہنچا تو بہت سے گناہ لے کر تھا لیکن میرے خدا کے ساتھ حسن ظن نے ان کو مٹا دیا۔

(۵۰) یمن کی ایک عورت نے روایت کی' اس نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں رجاء بن حیوۃ کو دیکھا تو پوچھا کیا آپ کا انتقال نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں لیکن اہل جنت سے کہا گیا کہ جراح بن عبداللہ کا استقبال کریں۔ چنانچہ اس دن کو یاد رکھا گیا چند روز بعد جراح بن عبداللہ کے آذربائیجان میں شہید ہونے کی اطلاع ملی۔

(۵۱) عتبہ بن حکیم نے روایت کی کہ وہ بیت المقدس کی ایک خاتون سے روایت کرتے ہیں کہ وہ خاتون کہتی ہیں کہ رجاء بن حیوۃ ہمارے جلیس تھے اور بہت اچھے آدمی تھے۔ ان کے انتقال کے بعد مجھے انکی زیارت ہوئی تو دریافت کیا کہ کیا حال ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ خیریت سے ہوں البتہ ایک مرتبہ ہم نے گھبرا دینے والی آواز اور شور و غل سنا تو سمجھے کہ قیامت کھڑی ہو گئی۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ شور و غل اس لئے ہے کہ جراح اور ان کے ساتھی مع اپنے سامان اور بوجھ کے جنت میں داخل ہو رہے ہیں۔

(۵۲) ابن عساکر نے اصمعی سے روایت کی' وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے خواب میں جرحطی کو دیکھا تو پوچھا کہ تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے کہا' اس نے میری مغفرت اس نعرۂ تکبیر کے بدلے کر دی جو میں نے فلاں جگہ پر لگایا تھا تو میں نے پوچھا کہ تمہارا ساتھی فرزدق کہاں گیا تو انہوں نے کہا کہ افسوس پاک دامن عورتوں پر اتہام لگانے کے باعث وہ ہلاکت میں گرفتار ہوا۔

(۵۳) ابن عساکر نے ثور بن یزید شامی سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے کمیت بن یزید کو خواب میں دیکھا تو معلوم کیا' کیسا حال ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس نے مجھ کو بخش دیا اور میرے لئے ایک کرسی بچھائی گئی اور حکم ہوا کہ میں غزل سرا ہوں چنانچہ میں نے پڑھنا شروع کی' جب میں اس مقام پر پہنچا کہ "اے لوگوں کے رب مجھ پر رحم فرما اور مجھے زندگی کے شراب صافی کے دھوکے سے بچا' جیسے کہ دوسرے لوگ اس دھوکے میں مبتلا ہوئے۔" تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کمیت نے سچ کہا جس طرح دوسرے لوگ دھوکے میں پڑ گئے کمیت بچا رہا۔ اے کمیت میں نے تجھ کو بخش دیا یوں کہ تو نے میری مخلوق کے بہترین لوگوں سے محبت کی۔ جس نے تیرے ان اشعار کو پڑھا جو تو نے آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں کہے ہیں میں اس کے ہر شعر کے بدلے ایک رتبہ دوں گا جو تا قیامت بلند ہوتا رہے گا۔

(۵۴) ابن عساکر نے ابوالعشاء مصری سے روایت کی کہ میں نے ابو بکر نابی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کے مقتول ہونے کے ایک سال بعد دیکھا کہ بہت ہی اچھی صورت میں ہیں تو میں نے دریافت کیا کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو انہوں نے ان اشعار میں جواب دیا کہ میرے رب نے مجھے دائمی عزت عطا فرمائی اور قریبی مدد کا وعدہ کیا' مجھے قربت و نزدیکی عطا فرمائی اور فرمایا کہ میرے پڑوس میں مزے سے رہو۔

(۵۵) ابن عساکر نے عبدالرحمن بن مہدی سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے

آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ قبر میں پہنچتے ہی مجھے خدا کی بارگاہ میں حاضر کیا گیا۔ اس نے مجھ سے بہت ہی آسان حساب لیا اور مجھے جنت میں جانے کی اجازت دی۔ میں جنت کے پھولوں اور باغوں میں نہایت ہی پر سکون ماحول میں تھا کہ اچانک آواز آئی کہ اے سفیان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بن سعید کیا تجھے پتہ ہے کہ تو نے خدا کو اپنی جان پر ترجیح دی۔ میں نے عرض کی ہاں یہ خدا ایسا ہی ہوں۔

(۵۶) ابن عساکر نے احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کو ان کی وفات کے بعد دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس نے میری مغفرت فرما کر مجھے تاج پہنایا اور میری شادی کر دی اور اس نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ جو نعمتیں میں نے تم کو دیں ان پر تم نے فخر و تکبر نہ کیا۔

(۵۷) ابن عساکر نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ تو فرمایا کہ اس نے مجھ کو سونے کی کرسی پر بٹھایا اور موتیوں کی بارش کر دی۔

(۵۸) ابن عساکر نے اسماعیل بن ابراہیم فقیہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حافظ ابو احمد حاکم کو دیکھا تو پوچھا کہ کونسا فرقہ تمہارے نزدیک زائد نجات پانے والا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اہل سنت۔

(۵۹) ابن عساکر نے خیثمہ بن سلیمان سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے عاصم طرابلسی کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اے ابو علی کیا حال ہے؟ تو کہنے لگے کہ موت کے بعد ہم کیفیت نہیں رکھتے میں نے پوچھا کیا حال ہے؟ تو کہا کہ جنت عالیہ اور رحمت واسعہ میں ہوں۔ میں نے پوچھا کہ کس سبب سے؟ تو کہا کہ سمندر میں بہ کثرت جہاد کرنے سے۔

(۶۰) ابن عساکر نے مالک بن دینار سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے مسلم بن یسار کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ موت کے بعد کیا حال ہوا تو

جواب دیا کہ موت کے بعد شدید زلزلوں اور ہولناکیوں کو دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا دیکھا' تو جواب دیا کہ 'کریم سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔ اس نے ہماری نیکیاں قبول کیں' اور برائیاں معاف کیں اور جرائم کو بخش دیا۔

(۶۱) ابن عساکر نے حسن ابن عبدالعزیز ہاشمی عباسی سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر محمد بن جریر کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ موت کو کیسا پایا۔ تو انہوں نے کہا کہ خیر ہی خیر پائی۔ میں نے پوچھا کہ قبر میں کیا پایا؟ کہا خیر پائی۔ میں نے پوچھا کہ 'منکر نکیر کو کیسا پایا؟ جواب دیا کہ بہتر پایا۔ میں نے کہا کہ اے ابو علی' تیرا رب تجھ پر بہت مہربان ہے' اس کی بارگاہ میں میرا ذکر کر دینا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تم ہم سے کہتے ہو کہ ہم تمہارا ذکر خدا کی بارگاہ میں کریں حالانکہ ہم خود تمہارے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قرب حاصل کرتے ہیں۔

(۶۲) ابن عساکر نے حبیش بن مبشر سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو قرب عطا کیا اور انعامات فرمائے۔ نیز تین سو حوروں سے نکاح کرا دیا اور دو مرتبہ اپنی زیارت سے مشرف کیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ سب کس سبب سے ہوا؟ تو کہا کہ اس کے سبب سے اور آستین میں سے حدیث شریف کی کتاب نکال کر دکھائی۔

(۶۳) ابن عساکر نے سلیمان عمری سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر قاری کو خواب میں دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ میرے بھائیوں کو میرا سلام پہنچا دینا اور کہہ دینا کہ میرے رب نے مجھ کو مقام شہید عطا فرمایا ہے اور اپنی طرف سے رزق عطا کیا ہے۔ اور ابو حازم کو سلام کہہ دینا اور کہنا کہ ہوش کر اور سمجھ داری سے کام کر کیوں کہ خدا اور اس کے فرشتے تیری رات کی مجلسوں کو دیکھتے ہیں۔

(۶۴) ابن عساکر نے زکریا بن عدی سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ

کیا۔ تو فرمایا کہ اس نے میرے سفر کی وجہ سے میری مغفرت کر دی۔

(۶۵) ابن عساکر نے محمد بن فضیل بن عیاض سے روایت کی کہ وہ کہتے ہیں کہ خواب میں ابن مبارک کو دیکھا تو پوچھا کہ کونسا عمل سب سے بہتر پایا۔ تو کہا کہ جہاد فی سبیل اللہ اور اس کی تیاری۔

(۶۶) ابن عساکر نے یزید بن مذعور سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اوزاعی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اے ابو عمرو کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جس سے خدا تعالیٰ کے ہاں درجہ بلند ہو۔ تو فرمایا کہ یہاں یا تو علماء کا درجہ بلند ہے یا غمزدہ لوگوں کا۔

(۶۷) ابن عساکر نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ خواب میں نے اپنے والد کو دیکھا تو دریافت کیا کہ' اے ابا جان سب سے بہتر عمل کونسا پایا۔ تو فرمایا کہ استغفار۔

(۶۸) ابن عساکر نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خلیفہ متوکل باللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ تو جواب دیا کہ اس نے میری مغفرت کردی۔ میں نے دریافت کیا کہ کس سبب سے؟ تو کہا کہ اگرچہ میرے پاس عمل صالح کا کوئی ذخیرہ نہ تھا۔ البتہ جو کچھ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں نے کی' اس کے عوض مغفرت ہوئی۔

(۶۹) ابن عساکر نے حجاج سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں حسن اور فرزدق کے ہمراہ ایک قبر پر گیا تو حسن نے کہا کہ اے فرزدق' اس دن کے لئے تو نے کیا تیاریاں کی ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ توحید و رسالت کی گواہی ستر سال سے تیار رکھی ہے تو حسن خاموش ہو گئے۔ لبطہ بن فرزدق کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو مرنے کے بعد دیکھا تو میرے باپ کہہ رہے تھے کہ اے بیٹے وہ بات جو میں نے اس روز حسن سے کہی تھی آج کام آگئی۔

(۷۰) ابن عساکر نے عبداللہ بن صالح صوفی سے روایت کی کہ ایک محدث کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ

اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کر دی۔ کیوں کہ میں اپنی کتابوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے بعد درود لکھنے پر پابندی کرتا تھا۔

(۱ے) ابن عساکر نے یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی' ایک زندہ نے ایک مردہ پڑا ہوا دیکھا تو وہ مردہ بول اٹھا اور کہنے لگا کہ لوگوں سے کہہ دینا کہ عامر بن قیس کا چہرہ قیامت کے روز چودھویں رات کے چاند کی مانند روشن ہوگا۔

(۲ے) ابن عساکر نے عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے والد کو دیکھا کہ وہ لمبی ٹوپی پہنے ہوئے ہیں تو پوچھنے پر بتایا کہ اے بیٹے یہ میری زینت علم کی زینت کے باعث ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ مالک بن انس کہاں ہیں؟ تو فرمایا کہ "فوق فوق" یعنی اوپر اوپر۔ وہ اپنا منہ اٹھا کر یہ لفظ کہتے رہے حتیٰ کہ ان کی ٹوپی گر گئی۔

(۳ے) ابن عساکر نے کلثوم سے (جو بشر حافی علیہ الرحمہ کے بھانجے تھے) روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ بہت اچھا برتاؤ کیا اور فرمایا کہ اے بشر تو نے مجھ سے ڈر کی اور اس نفس پر ڈرا جو میرے لئے تھا۔

(۴ے) ابن عساکر نے حسین بن اسماعیل محاملی سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے قاشانی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ جواب دیا کہ بہت مصیبت سے چھٹکارا ہوا۔ میں نے پوچھا کہ احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کیا حال ہے؟ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرما دی۔ میں نے پوچھا کہ بشر حافی کا کیا معاملہ رہا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کو خدا کی طرف سے بڑا ہی دو مرتبہ شرف و کرامت ملی ہے۔

(۵ے) ابن عساکر نے عاصم جزی سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کسی جگہ گیا ہوں۔ وہاں میری ملاقات بشر حافی سے ہوئی۔ میں نے دریافت کیا کہ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔ تو بولے کہ علیین سے آرہا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ خدا نے احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے

ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور عبدالوہاب وراق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ابھی خدا کے سامنے چھوڑ کر آیا ہوں' وہ کھاپی رہے ہیں اور خوشیاں منا رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے تو بولے کہ اللہ تعالیٰ کھانے سے میری بے رغبتی جانتا ہے' اس نے مجھ کو اپنے دیدار کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔

(۷۶) ابن عساکر نے ابو جعفر سقا سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بشر حافی کو خواب میں دیکھا اور معروف کرخی ان کے ہمراہ تھے۔ میں نے پوچھا کہ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ تو فرمایا کہ جنت الفردوس سے موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ کی زیارت کر کے آ رہے ہیں۔

(۷۷) ابن عساکر نے قاسم بن منبہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بشر حافی کو خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا تو فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم کو بخشا اور تمہارے جنازے میں جو شریک ہوا اس کو بھی۔ تو میں نے عرض کی کہ اے خدا ان کو بھی بخش دے جو مجھ سے محبت کریں' اللہ نے فرمایا کہ ان کو بھی بخش دیا۔

(۷۸) ابن عساکر نے احمد دورقی سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی مر گیا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا وہ دو حلے پہنے ہوئے تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کہاں سے آئے؟ اس نے جواب دیا کہ ہمارے قبرستان میں بشر حافی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دفن کیا گیا ہے اس کی خوشی میں ہر مردہ کو دو دو حلے پہنائے گئے ہیں۔

(۷۹) ابن عساکر نے ایک شخص سے روایت کی' اس نے کہا میں نے خواب میں بشر حافی کو دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے؟ جواب دیا کہ خدا نے میری مغفرت کر دی اور فرمایا کہ اے بشر تو نے میری اتنی عبادت نہ کی' جتنی کہ میں نے تیرے نام کی قدر و منزلت بڑھا دی۔

(۸۰) ابن عساکر نے ایک دوسرے شخص سے روایت کی کہ اس نے بشر حافی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے

ساتھ کیا کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ (عزوجل) نے میری مغفرت کر دی اور فرمایا کہ اے بشر اگر تو دہکتے ہوئے انگاروں پر بھی میرے لئے سجدہ کرتا تب بھی تو میرے اس احسان کا بدلہ نہ چکا سکتا جو میں نے تیری عظمت لوگوں کے دلوں میں ڈال کر کیا۔

(۸۱) محمد بن خزیمہ فرماتے ہیں کہ جب احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات ہوئی تو میں بہت ہی غمگین ہوا۔ ایک رات ان کو خواب میں دیکھا کہ ناز و انداز سے چل رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ اے ابو عبداللہ یہ کیسی چال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ خادموں کی جنت میں چال ہے۔ میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس نے میری مغفرت کر دی۔ مجھے تاج پہنایا اور سونے کی دو جوتیاں پہنائیں اور فرمایا کہ اے احمد یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ تو نے یہ کہا کہ قرآن میرا کلام ہے۔ پھر خدا نے فرمایا کہ اے احمد' مجھ سے وہ دعا کیا کرو جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ اے میرے رب' ہر چیز میں ابھی اتنا کہنے ہی پایا تھا کہ اس نے فرمایا۔ ہر چیز تمہارے لئے موجود ہے۔ پھر میں نے کہا کہ ہر چیز پر تیری قدرت کے سبب۔ اس نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا۔ میں نے عرض کی کہ مجھ سے کچھ نہ پوچھنا اور میری مغفرت کر دینا اس نے فرمایا کہ جاؤ ایسا ہی کر دیا۔ پھر فرمایا کہ اے احمد یہ جنت ہے اس میں داخل ہو جاؤ جب میں وہاں داخل ہوا تو سفیان ثوری موجود تھے ان کے دو پر تھے جن سے وہ ایک کھجور کے درخت سے دوسرے درخت پر اڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے ہم سے کئے ہوئے وعدے کو سچ کر دکھایا اور سرزمین جنت کا ہم کو وارث بنایا۔ جنت میں ہم جہاں چاہتے ہیں ٹھکانہ بناتے ہیں تو عمل کرنے والوں کا اجر بہت ہی بہتر ہے۔ میں نے پوچھا کہ عبدالوہاب وراق کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں ان کو نور کے سمندر میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ میں نے دریافت کیا کہ بشر حافی کس حال میں ہیں؟ کہا کہ وہ خدا کی بارگاہ میں ہیں' ان کے سامنے ایک خوان ہے اور رب جلیل ان پر متوجہ ہے اور فرما رہا ہے کہ اے دنیا میں نہ کھانے اور نہ پینے والے

اس جہان میں کھا اور لطف اندوز ہو۔

(۸۲) الف بن ابی دلف عجلی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا کہ وہ سیاہ دیواروں والے وحشت ناک گھر میں ہیں اور اس گھر کی زمین میں خوف کا اثر ہے' وہ ننگے ہیں اور اپنا سر گھٹنوں میں دیئے ہوئے ہیں۔ مجھ سے پوچھا کیا تم الف ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ تو انہوں نے یہ شعر پڑھے ترجمہ: "میرے گھر والوں کو اطلاع پہنچا دو کہ برزخ میں میرا حال یہ ہے۔ ہم سے تمام کاموں کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی' گھر والوں سے کہہ دو کہ میری وحشت پر رحم کرو"۔ پھر مجھ سے کہا گیا سمجھ گئے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ پھر یہ شعر پڑھے ترجمہ: "کہ اگر موت کے بعد نجات ہوتی' تو ہر زندہ کے لئے موت راحت ہوتی لیکن ہم مرنے کے بعد اٹھائے جائیں گے اور ہر بات کی جواب دہی کرنا ہو گی" یہ کہہ کر وہ چل دیئے اور میں جاگ اٹھا۔

(۸۳) اصمعی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں نے حجاج کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اس نے جواب دیا کہ ہر انسان کے بدلے میں جسے میں نے قتل کیا تھا' میں ستر مرتبہ قتل کیا گیا۔ پھر ایک سال بعد دوبارہ سوال کیا تو کہا کہ پہلے سال پوچھ تو چکے ہو۔

(۸۴) عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک مردار پڑا ہوا دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ تو آواز آئی کہ اگر تم اس سے کلام کرو گے تو یہ بولنے لگے گا۔ میں نے اس کے ٹھوکر ماری' اس نے آنکھیں کھولیں۔ میں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ حجاج ہوں خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں آیا تو اسے سخت عذاب والا پایا' اس نے مجھے ہر قتل کے عوض ستر ستر مرتبہ قتل کیا اور اب میں اس کے سامنے منتظر ہوں کہ وہ جنت کا فیصلہ دیتا ہے یا جہنم کا۔

(۸۵) اشعث کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حجاج کو دیکھا تو بہت ہی برے حال میں تھا۔ میں نے پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہنے لگا کہ ہر قتل کے بدلے اس نے مجھ کو قتل کیا۔ اور اب میں اسی چیز کا منتظر ہوں جس کا ایک منتظر ہوتا ہے۔

(۸٦) ابوالحسین کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کشادہ مکان میں داخل ہو رہا ہوں مکان میں تخت پر ایک صاحب بیٹھے ہیں' اور ان کے سامنے ایک شخص بیٹھا ہوا کچھ بھون رہا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ دونوں کون ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ تخت پر بیٹھنے والے یزید نحوی ہیں۔ اور دوسرے ابو مسلم خراسانی' میں نے پوچھا کہ ابراہیم سنار کا کیا حال ہے؟ کہا کہ وہ اعلیٰ علیین میں ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ان تک کس کی رسائی ہو گی؟ کہا کہ ابوالحسین کی یہی خواب سمرقند جورجان اور خراسان کے چند افراد نے دیکھا۔

(۸۷) احمد بن عبدالرحمن مصر کہتے ہیں کہ میں نے صالح بن عبدالقدوس کو خواب میں خوش و خرم دیکھا تو پوچھا کہ تمہارے رب نے تم سے کیا سلوک کیا اور بے دینی کا الزام جو تم پر تھا اس کا کیا ہوا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس رب کی بارگاہ میں آیا جس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں تو اس نے اپنی رحمت سے میری مغفرت کر دی۔ اور بے دینی کے الزام سے میری برات دنیا ہی میں ہو گئی تھی۔

(۸۸) سیدنا ابو یزید طیفور البسطامی نے خواب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر پوچھا کہ 'اے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے کچھ نصیحت فرما دیجئے' تو فرمایا کہ مالداروں کا محض رضائے الٰہی کی خاطر غریبوں سے تواضع کے ساتھ ملنا بہت اچھی چیز ہے میں نے عرض کی کہ کوئی اور نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے اچھی نصیحت یہ ہے کہ فقراء کا اغنیاء پر اعتماد نہ ہونا چاہیے میں نے کہا اور کوئی نصیحت کیجئے تو کہنے لگے یہ دیکھو' اور اپنی مٹھی کھول دی جس میں سنہری پانی سے لکھا تھا کہ تو مردہ تھا زندہ ہو گیا اور جلد پھر مردہ ہو جائے گا تو دارالفنا کا گھر گرا کر دارالبقاء میں گھر بنالو۔

(۸۹) ابن عساکر نے کسی کی سے روایت کی کہ اس نے کہا کہ میں نے سعید بن سالم قداح کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اس قبرستان میں افضل کون ہے؟ تو انہوں نے اشارہ سے بتایا کہ فلاں قبر والا ہم سے افضل ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ فضیلت کس سبب سے ہے۔ اس نے کہا کہ اس کی آزمائش کی گئی مگر صابر رہا۔ میں نے کہا کہ فضیل بن عیاض کا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا کہ ان کو

ایسا حلہ دیا گیا ہے کہ تمام دنیا اس کے کنارے کے برابر بھی نہیں ہے۔

(۹۰) ابن عساکر نے ابو الفرج غیث بن علی سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن حاقونی مقری کو خواب میں دیکھا کہ بہت ہی اچھی حالت میں ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا حال ہے؟ کہا کہ اچھا حال ہے' میں نے کہا کہ آپ تو مر چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بے شک' میں نے کہا موت کیسی ہے؟ کہا کہ اچھی ہے میں نے کہا کہ خدا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مغفرت فرما کر داخل جنت کرے۔ میں نے پوچھا کہ سب سے بہتر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سب سے زائد نفع دینے والا عمل استغفار ہے۔

(۹۱) حسن بن یونس کہتے ہیں کہ میں نے بجور کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو کہا کہ اس نے میری مغفرت کر دی۔ میں نے کہا کہ کس سبب سے؟ کہا کہ میں مسلمانوں اور حاجیوں کے راستے کی حفاظت کرتا تھا۔

(۹۲) ابن عساکر نے ابو نصر خلف وزان سے روایت کی کہ کسی شخص نے یوسف بن حسین رازی صوفی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا تو فرمایا کہ مغفرت و رحمت کا برتاؤ کیا۔ پوچھا کہ کس سبب سے؟ کہا کہ ان چند کلمات کے باعث جو میں نے بوقت موت ادا کئے تھے اور وہ یہ ہیں۔

"اے اللہ تعالیٰ! میں نے لوگوں کو نصیحت کی' لیکن خود عمل نہ کیا' تو میرے عمل کی کوتاہی کو میرے قول کی اچھائی کی وجہ سے معاف کر دے"۔

(۹۳) ابن عساکر نے عبداللہ بن صالح سے روایت کی کہ کسی شخص نے ابونواس (شاعر) کو خواب میں دیکھا۔ وہ بہت ہی مزے میں تھے۔ پوچھا کیا حال ہے؟ تو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی ہے اور یہ نعمت عطا فرمائی ہے پوچھا گیا کہ تم تو بہت گڑبڑ کرنے والے تھے' پھر یہ کیوں ہوا۔ کہا ایک رات خدا کا ایک نیک بندہ قبرستان میں آیا اور اپنی چادر بچھا کر دو رکعت نماز ادا

کی اور ان دو رکعات میں اس نے دو ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھی اور اس کا ثواب قبرستان کے تمام مردوں کو ہدیہ کیا' میں بھی خوش قسمتی سے انہیں لوگوں کی صف میں آ گیا۔[1]

(۹۴) ابن عساکر نے محمد نافع سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو نواس کو نیم بیداری کے عالم میں دیکھا تو پوچھا' کیا تو ابو نواس ہے؟ کہا یہ کنیت سے پکارنے کا وقت نہیں۔ تو میں نے کہا کہ حسن بن ہانی ہو؟ کہا ہاں' میں نے کہا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ کہا کہ میری مغفرت کر دی۔ پوچھا کس سبب سے؟ کہا کہ چند شعروں کی وجہ سے جو میرے گھر میں فلاں گدے کے نیچے ہیں۔ میں اس کے گھر پہنچا' گدا اٹھا کر دیکھا تو ایک کاغذ پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔[2]

اشعار کا ترجمہ :- "اے میرے رب' اگرچہ میرے گناہ بہت ہیں' مگر تیری رحمت زیادہ بڑی ہے اگر تو صرف نیکوں کی امید گاہ ہے تو مجرم کس کی پناہ لیں؟ اے خدا میں تیرے حکم کے مطابق آہ و زاری کر رہا ہوں اگر تو نے میرے دست سوال کو رد کیا تو کون رحم کرے گا' میرے پاس تجھ تک پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں سوائے امید اور تیری معافی کے نیز یہ کہ میں مسلمان ہوں۔"

(۹۵) ابن عساکر نے ابو بکر اصبہانی سے روایت کی کہ کسی شخص نے ابو نواس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا تو جواب دیا کہ' اس نے مجھے ان اشعار کی وجہ سے بخش دیا جو میں نے نرگس کے بارے میں کہے تھے اور وہ یہ ہیں:

"اے انسان! زمین سے اگنے والے پودوں کو دیکھ۔ اور خداوند قدوس کی کاری گری کا منظر دیکھ' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے چاندی کی آنکھیں سنہری

1. ہم کسی ایک واقعہ سے نذر و نیاز کا ثابت (ہوتی) و طریقہ کیوں نہیں ہے کہ اپنے اموات کو ایصال ثواب کے مختلف طریقوں سے ثواب پہنچاتے ہیں جو لوگ ان کے ان طریقوں کو بدعت کہتے ہیں ان کا حال یہ ہے کہ کبھی بھی بھول کر بھی اموات کو ایصال نہیں کرتے (فافہم و تفکر من قوم مسلمین) اویسی غفرلہ۔

2. وہ اشعار یہ ہیں۔

یا رب ان عظمت ذنوبی کثرۃ فلقد علمت بان عفوک اعظم (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پتلیوں سے دیکھ رہی ہیں یہ آنکھیں زبرجدی شاخوں پر خدا کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جن وانس کی طرف رسول ہونے کی شہادت دے رہی ہیں۔"

(۹۶) ابن عساکر نے عبداللہ بن محمد مروزی سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حافظ یعقوب بن سفیان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ حال کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ (عزوجل) نے میری مغفرت کر دی اور فرمایا کہ تم جس طرح دنیا میں حدیث بیان کرتے تھے' آسمان پر بھی بیان کرو چنانچہ میں نے چوتھے آسمان پر حدیث بیان کی اور فرشتوں نے اس کو سنہری قلموں سے لکھا' جبریل بھی لکھنے والوں میں تھے۔

(۹۷) ابن عساکر نے ابو عبید بن حربویہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں ایک شخص سری سقطی کے جنازہ میں شریک ہوا رات کو خواب میں سری سقطی کو دیکھا تو پوچھا کہ کیا حال ہے فرمایا کہ اللہ (عزوجل) نے میری اور میرے جنازے میں شریک ہونے والوں کی مغفرت فرما دی۔ اس شخص نے عرض کی کہ حضور میں بھی آپ کے جنازے میں شریک تھا۔ تو آپ نے ایک فہرست نکالی مگر اس شخص کا نام موجود نہ تھا جب بغور دیکھا تو حاشیہ پر اس کا نام لکھا تھا۔

(۹۸) ابن عساکر نے ابو القاسم ثابت بن احمد بن حسین بغدادی سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم سعد بن محمد زنجانی کو خواب میں دیکھا' وہ بار بار فرما رہے تھے کہ اے ابوالقاسم اللہ تعالیٰ محدثین کے لئے ان کی ہر مجلس کے عوض جنت میں ایک گھر بناتا ہے۔

(۹۹) ابن عساکر نے محمد بن مسلم بن دارا سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا حال ہے؟ فرمایا کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے' مجھے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے دریافت

(باقی حاشیہ)

ان کان لا یرجوک الا محسن — فمن یلوذ ویستجیر المجرم

ادعوک رب کما امرت تضرعا — فاذا رددت یدی فمن ذا یرحم

مالی الیک وسیلۃ الا الرجا — وجمیل عفوک ثم انی مسلم

ترجمہ۔ ہم نے کتاب میں لکھ دیا ہے۔ ([illegible])

کیا کہ اے عبداللہ تو نے میرے بندوں سے سخت گفتاری کیوں کی؟ میں نے عرض کی الٰہی انہوں نے تیرے دین کی بے حرمتی کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سچ کہا۔ پھر طاہر خطافی کو پیش کیا گیا۔ میں نے ان پر خدا کی بارگاہ میں دعویٰ کیا تو ان کو سو کوڑے مارے گئے۔ پھر قید خانے میں بھیج دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ عبداللہ کو اس کے ساتھیوں ابو عبداللہ سفیان ثوری' ابو عبداللہ مالک بن انس اور ابو عبداللہ احمد بن حنبل کے پاس لے چلو۔

(۱۰۰) ابن عساکر نے حفص بن عبداللہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا کہ آسمان دنیا پر ملائکہ کے ساتھ مصروف نماز ہیں' میں نے دریافت کیا کہ یہ فضیلت آپ کو کیسے ملی؟ فرمایا کہ میں نے ایک لاکھ احادیث اپنے ہاتھ سے لکھیں، حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل درود شریف لکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

(۱۰۱) ابن عساکر نے یزید بن محمد طرطوسی سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور آسمان دنیا پر نماز پڑھا رہے ہیں۔ ان کے ساتھ سفید پوش لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور نماز میں رفع یدین کر رہے ہیں میں نے دریافت کیا کہ اے ابوزرعہ یہ کون لوگ ہیں؟ کہا کہ یہ فرشتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ نے یہ فضیلت کیوں کر پائی؟ فرمایا کہ نماز میں رفع یدین کی وجہ سے۔ میں نے کہا کہ جہمیہ نے ہمارے "زرے" کے ساتھیوں کو تنگ کر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خاموش رہو کیونکہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان پر اوپر سے پانی بند کر دیا ہے۔

(۱۰۲) ابن عساکر نے ابو العباس مرادی سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے۔ تو فرمایا کہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس نے فرمایا کہ اے ابوزرعہ میرے پاس ایک بچہ آتا ہے تو میں اسے داخل جنت کرتا ہوں تو پھر اس شخص کا کیا حال ہو گا کہ جس نے میرے بندوں پر شریعت کی راہیں واضح کر دیں اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد

کیا۔ جاؤ جنت میں جہاں چاہو ٹھکانہ بناؤ۔

(۱۰۳) ابن عساکر نے صدقہ بن یزید سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ طرابلس کے ایک ٹیلے پر میں نے تین قبریں دیکھیں' ان میں ایک پر لکھا تھا کہ "زندگی کی لذت وہ انسان کیسے پا سکتا ہے جس کو پورا یقین ہو کہ موت اس کو جلد ہی آ دبوچے گی۔ اس کی بادشاہت اور تخت و تاج چھین لے گی اور اس کو تاریک کوٹھری میں ڈال دے گی۔"

دوسری پر لکھا تھا "زندگی کی لذت وہ انسان کیسے پا سکتا ہے جو جانتا ہے کہ خدا اس سے پوچھ گچھ کرے گا اور اس کو اس کے عمل اور نیکی کی جزا دے گا۔"

تیسری پر لکھا تھا کہ "زندگی کی لذت وہ انسان کیسے پا سکتا ہے جو ایسی قبر کا مکین بننے والا ہے جو اس کے حسن و شباب کو ملیا میٹ کرکے رکھ دے گی۔ اس کے چہرے کی چمک دمک جلد ہی ختم کر دے گی اور اس کے جوڑ جوڑ علیحدہ کر دے گی"۔

میں یہ منظر دیکھ کر قریبی بستی میں پہنچا اور وہاں کے بزرگ سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ان کا واقعہ اس سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ میں نے دریافت کیا وہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ان میں سے ایک بادشاہ کا مصاحب تھا جو لشکروں اور شہروں کا امیر تھا۔ دوسرا ایک مالدار تاجر تھا اور تیسرا زاہد تھا جو گوشہ نشین ہو گیا تھا۔ زاہد کے مرنے کا وقت آیا تو اس کا بھائی جو بادشاہ کا مصاحب تھا آیا۔ یہ اس وقت عبدالملک بن مروان کی طرف سے حاکم تھا اور تاجر بھی آیا' دونوں نے کہا کہ اے بھائی کیا تم کچھ وصیت کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں کس چیز کی وصیت کروں' نہ مجھ پر کسی کا قرض ہے اور نہ ہی میرے پاس دولت ہے۔ البتہ میں تم سے ایک معاہدہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے ٹیلے پر دفن کرنا اور میری قبر پر لکھ دینا (اور پھر وہی اشعار بتائے جو اس کی قبر پر لکھے ہوئے تھے) اور پھر تین روز تک تم میری قبر پر آنا' شاید کہ تم کو نصیحت حاصل ہو۔ چنانچہ بھائیوں نے ایسا ہی کیا۔ جب تیسرے روز حاکم آیا اور جانے لگا تو قبر کے اندر سے آواز سنی' جس سے وہ بہت ہی مرعوب ہوا اور

ڈرا۔ رات کو خواب میں اس نے اپنے بھائی کو دیکھا تو پوچھا کہ اے بھائی یہ ہیبت ناک آواز کس چیز کی ہے؟ اس نے کہا کہ یہ گرز کی آواز تھی مجھ سے کہا گیا کہ تو نے ایک مرتبہ مظلوم کو دیکھا لیکن اس کی امداد نہ کی۔ دوسرے دن صبح حاکم نے اپنے دوست واحباب کو بلا کر کہا کہ تم سب گواہ رہو کہ اب میں تمہارے درمیان نہ رہوں گا چنانچہ اس نے امارت چھوڑ کر بادیہ پیمائی شروع کر دی اور اسی طرح زندگی گزرتی رہی۔ حتی کہ وفات کا وقت آگیا تو اس کا تاجر بھائی آیا اور کہا کہ اگر کچھ وصیت کرنا ہو تو کر دو۔ اس نے کہا کہ بس یہی وصیت ہے کہ جب میں مر جاؤں تو میری قبر میرے بھائی کے پہلو میں بنانا اور اس پر یہ اشعار لکھ دینا (اور وہی شعر بتائے جو اس کی قبر پر لکھے ہوئے تھے) اور میری قبر پر تین روز تک آنا چنانچہ اس نے دونوں وصیتیں پوری کر دیں۔ جب وہ تیسرے روز قبر سے واپس جانے لگا تو اس نے قبر سے دہشت ناک آواز سنی۔ وہ ڈر کر گھر آگیا۔ رات کو خواب میں بھائی کو دیکھا تو ماجرا سنایا اور پوچھا کہ آپ کس طرح ہیں کہا کہ ہر طرح خیریت سے ہوں' توبہ ہر چیز کا باعث بنتی ہے۔ پھر دریافت کیا' میرے بھائی کا کیا حال ہے؟ کہا کہ وہ ابرار و متقیین کے ساتھ ہیں جو انسان زندگی میں عمل کرتا ہے اس کا بدلہ یہاں پاتا ہے تو تم بھی اپنی مالداری کو محتاجی سے غنیمت سمجھو۔ دوسرے دن اس بھائی نے بھی دنیا سے کنارہ اختیار کیا اور فقر و فاقہ کی زندگی شروع کر دی مر اس کے بیٹے نے کمائی شروع کر دی۔ جب باپ کی وفات کا وقت آیا تو بیٹے نے باپ سے وصیت دریافت کی تو اس نے بھی اپنے دونوں بھائیوں کی طرح یہ وصیت کی کہ یہ میری قبر پر اشعار لکھ دینا (جو اس کی قبر پر لکھے گئے) اور تین روز تک آنا اور میری قبر میرے دونوں بھائیوں کے ساتھ بنانا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ جب تیسرے روز لڑکا اپنے باپ کی قبر سے جانے لگا تو اس نے ہولناک آواز سنی اور ڈر کر گھر آیا۔ رات کو خواب میں والد کی زیارت ہوئی تو باپ نے کہا اے بیٹے تم جلدی ہمارے پاس آنے والے ہو' معاملہ مشکل ہے تیاری کرو اور بہادروں کی طرح نہ اتراؤ کہ وہ اپنی عمروں پر ناز کرتے رہے اور عمل میں کوتاہی کرتے رہے پھر عمر کے ضائع ہونے پر افسوس کریں

گے۔ اے میرے بیٹے جلدی کر جلدی کر شیخ نے کہا کہ اس خواب کی صبح کو میں اس نوجوان سے ملا تو اس نے سب واقعہ مجھے سنایا اور کہا کہ میری زندگی کے تین ماہ باقی ہیں یا تین دن کیوں کہ میرے باپ نے مجھ کو تین مرتبہ دہرایا تھا۔ جب تیسرا دن ہوا تو اس نے اپنے تمام اہل و عیال کو بلایا اور ان کو رخصت کیا پھر اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر جان بحق ہوا۔

زندوں کی باتوں سے مردوں کو تکلیف پہنچتی ہے اسی لئے مردوں کو برا کہنا ممنوع ہے

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے کو قبر میں اس چیز سے تکلیف پہنچتی ہے جس چیز سے کہ اس کو گھر میں تکلیف پہنچتی تھی۔

فائدہ

قرطبی کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی فرشتہ مقرر کر دیا ہو' جو میت کو زندوں کی باتوں سے آگاہ کرتا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کے بارے میں بدگوئی کرنا ممنوع ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد فرشتے کا مردے کو اس کی بدعملیوں کی بنا پر تکلیف دینا ہے۔

(۲) حضرت بی بی صفیہ بنت شیبہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مردے کا ذکر برے الفاظ میں کیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مردوں کا ذکر اچھے الفاظ میں کرو۔

؎ اس قسم کے بے شمار واقعات فقیر کی کتاب "تمہید الفقیر" میں پڑھیے اور یہ واقعات بھی اہل سنت (بریلوی مذہب فقراء) کی تائید میں ہیں ان واقعات سے حق واضح ہوتا ہے بشرطیکہ تعصب کا مرض نہ ہو۔ (اویسی غفرلہ)

(۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مردوں کی اچھائیوں کا بیان کرو اور ان کی برائیوں کے بیان سے باز رہو۔

(۴) حضرت بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے مردوں کا ذکر اچھے الفاظ میں کرو' کیوں کہ اگر تم نے ان کو برے الفاظ میں یاد کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہل جنت سے ہیں تو تم گنہگار ہو گے۔ اور اگر اہل جہنم سے ہیں تو وہی سزا کافی ہے جو ان کو مل رہی ہے۔

زندوں کے رونے سے مردے کو تکلیف

احادیث مبارکہ

(۱) یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ کسی نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مرفوعاً) کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے کو گھر والوں کے نوحہ کرنے سے تکلیف اور عذاب ہوتا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ابو عبدالرحمن بھول گئے آپ نے یہ فرمایا تھا کہ میت کے گھر والے رونے میں مشغول ہوتے ہیں حالانکہ مردے کو اس کے جرائم کی وجہ سے گرفتہ (عذاب) ہو رہا ہوتا ہے۔

(۲) حضرت یوسف بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رافع بن خدیج کے جنازے میں شریک ہوئے اور کہا کہ مردے کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب نہیں ہوتا (یہ لفظی اختلاف ہے)

فائدہ

جس روایت میں عذاب ہونے کا تذکرہ ہے اس کے راوی ابو بکر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ' عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حصین سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جندب' ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ابو یعلیٰ وغیرہ ابن شیبہ ہیں اس لئے اس مسئلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہو گیا۔

پہلا قول یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور واقعی عذاب ہوتا ہے۔ یہ مذہب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے صاحبزادے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ بالکل عذاب نہیں ہوتا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ حدیث میں واقع ہے وہ حال کے لئے ہے۔ معنی یہ ہیں کہ جب لوگ میت پر روتے ہیں تو میت کا حال یہ ہے کہ میت کو ان لوگوں کے رونے کے وقت اپنے گناہوں کے سبب عذاب ہو رہا ہے۔" اور چوتھا یہ کہ حدیث کافر کے ساتھ خاص ہے۔ یہ دونوں قول عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں پانچواں یہ کہ یہ اس وقت ہے کہ جب رسم و رواج کے طور پر رویا جائے۔ یہی مذہب امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔ چھٹے یہ کہ گناہ اور عذاب اس کو ہو گا جو اس کی وصیت کر کے مرا ہو گا۔ جیسے کسی نے کہا تھا کہ 'جب میں مر جاؤں تو اے بنت معبد تو اپنا گریبان چاک کرنا اور مجھ پر میری شان کے لائق رونا' ساتواں قول یہ ہے کہ یہ اس وقت کہ جب کسی کو معلوم ہے کہ میرے یہاں نوحہ کرنے کا رواج ہے اور پھر نوحہ نہ کرنے کی وصیت نہ کرے۔ آٹھواں یہ کہ عذاب ان صفات کے بیان کی وجہ سے ہے جو مردے میں بیان کی جاتی تھیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ اے عورتوں کو رنڈ اور بچوں کو یتیم کرنے والے اور گھروں کو ویران کرنے والے۔ نواں یہ کہ اس سے مراد فرشتہ کا مردے کو تنبیہ کرنا اور جھڑکنا ہے۔ اس کے رشتہ داروں کے ندبہ اور نوحہ کی وجہ سے جیسا کہ ترمذی حاکم اور ابن ماجہ کی حدیث مرفوع سے ظاہر ہے کہ جب کوئی مرتا ہے اور اس کے رونے والے کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ' اے پہاڑ اے ہمارے جو ماوا تو اللہ تعالیٰ دو فرشتے اس پر مقرر کر دیتا ہے جو اس کو جھڑکتے اور ڈانٹتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کیا تو ایسا ہی تھا۔ دسواں قول یہ ہے کہ میت کو گھر والوں کے رونے سے ایذا ہوتی ہے۔ کیوں کہ طبرانی کی حدیث میں ہے کہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت مخرمہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے مرے ہوئے بچے کا ذکر کیا اور رونے لگیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ کے بندو اپنے مردوں کو تکلیف نہ دو۔ اسے ابن جریر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن تیمیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ ہم نے پسند کیا۔

حکایت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو نوحہ کرنے والی عورت کھڑی ہوئی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ انہیں ہوش آ گیا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو عورتیں چیخنے لگیں کہ "واعزاہ واجبلاہ" تو ایک فرشتہ میرے اوپر گرز لے کر کھڑا ہوا اور کہا کیا تو ایسا ہی تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم "ہاں" کہتے تو میں تم کو اس گرز سے مارتا۔

حکایت

حضرت حسن نے روایت کی کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان کی بہن کہنے لگیں کہ "واجبلاہ" جب ہوش آیا تو فرمانے لگے کہ "اے بہن تو آج تک مجھ کو تکلیف دے رہی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو کیوں کر تکلیف پہنچا سکتی ہوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب تو نے "واکذاو اکذا" کہا تھا تو اس وقت ایک فرشتہ مجھے سخت طریقہ پر جھڑک رہا تھا۔

حکایت

مقدام بن معدی کرب سے روایت کی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم آئے تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے پاس آئیں اور کہا کہ "ہائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور ان کے خسر اور مومنوں کے امیر" تو آپ نے فرمایا کہ اے بہن اگر تم میرا کچھ حق اپنے اوپر سمجھتی ہو تو

اب بھی مجھ پر بین نہ کرنا کیوں کہ جب کسی میت کے وصف بیان کر کے رویا جاتا ہے، تو فرشتہ اس کو ڈانٹتا ہے اور تکلیف دیتا ہے۔

حکایت

حضرت ابو الربیع فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک جنازہ میں شرکت کی تو آپ نے ایک آدمی کے چیخنے کی آواز سنی۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو اس کے پاس بھیج کر اس کو چپ کرا دیا۔ تو لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ نے اس کو کیوں چپ کرایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میت کے اوپر رونے سے میت کو تکلیف پہنچتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ قبر میں داخل ہو جائے۔

حکایت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے چند عورتوں کو جنازے میں دیکھا تو فرمایا کہ جاؤ گناہ سمیٹ کر، تم زندوں کو فتنے میں مبتلا کرتی ہو، مردوں کو بھی تکلیف پہنچاتی ہو۔

فائدہ

یحییٰ بن معین نے اپنی سند سے تواتر سے بیان کیا کہ میت کے لئے سب سے برے وہ لوگ ہیں جو اس پر روتے تو خوب ہیں مگر اس کا قرض ادا نہیں کرتے۔

میت کو بعض طریقوں سے تکلیف

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت عقبہ بن عامر فرماتے تھے کہ میں انگاروں یا تلوار کی دھار پر چلنا

پسند کروں گا مگر کسی مسلمان کی قبر روندنا پسند نہ کروں گا۔ اور قبرستان میں بیٹھ کر قضائے حاجت کرنا میرے نزدیک بازار میں قضائے حاجت کرنے کے برابر ہے۔ ابن ماجہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔

(۲) حضرت سلیم بن عتر کا گزر ایک قبرستان پر ہوا۔ ان کو پیشاب کی شدید حاجت تھی لوگوں نے کہا کہ یہاں قضائے حاجت کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ بخدا میں مردوں سے ایسی ہی شرم کرتا ہوں کہ جیسی زندوں سے۔

(۳) حضرت عمارہ بن حزم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک قبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ قبر سے نیچے اترو۔ نہ تم قبر والے کو تکلیف پہنچاؤ نہ قبر والا تم کو تکلیف پہنچائے۔

(۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ قبر کے روندنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا میں جس طرح زندہ انسان کے تکلیف پہنچانے کو برا سمجھتا ہوں اسی طرح مردہ انسان کی تکلیف کو بھی برا سمجھتا ہوں۔

(۵) ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ مردہ کو تکلیف دینا زندہ کو تکلیف دینے کی طرح ہے۔

(۶) قاسم بن مخیمرہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ میں اپنے نیزے کی نوک پر قدم رکھوں اور وہ میرے سر سے نکل جائے لیکن میں قبر کو روندنا ہرگز پسند نہ کروں گا۔ پھر مزید فرمایا کہ ایک شخص نے ایک قبر کو روندا تو قبر سے آواز آئی کہ اے شخص مجھ کو ایذا نہ دے۔

مومن کی قبر کے محافظین و نگران

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ مومن کی روح قبض فرمالیتا ہے تو اس کے فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے ہم کو اپنے مومن بندے کے اعمال لکھنے پر مقرر فرمایا تھا۔ اب تو نے اس کی روح کو قبض کر لیا ہے' تو اب تو ہم کو اجازت دے کہ ہم آسمان پر اقامت کریں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر آسمان میری تسبیح و تقدیس کرنے والے فرشتوں سے پر ہے۔ تو وہ عرض کریں گے کہ پھر زمین پر رہنے کی اجازت ہو' اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری زمین پر میری تسبیح کرنے والی مخلوق کے بہت ہے ہاں اس بندے کی قبر پر جا کر کھڑے ہو جاؤ اور وہاں میری تسبیح' تہلیل اور بڑائی بیان کرو اور قیامت تک ایسا ہی کرتے رہو اور یہ سب میرے بندے کے نامہ اعمال میں لکھو' بعض روایات میں ہے کہ کافر کے فرشتوں سے کہا جاتا ہے کہ اس کی قبر پر واپس جاؤ اور اس پر لعنت کرو۔[1]

میت کو قبر میں نفع دینے والے امور

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت ثابت بنانی نے روایت کی کہ جب آدمی قبر میں جاتا ہے تو اس

---

[1] ہر مومن و کافر کے کراماً کاتبین مرنے کے بعد ان کی قبر پر بیٹھے رہیں گے قیامت میں ان کے ساتھ جائیں گے' مومن کے استغفار اور کافر پر لعنت کرتے رہیں گے مزید تفصیل قبر کی تفسیر نور الصدور میں پڑھیے (اوکاڑوی غفرلہ)

کے اعمال صالحہ اس کو گھیر لیتے ہیں۔ پھر جب فرشتہ عذاب آتا ہے تو اس کے اعمال صالحہ میں سے ایک عمل کہتا ہے کہ دور ہو اگر میں ہی تنہا ہوتا تو قریب نہ آ سکتا تھا۔

(۲) حضرت ثابت بنانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اسے جنت کا ایک بچھونا دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں' آرام سے سو اور خدا تجھ سے راضی ہو اور حد نگاہ تک اس کی قبر میں وسعت کر دی جاتی ہے اور ایک کھڑکی جنت کی جانب کھول دی جاتی ہے' وہ جنت کی نعمتوں اور خوشبوؤں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ اس کے پاس اس کے نیک اعمال آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تجھ کو بیدار رکھا' بیدار رکھا تو مصیبت میں رہا تو آج ہم تیرے مونس و غمگسار ہیں' حتیٰ کہ تو جنت میں داخل ہو۔

(۳) حضرت انس نے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوست تین قسم کے ہیں ایک دوست وہ ہے جو کہتا ہے کہ جو تو خرچ کرے وہ تیرا اور جو روکے وہ غیر کا۔ یہ مال ہے۔ دوسرا وہ ہے جو کہتا ہے کہ میں ہر وقت تیرے ساتھ ہوں جب تو بادشاہ کے دروازے پر آئے گا تو میں تیرا ساتھ چھوڑ دوں گا۔ یہ اس کی عزت اور اہل و عیال ہیں۔ تیسرا وہ جو کہتا ہے کہ میں ہر وقت تیرے ساتھ جہاں بھی تو ہو اور یہ اس کا عمل ہے۔ انسان کہتا ہے کہ اے میرے دوست میں تجھ ہی کو سب سے حقیر سمجھتا تھا۔

(۳) شیخین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان کا انتقال ہو جاتا ہے تو تین چیزیں اس کے ہمراہ جاتی ہیں' دو واپس آ جاتی ہیں اور ایک رہ جاتی ہے ا۔ گھر والے' ۲۔ مال' ۳۔ عمل' یہ تین چیزیں ہیں۔ پہلی دو واپس آ جاتی ہیں اور عمل رہ جاتا ہے۔

(۳) حضرت نعمان بن بشیر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اور موت کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے تین دوست

کے لئے دعا کرے۔

(۸) مسلم نے جریر بن عبداللہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کا بدلہ اس کو بھی ملے گا اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے اور ان کے اجور میں کچھ کمی نہ کی جائے گی اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس کو اس کی سزا ملے گی اور قیامت تک جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کی سزا بھی ملے گی اور ان کی سزا میں کمی نہ ہوگی۔

(۹) حضرت رجاء بن حیوۃ نے روایت کی کہ انہوں نے سلیمان بن عبدالملک سے کہا کہ اگر قبر میں محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو کسی مرد صالح کو خلیفہ بنائیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرفوعاً روایت کی کہ جس نے اللہ کی کتاب سے ایک آیت پڑھی یا علم دین کا کوئی باب پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر قیامت تک بڑھائے گا۔

(۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند چیزیں ہیں جن کا ثواب قبر میں انسان کو پہنچتا ہے۔ علم، ولد صالح، کوئی کتاب، کوئی مسجد، مسافر خانہ، نہر، کنواں، کھجور (وغیرہ) کا درخت، صدقہ جاریہ، ان تمام اشیاء کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملے گا۔

(۱۱) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب تم زیارت کرو اور مردوں کے لئے دعائے رحم اور طلب مغفرت کرو۔

(۱۲) حضرت طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ میت کے پاس سب سے بہتر کلمہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ استغفار حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند فرماتا ہے تو بندہ پوچھتا ہے کہ اے اللہ (عزوجل) یہ کس سبب سے ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تیری اولاد کے استغفار کے باعث ہے۔

(۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ قبر میں ڈوبتے انسان کے حال کی مانند ہے کہ وہ شدت سے انتظار کرتا ہے کہ کوئی رشتہ دار یا دوست اس کی مدد کو پہنچے اور جب کوئی اس کی مدد کو پہنچتا ہے تو اس کے نزدیک وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا ہے۔ اللہ تعالی قبر والوں کو ان کے زندہ متعلقین کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے زندوں کا ہدیہ مردوں کا استغفار ہے۔

فائدہ

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اسلاف میں یہ بات مشہور تھی کہ مردوں کو دعاؤں کی حاجت زندوں کے کھانے پینے سے بھی کہیں زائد ہے اور اس پر اجماع کہ میت کو دعا کا ثواب پہنچتا ہے اور دعائے اس کے حق میں نافع ہوتی ہے اور اس کی دلیل قرآن سے یہ ہے کہ "اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب' تو ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے قبل بہ حالت اسلام دنیا سے رخصت ہو چکے۔"

(۱۴) ابن ابی الدنیا نے ایک بزرگ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات میں نے اپنے بھائی کو قبر میں دیکھا تو پوچھا کہ' اے بھائی کیا ہم لوگوں کی دعا تم کو پہنچتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ نورانی لباس کی شکل میں آتی ہے جو ہم پہن لیتے ہیں۔

(۱۵) ابن ابی الدنیا نے ابو قلابہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں شام سے بصرہ آیا تو ایک خندق میں اترا' وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنا سر ایک قبر پر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ صاحب قبر مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم نے مجھ کو تکلیف پہنچائی ہم جانتے ہیں اور تم کو پتہ نہیں' ہم عمل پر قادر نہیں تم نے دو رکعت جو نماز پڑھی وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ پھر اس نے کہا کہ اہل دنیا کو اللہ ہماری طرف سے جزائے خیر دے جب وہ ہم کو ایصال ثواب کرتے ہیں تو وہ ثواب نور کے پہاڑ کی مثل ہم پر داخل ہوتا ہے۔

(۱۶) ابن ابی الدنیا نے بعض متقدمین سے روایت کی کہ ایک قبرستان سے

گزرا تو وہاں دعا مانگی تو ایک غیبی آواز آئی کہ ان کے لئے دعا سے رحم کرو کیونکہ ان میں غمگین اور محزون سب ہی ہیں۔

(۱۷) ابن رجب نے روایت کی کہ جعفر خلدی نے اپنی سند سے روایت کی کہ میرے باپ نے کسی ایک صالح کو خواب میں دیکھا وہ شکایت فرما رہے ہیں کہ تم نے اپنے ہدیے ہم کو بھیجنا کیوں چھوڑ دیئے؟ انہوں نے سوال کیا کیا جناب مردے بھی زندوں کے ہدیوں کو پہچانتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اگر زندے نہ ہوتے تو مردے تباہ ہو جاتے۔

(۱۸) ابن نجار نے اپنی تاریخ میں مالک بن دینار سے روایت کی کہ میں جمعہ کی رات ایک قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے۔ تو میں نے کہا کہ لا الہ الا اللہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کی مغفرت کر دی ہے۔ تو ایک غیبی آواز آتی ہے کہ اے مالک بن دینار یہ مومنوں کا تحفہ ہے اپنے مومن بھائیوں کے لئے۔ میں نے غیبی آواز کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ ثواب کس نے بھیجا ہے؟ تو آواز آئی کہ ایک مومن بندہ اس قبرستان میں داخل ہوا اور اچھی طرح وضو کیا اور چار رکعت نماز ادا کی اور اس کا ثواب اہل مقابر کے لئے بخش دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس ثواب کی وجہ سے یہ روشنی اور نور ہم کو دے دیا۔ مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ پھر میں بھی ہر شب جمعہ کا ثواب ہدیہ کرنے لگا تو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ فرما رہے تھے کہ اے مالک جتنے نور تو نے ہدیئے ان کے بدلے اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت کر دی اور تیرے لئے جنت میں قصر منیف بنا دیا۔

(۱۹) بشار بن غالب نے فرمایا کہ میں نے ایک رات خواب میں رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو دیکھا میں ان کے لئے بہت دعا کرتا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے بشار! تمہارے بھیجے ہوئے ہدایا ہم کو نورانی طبقوں میں ریشمی رومالوں سے ڈھک کر پیش کئے جاتے ہیں۔

(۲۰) انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت قبر میں گناہ سمیت داخل ہو گی اور جب نکلے گی تو بے

گناہ ہو گی کیونکہ وہ مومنین کی دعاؤں سے بخش دی جاتی ہے۔

(۲۱) حسن نے روایت کی اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں انسان کو دیں جو اس کی نہ تھیں وصیت حالانکہ مال دوسرے کا ہو جاتا اور مسلمان کے لئے دعا حالانکہ اس میں مسلمان کا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔

(۲۲) ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ چار چیزیں انسان کو موت کے بعد ملتی ہیں تہائی مال (یعنی جو وصیت بالمعروف میں خرچ کیا) نیک بچے جو دعا کرتا رہے نیک رسم جس پر لوگ بعد میں عمل کرتے رہیں۔

(۲۳) شیخین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں اچانک مر گئی میرا خیال ہے کہ اگر بولتی تو صدقہ کا حکم دیتی تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں' تو اس کو اجر ملے گا؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۲۴) بخاری نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ان کی غیر موجودگی میں وفات پا گئیں۔ جب وہ آئے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا کافی ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ تو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناتے ہوئے کہا کہ میرا یہ باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے۔

(۲۵) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کرنا چاہتا ہوں' کونسا صدقہ افضل رہے گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی۔ چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوا دیا اور کہا کہ یہ ام سعد کا ہے۔

(۲۶) عقبہ بن عامر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کرنے والے قبر کی گرمیوں سے محفوظ رہیں گے۔

(۲۷) بہ سند صحیح انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ حضرت سعد

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو انہوں نے عرض کی کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا اور وہ کچھ وصیت نہ کر سکیں' تو کیا ان کی جانب سے میں صدقہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور پانی کا (وقف) کرو۔

(۲۸) سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ بغیر وصیت کے انتقال کر گئیں ہیں' تو کیا میرا صدقہ کرنا ان کو نفع دے گا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں اگرچہ بکری کے جلے ہوئے پائے بھی تم صدقہ کرو۔

(۲۹) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص صدقہ کرے تو اس کا ثواب اپنے والدین کو پہنچائے یوں کہ اس طرح اس کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہو گا۔

(۳۰) انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب کوئی شخص میت کو ایصال ثواب کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام اسے نور طباق میں رکھ کر قبر کے کنارے پر کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے قبول کر۔ یہ سن کر وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی اپنی محرومی پر غمگین ہوتے ہیں۔

(۳۱) سعید ابن سعید نے روایت کی کہ میت کی جانب سے اگر بکری کے پایہ کا بھی صدقہ کیا تو اس کا ثواب بھی اسے ملے گا۔

(۳۲) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کیا تو اللہ (عزوجل) اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دے گا اور جن کی طرف سے حج کیا گیا ہے ان کو پورا اجر ملے گا نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر صلہ رحمی یہ ہے کہ اپنے مردہ رشتہ دار کی جانب سے حج کیا جائے۔

(۳۳) زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کی جانب سے حج کیا تو اس کو اس کی جزا ملے گی اور آسمانوں میں اس کو خوش خبری دی جائے گی۔ نیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ فرمانبردار لکھا جائے گا۔

(۳۴) انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ایک شخص صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میرا باپ مر گیا اور حج فرض ادا نہیں کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ تو سہی کہ اگر اس پر کچھ قرض ہوتا تو تم کیا ادا نہ کرتے؟ اس نے کہا کہ ضرور ادا کرتا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ اس پر قرض ہے ادا کرو۔

(۳۵) عقبہ بن عامر نے روایت کی کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میری ماں مر چکی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔

(۳۶) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میت کی طرف سے حج کیا تو حج کرنے والے اور جس کی طرف سے حج کیا ہے دونوں ہی کو ثواب ملے گا۔

(۳۷) زید بن اسلم نے روایت کی کہ ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ و... کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری ماں مر چکی ہے کیا میں ... کی طرف سے غلام آزاد کروں۔ تو آپ نے فرمایا ہاں۔

(۳۸) عطاء نے روایت کی کہ میت کے مرنے کے بعد غلام آزاد کرنا اور صدقہ میت کے لئے مفید ہے۔

(۳۹) ابن جعفر نے روایت کی کہ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی طرف سے غلام آزاد کرتے تھے۔

(۴۰) قاسم بن محمد نے روایت کی کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی طرف سے ان کے ایصال ثواب کے لئے ایک غلام آزاد کیا۔

(۴۱) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ انہوں

نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاص نے وصیت کی تھی کہ ان کی جانب سے سو غلام آزاد کیے جائیں تو ہشام نے پچاس آزاد کر دیئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں' حج' صدقہ اور آزادی مسلم ہی کی طرف سے کی جائے گی۔

(۴۲) حجاج بن دینار نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والدین کی اطاعت کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھو اور اپنے روزے کے ساتھ ان کے لئے روزہ رکھو' اور اپنے صدقہ کے ساتھ ان کے لئے صدقہ کرو۔

(۴۳) بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ایک عورت نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں پر دو ماہ کے روزے تھے کیا میں ان کی جانب سے روزے رکھ سکتی ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ اس نے عرض کی کہ میری ماں نے حج بھی کبھی نہیں کیا' تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ' ہاں۔

(۴۴) شیخین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی روزے رکھ سکتا ہے۔

قبر پر قرآن خوانی

میت کے لئے قرآن پڑھنے سے میت کو ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ جمہور سلف اور ائمہ مجتہدین ثواب پہنچنے کے قائل ہیں۔ ہمارے امام

ہمارے دور میں وہابی دیوبندی قبر پر قرآن خوانی کے منکر ہیں اس سے خود سمجھ لیں کہ یہ کون ہیں ورنہ زمانہ قدیم سے مسلمان قبر پر قرآن خوانی کے قائل ہیں۔ (اوکی غفرلہ)

شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اختلاف کیا۔ ان کی دلیل یہ آیت ہے کہ وان لیس للانسان الا ماسعی انسان کو اسی کی کوشش کا بدلہ ملے گا۔ لیکن اس آیت کا جواب چند وجوہ سے دیا گیا ہے۔ (بلکہ خود امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول بھی ہے (ولیس مخزلہ)

(۱) یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے' والذین امنوا واتبعتهم ذریتهم یعنی اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے بعد ان کی ذریت آئی۔ اس آیت کا مفاد یہ ہے کہ بیٹوں کو باپ کی نیکی سے جنت میں داخل کر دیا گیا۔

(۲) یہ آیت قوم ابراہیم و موسیٰ کے ساتھ خاص ہے' لیکن یہ امت مرحومہ اس کو تو وہ بھی ملے گا جو خود کرے گی اور وہ بھی جو اس کے لئے کیا جائے گا۔ یہ قول عکرمہ کا ہے۔

(۳) انسان سے مراد یہاں کافر ہے اور مومن اس سے مستثنیٰ ہیں' یہ قول ربیع بن انس کا ہے۔

(۴) یہ قانون عدل ہے اور دوسرے کے کئے سے فائدہ پہنچنا اس کا فضل ہے یہ حسین بن فضل کا قول ہے۔

(۵) لام بہ معنی علی ہے کہ انسان کو ضرر اس کے کئے ہوئے گناہ کا ہوگا' نہ کہ دوسرے کا جو حضرات ثواب کے قائل ہیں وہ یہی قیاس کرتے ہیں کہ جب حج' صدقہ' وقف' دعا' قراءۃ کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو دوسری عبادات کا بھی پہنچ سکتا ہے' اگرچہ یہ احادیث ضعیف ہیں' لیکن ان کی مجموعی حیثیت سے ایصال ثواب کی اصل ثابت ہو سکتا ہے۔

(۶) قدیم سے مسلمان مردوں کے لئے جمع ہو کر قرآن پڑھتے رہے اور کسی نے انکار نہ کیا۔ اس سے اجماع مسلمین بھی ثابت ہوتا ہے۔

فائدہ

یہ سب کچھ حافظ شمس الدین بن عبدالواحد المقدسی حنبلی نے اپنے ایک رسالہ میں ذکر کیا۔

حکایت

قرطبی نے کہا کہ شیخ عزالدین بن سلام سے ایصال ثواب کے قائل نہ تھے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو بعض لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ آپ دنیا میں ایصال ثواب کے قائل نہ تھے اب کیا حال ہے؟ تو کہا کہ ہاں پہلے تو یہی کہتا تھا مگر اب معلوم ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے ثواب پہنچتا ہے اور اب میں نے رجوع کر لیا ہے۔

قبر پر قرآن پڑھنے کے بارے میں ہمارے اصحاب نے جواز کا قول کیا ہے۔ زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

فائدہ

شرح مہذب میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زیارت کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ زیارت کے بعد قرآن پڑھے اور دعا کرے اس پر امام شافعی کی تصریح بھی ہے۔[1] اور ان کے اصحاب بھی اس پر متفق ہیں۔ اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر قرآن ختم کریں تو افضل ہے۔

امام حنبل کا رجوع

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلے اس کا انکار کرتے تھے کیوں کہ ان کو اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہ ملی تھی لیکن ان کو وہ حدیث ملی جو ہم "دفن کے وقت کیا کہا جائے؟" کے باب میں ذکر کر آئے جس کے ابن عمر اور علاء بن حلاج راوی ہیں اور حدیث مرفوع ہے تو رجوع کر لیا۔

[1] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے پہلے قول سے رجوع فرمایا ہو کا جیسے بعد کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے (اویسی غفرلہ)

انصار کا عمل

خلال نے جامع میں شعبی سے روایت کی کہ جب انصار کا کوئی مر جاتا تو وہ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن پڑھتے (الحمد للہ سنی انہی انصار کے طریقے پر ہیں اویسی غفرلہ)

۱۱ بار سورہ اخلاص کا ثواب

ابو محمد سمرقندی نے سورہ اخلاص کے فضائل میں ذکر کیا کہ جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب مردوں کو بخش دیا تو مردوں کی تعداد کے مطابق اسے اجر ملے گا۔

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابوالقاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو قبرستان پر گزرا اور اس نے سورہ فاتحہ' اخلاص اور الھکم التکاثر پڑھی پھر یہ دعا مانگی کہ ' اے اللہ میں نے جو قرآن پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مرد اور عورت دونوں کو دینا۔ تو وہ قبر والے قیامت کے دن اس کے سفارشی ہوں گے۔

حکایت

قاضی ابو بکر بن عبدالباقی انصاری نے سلمہ بن عبید سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ حماد مکی نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ کے قبرستان کی طرف چلا گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا' تو دیکھا کہ قبروں والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا قیامت قائم ہو گئی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں' بات یہ ہے کہ ہمارے ایک بھائی نے سورہ اخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

یٰسین کا ثواب

عبدالعزیز جو خلال کے ساتھی' انہوں نے روایت کی کہ انس نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قبرستان میں "یٰسین" پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مردوں کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا اور پڑھنے والے کو مردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث کہ "اپنے مردوں کے پاس یٰسین پڑھو" دو احتمال رکھتی ہے۔ ایک تو یہ کہ مرتے وقت اور دوسرا یہ کہ قبر پر۔ پہلا قول کا جمہور کا ہے۔ اور دوسرا عبدالواحد مقدسی کا ہے اور ہمارے علمائے متاخرین میں سے محب طبری نے اس کو عام رکھا۔ غزالی نے احیاء میں اور عبدالحق نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہوئے عاقبت میں بیان کیا کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۂ فاتحہ' معوذتین اور اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہل قبر کو پہنچا دو کیوں کہ یہ پہنچتا ہے۔

امام قرطبی کا قول

قرطبی کہتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ پڑھنے کا ثواب پڑھنے والے کو ہے اور میت کو سننے کا ثواب ہے اسی لئے تو[1] نص قرآنی کے بموجب قرآن کے سننے والے پر رحم ہوتا ہے۔ قرطبی فرماتے ہیں کہ خدا کے کرم سے کچھ بعید نہیں کہ وہ پڑھنے اور سننے دونوں کا ثواب مردے کو پہنچا دے۔

حنفیوں کا فتویٰ

حنفیوں کے فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ جو میت کو مانوس کرنا چاہے تو وہ قبر کے پاس قرآن پڑھے' ورنہ جہاں چاہے پڑھے کیوں کہ خدا ہر جگہ کی قرأت سننے والا ہے۔

---

[1] دور سابق میں ایصال ثواب کے منکر مت تھے ہمارے دور میں منکرین حدیث تو منکر ہیں ہی بعض وہابی دیوبندی [illegible] الفاظ قرآنی ہیں [illegible] خصوصیت [illegible] کی تخفیف [illegible] ایصال ثواب میں پڑھیے۔ (اویسی غفرلہ)

ایصال ثواب کے منکرین کارد

امام قرطبی کہتے ہیں کہ ہمارے بعض علماء نے میت کو ثواب پہنچنے پر حدیث صحیح سے استدلال کیا ہے اور وہ یہ کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ملاحظہ فرمایا کہ دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک تر شاخ منگائی اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا لگا دیا' اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی قبر والوں سے عذاب میں تخفیف ہو گی۔ خطابی کہتے ہیں کہ علماء نے اس کے معنی یہ بتائے کہ چیزیں جب تک اپنی اصلیت پر رہتی ہیں' سبز رہتی ہیں یا تر رہتی ہیں' خدا کی تسبیح کرتی ہیں' خطابی کے علاوہ دیگر علماء کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ درختوں وغیرہ کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے تو مومن قبر کے پاس اگر قرآن پڑھے گا تو کیا حال ہو گا۔ پھر یہ قبروں کے پاس درخت لگانے میں اصل ہے۔

حدیث

ابن عساکر نے حماد بن سلمہ کی سند سے روایت کی کہ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ایک قبر پر گزرے قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ٹہنی اس پر لگا دی اور فرمایا کہ شاید اس پر سے عذاب میں کمی ہو۔

حکایت

ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت تھی کہ جب میں مر جاؤں تو قبر میں میرے ساتھ دو ٹہنیاں رکھ دینا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ کرمان اور قومس کے

درمیان ایک جنگل میں وفات پا گئے تو ساتھیوں نے ذکر کیا وصیت کے لئے کھجور کی شاخیں نہ ملیں۔ ابھی وہ حیران ہی تھے کہ کیا کریں۔ اچانک جنگل کی جانب سے کچھ سوار آتے دکھائی دیے ان کے پاس کچھ شاخیں تھیں۔ انہوں نے وہ شاخیں ان سے لے لیں اور انہیں قبر میں ساتھ رکھ دیا۔

اسلاف صالحین کی وصیتیں

(۱) ابن سعد نے مورق سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں دو شاخیں رکھ دی جائیں (۲) تاریخ ابن نجار میں کثیر بن سالم ثقفی کے تذکرے میں ہے کہ انہوں نے بڑی شدت سے یہ وصیت کی کہ ان کی قبر جب مٹ جائے تو اس کی دوبارہ تعمیر نہ کی جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے جن کی قبریں مٹ جاتی ہیں تو میں تمنا رکھتا ہوں کہ میں بھی شمار انہیں لوگوں میں ہو جاؤں۔ (۳) ابن نجار کہتے ہیں کہ آثار میں اس قسم کی روایات ملتی ہیں۔

حکایت

انہوں نے اپنی سند سے وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ارمیاہ نبی علیہ السلام کچھ ایسی قبروں پر گزرے جن کو عذاب ہو رہا تھا پھر ایک سال بعد گزرے تو عذاب ختم ہو چکا تھا۔ تو انہوں نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی کہ اے مولا کیا وجہ ہے کہ پہلے ان کو عذاب ہو رہا تھا اب ختم ہو گیا؟ تو آسمان سے ندا آئی کہ اے ارمیاہ ان کے کفن پھٹ گئے بال بکھر گئے اور قبریں مٹ گئیں تو میں نے ان پر رحم کیا اور ایسے لوگوں پر میں رحم کیا ہی کرتا ہوں۔

موت کا بہترین وقت

احادیث مبارکہ

(۱) ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس کا انتقال ختم رمضان پر ہوا جنت میں داخل ہو گا۔ جس کا انتقال ختم عرفہ پر ہوا جنت میں داخل ہو گا۔ جس کا انتقال صدقہ کے اختتام پر ہوا وہ بھی جنت میں داخل ہو گا۔

(۲) حذیفہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کلمہ محض اللہ کی رضامندی کے لئے پڑھا وہ جنت میں داخل ہو گا اور اس کا خاتمہ بھی کلمہ پر ہو گا اور جس نے کسی دن اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے روزہ رکھا تو اس کا خاتمہ بھی اس پر ہو گا اور داخل جنت ہو گا اور جس نے اللہ کی رضا کے لئے صدقہ کیا اس کا خاتمہ بھی اس پر ہو گا اور وہ داخل جنت ہو گا۔

(۳) خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کو بہت پسند کرتے تھے کہ کسی شخص کا انتقال کسی اچھے کام کے بعد ہو' مثلاً حج' عمرہ' غزوہ' (جہاد)' رمضان کے روزے وغیرہ۔

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بحالت روزہ مرا قیامت تک اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں روزے لکھ دے گا۔

(۵) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو وفات پائے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ اور قیامت کے دن اس پر شہداء کی مہر ہو گی۔

(۶) ابو جعفر نے روایت کی کہ' جمعہ کی رات روشن ہے اور اس کا دن جھلملاتا ہے۔ جو شخص جمعہ کی رات کو مرے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور جو جمعہ کے دن مرے گا وہ عذاب جہنم سے آزاد ہو گا۔

اعمال جو مرنے کے بعد جلد جنت میں پہنچنے کا ذریعہ ہوتے ہیں

حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی وہ مرتے ہی جنت میں جائے گا۔ بیہقی نے بھی ایسی ہی روایت کی۔ (نسائی وغیرہ)

مرنے کے بعد مردے کے جسم کی کیفیت

احادیث مبارکہ

(۱) بخاری نے جندب بجلی سے روایت کی۔ سب سے پہلے انسان کا پیٹ سڑتا ہے۔

(۲) وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں میت کے جسم کو نہ سڑاتا تو لوگ مردوں کو گھر میں ہی رکھے رہتے۔ (ابو نعیم)

(۳) زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے بندوں پر تین چیزوں سے فراخی کی غلہ میں گھن پیدا کر دیا ورنہ بادشاہ اس کو جمع کر لیتے جیسے سونا چاندی جمع کرتے ہیں۔ میت کا جسم سڑا دیا ورنہ کوئی میت کو دفن نہ کرتا اور غمگین کو اس کا غم بھلا دیا ورنہ وہ بھی چین سے

نہ بیٹھتا۔ (ابن عساکر)

(۴) ابو قلابہ نے روایت کی اللہ تعالیٰ نے روح سے زائد اچھی چیز پیدا نہ فرمائی۔ یہ جس سے نکال لی جائے اس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ (ابن عساکر)

(۵) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی ہر چیز گل سڑ جاتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے اور اسی سے قیامت کے دن اسے مرکب کیا جائے گا۔ (یہ عام حکم ہے نبی کریم و اولیاء صلحاء مستثنیٰ ہیں (اویسی غفرلہ)

(۶) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی آدم کے تمام اجزاء کو مٹی کھاتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے اور اسی سے انسان مرکب ہے۔ (مسلم و ابو داؤد)

فائدہ

شارح مواقف کہتے ہیں کہ کیا اللہ اجزاء بدنیہ کو معدوم کر دیتا ہے اور پھر پیدا فرماتا ہے یا منتشر کر دیتا ہے اور پھر مجتمع فرمائے گا؟ حق تو یہ ہے کہ اس سلسلے میں کوئی صراحت موجود نہیں تو کسی چیز پر یقین نہیں کر سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول "ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے خدا کے" میں کوئی دلیل نہیں کیوں کہ جس طرح انعدام ہلاک ہے اسی طرح تفریق بھی ہلاک ہے۔

(۷) اوس بن اوس نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر بہ کثرت درود و سلام بھیجو کیوں کہ تمہارا درود و سلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ پر درود کیوں بھیجیں حالانکہ آپ تو مٹی میں مل چکے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو حرام کر دیا ہے۔ (ابو داؤد)

---

[1] یہ حدیث حیاۃ الانبیاء علیہم السلام کی دلیل ہے (اویسی غفرلہ)

(۹) ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب بھی تم مجھ پر درود بھیجتے ہو تو تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے تو صحابہ نے عرض کی کہ کیا موت کے بعد بھی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں موت کے بعد بھی کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو حرام فرمادیا ہے۔ (ابن ماجہ)!

(۹) مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عبدالرحمن بن ابی صعصعہ کو معلوم ہوا کہ عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبروں کو سیلاب نے کھول دیا۔ دونوں ایک ہی قبر میں تھے۔ اور جنگ احد میں شہید ہوئے تھے' تو لوگوں نے ان کو کھودا کہ دوسری جگہ منتقل کر دیں تو ایسا معلوم ہوا کہ ان کو ابھی کسی نے دفن کیا ہے۔ ان میں سے ایک اپنے زخم پر ہاتھ رکھے تھے۔ ہاتھ کو ہٹایا گیا مگر انہوں نے پھر وہیں رکھ لیا حالانکہ یہ واقعہ غزوہ احد کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔! (موطا امام مالک)

صحابہ قبور میں زندہ

بیہقی نے دلائل میں دوسری سند سے اس واقعہ کو بیان کیا کہ جب ان کا ہاتھ ہٹایا گیا تو خون بہہ نکلا۔ پھر جب ہاتھ رکھ دیا تو بند ہو گیا کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کیا کہ پانی کا چشمہ نکالیں۔ تو اعلان کر دیا کہ یہاں جس کا ساتھی دفن ہو آ جائے تو لوگ آئے اور اپنے مردوں کو دیکھا تو وہ بالکل تازہ تھے حتی کہ ایک شخص کے پیر پر پھاوڑا لگ گیا تو خون بہہ نکلا۔ اس موقع پر ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس کے بعد کوئی منکر انکار نہ کرے گا۔ لوگ مٹی کھود رہے تھے تو ان کو ایک مٹی سے مشک کی خوشبو آئی۔ واقدی نے اپنے شیوخ سے اسی قسم کی روایت کی۔ (بیہقی فی الدلائل)

! یہ واقعہ ان کی قبر میں زندہ ہونے کی دلیل ہے۔ ۱۲ (اویسی غفرلہ)

فائدہ

(۹) بیہقی نے دلائل میں (موصولاً) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے اتنا اضافہ کیا کہ پھاوڑا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر لگ گیا اور اس سے خون بہہ نکلا۔

(۱۰) طبرانی میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلب ثواب کے لئے اذان دینے والا شہید کی مانند ہے۔ جب وہ مرتا ہے تو اس کی قبر میں کیڑے نہیں پڑتے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ بظاہر اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کو کیڑے نہیں کھاتے۔

(۱۱) عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ موذنوں کی گردنیں بڑی لمبی ہوں گی اور ان کی قبروں پر کیڑے نہ پڑیں گے یعنی ان کے اجسام محفوظ ہوں گے۔ (اویسی غفرلہ)

(۱۲) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حافظ مرتا ہے تو خدا تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کے جسم کو نہ کھانا تو زمین کہتی ہے کہ اے خداوند میں اس کے جسم کو کیسے کھا سکتی ہوں اس میں تو تیرا کلام ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث بھی ہیں۔ (ابن مندہ)

حقیقت روح

روح کیا ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کی تحقیق کا آغاز ابن تیمیہ کے

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ [illegible]

تبصرہ اویسی غفرلہ

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ [illegible]

شاگرد ابن کرتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ ان میں سے اکثر میں نے ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب الروح سے کئے ہیں۔

(۱) شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ کے ایک ویرانے میں تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک شاخ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے' تو چند یہودی گزرے اور انہوں نے کہا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو۔ بعض نے کہا کہ نہ پوچھو۔ بالآخر فیصلہ پوچھنے پر ہی ہوا۔ وہ بڑھے اور کہا کہ "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) روح کیا ہے؟" تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکڑی پر ٹیک لگائے بدستور کھڑے رہے' حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی آ رہی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے عالمِ حکم امر سے ایک چیز ہے اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے" اب روح کے بارے میں دو گروہ ہو گئے۔ ایک کا خیال ہے کہ اس سلسلہ میں گفتگو نہ کی جائے کیوں کہ یہ خدا کا بھید ہے۔ یہ طریقہ پسندیدہ ہے۔

فائدہ

جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ روح کا علم خدا کے ساتھ ہے' اس نے یہ اپنی مخلوق کو نہیں دیا۔ تو اس میں بحث نہ کرنی چاہئے' ہاں یہ موجود ہے۔ یہی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اکثر سلف سے منقول ہے چنانچہ ابن عباس

(بقیہ حاشیہ) بریلوی جھگڑے ختم ہو جائیں اور حق ہو کہ سنی بریلوی حق پر ہیں لیکن جب تک قبر پرست نہیں کے آب اس سے روحوں جیسے جنّی اور محل میں آنے جاتے ہیں تو شرک و بدعت کے فتوے کیوں فقیر نے صرف اس موضوع پر دو رسالے لکھے ہیں (۱) روح مرتی نہیں (۲) زندہ روحوں کے زندہ قصے

روح کے خاتمہ متعلق فوائد

روح کے متعلق بہت سے مختلف ہے لیکن ہم فقیر نے اپنی طرف سے اس کے بعد لکھتے چلے آ رہے ہیں قیم نے اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے اختصار کی خاطر اسی لئے اس بحث کو امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی نقل پر اکتفا کرتا ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ روح کی تفسیر نہ کرتے تھے۔

(۲) عکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روح کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ 'روح میرے رب کے عالم امر سے ہے' تم اس کی حقیقت کو نہیں پا سکتے۔ تم وہی کہو جو خدا (عزوجل) نے فرمایا اور اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھایا کہ "وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (ابن ابی حاتم)

(۳) ابن جریر نے اپنی سند سے روایت کی کہ 'جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہود نے کہا کہ یہی ہماری کتاب میں ہے۔

فائدہ

میں یہ کہتا ہوں کہ یہ وہ مسئلہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے قرآن اور توراۃ و انجیل میں پوشیدہ رکھا تو اس کا علم صحیح کس کو ہو سکتا ہے۔

مخفی راز

ابو القاسم قشیری نے کہا کہ 'افضل ترین فلاسفہ اس مسئلے میں خاموش ہو گئے اور کہا کہ یہ تقدیر کی طرح ایک بھید ہے ابن بطال کہتے ہیں کہ اس کے علم سے خلق کو محروم کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ وہ اپنے عجز کو جان لیں۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اس میں تنبیہ ہے کہ اے انسان جب تو اپنی حقیقت کے پہچاننے سے عاجز ہے تو اپنے خالق کی حقیقت کیوں کر پہچان سکتا ہے؟ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے انسان کی نگاہ خود اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی۔

منکرین علم روح (مثلاً وہابیوں) کا رد

ایک فرقے نے اس کی حقیقت پر بحث کی ہے۔ امام نووی کہتے ہیں اس میں صحیح ترین قول امام الحرمین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے کہ یہ ایک لطیف جسم ہے جو کثیف اجسام میں اس طرح داخل ہے جس طرح سبز لکڑی میں پانی۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ روح کا علم کسی کو نہ تھا وہ اس بات میں مختلف ہیں کہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تھا یا نہیں؟ ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ہم کو عبداللہ بن بریدہ سے روایت پہنچی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہو گئی اور آپ کو روح کی حقیقت روح کا علم نہ ہوا۔ اور ایک گروہ کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روح کا علم تھا لیکن بتانے کا حکم نہ تھا یہ اختلاف بالکل علم ساعت (قیامت) کے اختلاف کی طرح ہے۔

روح کیا ہے؟

اکثر مسلمانوں کا مذہب ہے کہ روح بھی ایک جسم ہے اور کتاب و سنت و اجماع سے بھی یہی ثابت ہے کیوں کہ اس کے لئے صفات اجسام ثابت ہیں مثلاً قبض کرنا' چھوڑنا' لینا' چڑھنا' گرنا' آرام پانا' تکلیف اٹھانا' جانا' واپس آنا' راضی ہونا' ناراض ہونا' منتقل ہونا' کھانا پینا' سیر کرنا' آرام کرنا' تھکنا' بولنا' پہچاننا' نہ پہچاننا' وغیرہ۔ یہ سب وہ صفات ہیں جو کسی عرض کو لاحق نہیں ہو سکتیں۔ پھر یہ چیز بھی شک سے بالاتر ہیں کہ روح اپنے خالق کو پہچانتی ہے اور معقولات و مدرکات کو جانتی ہے یہ سب خود عرض ہیں اور اگر روح کو بھی عرض کہیں تو قیام العرض بالعرض لازم آئے گا اور یہ محال ہے استاذ ابو القاسم قشیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ روح کی صورت کا اجسام لطیفہ سے ہونا بالکل فرشتوں اور شیاطین (جنات) کی مانند ہے۔

فائدہ

صحیح یہ ہے کہ روح اور نفس ایک ہی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اے مطمئن نفس اپنے رب کی طرف لوٹ جا" دوسری جگہ فرمایا کہ "روکا نفس کو خواہش سے" کہتے ہیں فاضبت نفسہ یعنی مر گیا اور جان نکل گئی۔

مسئلہ

بعض کہتے ہیں کہ جو روح قبض کی جاتی ہے وہ نفس کے علاوہ ہے۔ اس کی تائید وہ تفسیر کرتی ہے جو ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے قول "اللہ یتوفی الانفس حین موتھا" میں کی کہ انسان میں روح اور نفس ہے اور ان کا تعلق ایسا ہے جیسا آفتاب کا اپنی شعاع سے پس نیند میں اللہ نفس کو قبض کر لیتا ہے اور روح کو چھوڑ دیتا ہے' وہ انسان میں رہتی ہے اب اگر اللہ تعالیٰ اس کے قبض کا بھی ارادہ کرے تو روح کو قبض کر لیتا ہے اور انسان مر جاتا ہے اور اگر ابھی اس انسان کی زندگی ہوتی ہے تو نفس کو اس کی جگہ واپس کر دیتا ہے۔

تین اشیاء

مقاتل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ انسان کے لئے زندگی نفس اور روح تین چیزیں ہیں جب انسان سوتا ہے تو اس کا وہ نفس نکل جاتا ہے جس سے وہ چیزوں کو پہچانتا ہے اور پوری طرح نہیں نکلتا' بلکہ اس طرح جیسے کہ کوئی رسی کھینچ دی جائے۔ تو وہ نفس خواب دیکھتا ہے اور زندگی روح کے ہمراہ جسم ہی میں رہتی ہے جس سے انسان سانس لیتا ہے۔ جب جسم کو ہلایا جائے تو وہ چشم زدن سے زیادہ جلدی واپس آ جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس کو مارنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس نفس کو روک لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نفس خواب دیکھ کر واپس آتا ہے اور روح کو اطلاع دیتا ہے اور روح قلب کو اطلاع دیتی ہے۔ اس طرح انسان جان لیتا ہے کہ اس نے کیا دیکھا اور کیا نہ دیکھا۔

نفس کیا ہے؟

ابوالشیخ نے "کتاب العظمۃ" میں اور ابن عبدالبر نے "تمہید" میں وہب بن منبہ سے روایت کی کہ انسان کا نفس بھی چوپایوں کی طرح پیدا کیا گیا ہے کہ وہ

خواہشیں رکھتا ہے اور انسان کو برائی کی طرف بلاتا ہے اور اس کی قیام گاہ پیٹ ہے۔ انسان کی فضیلت اس کی روح سے ہے' اس کا مسکن دماغ ہے انسان اس سے زندہ رہتا ہے اور یہی انسان کو بھلائی کی دعوت دیتی ہے پھر وہب نے اپنے ہاتھ پر ناک سے ہوا نکال کر کہا کہ دیکھو یہ ٹھنڈی ہے کیوں کہ روح سے ہے اور پھر ہوا خارج کی' اور کہا کہ یہ گرم ہے' کیوں کہ نفس سے ہے۔ ان کی مثال میاں بیوی کی سی ہے کہ جب روح بھاگ کر نفس کے پاس آ جاتی ہے تو انسان آرام پاتا ہے اور سو جاتا ہے اور جب جاگتا ہے تو روح اپنی جگہ آ جاتی ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ جب تم سو کر جاگتے ہو تو ایسا محسوس کرتے ہو کہ کوئی چیز تمہارے سر میں حرکت کر رہی ہے۔ دل کی مثال بادشاہ کی سی ہے اور اعضاء خادم ہیں۔ جب نفس برائی کا حکم دیتا ہے تو اعضاء متحرک ہو جاتے ہیں مگر روح روکتی ہے اور خیر کی دعوت دیتی ہے۔ اگر دل مومن ہوتا ہے تو روح کی اطاعت کرتا ہے' اور اگر کافر ہوتا ہے تو نفس کی اطاعت کرتا ہے اور روح کی مخالفت کرتا ہے۔

قوت نفس

ابن سعد نے اپنی "طبقات" میں وہب بن منبہ سے روایت کی کہ' اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو مٹی اور پانی سے پیدا کیا۔ پھر اس میں نفس پیدا کیا جس کے سبب کھڑا ہوتا ہے اور بیٹھتا ہے' سنتا' دیکھتا اور جانتا ہے اور جن چیزوں سے چوپائے بچتے ہیں ان سے ہی وہ بچتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے روح پیدا کی۔ جس کے سبب اس نے حق و باطل کی پہچان کی۔ ہدایت اور گمراہی کو جانا۔ اسی کی وجہ سے ڈرا اور آگے بڑھا اور کاموں کے انجام کو معلوم کیا۔

نفس بھی جسم ہے

ابن عبدالبر نے "تمہید" میں کہا کہ ابو اسحاق محمد بن قاسم بن شعبان نے ذکر کیا کہ عبدالرحمن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مصاحب تھے انہوں نے فرمایا کہ' نفس انسان کے جسم کی طرح ایک جسم ہے اور روح

جاری پانی کی مانند ہے اور دلیل یہ آیت ہے کہ اللہ یتوفی الانفس 'اللہ نفسوں کو موت دیتا ہے۔ پھر یہ کہ اللہ سونے والے کے نفس کو موت دے دیتا ہے اور اس کی روح چڑھتی اور اترتی رہتی ہے اور نفس جگہ جگہ سیر کرتا ہے۔ جب اللہ تعالی اس نفس کو جسم میں واپس آنے کی اجازت دے دیتا ہے تو جسم جاگ اٹھتا ہے۔ ان کے نزدیک نفس اور روح دو الگ الگ چیزیں ہیں اور روح اس پانی کی مانند ہے جو باغ میں جاری رہتا ہے اور جب خدا تعالی اس باغ کو فاسد کرنا چاہتا ہے' پانی کو روک لیتا ہے اسی طرح روح انسانی اور اس کے جسم کا حال ہے۔

مرنے کے بعد روح کی چال

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن ابی جعفر نے فرمایا کہ میت کو جب تخت پر لے کر چلتے ہیں تو اس کی روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو اس کے ہمراہ چلتا ہے پھر جب اس کو نماز کے لئے رکھتے ہیں تو وہ رک جاتا ہے اور پھر جب دفن کے لئے لے کے چلتے ہیں تو وہ بھی ساتھ چلتا ہے۔ اور جب اس کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اللہ (عزوجل) اس کی روح کو واپس کر دیتا ہے تاکہ فرشتے سوال و جواب کریں جب سوال کرنے والے فرشتے پھرتے ہیں تو ایک فرشتے کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اس کے نفس کو نکال لے اور جہاں اللہ (عزوجل) حکم دے پہنچ دے۔ یہ فرشتہ ملک الموت کے مددگاروں میں سے ہوتا ہے۔ شیخ عزالدین ابن سلام کہتے ہیں کہ ہر انسان میں دو روحیں ہیں ا- ایک روح یقظہ ہے' یعنی وہ روح کہ جب وہ جسم میں ہو تو عادتاً انسان بیدار ہوتا ہے اور جب وہ نکل جائے تو عادتاً انسان سو جاتا ہے اور یہ انسان خواب دیکھتا ہے ۲- اور دوسری روح حیات کہ جب وہ جسم میں ہو تو عادتاً وہ جسم زندہ ہوتا ہے۔ اور جب اسے نکال دیا جائے تو عادتاً وہ مر جاتا ہے اور جب وہ روح لوٹ آئے تو جسم زندہ ہو جاتا ہے یہ دونوں روحیں انسان کے باطن میں ہیں' ان کا ٹھکانہ اللہ ہی جانتا ہے۔

روح قلب میں

بعض متکلمین کہتے ہیں کہ روح قلب انسانی کے قریب ہے۔ ابن عبدالسلام کہتے ہیں کہ بہت ممکن ہے کہ روح قلب میں ہو۔ نیز یہ کہ ممکن ہے تمام ارواح لطیف ہوں اور ممکن ہے کہ مومنین کی ارواح کے ساتھ خاص ہو۔ روح حیات اور روح یقظہ کے وجود پر یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ "اللہ نفسوں کو وفات دیتا ہے" تو جن کے لئے اس نے موت کا فیصلہ کر دیا انہیں روک لیتا ہے اور یہ روح حیات ہے۔ اور جن کے لئے زندگی مقدر ہے انہیں چھوڑ دیتا ہے اور یہ روح یقظہ ہے۔ روح حیات مرتی نہیں بلکہ آسمان کی طرف اٹھ جاتی ہے۔ اب اگر کافر کی روح ہوتی ہے تو اس کے لئے آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا ہے اسے زمین پر واپس کر دیا جاتا ہے۔ اور مومنین کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ رب العالمین کے حضور پیش ہو سکیں۔ شیخ عزالدین کی طرح امام غزالی بھی روح کے لئے قلب ہی کو مستقر مانتے ہیں۔ اور مجھے اس سلسلے میں ایک حدیث بھی ملی ہے۔

خزیمہ کی کہانی

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں زہری سے روایت کی کہ خزیمہ بن حکیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فتح مکہ کے روز آئے اور عرض کی کہ مجھے رات کی تاریکی، دن کی روشنی اور سردی میں پانی کی گرمی اور گرمی میں پانی کی سردی اور بادل اور مرد و عورت کے پانی کے ٹھہرنے کا حال، اور نفس کا مقام، یہ سب کچھ بتایئے تو انہوں نے حدیث ذکر کی اور فرمایا کہ نفس کی قیام گاہ دل ہے اور یہ لوگوں کو خون سے سیراب کرتا ہے۔ جب قلب مر جاتا ہے تو رگیں منقطع ہو جاتی ہیں۔

اجماع اہل سنت

اہل سنت کا اجماع ہے کہ روح حادث ہے اور مخلوق ہے زندیقوں کے علاوہ اس میں کسی نے اختلاف نہ کیا۔ ابن قتیبہ اور محمد بن نصر مروزی اجماع کے نقل کرنے والے ہیں۔

روح پہلے یا جسم

اس میں اختلاف ہے کہ روح پہلے پیدا ہوئی یا جسم۔ بعض کہتے ہیں کہ روح پہلے پیدا ہوئی۔ چنانچہ محمد بن نصر اور ابن حزم نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ابن مندہ نے عمرو بن عبسہ سے مرفوعاً روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی روحوں کو بندوں سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا تو جنہوں نے ایک دوسرے کو پہچانا وہ مل گئیں اور جنہوں نے نہ پہچانا وہ مختلف ہو گئیں۔ نیز یہ کہ ذریت آدم کو ان کی پشت سے نکالنے والی احادیث نیز یہ کہ اللہ (عزوجل) نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو قیامت تک پیدا ہونے والی ذریت آپ کی پیٹھ سے نکل آئی۔ حاکم نے اسے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

میثاق کا مضمون

حاکم نے ابی بن کعب سے اذا حذربك من بنی ادم من ظھورھم کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کی ارواح کو نکالا۔ ان کو صورت اور قوت گویائی عطا فرمائی تو انہوں نے گفتگو اور اللہ تعالیٰ سے معاہدہ کر لیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جسم پہلے پیدا ہوئے' چنانچہ قرآن شریف میں ہے ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکورا انسان پر ایک ایسا زمانہ آیا وہ اس میں کچھ بھی نہ تھا۔

نفخ روح کب

مروی ہے کہ پتلہ انسانی نفخ روح سے چالیس سال قبل تک ٹھہرا رہا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ تمہاری پیدائش اس طرح ہے کہ تم چالیس روز تک ماں کے پیٹ میں رہے پھر علقہ ہوا پھر مضغہ ہوا۔ پھر فرشتہ نے آ کر روح پھونک دی نفخ روح اور خلق روح دو الگ الگ چیزیں اور ان میں فرق یہ ہے کہ روح طویل عرصہ سے مخلوق ہے۔

فلاسفہ کا رد

مسلمانوں کے نزدیک روح بدن کے فنا کے بعد بھی باقی رہتی ہے اس میں فلاسفہ کا اختلاف ہے۔ ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ ہر نفس موت کو چکھنے والا ہے اور ظاہر ہے کہ چکھنے والا چکھی جانے والی چیز کے بعد باقی رہتا ہے اس کے علاوہ دوسری دلیل دینے کا مفصل بیان گزرا۔ بعض کہتے ہیں کہ قیامت کے دن فنا ہو جائے گی اور پھر لوٹائی جائے گی کیونکہ خدا کا وعدہ ہے کہ کل من علیھا فان جو بھی زمین پر ہے فنا ہو گا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ الا من یشاء اللہ سے مستثنیٰ ہے۔

روح فنا نہیں ہوتی

سبکی نے اپنی تفسیر در نظیم میں کہا کہ صحیح یہ ہے کہ روح فنا نہ ہو گی جیسے کہ میں (ابن قیم) نے اپنی کتاب "کتاب الروح" میں اس اختلاف کو ذکر کیا کہ کیا روح بدن کے بعد باقی ہے یا فنا ہو جائے گی۔ اور فیصلہ یہ دیا کہ اگر ذائقہ موت سے مراد جسم سے جدا ہونا ہے تو صحیح ہے اور اگر معدوم ہونا ہے تو تسلیم نہیں کیوں کہ روح پیدا ہونے کے بعد ابدی طور پر باقی رہنے والی ہے۔ خواہ نعمت میں یا زحمت میں ہو۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ دمشق میں اپنی سند سے ذکر کیا کہ کسی نے سحنون بن سعید سے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ روح بھی بدن کے ساتھ مر جاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ معاذ اللہ یہ تو اہل بدعت کا قول ہے۔

روح کا مشغلہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "الارواح جنود مجندة الخ" میں اختلاف ہے کہ اس کے معنی کیا ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ اس سے مراد خیر و شر، صلاح و فساد میں مشابہت ہے 'خیر' خیر ہی کی طرف رغبت کرے گا اور برا' برے کی طرف۔ تو روحوں کو تعارف طبیعتوں کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ جب طبیعتیں متفق ہو جاتی تو مل جاتی اور متعارف ہو جاتی ہیں۔

عالم ارواح

اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باخبر روح اگرچہ ایک ہی جنس ہے' تاہم اپنے اوصاف کے لحاظ سے مختلف ہے ہر قسم کی روح اپنی ہم شکل سے محبت رکھتی ہے اور مخالف سے نفرت کرتی ہے۔ تاریخ میں ابن عساکر نے اپنی سند سے ہرم بن سنان سے روایت کی ہے کہ' وہ کہتے ہیں کہ میں اویس قرنی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا۔ میری اور ان کی اس سے قبل کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی' لیکن آپ نے فوراً جواب دیا کہ وعلیکم السلام یا ہرم ابن سنان۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے میرا اور میرے باپ کا نام کیوں کر پہچان لیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نے تم سے گفتگو کی تو میری روح نے تمہاری روح کو شناخت کر لیا کیوں کہ جسموں کے نفس کی طرح روحوں کا بھی نفس ہوتا ہے اور مومن کی روحیں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں۔ اور اللہ کی رحمت کی وجہ سے بلا دیکھے ایک دوسرے سے محبت رکھتی ہے۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز

طوسی نے "عیون الاخبار" میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ مکہ میں ایک عورت تھی جو قریش کی عورتوں کے پاس آتی اور انہیں ہنساتی تھی۔ جب ہجرت کر کے مدینہ آئی تو میرے پاس آئی۔ میں نے پوچھا کہ کہاں ٹھہری ہو؟ کہا کہ مدینہ میں فلاں ہنسانے والی عورت کے ہاں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو دریافت کیا کہ کیا فلاں ہنسانے والی عورت تمہارے پاس ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ کس کے یہاں ٹھہری ہے میں نے کہا کہ فلاں ہنسانے والی عورت کے پاس۔ آپ نے فرمایا کہ' الحمد للہ' روحوں کا بھی ایک لشکر ہے جن کا تعارف ہوتا ہے وہ مل جاتی ہیں اور جن کا تعارف نہیں ہوتا وہ نہیں ملتیں۔

مرنے کے بعد ارواح کی پہچان اور اس کے دلائل

ابن قیم کہتے ہیں کہ جسم سے جدا ہونے کے بعد روحیں ایک دوسرے سے

کیوں کر ممتاز ہوتی ہیں' حتیٰ کہ بعض ارواح دوسری ارواح سے ملتی ہیں اور بعض نفرت کرتی ہیں؟ تو اس کا جواب مذہب اہل سنت (خدا ان میں اضافہ کرے) کے مطابق یہ ہے کہ روح ایک ذات ہے جو چڑھتی اترتی ہے' ملتی اور جدا ہوتی ہے' آتی جاتی ہے' متحرک ہوتی اور ٹھہرتی ہے۔ اس پر ایک سو سے زائد دلائل ہیں' ان میں سے چند یہ ہیں:

قرآن مجید

ونفس وما سواھا یعنی "قسم ہے نفس کی اور اس کو برابر کرنے والے کی"

تفسیر

ونفس وما سواھا "یعنی (نفس برابر کیا ہوا ہے) جیسے کہ بدن کے بارے میں فرمایا کہ وہ خدا جس نے تجھ کو پیدا کیا اور برابر کیا۔ یعنی نفس کو روح کے مطابق کر دیا تو بدن کی برابری نفس کی برابری اور تسویہ کے تابع ہے۔ یہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس بدن سے ایک ایسی صورت حاصل کرتا ہے جس کے باعث وہ دوسرے نفوس سے ممتاز قرار پاتا ہے کیوں کہ جس طرح جسم نفس سے متاثر ہوتا ہے اسی طرح نفس بدن سے متاثر ہوتا ہے اور اس طرح وہ ایک امتیاز حاصل کرتا ہے نفوس کا امتیاز ابدان کے امتیاز سے کہیں زائد ہے۔ کبھی جسم ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں مگر نفوس قطعاً ایک دوسرے سے ممتاز رہتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم نے انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کا مشاہدہ کبھی نہیں کیا۔ حالانکہ وہ ہمارے علم میں ایک دوسرے سے ممتاز ہیں اور یہ امتیاز ان کے جسموں کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے روحانی صفات کے اختلاف سے ہے۔

تمثیل ہم دو سگے بھائیوں کی شکل و صورت میں بے حد مشابہت پاتے ہیں مگر ان کی ارواح میں پوری مخالفت ہوتی ہے۔ پھر بسا اوقات ہم ایک قبیح اور بری شکل دیکھتے ہیں تو اس کی روح کو بھی اس کی بد صورتی سے کچھ نہ کچھ تعلق ہوتا ہے جب کسی کا بدن آفت زدہ ہوتا ہے تو اس کی روح بھی کچھ نہ کچھ آفت رسیدہ ضرور ہوتی ہے۔ اس لئے سمجھ دار لوگ صورت دیکھ کر انسان کے باطنی

حالات کا پتہ چلاتے ہیں۔

ارواح کی صورتیں

جب ہم کسی حسین و جمیل صورت کو دیکھتے ہیں تو وہی حسن و خوبی اس کی روح میں بھی پاتے ہیں پھر ملائکہ بدن اور جسم نہ ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں تو جن اور انسانوں کی روحیں بہ طریق اولیٰ ممتاز ہوں گی۔ الدرۃ الفاخرۃ میں غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا کہ: "مسلمان کی روح شہد کی مکھی کی صورت پر ہوتی ہے جب کہ کافر کی روح ٹڈی کی شکل پر ہوتی ہے۔ لیکن اس کا حدیث میں کوئی وجود نہیں' بلکہ حدیث میں تو یہ ہے کہ اسرافیل علیہ السلام جب روحوں کو پکاریں گے تو مومن کی روحیں بزرگ دار نور کی مانند آئیں گی اور کافروں کی ارواح اندھیرے کی مانند۔ پھر سب کو جمع کر کے صورتیں رکھیں گے' پھر صور پھونکیں گے۔ تو اللہ (عزوجل) فرمائے گا کہ مجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم ہر روح اپنے جسم کی طرف واپس لوٹ جائے تو روحیں شہد کی مکھیوں کی مانند زمین و آسمان کو پر کر دیں گی۔ اور ہر روح اپنے جسم کی جانب چلی جائے گی' اور جسم میں اس طرح داخل ہو گی جیسے جسم میں زہر سرایت کرتا ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس قول میں ارواح کو شکل اور صورت میں شہد کی مکھیوں سے تشبیہ نہیں دی ہے۔ بلکہ محض نکل کر منتشر ہونے میں شہد کی مکھیوں سے تشبیہ دی ہے یہ بالکل ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ قبروں سے منتشر ٹڈیوں کی طرح نکلیں گے۔

فائدہ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ مومنین کو روحیں جابیہ سے اور کافروں کی برہوت سے آئیں گی' اور وہ اپنے جسموں کو اس طرح پہچانتی ہیں جس طرح تم اپنی سواریوں کو بلکہ اس سے بھی زیادہ مومنوں کی روحیں سپید ہوں گی اور کافروں کی سیاہ۔

روح اور جسم کا جھگڑا

ابن مندہ' ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز لوگوں میں اختلاف ہو گا حتیٰ کہ روح و جسم میں بھی اختلاف ہو گا۔ روح

جسم سے کہے گی کہ یہ کام تو نے کیا ہے اور جسم روح پر الزام رکھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو فیصلہ کے لئے بھیجے گا۔ فرشتہ کہے گا کہ تمہاری مثال تو اندھے اور لنگڑے کی سی ہے کہ وہ ایک باغ میں داخل ہو گئے اور کھانے لگے۔ مالک نے پکڑ لیا تو اب تم خود بتاؤ کہ مجرم کون ہے؟ تو روح اور جسم دونوں بولے کہ دونوں ہی مجرم ہیں کیوں کہ توڑنے والا لنگڑا تھا۔ اور اس کو بلانے والا اندھا فرشتہ بولا کہ بس تم نے خود اپنے ہی خلاف فیصلہ کر لیا۔ یعنی جسم روح کے لئے بمنزلہ سواری ہے۔

مثال روح اور جسم کا جھگڑا

دار قطنی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً یہ روایت کی کہ جسم قیامت کے دن کہے گا کہ میں تو شہتیر کے مانند پڑا تھا' یہ سب کارگزاری روح کی ہے۔ روح کہے گی کہ میں تو ہوا کے مانند تھی' یہ سب کارگزاری جسم کی ہے۔ تو فرشتے نے ان کو لنگڑے اور اندھے کی مثال دی۔

فائدہ

اس کو عبداللہ بن احمد نے "زوائد الزہد" میں روایت کیا۔ انہوں نے روح کے بجائے قلب کا ذکر کیا۔ اس سے پتہ چلا کہ روح کا مستقر قلب ہے۔

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماٰب

تمت بالخیر

ختم شد

الحمد للہ لمعۃ النور فی ترجمۃ شرح الصدور

۲۳ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ --- بہاولپور --- پاکستان